

# حیات علیہ

چشمہ اسلام امام غزالی رحمتہ



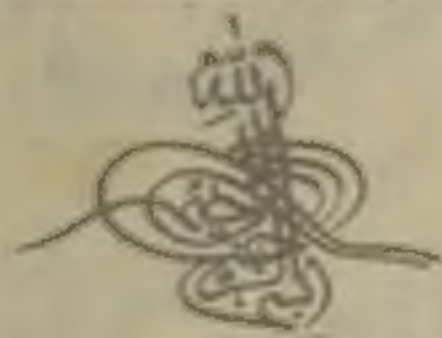
مکتبہ دسمانیہ

اردو بازار لاہور









حجۃ الاسلام امام ابو حسان محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ  
کے معرکہ آرا فکر انگیز مرقع ہدایت

# ایضاح علوم الدین

کامستند اردو ترجمہ

# مذاق العارفین

جلد دوم  
ترجمہ

مولانا محمد حسین نانوتوی

عنوانات

مولانا سمیع الرحمن علی

فیس ۵۶۵۲۱

مکتبہ رحمانیہ • اردو بازار لاہور ۲





احیاء العلوم	نام کتاب :
حجۃ الاسلام امام غزالیؒ	نام مصنف :
مولانا محمد احسن نانوتویؒ	نام مترجم :
مولانا سعید الرحمن علوی	عنوانات :
مکتبہ رحمانیہ اردو بیازدار لاہور	ناشر :
نہد بشیر پرنٹرز	پرنٹرز :
۳۰۰ روپے	قیمت مکمل جلد :



Masood Faisal Jhandir Library



# فہرست مضامین

## احیاء العلوم اردو جلد دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۰	نکاح کی ترغیب	۷	دیباچہ
۴۴	نکاح سے اعراض کی وجوہات		
۴۵	نکاح کے فوائد	۸	پہلا باب :- کھانے کے آداب
۶۱	نکاح کے سبب پیدا ہونے والی آفتیں		
۶۷	دوسری فصل :- عورت کے حالات اور عقد کی شرائط	۸	پہلی فصل :- تنہا کھانا کھانے والے کے آداب
۶۷	عقد کی چار شرائط	۸	کھانا کھانے سے قبل جو آداب ضروری ہیں
۶۸	منکوحہ کے حالات	۱۱	دوران طعام کے آداب
	تیسری فصل :- آداب معاشرت اور ایسے امور جو	۱۳	کھانے کے بعد کے آداب
۷۷	تعلقات کی بہتری کے لئے ضروری ہیں	۱۴	دوسری فصل :- اجتماعی کھانے کے آداب
۷۷	شوہر کے لئے آداب	۱۷	تیسری فصل :- بہمانوں کے سامنے کھانا رکھنا
۱۰۲	عورت کے ذمہ حقوق کی تفصیل	۲۳	چوتھی فصل :- دعوت کے آداب
		۲۳	دعوت کی فضیلت
		۲۵	دعوت قبول کرنا
۱۰۸	تیسرا باب :- حصول رزق اور کسب معاشرہ	۲۹	دعوت کھانے کے لئے حاضری کے آداب
		۳۰	کھانا لانے کے آداب خمسہ
		۳۴	دعوت سے واپسی کے آداب ثلاثہ
		۳۶	خاتمہ :- کھانے سے متعلق طبی اور شرعی آداب
		۳۹	دوسرا باب :- نکاح
			پہلی فصل :- نکاح کی ترغیب اور اس سے
			اعراض
		۴۰	



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	چوتھی فصل :- توبہ کرنے والا مالی حقوق سے	۱۲۳	بیع سلم کی شرائط عشرہ
۲۱۶	کس طرح بری الذمہ ہوگا ؟	۱۲۵	اجارہ اور اس سے متعلق مسائل
۲۱۶	مال حرام کی تمیز اور اسے علیحدہ کرنا	۱۲۷	مضاربیت
۲۲۱	مال حرام کا صرف کرنا	۱۲۸	شرکت کے معاملات
	پانچویں فصل :- شاہی انعامات اور وظائف میں		تیسری فصل :- معاملات میں عدل کا اہتمام
۲۲۹	حلال و حرام کی تفصیل	۱۲۹	اور ظلم سے احتراز
۲۲۹	شاہی آمدنی کی مدات	۱۳۱	چوتھی فصل :- معاملات میں احسان کا پتہ ڈکنا
۲۳۶	مقدار و صفت		پانچویں فصل :- تاجر حضرات کے لئے ضروری
	چھٹی فصل :- ظالموں حکمرانوں سے میل جول	۱۳۷	ہدایات
۲۳۹	کے درجات اور ان کی تعظیم		
۲۳۹	سلاطین کے پاس جانا	۱۵۵	چوتھا باب - ہلال و حرام
۲۴۴	بادشاہ کا خود کسی کے پاس آنا		
۲۴۶	بادشاہوں سے علیحدگی		پہلی فصل :- حلال کی فضیلت اور حرام کی مذمت
۲۵۷	ساتویں فصل :- پیش آمدہ ضروری مسائل	۱۵۵	معان کے اقسام و درجات
		۱۵۵	حلال کی فضیلت اور حرام کی مذمت
	پانچواں باب - مصاحبت و تعلق کی	۱۶۰	حلال و حرام کے اقسام
	قسمیں آداب اور لوگوں سے تعلق کے طریقے	۱۶۲	حلال و حرام کے درجات
۲۶۴			دوسری فصل :- مشتبہات کے مراتب اور ان
	پہلی فصل :- دوستی کے فضائل و فوائد نیز اس کی	۱۶۹	کے پیدا ہونے کے مقامات
۲۶۴	شرائط اور مدارج	۱۷۱	پہلا مقام حلت و حرمت میں شک
۲۶۴	فضائل	۱۷۶	دوسرا مقام شبہ کا پیدا ہونا
	اللہ تعالیٰ کے لئے دوستی اور دنیوی مقاصد	۱۸۹	تیسرا مقام شبہ پیدا ہونے کے اسباب
۲۶۹	کے لئے دوستی کی تفصیل		چوتھا مقام شبہ نہ ہونے کے دلائل اور
۲۷۸	بغض فی اللہ کی حقیقت ؟	۱۹۶	ان میں اختلاف
۲۸۲	بغض فی اللہ کے مراتب	۲۰۱	تیسری فصل :- جو مال ملے اس کی تحقیق وغیرہ
۲۸۵	مصاحبت کے لئے صفات		ضروری ہے۔
۲۸۹	دوسری فصل :- مصاحبت اور دوستی کے حقوق	۲۰۲	مالک کے حالات کی تحقیق
		۲۰۶	خود مال کے متعلق تحقیق



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۳۳	مسافر کے لئے نئے امور	۳۲۱	خاتمہ حکم کے کلام سے منتخب باتیں متعلقہ مصاحبت و ہم نشینی
۴۴۰	اٹھواں باب سماع اور اس کے آداب	۳۲۳	تیسری فصل بد عام اسلامی برادری، ہمسایوں اور اور لونڈی غلاموں کے حقوق
۴۴۱	پہلی فصل راگ کے مباح ہونے میں اختلاف کی تفصیل اور قول نعل	۳۲۴	عام مسلمانوں کا معاملہ
۴۴۱	راگ کی حلت میں علماء اور صوفیاء کے اقوال	۳۵۰	ہمسایوں کے حقوق
۴۴۴	مباح ہونے کی دلیل	۳۵۵	اولاد اور والدین کے حقوق
۴۴۰	حرام ہونے کے عوارض		
۴۴۷	حرمت کے قائلین کے دلائل معہ جواب		چھٹا باب گوشہ نشینی کے آداب
۴۷۲	دوسری فصل بر سماع کے آثار و آداب		
۴۷۳	سماع کا سمجھنا	۳۶۲	پہلی فصل گوشہ نشینی کے سلسلہ میں مذاہب مختلف کے دلائل
۴۸۰	سماع اور وجد	۳۶۳	ان کے دلائل جو اختلاف کو پسند کرتے ہیں
	سماع کے آداب خمسہ نیز اس کے اچھے بُرائے آثار	۳۶۶	گوشہ نشینی کے حق میں دلائل
۴۹۸			دوسری فصل بد عزت و گوشہ نشینی کے سلسلہ میں فیصلہ کن کلام
		۳۶۸	فوائد
		۳۶۸	خرابیاں
		۳۸۳	
	نواں باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ۵۰۵		
۵۰۶	پہلی فصل بد فضائل اور ترک کی مذمت		ساتواں باب سفر اور اس کے آداب ۲۹۸
۵۱۶	دوسری فصل ہمارے شرائط		
۵۱۶	مختص اور اس کی شرائط		
۵۲۰	جس میں محاسبہ کیا جائے		پہلی فصل شروع سفر سے اختتام تک کے آداب اور نیت و فوائد کی تفصیل
۵۲۵	جس پر محاسبہ کیا جائے	۴۰۰	فضائل
۵۲۹	خود احتساب کی حقیقت	۴۰۰	
۵۵۷	مختص کے آداب	۴۱۱	ابتداء سفر سے واپسی تک کے گیارہ آداب
۵۶۱	تیسری فصل بر ایسے منکرات جو عام ہیں		دوسری فصل سفر کی رخصتیں قبلہ و رادات کی تفصیل
۵۶۱	مساجد و تلاوت سے متعلقہ منکرات	۴۲۴	رخصتوں کی تفصیل
۵۶۶	رائے اور بازار سے متعلقہ منکرات	۴۲۴	



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۰۳	محاسن اخلاق	۵۶۷	حماوں سے متعلقہ منکرات
۴۰۷	آداب و اخلاق از روایات ابوالخیر	۵۶۸	میانیت سے متعلقہ منکرات
۴۱۰	آپ کی گفتگو اور ہنسی	۵۷۱	ایسے منکرات جن میں عام لوگ مبتلا ہیں
۴۱۲	کھانے میں آپ کا طریق	۵۷۳	چوتھی فصل: امراء و سلاطین کو امر بالمعروف اور
۴۱۵	لباس میں آپ کا طریق		نہی عن المنکر کرنا
۴۱۷	تندرست کے باوجود مجرموں کو معافی	۶۰۰	سوال: باب بنی کریم علیہ السلام کی سیرت مبارکہ اور اخلاق عالیہ
۴۱۹	بڑی باتوں سے چشم پوشی		
۴۲۱	بود و سخاوت		
۴۲۱	شجاعت		
۴۲۳	تواضع	۶۰۰	اللہ رب العزت نے آپ کا ذکر قرآن میں کیا
۴۲۳	سراپا		
۴۲۵	معجزات		



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## قطرہ

یا الہی نظر لطف سے تو کر قبول  
احسن خستہ جو در پر تیرے مانگے ہے دعا  
جلد اول کا ہوا ترجمہ جس طرح سے ختم  
و لیے ہی ترجمہ ہو جلد دوم کا پورا

## ترجمہ دیباچہ

سب تعریفیں اس خدا کو ہیں جس نے اچھی طرح کائنات کو انتظام دیا اور زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ابر بہاری سے شیریں پانی بہہ سایا پھر اس سے غلہ اور سبزہ اگایا اور رزقوں اور غذاؤں کو اندازہ سے رکھ کر ماکولات سے حیوانوں کی حفاظت کی اور حلال غذا کھانے سے طلعات اور نیک اعمال پر اعانت فرمائی اور درود و سلام بے انتہا سالار انبیاء صاحب معجزات علیہما السلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل محبتی اور اصحاب ائمہ ہدیٰ پر اس طرح نازل ہو کہ جوں جوں اوقات گزرتے جاویں اور ساعات ایک دوسرے کے پیچھے آویں اسی قدر درود و سلام بے شمار ان سب کو شامل ہو بعد حمد و علوۃ کئے واضح ہو کہ اہل عقل کا مقصود یہ ہے کہ جنت میں دیدار الہی سے مشرف ہوں اور دیدار الہی تک پہنچنے کی سبیل بجز علم اور عمل کے نہیں اور ان دونوں پر مداومت کرنی بدون بدن کی سلامتی کے غیر ممکن ہے اور بدن کی سلامتی اچھی طرح جب ہوتی ہے کہ غذا اور کھانا بھوک کے وقت حاجت کے موافق کھاتے رہیں اور اسی وجہ سے کسی اگلے نیک بخت کا قول ہے کہ کھانا بھی دین میں سے ہے اور پروردگار عالم نے بھی اس مضمون پر آگاہ کیا ہے۔ کلوا من الطیبات وعلوۃ ما لھا پس جو شخص کھانے پر اس عزم سے جرات کرے کہ اس کے باعث علم و عمل پر مدد اور تقویٰ پر قدرت حاصل ہو تو چاہیے کہ اپنے نفس کو بیکار اور مہمل نہ رکھے اور اپنے نفس کو غذا میں اس طرح نہ چھوڑ دے جیسے چوپائے چراگاہ میں چھوڑے رہتے ہیں کیونکہ جو غذا دین کا ذریعہ ہے اس میں دین کے انوار ظاہر ہونے چاہئیں اور دین کے انوار اس کی سنتیں اور آداب بنکی ہماریں بندہ باندھا جاتا ہے اور مستحق کو ان کا لگام دیا جاتا ہے تاکہ کھانے کی بھوک کو شریعت کے میزان سے تول کر کھانے پر اترام کریں یا اس سے ہاتھ کھینچیں اور اس وجہ سے گناہ کو بھی اپنے اوپر سے ٹالیں اور ثواب بھی حاصل کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی کو ثواب دیا جاتا ہے یہاں تک کہ لقمہ میں جس کو اپنے منہ کی طرف اٹھا دے خواہ اپنی بی بی کے منہ کی طرف لیجا دے اور یہ ثواب اس صورت میں ہے کہ لقمہ کا اٹھانا دین کی وجہ سے اور دین ہی کے واسطے ہو اور اس کے آداب اور وظائف کی رعایت بھی ملحوظ ہے اسی نظر سے ہم کھانے کے فرائض اور سنتیں اور مستحبات اور آداب اور محبتیں بتائے دیتے ہیں۔



# باب کھانے کے آداب

گر کیسا ہی پندیرا کر دماغت میں کمال  
دن رات رہے ذکر و عبادت کا خیال  
کچھ نائزہ احسن نہ ہو اس محبت سے  
کھانے کے لئے اگر نہ ہو مال حلال  
واضح ہو کہ کھانے کی چار صورتیں ہیں ایک یہ کہ تنہا کھاوے دوسرے یہ کہ مجمع کے ساتھ کھاوے تیسرے  
یہ کہ کھانا اپنے ملنے والوں کے سامنے لا کر رکھے چوتھے یہ کہ دعوت اور مہمانی وغیرہ کی خصوصیت ہو جاوے ہیں  
لحاظ ان کو چار فصلوں میں لکھا جاتا ہے۔

## پہلی فصل تنہا کھانا کھانے والے کے آداب

ایسے آداب تین طرح کے ہیں کچھ کھانے کے اثنائیں اور کھانے کے بعد ان تینوں کو ہم تین بیان میں  
لکھتے ہیں۔

کھانا کھانے سے قبل جو | اور وہ سات باتیں ہیں اول یہ کہ کھانا بذات خود حلال ہونے کے بعد کمائی کی  
آداب ضروری ہیں۔ | جہت سے بھی پاک اور طیب ہو اور طریق سنت اور سپہیز گاہی کے موافق ہو  
کسی ایسی وجہ سے حاصل نہ ہوا ہو جو شریعت میں بری ہو اور نہ خواہش نفس کے بموجب اور دین کی مذہبت  
سے پیدا ہوا ہو بلکہ جس طرح باب حلال و حرام میں طیب مطلق کا ذکر کیا جائے گا۔ اس طرح کا کھانا ہو اور اللہ  
تعالیٰ نے طیب غذا کھانے کا حکم فرمایا ہے جو مال حلال اور باطل طور پر کھانے کو قتل کی ممانعت سے پیشتر منع فرمایا  
تاکہ مال حرام کو نہایت برا اور حلال کو بہت بڑا سمجھا جاوے چنانچہ ارشاد فرمایا یا ایہا الذین امنوا لا تأکلوا مما لکم  
بینکم بالباطل الا ان تکنون تجاہد عن تواضع منکم ولا تقتلوا انفسکم۔ غرض کہ کھانے میں اصل یہی ہے کہ طیب  
ہو اور امر دین کے فرائض اور اصول میں سے ہے دوم ہاتھوں کا دھونا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے  
ہیں الوضوء قبل الطعام ینفی الفقر و بعدہ ینفی الغمہ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہاتھوں کا دھونا کھانے  
سے پہلے اور پیچھے مفلسی کو دور کرتا ہے۔ اور ایک وجہ یہ ہے کہ کاروبار کرنے سے ہاتھوں پر کچھ نہ کچھ لگا ہوتا  
ہے۔ اس لئے ان کا دھونا نظافت کے شایان ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ کھانا دین پر مدد حاصل کرنے کے  
ارادہ سے عبادت ہے۔ تو مناسب ہے کہ اس کے پیشتر بھی کوئی بات ایسی ہی ہو جیسے نماز سے پیشتر طہارت  
سوم یہ کہ کھانے کو اس دسترخوان پر رکھے جو زمین پر بچھا ہو کہ یہ نعل بہ نسبت دسترخوان کے اونچا کرنے کے  
تاکہ ایمان والوں کا کھانا مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ سودا ہو آپس کی خوشی سے اور نہ خون کر آپس میں ۲۱۲ ح کھانے سے پیشتر ہاتھ دھونا  
مفلسی کو دور کرتا ہے اور بعد کھانے کے رنج دور کرتا ہے ۱۲ قصاصی اور سند شہادت بڑا ایت موصی رفاعن آباء متطہ منضو ۱۳ طہرائی در اوسط ہوا ایت ابن عباسی اور دوسرے  
روایتیں ضعیف ہیں۔







کھاتا ہے۔ اور ایسے ہی بیٹھا ہوں جیسے بندہ بیٹھا ہے اور تکیہ لگا کر پانی پینا معدہ کو بھی منفر ہے۔ اور کھانا  
 کھانا لیٹ کر اور تکیہ لگا کر مکروہ ہے۔ مگر چنے وغیرہ جو نقل کے طور پر کھاتے ہیں۔ ان کو اس طرح کھانا مکروہ  
 نہیں چنانچہ مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے چت لیٹ کر کاک کو دھواں پر رکھ کر کھایا ہے اور کہتے  
 ہیں کہ پیٹ کے بل لیٹ کر کھایا ہے۔ اور غرب کے لوگ کبھی ایسا کرتے ہیں پنجہ یہ کہ غذا کھانے میں یہ نیت  
 کرے کہ اس سے طاعت الہی میں قدرت حاصل ہوگی تاکہ اس سامنے میں بھی طاعت کا مستحق بنارہے اور  
 کھانے میں نیت لذت اور آرام قلبی کی نہ کرے ابواسمیر بن شیبان کا قول ہے کہ میں نے اتنی برس سے کوئی  
 چیز اپنی خواہش کے سبب سے نہیں کھائی اور اس نیت کے ساتھ ہی کم غذا کھانے کا پختہ ارادہ کرے اس لئے  
 کہ جب غذا کھانے میں نیت عبادت پر قوت ہونے کی ہوگی تو نیت اس وقت سچی ہوگی کہ شکم سیری سے  
 کمتر کھاوے کیونکہ شکم سیری تو عبادت کی مانع ہے۔ اس سے قوت عبادت نہیں ہوتی اس وجہ سے اس  
 نیت کو لازم ہے کہ شہوت کو توڑے اور بہت کی نسبت کر تھوڑے پر قناعت کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم فرماتے ہیں مَا مَلَآ آدَمُ شَرْ مِنْ بَطْنِهِ حَسْبُ ابْنِ آدَمَ لَقَمَاتٍ يَقْتَنُ صَلْبُهُ ذَنْ لَمْ يَفْعَلْ قَلْبُهُ  
 لَلْعَدَمِ وَنَشْتُ لِمَشْرَبٍ وَنَشْتُ لِمَشْنُورٍ اور نیت مذکور ہیں یہ ضرور ہے کہ ہاتھ کھانے پر اسی وقت بڑھائے  
 کہ جب جھوکا ہو یعنی جھوک کا ہونا ان باتوں میں سے ہو دے جو کھانے سے پیشتر ہونی چاہئیں پھر شکم سیر ہونے  
 سے پیشتر کھانے سے ہاتھ کھینچ لے اور جو شمس ایسا کرے گا وہ طبیب کا محتاج نہ ہوگا اور کم کھانے کے فوائد اور  
 رفتہ رفتہ غذا کم کرنے کی کیفیت بعد سوم کے باب کسر شہوت الامام میں آوے گی شکم یہ کہ جو رزق موجود ہو  
 اس پر راضی ہو اور مزدوری اور زیادہ دینی اور سالن کے ارتقا میں محنت نہ ٹھادے بلکہ روٹی کی تعلیم ہی ہے کہ  
 اس کے ہوتے ہوئے سالن کا ارتقا نہ ہو۔ حالانکہ شکم بھی روٹی کی تعلیم کا مادہ ہے اور آجہائے خاندان جو کھانا  
 ایسا ہو کہ اس سے جان بھرے اور عبادت پر قوت حاصل ہو اس میں بہت برکت ہے۔ اس کو حقیر نہ جانتا  
 چاہیے۔ بلکہ روٹی کے ساتھ نماز و تقویٰ بھی نہ کیا جاوے کو نماز طاعت و عبادت نیز تکیہ وقت میں خواہش ہو  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَبَّحْهُ عَشْرًا وَعَشْرًا فَاَبْدُوْا بِأَعْيُنِكُمْ حَتَّى تَبْصُرُوا مَوَاقِفَ يَوْمِ كُنْتُمْ  
 مَنُتُمْ اور پھر اس کے کھانے سے نہ اٹھتے اور جس صورت میں کہ نفس کو زیادہ رغبت کھانے کی نہ ہو اور دیگر  
 کھانے میں شہوان بھی نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ نماز کو پیشتر اور کیا جاوے مگر جس صورت میں کہ کھانا آگیا ہو اور نماز

۱۔ بود و دہشتائی بہریت نہیں اور کہ ہیں فتنہ جو بدست سبب کے ہیں کام نہ ہوں جیسے ہندو جو کہ کرتے ہیں اور ہندو نے مذہب میں  
مرسد و سرکہ و تمہیری نہ دینے کا ایک سطر بیان کیا ہے ۲۔ ماحہ نہیں جو کہ میں نے وہی برتن زیادہ برکت سے ہونے کے لئے  
بہت سے ہائی ہیں کہ میں نے چوتھے سید میں مری کر رہا ہوں کہ تو تہاں کھانا کھانے اور تہوں یا نی بنے وہ نہیں جو سانس کے سے بہت سے  
۳۔ لڑوں و نہائی دین و جہ کہ بہت سے ہیں یہاں کر رہا ہوں ۴۔ جو کہ بڑی مانتہ و اور بہت روزہ بنی کی حدیت میں کہ میں بت روزی  
نے دیکھو کہ سب سے علاج یہ ہے کہ وہ روزہ روزوں کو میں دقت دیکھنے سے کہ اس کا کہ حد میں اب مشورہ میں کر رہا ہوں



کی تجویز ہو یا دوسرے اور یہ کہ کھانے سے کیا ناشائستہ ہو جاوے گا یا اور کچھ تردد اس میں ہو تو پیش کی لینا مستحب ہے۔  
بشریکہ وقت میں کھانا کھانے کو رغبت ہو یا نہ ہو کیونکہ حدیث میں آجائے۔ اس میں قید رغبت وغیرہ کی نہیں  
اور ایک وجہ یہ ہے کہ دل کو رکھے ہوئے کھانے کی طرف کچھ نہ چڑھے دیات ہو تا بہت کو ایسا غالب نہ ہو۔ ختم یہ کہ  
کھانے پر بہت سے ہاتھ ہونے میں کوشش کرے گا اپنے ذہن و فرزند ہی ہوں آفتت سے امدادیہ و سفر  
فرماتے ہیں۔ اجتماع علی طعام مکہ یہ رکے کہ شید اور حضرت انس سے مروی ہے کہ آفتت سے امداد  
عیہ وسلم کا دستر قہ کہ کھانا کھاتے تھے۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ بہت کھانا و بہت نہیں پر  
بہت ہاتھ ہوں۔

دوران طعام کے آداب وہ یہ ہیں کہ بسم اللہ کہنا شروع ہے اور الحمد للہ اس کے آخر میں کہے اور ہر  
لقمہ کے ساتھ بسم اللہ کہے تو بہتر ہے تاکہ کھانے کی حرص نہ انتہائی کے ذکر سے نہ  
کھانے سے اور اول لقمہ پر بسم اللہ کہے اور دوسرے پر بسم اللہ کہے اور تیسرے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور چار  
کر کہے تاکہ دوسرے کو یاد آجائے اور دواہے ہاتھ سے کھائے اور نمک سے شروت کرے اور اسی پر ختم  
کرے اور لقمہ چھوٹا بیکر خوب چھاوے اور بہت کم اسی کو زہر نہ جاوے تھپ تک دوسرے لقمہ کی طرف ہاتھ نہ  
برہے اور کھانے میں داخل نہ ہو اور کسی کھانے کی مذمت نہ کرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھانے  
تک غیب نہ لگاتے تھے بلکہ یہ دستور تھا کہ اگر اچھا معلوم ہوا تو کھانا لیا اور نہ چھوڑ دیا اور بیہوش ہو کر کھانے  
میں اس طرف سے کھانے جو اپنے قریب ہو مگر بیہوش ہیں اور طرف سے بھی ہاتھ ڈالنے کا مشاقت نہیں آفتت  
سے امدادیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس طرف سے کھانے کو جو تمہارے قریب ہے مگر آپ بیہوش پر اپنا دست مبارک  
اور طرف سے بھی ڈالنے کو روکنے اس باب میں غرض کیا آپ نے فرمایا کہ سو دسب ایک طرح کا نہیں دیکھا  
کے کڑے نہ کھانے کے درمیان سے شروت روٹی کا پچھلے کھانے اور کنارہ چھوڑ دے یا کھانے کے کنارہ روٹی  
کھانے اور گروٹی نہ توڑ کر توڑے لیکن چیرے سے نہ کھائے کہ حدیث میں اس سے مماثلت سے روٹی ہے  
کہ دانت سے کھانے کو جو روٹی پر پیالہ وغیرہ نہ رکھے اور اگر سان رکھے تو مماثلت نہیں آفتت علی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روٹی کی تنہا کر دے کہ خدائے تعالیٰ نے اس کو آسمان کی برکتوں سے انار سے اور روٹی سے

ج۔ پنے کھانے پر بخت مودنی سے کر کے لقمہ سے بکرت دی ہوا ہے ۱۲۔ ہود بن ماجہ بروایت ابی بن ربیع۔ ۱۳۔ خرمی

درہم خلاق ۳۳۔ ح۔ اس کی سند بخیریت میں ہے۔ ۳۴۔ ح۔ بخاری و مسلم بروایت ابو یوسف۔ ۱۳۔ ح۔ بخاری و مسلم بروایت بخیریت

بن عبد ۲۔ ح۔ ۱۔ ترمذی و ابن ماجہ بروایت بخیریت۔ ۳۵۔ ح۔ بخاری و مسلم بروایت بخیریت۔ ۳۶۔ ح۔ بخاری و مسلم بروایت بخیریت

میں بروایت مسلم بن حنفیہ روٹی کا چھلے سے کھانے کا ہے۔ ۳۷۔ ح۔ بخاری و مسلم بروایت بخیریت۔ ۳۸۔ ح۔ بخاری و مسلم بروایت بخیریت

منوع بیان کیا ہے۔ ۳۹۔ ح۔ ۱۰۔ ابن ماجہ بروایت منوان بن امیہ بسند ضعیف ۱۲۔

۴۰۔ ح۔ ۱۔ حاکم بروایت عائشہ ۱۰۔ ح۔ مسلم بروایت انس و جابر ۱۱۔



[illegible]



تیسری میں الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم کہے۔ غرض کہ کھانے اور پینے کی حالت میں یہ بیسیں آداب کے قریب ہیں جن پر اخبار اور آثار دلالت کرتے ہیں۔

**کھانے کے بعد کے آداب** | اور وہ یہ ہیں کہ شکم پیرس سے پیشتر ہاتھ رکھے اور پانی انہلیاں چاٹ کر دھال سے پونچھے پھر ہاتھ دھو دے اور دسترخوان پر سے ریشہ چین کر کھائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص گرا ہو، کھانا دسترخوان پر سے کھائے وہ وسعت میں زندگی کرے گا اور اس کی اولاد تندرست رہے گی اور خدو کے ساتھ جو کچھ دانتوں میں سے نکلے اس کو نہ نسل جاوے بلکہ پھینک دے ہاں زبان کی نوک پر جو دانتوں کی جڑوں میں سے کچھ آجائے اس کے کھا جاتے کا منشا لقمہ نہیں اور بعد خدو کے کلی کرے کہ اس باب میں اہلبیت علیہم السلام سے ایک قول مروی ہے اور پیالہ کو چاٹے اور اس کا پانی پی جاوے اور کہتے ہیں کہ جو نوٹ پیالہ چاٹے اور اس کا دھوون پی لے اس کو ایک برودہ کے آزاد کرتے کا ثواب ملتا ہے اور کھانے کے ریشہ کا چٹنا حورانِ جنت کا مہر ہے اور دل میں خدا تعالیٰ کا شکر اس کھانا کھانے پر کرے یعنی اس کی نعمت بھانے اور مشکور ہو کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ اور جب خدا نے خدو کے لیے دعا پڑھے لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ اَطِيعُوا حَتَّىٰ تَخْرُجُوا مِنْهَا۔ اور اگر شبہ کی تذاکیر دے تو یوں پڑھتا چاہیے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ حَالَ تَهْمَدُ تَجْعَلُهُ قُوَّةً لِّذٰلِہِیْ مَعِیَّتِہِ اور کھانا کھانے کے بعد قل بوالعند احمد اور لیات قریش پڑھے اور دسترخوان پر سے نہ اٹھے جب تک کہ اول دسترخوان نہ اٹھایا جائے اور اگر دوسرے شخص کا کھانا کھاوے تو اس کے لئے دعا مانگے اَلْحَمْدُ اَکْثَرُ خَيْرٍ ذُو بَارِئَہِ سَہْ لَہِ مَزَاقٌ وَیَسِّرُ اَکْثَرُ اَنْ یَّخْذَ لَہِ خَبْرٌ وَتَقْضَہُ بِمَا اَعْطَیْتَهُ وَذِقْ دَرِیَاہِ مِنَ الشَّارِبِ رَسِیْہِ کے یہاں روزہ افطار کرے تو یوں کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ طَعَامًا مِّنْہٗ رِزْقًا وَتَقَاتَ عَلَیْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ اور جب شبہ کا ماں کہا جائے تو چاہیے کہ بہت استغفار اور غم کرے تاکہ آنسوؤں اور غم کے پانی سے اس آگ کی گرمی فرو ہو جائے جو ایسا مال کیلئے سے پیتا ہو گی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تَلْکَ الْخُذُوبُ مِمَّنْ ذُکِّرَ ذُنُوبُہِ وَذُکِّرَ اَوْفَیہِ اور جو شخص کھانا کر رہا ہو اس کا حال اس شخص کا سا نہیں کہ کھاوے اور کھیلے یعنی اپنے فعل پر

بے بات جانے اور خوب بدویں بولنا اور کج روایت منکر ہے ۲۷ جو کو سنت میں سے بہرہ ور ہو گا اس کی حق نذر ہو۔ ۲۸ جب در شب رکعت پڑھو اور میں میں رکعت پڑھو کہے اور یہ جنوں کو مرنے کی حالت میں کہتے ہیں۔ ۲۹ جو کو روزہ میں ہونے اور شکر کر دے ۳۰ سے سب دہوں میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کے دہری موتی ہیں جہاں وہ رہتے ہیں کہ بتیں میں تو ان کو مال سبب کھانے کے نیک کام سے ۳۱ سے سب دہوں میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کے دہری موتی ہیں جہاں وہ رہتے ہیں کہ بتیں میں ۳۲ میں ۳۳ میں ۳۴ میں ۳۵ میں ۳۶ میں ۳۷ میں ۳۸ میں ۳۹ میں ۴۰ میں ۴۱ میں ۴۲ میں ۴۳ میں ۴۴ میں ۴۵ میں ۴۶ میں ۴۷ میں ۴۸ میں ۴۹ میں ۵۰ میں ۵۱ میں ۵۲ میں ۵۳ میں ۵۴ میں ۵۵ میں ۵۶ میں ۵۷ میں ۵۸ میں ۵۹ میں ۶۰ میں ۶۱ میں ۶۲ میں ۶۳ میں ۶۴ میں ۶۵ میں ۶۶ میں ۶۷ میں ۶۸ میں ۶۹ میں ۷۰ میں ۷۱ میں ۷۲ میں ۷۳ میں ۷۴ میں ۷۵ میں ۷۶ میں ۷۷ میں ۷۸ میں ۷۹ میں ۸۰ میں ۸۱ میں ۸۲ میں ۸۳ میں ۸۴ میں ۸۵ میں ۸۶ میں ۸۷ میں ۸۸ میں ۸۹ میں ۹۰ میں ۹۱ میں ۹۲ میں ۹۳ میں ۹۴ میں ۹۵ میں ۹۶ میں ۹۷ میں ۹۸ میں ۹۹ میں ۱۰۰ میں ۱۰۱ میں ۱۰۲ میں ۱۰۳ میں ۱۰۴ میں ۱۰۵ میں ۱۰۶ میں ۱۰۷ میں ۱۰۸ میں ۱۰۹ میں ۱۱۰ میں ۱۱۱ میں ۱۱۲ میں ۱۱۳ میں ۱۱۴ میں ۱۱۵ میں ۱۱۶ میں ۱۱۷ میں ۱۱۸ میں ۱۱۹ میں ۱۲۰ میں ۱۲۱ میں ۱۲۲ میں ۱۲۳ میں ۱۲۴ میں ۱۲۵ میں ۱۲۶ میں ۱۲۷ میں ۱۲۸ میں ۱۲۹ میں ۱۳۰ میں ۱۳۱ میں ۱۳۲ میں ۱۳۳ میں ۱۳۴ میں ۱۳۵ میں ۱۳۶ میں ۱۳۷ میں ۱۳۸ میں ۱۳۹ میں ۱۴۰ میں ۱۴۱ میں ۱۴۲ میں ۱۴۳ میں ۱۴۴ میں ۱۴۵ میں ۱۴۶ میں ۱۴۷ میں ۱۴۸ میں ۱۴۹ میں ۱۵۰ میں ۱۵۱ میں ۱۵۲ میں ۱۵۳ میں ۱۵۴ میں ۱۵۵ میں ۱۵۶ میں ۱۵۷ میں ۱۵۸ میں ۱۵۹ میں ۱۶۰ میں ۱۶۱ میں ۱۶۲ میں ۱۶۳ میں ۱۶۴ میں ۱۶۵ میں ۱۶۶ میں ۱۶۷ میں ۱۶۸ میں ۱۶۹ میں ۱۷۰ میں ۱۷۱ میں ۱۷۲ میں ۱۷۳ میں ۱۷۴ میں ۱۷۵ میں ۱۷۶ میں ۱۷۷ میں ۱۷۸ میں ۱۷۹ میں ۱۸۰ میں ۱۸۱ میں ۱۸۲ میں ۱۸۳ میں ۱۸۴ میں ۱۸۵ میں ۱۸۶ میں ۱۸۷ میں ۱۸۸ میں ۱۸۹ میں ۱۹۰ میں ۱۹۱ میں ۱۹۲ میں ۱۹۳ میں ۱۹۴ میں ۱۹۵ میں ۱۹۶ میں ۱۹۷ میں ۱۹۸ میں ۱۹۹ میں ۲۰۰ میں ۲۰۱ میں ۲۰۲ میں ۲۰۳ میں ۲۰۴ میں ۲۰۵ میں ۲۰۶ میں ۲۰۷ میں ۲۰۸ میں ۲۰۹ میں ۲۱۰ میں ۲۱۱ میں ۲۱۲ میں ۲۱۳ میں ۲۱۴ میں ۲۱۵ میں ۲۱۶ میں ۲۱۷ میں ۲۱۸ میں ۲۱۹ میں ۲۲۰ میں ۲۲۱ میں ۲۲۲ میں ۲۲۳ میں ۲۲۴ میں ۲۲۵ میں ۲۲۶ میں ۲۲۷ میں ۲۲۸ میں ۲۲۹ میں ۲۳۰ میں ۲۳۱ میں ۲۳۲ میں ۲۳۳ میں ۲۳۴ میں ۲۳۵ میں ۲۳۶ میں ۲۳۷ میں ۲۳۸ میں ۲۳۹ میں ۲۴۰ میں ۲۴۱ میں ۲۴۲ میں ۲۴۳ میں ۲۴۴ میں ۲۴۵ میں ۲۴۶ میں ۲۴۷ میں ۲۴۸ میں ۲۴۹ میں ۲۵۰ میں ۲۵۱ میں ۲۵۲ میں ۲۵۳ میں ۲۵۴ میں ۲۵۵ میں ۲۵۶ میں ۲۵۷ میں ۲۵۸ میں ۲۵۹ میں ۲۶۰ میں ۲۶۱ میں ۲۶۲ میں ۲۶۳ میں ۲۶۴ میں ۲۶۵ میں ۲۶۶ میں ۲۶۷ میں ۲۶۸ میں ۲۶۹ میں ۲۷۰ میں ۲۷۱ میں ۲۷۲ میں ۲۷۳ میں ۲۷۴ میں ۲۷۵ میں ۲۷۶ میں ۲۷۷ میں ۲۷۸ میں ۲۷۹ میں ۲۸۰ میں ۲۸۱ میں ۲۸۲ میں ۲۸۳ میں ۲۸۴ میں ۲۸۵ میں ۲۸۶ میں ۲۸۷ میں ۲۸۸ میں ۲۸۹ میں ۲۹۰ میں ۲۹۱ میں ۲۹۲ میں ۲۹۳ میں ۲۹۴ میں ۲۹۵ میں ۲۹۶ میں ۲۹۷ میں ۲۹۸ میں ۲۹۹ میں ۳۰۰ میں ۳۰۱ میں ۳۰۲ میں ۳۰۳ میں ۳۰۴ میں ۳۰۵ میں ۳۰۶ میں ۳۰۷ میں ۳۰۸ میں ۳۰۹ میں ۳۱۰ میں ۳۱۱ میں ۳۱۲ میں ۳۱۳ میں ۳۱۴ میں ۳۱۵ میں ۳۱۶ میں ۳۱۷ میں ۳۱۸ میں ۳۱۹ میں ۳۲۰ میں ۳۲۱ میں ۳۲۲ میں ۳۲۳ میں ۳۲۴ میں ۳۲۵ میں ۳۲۶ میں ۳۲۷ میں ۳۲۸ میں ۳۲۹ میں ۳۳۰ میں ۳۳۱ میں ۳۳۲ میں ۳۳۳ میں ۳۳۴ میں ۳۳۵ میں ۳۳۶ میں ۳۳۷ میں ۳۳۸ میں ۳۳۹ میں ۳۴۰ میں ۳۴۱ میں ۳۴۲ میں ۳۴۳ میں ۳۴۴ میں ۳۴۵ میں ۳۴۶ میں ۳۴۷ میں ۳۴۸ میں ۳۴۹ میں ۳۵۰ میں ۳۵۱ میں ۳۵۲ میں ۳۵۳ میں ۳۵۴ میں ۳۵۵ میں ۳۵۶ میں ۳۵۷ میں ۳۵۸ میں ۳۵۹ میں ۳۶۰ میں ۳۶۱ میں ۳۶۲ میں ۳۶۳ میں ۳۶۴ میں ۳۶۵ میں ۳۶۶ میں ۳۶۷ میں ۳۶۸ میں ۳۶۹ میں ۳۷۰ میں ۳۷۱ میں ۳۷۲ میں ۳۷۳ میں ۳۷۴ میں ۳۷۵ میں ۳۷۶ میں ۳۷۷ میں ۳۷۸ میں ۳۷۹ میں ۳۸۰ میں ۳۸۱ میں ۳۸۲ میں ۳۸۳ میں ۳۸۴ میں ۳۸۵ میں ۳۸۶ میں ۳۸۷ میں ۳۸۸ میں ۳۸۹ میں ۳۹۰ میں ۳۹۱ میں ۳۹۲ میں ۳۹۳ میں ۳۹۴ میں ۳۹۵ میں ۳۹۶ میں ۳۹۷ میں ۳۹۸ میں ۳۹۹ میں ۴۰۰ میں ۴۰۱ میں ۴۰۲ میں ۴۰۳ میں ۴۰۴ میں ۴۰۵ میں ۴۰۶ میں ۴۰۷ میں ۴۰۸ میں ۴۰۹ میں ۴۱۰ میں ۴۱۱ میں ۴۱۲ میں ۴۱۳ میں ۴۱۴ میں ۴۱۵ میں ۴۱۶ میں ۴۱۷ میں ۴۱۸ میں ۴۱۹ میں ۴۲۰ میں ۴۲۱ میں ۴۲۲ میں ۴۲۳ میں ۴۲۴ میں ۴۲۵ میں ۴۲۶ میں ۴۲۷ میں ۴۲۸ میں ۴۲۹ میں ۴۳۰ میں ۴۳۱ میں ۴۳۲ میں ۴۳۳ میں ۴۳۴ میں ۴۳۵ میں ۴۳۶ میں ۴۳۷ میں ۴۳۸ میں ۴۳۹ میں ۴۴۰ میں ۴۴۱ میں ۴۴۲ میں ۴۴۳ میں ۴۴۴ میں ۴۴۵ میں ۴۴۶ میں ۴۴۷ میں ۴۴۸ میں ۴۴۹ میں ۴۵۰ میں ۴۵۱ میں ۴۵۲ میں ۴۵۳ میں ۴۵۴ میں ۴۵۵ میں ۴۵۶ میں ۴۵۷ میں ۴۵۸ میں ۴۵۹ میں ۴۶۰ میں ۴۶۱ میں ۴۶۲ میں ۴۶۳ میں ۴۶۴ میں ۴۶۵ میں ۴۶۶ میں ۴۶۷ میں ۴۶۸ میں ۴۶۹ میں ۴۷۰ میں ۴۷۱ میں ۴۷۲ میں ۴۷۳ میں ۴۷۴ میں ۴۷۵ میں ۴۷۶ میں ۴۷۷ میں ۴۷۸ میں ۴۷۹ میں ۴۸۰ میں ۴۸۱ میں ۴۸۲ میں ۴۸۳ میں ۴۸۴ میں ۴۸۵ میں ۴۸۶ میں ۴۸۷ میں ۴۸۸ میں ۴۸۹ میں ۴۹۰ میں ۴۹۱ میں ۴۹۲ میں ۴۹۳ میں ۴۹۴ میں ۴۹۵ میں ۴۹۶ میں ۴۹۷ میں ۴۹۸ میں ۴۹۹ میں ۵۰۰ میں ۵۰۱ میں ۵۰۲ میں ۵۰۳ میں ۵۰۴ میں ۵۰۵ میں ۵۰۶ میں ۵۰۷ میں ۵۰۸ میں ۵۰۹ میں ۵۱۰ میں ۵۱۱ میں ۵۱۲ میں ۵۱۳ میں ۵۱۴ میں ۵۱۵ میں ۵۱۶ میں ۵۱۷ میں ۵۱۸ میں ۵۱۹ میں ۵۲۰ میں ۵۲۱ میں ۵۲۲ میں ۵۲۳ میں ۵۲۴ میں ۵۲۵ میں ۵۲۶ میں ۵۲۷ میں ۵۲۸ میں ۵۲۹ میں ۵۳۰ میں ۵۳۱ میں ۵۳۲ میں ۵۳۳ میں ۵۳۴ میں ۵۳۵ میں ۵۳۶ میں ۵۳۷ میں ۵۳۸ میں ۵۳۹ میں ۵۴۰ میں ۵۴۱ میں ۵۴۲ میں ۵۴۳ میں ۵۴۴ میں ۵۴۵ میں ۵۴۶ میں ۵۴۷ میں ۵۴۸ میں ۵۴۹ میں ۵۵۰ میں ۵۵۱ میں ۵۵۲ میں ۵۵۳ میں ۵۵۴ میں ۵۵۵ میں ۵۵۶ میں ۵۵۷ میں ۵۵۸ میں ۵۵۹ میں ۵۶۰ میں ۵۶۱ میں ۵۶۲ میں ۵۶۳ میں ۵۶۴ میں ۵۶۵ میں ۵۶۶ میں ۵۶۷ میں ۵۶۸ میں ۵۶۹ میں ۵۷۰ میں ۵۷۱ میں ۵۷۲ میں ۵۷۳ میں ۵۷۴ میں ۵۷۵ میں ۵۷۶ میں ۵۷۷ میں ۵۷۸ میں ۵۷۹ میں ۵۸۰ میں ۵۸۱ میں ۵۸۲ میں ۵۸۳ میں ۵۸۴ میں ۵۸۵ میں ۵۸۶ میں ۵۸۷ میں ۵۸۸ میں ۵۸۹ میں ۵۹۰ میں ۵۹۱ میں ۵۹۲ میں ۵۹۳ میں ۵۹۴ میں ۵۹۵ میں ۵۹۶ میں ۵۹۷ میں ۵۹۸ میں ۵۹۹ میں ۶۰۰ میں ۶۰۱ میں ۶۰۲ میں ۶۰۳ میں ۶۰۴ میں ۶۰۵ میں ۶۰۶ میں ۶۰۷ میں ۶۰۸ میں ۶۰۹ میں ۶۱۰ میں ۶۱۱ میں ۶۱۲ میں ۶۱۳ میں ۶۱۴ میں ۶۱۵ میں ۶۱۶ میں ۶۱۷ میں ۶۱۸ میں ۶۱۹ میں ۶۲۰ میں ۶۲۱ میں ۶۲۲ میں ۶۲۳ میں ۶۲۴ میں ۶۲۵ میں ۶۲۶ میں ۶۲۷ میں ۶۲۸ میں ۶۲۹ میں ۶۳۰ میں ۶۳۱ میں ۶۳۲ میں ۶۳۳ میں ۶۳۴ میں ۶۳۵ میں ۶۳۶ میں ۶۳۷ میں ۶۳۸ میں ۶۳۹ میں ۶۴۰ میں ۶۴۱ میں ۶۴۲ میں ۶۴۳ میں ۶۴۴ میں ۶۴۵ میں ۶۴۶ میں ۶۴۷ میں ۶۴۸ میں ۶۴۹ میں ۶۵۰ میں ۶۵۱ میں ۶۵۲ میں ۶۵۳ میں ۶۵۴ میں ۶۵۵ میں ۶۵۶ میں ۶۵۷ میں ۶۵۸ میں ۶۵۹ میں ۶۶۰ میں ۶۶۱ میں ۶۶۲ میں ۶۶۳ میں ۶۶۴ میں ۶۶۵ میں ۶۶۶ میں ۶۶۷ میں ۶۶۸ میں ۶۶۹ میں ۶۷۰ میں ۶۷۱ میں ۶۷۲ میں ۶۷۳ میں ۶۷۴ میں ۶۷۵ میں ۶۷۶ میں ۶۷۷ میں ۶۷۸ میں ۶۷۹ میں ۶۸۰ میں ۶۸۱ میں ۶۸۲ میں ۶۸۳ میں ۶۸۴ میں ۶۸۵ میں ۶۸۶ میں ۶۸۷ میں ۶۸۸ میں ۶۸۹ میں ۶۹۰ میں ۶۹۱ میں ۶۹۲ میں ۶۹۳ میں ۶۹۴ میں ۶۹۵ میں ۶۹۶ میں ۶۹۷ میں ۶۹۸ میں ۶۹۹ میں ۷۰۰ میں ۷۰۱ میں ۷۰۲ میں ۷۰۳ میں ۷۰۴ میں ۷۰۵ میں ۷۰۶ میں ۷۰۷ میں ۷۰۸ میں ۷۰۹ میں ۷۱۰ میں ۷۱۱ میں ۷۱۲ میں ۷۱۳ میں ۷۱۴ میں ۷۱۵ میں ۷۱۶ میں ۷۱۷ میں ۷۱۸ میں ۷۱۹ میں ۷۲۰ میں ۷۲۱ میں ۷۲۲ میں ۷۲۳ میں ۷۲۴ میں ۷۲۵ میں ۷۲۶ میں ۷۲۷ میں ۷۲۸ میں ۷۲۹ میں ۷۳۰ میں ۷۳۱ میں ۷۳۲ میں ۷۳۳ میں ۷۳۴ میں ۷۳۵ میں ۷۳۶ میں ۷۳۷ میں ۷۳۸ میں ۷۳۹ میں ۷۴۰ میں ۷۴۱ میں ۷۴۲ میں ۷۴۳ میں ۷۴۴ میں ۷۴۵ میں ۷۴۶ میں ۷۴۷ میں ۷۴۸ میں ۷۴۹ میں ۷۵۰ میں ۷۵۱ میں ۷۵۲ میں ۷۵۳ میں ۷۵۴ میں ۷۵۵ میں ۷۵۶ میں ۷۵۷ میں ۷۵۸ میں ۷۵۹ میں ۷۶۰ میں ۷۶۱ میں ۷۶۲ میں ۷۶۳ میں ۷۶۴ میں ۷۶۵ میں ۷۶۶ میں ۷۶۷ میں ۷۶۸ میں ۷۶۹ میں ۷۷۰ میں ۷۷۱ میں ۷۷۲ میں ۷۷۳ میں ۷۷۴ میں ۷۷۵ میں ۷۷۶ میں ۷۷۷ میں ۷۷۸ میں ۷۷۹ میں ۷۸۰ میں ۷۸۱ میں ۷۸۲ میں ۷۸۳ میں ۷۸۴ میں ۷۸۵ میں ۷۸۶ میں ۷۸۷ میں ۷۸۸ میں ۷۸۹ میں ۷۹۰ میں ۷۹۱ میں ۷۹۲ میں ۷۹۳ میں ۷۹۴ میں ۷۹۵ میں ۷۹۶ میں ۷۹۷ میں ۷۹۸ میں ۷۹۹ میں ۸۰۰ میں ۸۰۱ میں ۸۰۲ میں ۸۰۳ میں ۸۰۴ میں ۸۰۵ میں ۸۰۶ میں ۸۰۷ میں ۸۰۸ میں ۸۰۹ میں ۸۱۰ میں ۸۱۱ میں ۸۱۲ میں ۸۱۳ میں ۸۱۴ میں ۸۱۵ میں ۸۱۶ میں ۸۱۷ میں ۸۱۸ میں ۸۱۹ میں ۸۲۰ میں ۸۲۱ میں ۸۲۲ میں ۸۲۳ میں ۸۲۴ میں ۸۲۵ میں ۸۲۶ میں ۸۲۷ میں ۸۲۸ میں ۸۲۹ میں ۸۳۰ میں ۸۳۱ میں ۸۳۲ میں ۸۳۳ میں ۸۳۴ میں ۸۳۵ میں ۸۳۶ میں ۸۳۷ میں ۸۳۸ میں ۸۳۹ میں ۸۴۰ میں ۸۴۱ میں ۸۴۲ میں ۸۴۳ میں ۸۴۴ میں ۸۴۵ میں ۸۴۶ میں ۸۴۷ میں ۸۴۸ میں ۸۴۹ میں ۸۵۰ میں ۸۵۱ میں ۸۵۲ میں ۸۵۳ میں ۸۵۴ میں ۸۵۵ میں ۸۵۶ میں ۸۵۷ میں ۸۵۸ میں ۸۵۹ میں ۸۶۰ میں ۸۶۱ میں ۸۶۲ میں ۸۶۳ میں ۸۶۴ میں ۸۶۵ میں ۸۶۶ میں ۸۶۷ میں ۸۶۸ میں ۸۶۹ میں ۸۷۰ میں ۸۷۱ میں ۸۷۲ میں ۸۷۳ میں ۸۷۴ میں ۸۷۵ میں ۸۷۶ میں ۸۷۷ میں ۸۷۸ میں ۸۷۹ میں ۸۸۰ میں ۸۸۱ میں ۸۸۲ میں ۸۸۳ میں ۸۸۴ میں ۸۸۵ میں ۸۸۶ میں ۸۸۷ میں ۸۸۸ میں ۸۸۹ میں ۸۹۰ میں ۸۹۱ میں ۸۹۲ میں ۸۹۳ میں ۸۹۴ میں ۸۹۵ میں ۸۹۶ میں ۸۹۷ میں ۸۹۸ میں ۸۹۹ میں ۹۰۰ میں ۹۰۱ میں ۹۰۲ میں ۹۰۳ میں ۹۰۴ میں ۹۰۵ میں ۹۰۶ میں ۹۰۷ میں ۹۰۸ میں ۹۰۹ میں ۹۱۰ میں ۹۱۱ میں ۹۱۲ میں ۹۱۳ میں ۹۱۴ میں ۹۱۵ میں ۹۱۶ میں ۹۱۷ میں ۹۱۸ میں ۹۱۹ میں ۹۲۰ میں ۹۲۱ میں ۹۲۲ میں ۹۲۳ میں ۹۲۴ میں ۹۲۵ میں ۹۲۶ میں ۹۲۷ میں ۹۲۸ میں ۹۲۹ میں ۹۳۰ میں ۹۳۱ میں ۹۳۲ میں ۹۳۳ میں ۹۳۴ میں ۹۳۵ میں ۹۳۶ میں ۹۳۷ میں ۹۳۸ میں ۹۳۹ میں ۹۴۰ میں ۹۴۱ میں ۹۴۲ میں ۹۴۳ میں ۹۴۴ میں ۹۴۵ میں ۹۴۶ میں ۹۴۷ میں ۹۴۸ میں ۹۴۹ میں ۹۵۰ میں ۹۵۱ میں ۹۵۲ میں ۹۵۳ میں ۹۵۴ میں ۹۵۵ میں ۹۵۶ میں ۹۵۷ میں ۹۵۸ میں ۹۵۹ میں ۹۶۰ میں ۹۶۱ میں ۹۶۲ میں ۹۶۳ میں ۹۶۴ میں ۹۶۵ میں ۹۶۶ میں ۹۶۷ میں ۹۶۸ میں ۹۶۹ میں ۹۷۰ میں ۹۷۱ میں ۹۷۲ میں ۹۷۳ میں ۹۷۴ میں ۹۷۵ میں ۹۷۶ میں ۹۷۷ میں ۹۷۸ میں ۹۷۹ میں ۹۸۰ میں ۹۸۱ میں ۹۸۲ میں ۹۸۳ میں ۹۸۴ میں ۹۸۵ میں ۹۸۶ میں ۹۸۷ میں ۹۸۸ میں ۹۸۹ میں ۹۹۰ میں ۹۹۱ میں ۹۹۲ میں ۹۹۳ میں ۹۹۴ میں ۹۹۵ میں ۹۹۶ میں ۹۹۷ میں ۹۹۸ میں ۹۹۹ میں ۱۰۰۰ میں



[illegible]

دوسری فصل۔ اجتماعی کھیلوں کے آداب

اور وہ مانتے چیزیں ہیں۔ اقول یہ کہ جس صورت میں وہی شخص بیچ میں عمر کی زیادتی یا کثرت  
انتہائی کم بہت سے تقسیم ہو تو اپنے آپ کو شروع نہ کرے لیکن جب خود پیشوا اور مقتدا  
ہو تو جب غرضہ والے بیچ ہو چاہیں اور مستفید ہو جائیں تو ان کو زیادتی کا رعب نہیں نہ رکھتے دوسرے یہ کہ  
لکھانے کے وقت خاموش نہ رہیں کہ یہ چیزیں کی مدت بہت جلد ختم ہو اور کمانے کے باب میں  
معاہدہ کا قیام دینا چاہئے۔ کہتے ہیں معلوم ہے کہ پیرا لہ میں اپنے رفیق کے ساتھ رہتا ہوتا تھا جس نے  
رسدگاروں کو روک دیا تھا اس سے زیادہ جاننا دے کیونکہ یہاں صورت یہ کہ لکھانے کا ہو اور زمین  
لی منگنی نہ ہو کہ دوسرے زیادہ دیکھ سکے تو چہ نہ یاد رکھا جائے کہ اس وقت یہ پائینہ کہ اپنے ساتھی کو اپنے  
اور پیرا زمین دیوے اور ایک بار میں دوسرا نہ دے کہ وہ سب ایسا کریں یا ان سے پوچھ کر کہہ دے



ترسنا نہ نہیں اور اگر رفیق کمتر کھا دے تو اس کو کھانے کی ترغیب دیجیے اور کہے کہ اور کھاؤ اور تین مرتبہ سے زیادہ نہ کھئے ورنہ اصرار اور افراط میں داخل ہو گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کسی امر کے لئے تین بار کہا جاتا تھا تو تیسری دفعہ کہنے بعد اور کچھ سوال نہ کرتے تھے اور آپ کا دستور تھا کہ تقریر کو تین بار فرمایا کرتے تھے غرض کہ تین بار سے زیادہ کہنا مستحب نہیں اور کھانے کے لئے قسم دینے کی ممانعت ہے۔ چنانچہ حضرت امام حسنؑ نے فرمایا ہے کہ کھانا اس بات سے سہل زیادہ ہے کہ اس پر قسم دی جاوے۔ چہاں کہ یہ کہ ایسی طرح کھاوے کہ رفیق کو یہ کہنے کی ضرورت نہ ہو کہ کھاؤ بعض اوقات فرماتے ہیں کہ کھانے والوں میں بہتر وہ ہے جس کے ساتھی کو ضرورت نہ پڑے کہ کھانے کے باب میں اس کا ہو یا نہ ہو اور ساتھ والے سے مشقت کہنے کی اٹھاوے اور یہ بھی نہ پائیں کہ دوسرے کے اپنی طرف دیکھنے سے جس کو خواہش ہو اس چیز کو چھوڑ دے کہ ایک طرح کا تکلف ہے بلکہ بیچ میں وہی چال اختیار کرے جس کی تنہائی میں عادت ہو اس سے ضرور ہے کہ تنہائی میں بھی ایسے آداب کا مادی ہو کہ بیچ میں تکلف و محتاج نہ ہو وہ ہاں اگر غذا جمع میں اس لئے کم کھاوے کہ اور بھائی زیادہ کھا دیں یا ان کو کھانے کی حاجت جان کر ترس کرے اور کم کھاوے تو بہتر ہے اسی طرح اور لوگوں کے ساتھ دینے کی نیت سے اور اور ان کو کھانے کی رغبت زیادہ ہونے کے ارادہ سے زائد کھا لیوے تو کچھ مستحکم نہیں بلکہ اچھا ہے حضرت ابن مبارکؒ کا دستور تھا کہ عمد و خمر اپنے یاروں کے سامنے رکھتے جاتے اور فرماتے کہ تو زیادہ کھاوے گا اس کو ہر کھلی پیچھے ایک دم دوں گا پھر کھلیاں گھنٹے جس کی کھلیاں جتنی زیادہ ہوتیں اس کو اتنے ہی دم دیتے اور یہ امر حیا کے دور کرنے کو اور انبساط میں خوب دور مائل کرنے کو کرتے تھے اور سنت امامؑ فرمادہ ہے کہ اگر کسی نے فرمایا ہے کہ میرے یاروں میں سے سب سے زیادہ مجھ کو وہ چھا اور محبوب ہے جو سب سے زیادہ کھاوے اور بڑے بڑے لائق ہے۔ اور سب سے بھاری مجھ پر وہ شخص ہے کہ کھانے کے باب میں مجھ کو اس بات کی ضرورت ڈالے کہ اس کا خیر کیر رہوں اور یہ سب باتیں اسی پر اشارہ کرتی ہیں کہ اپنی عادت کے موافق کام کرے اور بناوٹ کو چھوڑ دے۔ اور یہ بھی انہیں کا ارشاد ہے کہ آدمی کی ہمت و عزم شخص کے اچھی طرح جب معلوم ہوتی ہے کہ سب اس کے کھر بار اچھی طرح کھاتا کھاوے پھر یہ کہ باتوں کو طشت میں دھوئے گا کچھ نہ ملے نہیں اور اگر تمہارا کھاوے تو اس میں قہر کے نتیجے سے ملے گی یہاں کرنا چاہیے اور جب کوئی شخص عزت کو اس کے سامنے تعظیم کی ہمت سے کہ دے تو قبول کرے۔ حضرت انس بن مالکؓ اور ثابت بن ابی ایک بار ایک کھانے پر اکٹھے ہوئے جب طشت باقہ دھوئے کے لئے آیا تو حضرت انسؓ نے حضرت ثابتؓ کی طرف لو کر دیا وہ ہاتھ دھوئے اور کے حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جب تمہارا خیر کیرے تو اس کو منہ سو کر داور اندر منت







































کہ سو دیکھو کہ دوسرے سے یہ کہ فقرائے کی دعوت کر سہ تو انکروں کو فاس نہ کر سہ کہ شخصیت علی اللہ  
 علیہ وسلم سے فرمایا کہ سب سے پہلے کہ ہر اس و لہجہ کا کہ نہ سہ میں تو انکروں کی دعوت ہو  
 فقرائے کی نہ ہو دوسرے سے یہ کہ دعوت ہے اپنے قریب کو نہ پورے سے کہ ان کو چھوڑ دینے ہیں ان کو وحشت ہے ڈانٹنا  
 اور قراہت کو توڑنا سہ اسی طرح اپنے دوستوں اور آشناؤں کی دعوت میں ترقیب کا فائدہ رکھ کہ بعض  
 کی شخصیت کو سہ سے وروں کہہ دل کو وحشت ہے نہ سہ سے چھوڑنے یہ کہ دعوت سے فقر اور شہنی کی  
 قیمت نہ کر سہ کہ بھائیوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنا ورنہ نہ کہنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 و سہ کے اوقات پر چہ اور ایمان داروں کے دلوں میں خوشی پہنچانی مقرر رکھے پانچویں یہ کہ ایسے شخص کی دعوت  
 نہ کر سہ کہ نہیں وہ سہ کے قبول کرنے میں اس کو دشواری ہوگی اور جب آدھ گاتوں خرمین سے کسی سبب  
 سے پناہ پوسے گا چھٹے یہ کہ دعوت اسی شخص کی کر سہ جس کا قبول کرنا چھ کر سہ واسطہ پر معدوم ہو حضرت  
 سیدنا انورؑ ماستہ ہیں کہ ہر شخص کسی کی دعوت کر سہ وروں سے اس کا قبول کرنا ہر اہانتا ہو تو دعوت پاک  
 نہ ہے وروں سے اس کی دعوت منکر کر سہ تو اس صورت میں اس پر دو گناہ ہیں کیونکہ اس شخص  
 نے دوسرے کو باوجود برائے سے کہہ سہ پر آمادہ کر لیا کہ وہ جانتا کہ میرا کھانا اس کو ہر معدوم  
 ہوتا ہے تو اس نے کھانا اور متقی کو کھانا کو سہ میں یہ فائدہ دے کہ تقویٰ پر مدد دیتی ہے۔ ورنہ کہہ سہ  
 سہ ہر گاہی پر قوت دینا سہ ایک دوسری نے حضرت ابن مبارکؑ سے پوچھا کہ میں باوٹا ہوں کہ  
 کہ سہ سے سہ ہوں تو مجھ کو یہ قوت تو نہیں کہ میں نہ ہوں کہ مددگار ہوں آپ نے فرمایا کہ ان ہوں کے مددگار  
 تو وہ ہیں جو یہ سہ ہوں سو فی دہ کا بیچنے ہیں تو خود نہ سہ مددگار ہونے کا کیا پڑ پڑتا ہے۔

### دعوت قبول کرنا

دعوت کا منظور کرنا سنت ہو کہ سہ اور بعض جگہوں میں لوگ  
 اس کو واجب کی جگہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو ذنبت کی کراخ ایک جگہ ہو  
 کہ عیال و ذوالہ کے لئے کہ وہ سہ کے لئے پانچ دین میں اول یہ کہ تو انکروں میں سہ میں فقی نہ کر سہ  
 کہ تو انکروں کو تو انکروں کر سہ اور فقیر کے یہاں ہو تو نہ مانے اس لئے کہ یہ کہنا ٹھیک ہے اور اس کی ممانعت  
 ہے ورا اس کہہ کر کہ سہ سے بعض لوگوں نے سہ سے دعوت کا قبول کرنا ہی چھوڑ دیا ورنہ یہ  
 کہ ثور وراثت رکھنا ایک ذمت ہے اور دوسرے سے کہہ سہ کہ جب میرا ہاتھ دوسرے سے پیا نہ  
 پیا برا تو اس کے سہ میرا گھر و ان کے گھر میں اور بعضی متکبر تو انکروں کی دعوت قبول کر سہ ہیں۔

نہ سہ سے ورنہ سہ سے دینہ سہ سے مدد ہے۔ اس میں تو انکروں کی دعوت ہو تو سہ نہ فقر و کی ۱۲ میں ملی۔

ہر گاہی کہ کسی نے یہ نہ کر سہ تو میں نہ ہوں ورنہ کوئی مجھ کو نہ سہ کا دست تو قبول کر لیں مگر اس کی ہر وہ























[illegible]



بعد نہ اندلی نے فرمایا کہ کلمہ بن کلمات ماز ذلک منہ اس سے معلوم ہوا کہ شیرینی اور گوشت دونوں ہمدرد ہیں  
 میں سے ہیں جو سلیمان درانی فرماتے ہیں کہ سب چیزوں کا کھانا نہ اسی کا موجب ہوتا ہے اور یہ سب چیزیں  
 ٹخنہ پانی پینے اور ہاتھ دھونے کے وقت گنت پانی ہاتھوں پر ڈالنے سے پوری ہو جاتی ہیں۔ مومن سلف کہہ  
 رہے کہ برف کا بجھا پانی شکر کون سے کر دیتا ہے یعنی یہ نعمت شکر خالص پانی سے ہے اور جملہ ادب کا قول ہے  
 کہ جس صورت میں تم نے اپنے بھائیوں کی دعوت کی اور ان کو دام کا خون اور پوری کھانہ ٹخنہ پانی پانے  
 دعوت کامل کی اور کسی شخص نے نہایت سے روپیہ گنتے ہیں ایک جہیم نے کہا کہ تم کو اس طرح کرنے  
 کی ضرورت نہ تھی بشریکہ روٹی ٹخنہ پانی اور سرکہ پا شنی دار تھوڑی پاس سے جو دھڑاں سے کہ  
 یہی چیزیں غیبت کافی تھیں اور بعض حکماء کا یہ قول ہے کہ کھانے کے بعد شیرینی کا ہونا بہت افسوس کے ساتھ  
 تیار کرنے سے بہتر ہے۔ در دسترخوان پر سب کو کھانا پہنچ جانا اس سے بہتر ہے کہ کئی قسم کا کھانا ہو اور کسی  
 کے لئے چھوڑ دیا جائے کسی کے لئے چھوڑ دیا جائے جس دسترخوان پر قوت ہوتی ہے اس پر ڈالنے سے تھیں اس سے چھوڑ دیا جائے  
 کہ ان کا رکن بھی دسترخوان پر منتخب ہے اور اس میں سب چیزیں سے پیشہ کی گئی ہیں۔ وہ درخت میں ہے جو دسترخوان پر پیشہ کی گئی  
 کھانا کہ سوا سب بقولات تھیں اور ایک چھالی تھی کہ جس کے سر کے پاس سرکہ اور دم کے پاس نمک تھے اور  
 سات روٹیاں تھیں اور ہر ایک روٹی پر روغن زیتون اور دانہ نار رکھا تھا تو یہ سب چیزیں غیبت  
 میں جمع کی ہوتیں تو اس دسترخوان کے مطابق ہونے کے اعتبار سے بہتر ہوں گی جو یہ کہ ان کے لئے  
 میں سے جو نہ دوسرے ہو اس کو پہلے پیش کر دے تاکہ تہی کو منظور ہو ورنہ اس کو بھر پور رکھ دے تاکہ  
 بعد ازاں اس لئے آدھے تورک شہوت بخش کر دے اور یہ امر سنت کے وقت سبہ ہو کہ یہ سب چیزیں  
 کا ایک تیلہ ہے اور یہ تیلہ لوگوں کا تریق یہ تھا کہ کھانے کے سبب قسم کو ایک ہی دفعہ دیکھتے تھے اور یہ  
 کہ یہاں کھانوں کی دسترخوان پر چن دیتے تھے تاکہ ہر شخص جس چیز کی رغبت رکھتا ہو اس میں سے کھانے  
 اور اگر نہ سب خوراک کی یہاں ایک قسم کے سود و سرا کھانا نہ ہوتا تھا تو اس کو ذکر کر دیتے تھے تاکہ لوگ اس کی  
 شکم سیر ہو کر کھائیں اس سے بہتر کا اثر نہ کرے اور جہاں مروت کا حال منظور ہے کہ وہ ایک چیز پر  
 ہفتہ اقسام کے کھانے کے لئے منظور ہوئے لکھ کر اڈاں میں ان کے ساتھ پیش کر دیا کرتے تھے تاکہ  
 میں فرماتے ہیں کہ میرے سامنے شمس کے بعض مشائخ نے کہا کہ تا پیش کیا میں نے کہا کہ یہ سب چیزیں  
 ہیں کہ کھانا سب کے بعد پیش ہوتا ہے اس لئے کہا کہ ہر ایک چیز میں شمس کی دستور ہے اور اس کی  
 کے داد و سرگ قسم اس لئے تیار نہ کرانی تھی جو اس سے نہایت شرمندگی ہوتی اور کسی دوسرے کا قول ہے کہ  
 تاکہ اس قدر چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ ۱۲



پہلے لوگ یک نیت ہیں تھے صاحب خانہ نے بکری کے سر بٹھنے ہوئے در شور ہا و رہا سے سامنے رکھتے  
 ہوتے ان کو اس انتظار میں کہ اور کوئی کھانا یا گوشت آوے گا نہ کھایا آخر کو صاحب خانہ نے ہارے سامنے  
 گوشت ڈال دیا اور کچھ پیش نہ کیا تب ہم ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے ایک صاحب جو ٹھکانے کے انہوں  
 نے فرمایا کہ اللہ انہی کو قدرت ہے کہ بدوں بدوں کے سر پیدا کر دیوے راوی کہتے ہیں کہ اس  
 رات ہم مجھ کے رہے اور سحر تک روٹی کے سبب میں انہوں نے مستحب سے کہ سب قسم پیش کر دے  
 یا تو اپنے پاس ہو اس کی اطلاع کر دے تاکہ وہاں پھر انتظار نہ کریں چہاں ہم یہ کہ جب تک کھانا کے قسم  
 سے جی طرح نہ کھا دیں اور ہاتھ نہ کھینچیں بیویں تب تک ان کو اٹھانا نہ چاہیے کیونکہ شاید بٹھنے لوگ ایسے  
 ہوں گے کہ جو قسم سب سے بعد میں آتی ہوگی وہ پیشتر کے اقسام کی نسبت کم ان کو زیادہ مرغوب ہوگی یا  
 ایسی شکم میری نہ ہوتے ہوں گے تو برتن اٹھانے سے ان کا حرج ہوگا اور دسترخوان پر تمکین کو جو درنگ  
 کے کھانوں سے بہتر کہتے ہیں اس کے یہی معنی ہیں کہ برتن جلد نہ اٹھائے جاویں یا یہ معنی ہے کہ جگہ فراخ  
 ہو سنتوری تو ٹھکانے سوئی تھیں ان کے حال میں کھانے سے کہ کسی دنیا دار کے وہاں نیت کھانے لگے ایک  
 بکر بھن ہوان کے سامنے آیا اور یہ شخص بخیل تھا لوگوں نے ہوس بکھرے کو پیر پہاڑ لگا ہوئی کیا تو وہ کبیرا  
 اور غم سے کہا کہ یہ بکرا لڑکوں کے لئے اٹھائے جائے گا مگر اس کو اٹھایا اندر رہا نہ کھانے کا قصہ کیا سنتوی  
 میں کے بچے دوڑے کسی نے ان سے کہا کہ کہاں جاتے ہو کہاں لوگوں کے ساتھ کھانے والے گاتے تو صاحب  
 خانہ نے مایا اور اس بکرے کو واپس منگایا اور اسی ادب کے متعلق یہ ہے کہ نیت کھانے کرنے والوں کو  
 سے پیشتر اپنا ہاتھ نہ کھینچے کہ وہ یہاں کھانے کے بلکہ یوں چاہیے کہ سب کے بعد خود موقوف کریں  
 ان میں سے وہ کہ دستور تھا کہ لوگوں سے سب کھانوں کے قبضہ میں نہ کر دیتے اور ان کو کھانے دیتے تب  
 لوگ قبضہ میں میری کے ہوتے تو نواوز نو ہو کر کھانے پر بسوا لے کہہ کر ہاتھ بٹھاتے اور کہتے کہ  
 میرا ساتھ دو خدا تم میں ورتہ پر برکت کرے اور اگلے لوگ میں عادت کو اپنا چاہتے تھے پنجم یہ کہ کھانے  
 کی مقدار اتنی ہو کہ کھانے والے کو کافی ہو جائے اس لئے کہ مقدار کفایت سے کہہ کر نہ ہی تو مروت  
 میں بٹھائے گا اور اس سے زیادہ کرنے میں بناوٹ اور غور ہے نہ خود ایسی صورت میں کہ دل پر غور  
 نہ ہو کہ سب کچھ جاویں۔

ہاں اگر جنت کے نام اس طرح رکھے کہ ہر سب کچھ جاویں تو بھی خوش ہوا اور اگر چھوڑ دیں تو ان کے  
 نفس کو با عتد برکت جہیں تو کچھ منہ لگتے نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ میں کھانے پر سب نہیں ہوتا۔







کیا ہے فرمایا کشادہ رو اور عمدہ گفتگو سے پیش آنا اور نزدیک بن ابی زیاد کہتے ہیں کہ ہم جب کبھی عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کے پاس آئے تو انہوں نے ہم سے گفتگو بھی اچھی ہی کی اور کھانا بھی اچھا ہی کھا یا دوسرے سے کہ یہاں کو چاہیے کہ میزبان کے پاس خوش دل جاوے اگرچہ اس کی خاطر دار کی میں کوتاہی ہوتی ہو اس لئے کہ یہ امر خوش خلقی اور تواضع میں سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی اپنی خوش خلقی سے روز و رشب بیدار کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے پہلے زمانہ کے اکابر میں سے کسی کے پاس ایک شخص نے آدمی بھیجا کہ کھانا کھانے کو بلا لاوے وہ بزرگ گھر پر نہ ملے جب انہوں نے سنا کہ فلاں شخص نے بلوایا تھا تو اس کے یہاں گئے اس وقت لوگ کھانا کھا کر چلے گئے صاحب مکان ان کے پاس آیا اور کہا کہ اب تو لوگ کھا کر چلے گئے پوچھا کہ کچھ بچا ہے اس نے کہا کہ نہیں کہا کہ ایک دم کٹرا روٹی کا ہو تو نے آؤ اس نے کہا کہ کوئی نہیں کہا کہ بانڈی لے آؤ کہ اسی کو پونچھ لوں اس نے کہا وہ ہیں نے دھوڑتی پس شکریہ خدا کرتے ہوئے وہاں سے اپنے مکان کو چلے آئے لوگوں نے ان سے کہا کہ یہ بات ہے کہ تم کو کچھ کھنیا بھی نہیں اور تم اس شخص سے رخصتی اور خوش ہو فرمایا کہ اس نے بہر حال اچھا کہا کہ ایک نیت عارف سے ہم کو بدایا اور وہی ہی عارف نیت سے ہم کو جواب دے دیا پس تواضع و خوش خلقی اس کا نام ہے ورکتے ہیں کہ استاد ہو تسمینہ کو چار بار ایک ٹکڑا بنا لے گیا کہ میرا باپ تمہیں کھانا کھانے کو بلاتا ہے اور چاروں دفعہ اس کے باپ نے ان کو جواب عارف دیا مگر وہ ہر دفعہ بلا لے پرچھے آتے تھے کہ اس ٹکڑے کا بھی ان خوش ہو جاوے کہ میرا کہنا مانا اور اس کا باپ بھی رخصتی رہے کہ اس کے جواب دے دینے سے چٹے گئے یہ خوش قد سیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کرنے میں دب گئے ہیں اور توحید سے ان کو طہینان حاصل ہے وبراہیک۔ دو قبول میں بحر اپنے خالق کے اور کسی کی شرف نظر نہیں کرتے نہ کسی کے ذلیل سمجھنے سے شکستہ دل ہوں ورنہ کسی کے عظیم سے خوش دل بندہ براہیک بات کو وحہ قہار کی طرف سے سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ میں دعوت کو اس لئے منظور کرتا ہوں کہ اس کے سبب سے مجھ کو جنت کا کھانا یاد ہو تا ہے یعنی وہ کھانا بھی ایسا ہی عمدہ ہوگا کہ ہم کو اس میں کچھ محنت و مشقت نہ ہوگی اور نہ اس کا حساب ہم سے یا جاوے گا سو ہم یہ کہ بدوں رضا اور اجازت میزبان کے اس کے یہاں سے نہ آوے ٹھہرنے کی مقدار میں اس کے دل کی رعایت رکھے ورجب مہمان ہو کر فروکش ہو تو تین دن سے زیادہ نہ بڑھتا دے کہ بیض نہیں کہ میزبان است جاوے ورجب بچائے کے لئے کتنے کی ضرورت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فیما وثقثہ بابہ فہذا زرع فضیل قدر ہاں اگر

۱۲







اور غورتوں سے سخت کم کر کے اور جتنی چاہے در دیکھ استغباروں پہنچا دے دین قرغل اپنے زائے کر سے موسیٰ جان سے  
 کسی حبیب سے پوچھا کہ مجھے ایسی بات بتاؤ کہ اس کو مل میں لائوں اور اس سے عدول یا بچاؤ نہ کروں میں نے  
 کہا کہ غورتوں میں سے ہر ان کے سوا کسی سے شادی نہ کرے اور گوشت خواستہ دونوں کے مت کھانا اور  
 ہائی پیز جب تک خوب پاک نہ کرے مت کھانا اور دونوں مرض و دست پینہ و دیوہ ہیں نہ خوب پاک ہو کھانا دہونہ کرے  
 اس کو چھٹی طرح چب نہ دہونہ وہ کھانا جس کو دل چاہتا ہے در اس پر پانی مت پینا اور پانی جب پانی چکو تو پھر کچھ مت کھانا اور  
 ہرگز برکت نہ رکھنا اور جب کسی غذا کھانا تو سو رہنا و رست کی نذر سے بد سوئے سے پیشتر چل جائیں کر لہ سوئے میں چبنا اور رست لے  
 بھی یہی مشہور کہتے ہیں آفتہ نفس مشغول بن کر غذا کھا کر لے کر تازہ رات کا کھانا کھا کر پھر در کہتے ہیں کہ پیشاب کا بند رکھنا  
 بدن میں خور لی پیدا کرتا ہے جیسے چلتی نہر کو روک دو تو اس کے گرد کی پیزیں خراب رہتی ہیں جہاں جہاں رہتی ہیں  
 کر نکال کا کٹن مرض لانا ہے و رات کا نہ کھانا ہو نہ سائتا ہے و رست و دن کا قوں سب کہ صبح کا کھانا چھوڑ  
 دینا نہ رہیں کی پیزیں کو دور کر دیتا ہے و کسی حکیم نے اپنے لڑکے سے کہا کہ جب تک اپنی عقل مانتہ نہ سے او  
 تب تک گھر سے نہ نکلیں یعنی بدوان کھانے صبح کو مت نہو و رست و شغل میں لے لے ہا کہ عقل کی نالی سے ٹھکانے  
 رہتی ہے اور اسی سے تلیش دور ہوتا ہے اور پاک یہ فائدہ کہ شکم میری پر ہزار کی پیزوں پر نیت کھانے  
 ہے و پاک حکیم نے کسی موٹے آدمی کو کہا کہ تیری ڈانٹوں کا کار کاہ بنا ہوا کھانا تیرے بدن پر معلوم ہوتا  
 ہے جیسی یہ خور تہ ہوئی اس نے کہا کہ میں یہوں کا میہ اور سون کا گوشت کھاتا ہوں اور نقشہ کا قبل مت ہوں  
 و رستھی کھانا پینت ہوں پتہ یہ کہ پیزیں تندرست کو ایسا منظر ہے جیسے بد پیزیں کی جہاں کو و رستوں کا قوں  
 ہے کہ ہو پر پیزیں کرتا ہے اس کو بیماری کا یقین و رستہ رستی کا شک ہے و رستہ کھانا میں یہاں ہونا  
 اچھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبیب رومی کو دیکھا کہ خرم کھاتے تھے و ران کی پاک کھانہ پر  
 آشوب تھی نہ مایہ کہ تھری آنکھ و کشتی ہے و خرم کھاتے ہوئے غافل کیا کہ سوال اللہ میں دومہ کی دزد کی دزد  
 سے کھاتا ہوں آپ یہ سن کر ہنس پڑے ششم کہ میت و اول کے لئے کھانا چاہئے مستحب ہے پنا چہ حبیب  
 خبر مرگ حضرت جعفر بن ابی طالب کی آتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم کہ حضرت کے کھانے  
 والے میت کے شغل ہیں کہ نانا تہا کر سکیں کہ ن کے پاس کچھ کھانے کو ہو تو وہی لے لے یہ مرسلون  
 ہے و حبیب اس قسم کا کہ نا مجمع میں آوے تو اس کو کھانا پینا نہ دے بلکہ گھر کو لے کر دے اور وہی  
 کرنے والوں کے لئے ہو تو اس میں سے کھانا نہ چاہئے۔ پختہ نہ شخص کے لئے کھانا نہ لے کر دے  
 اور اگر نہ بر رستی کرے تو تھوڑا کھا وے اور جو کھانا بہت عمدہ ہو اس پر ہاتھ نہ ڈالے کسی مرسل سے پختہ نہ کی گوی  
 نہ قبول کی جس نے لانا بادشاہ کی دعوت کی تھی اس نے کہا کہ میں دعوت کھانے میں مجبور تھا مگر میں نے کہا کہ میں  
 دیکھتا ہوں کہ عمدہ ہی کھانے کی طرف جھکتی تھی و رستہ پختہ نہ تھا کہ کھانا میں تو کسی کا تہہ نہ پر نہ تھا



اور کہتے ہیں کہ بادشاہ مذکور نے اس مذکی کو بھی جبراً کھانے کو کہا تھا مگر اس نے جواب دیا کہ اگر میں کھانا کھاؤں گا تو گواہ کا تزیئہ نہ کروں گا اور اگر تزیئہ کروں گا تو کھانا نہ کھاؤں گا۔ چونکہ اس کے تزیئہ کی بدولت بہت سیرج تھی اسلئے مکار بادشاہ نے مان لیا اور کہتے ہیں کہ ذوالنون منیری متعبد ہو گئے چند روز قید خانہ میں کھانا کھانے کی ایک دینی بہن تھی اس نے اپنا سوت کات کر داروغہ مجلس کے ہاتھ کھانا پکا کر بھیج دیا۔ انہوں نے اس کو بھی نہ کھایا۔ رہائی کے بعد اس عورت نے اس کی شکایت کی فرمایا کہ کھانا سال تک مگر خالم کے برتن و رہائش میں آیا تھا اس لئے میں نے نہ کھایا یعنی داروغہ مجلس کی معرفت گھر نہ آتا تو کھانا اور یہ نہایت درجہ کا تقویٰ ہے۔ شتم فتح موصی کے سال میں لکھتے ہیں کہ وہ بشرح فی کے یہاں بطور مذاقات تشریف لے گئے بشرح کے چند درہم نکال کر حمد جدار اپنے خادم کو دیئے اور فرمایا کہ ان کا عمدہ کھانا اور اچھے سالن لے آؤ۔ کہتے ہیں کہ میں نے بہت سی روٹی مولیٰ اور اپنے دل میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کے سوا اور کسی چیز کے لئے نہیں فرمایا۔ مگر بارک مانیہ و زدن منہ اس قدر سے کچھ دودھ اور عمدہ چھو بار سے مولیٰ اور ان سب کو لکر فتح موصی کے سامنے رکھ دیا۔ اور انہوں نے کھانا کھایا اور باقی اپنے سامنے لے گئے بشرح فی نے ہم کو فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے عمدہ کھانا مولیٰ لینے کو کس لئے کہا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اچھا کھانا موجب شکرین نص کا ہوا کرتا ہے اور تم کو یہ معلوم ہو کہ فتح نے مجھ سے کیوں نہ کہا کہ کھانا اس کا سبب یہ ہے کہ بہن کے لئے ضروری نہیں کہ میزبان کو کہے کہ آؤ کھاؤ اور تم جانتے ہو کہ باقی کچھ ہوا کھانا ساتھ کیوں لے گئے اس کی وجہ یہ تھی کہ جب توکل صحیح ہوتا ہے تو گوشہ کا لین ضرر نہیں کرتا ان افعال سے یہ مسائل گویا تم کو تعلیم کئے اور ابوعلی رودباری نے ایک شخص کا مال نقل کیا ہے کہ انہوں نے خفیافت کی اور اس میں ہزار چراغ جلائے کسی نے ان پر اعتراض کیا کہ تم نے اسے صرف کیا انہوں نے کہا کہ اندر بکر جو چراغ میں نے خدا کے لئے روشن نہ کیا ہو اس کو گل کر دو و شخص اندر گیا اور بہت کوشش کی مگر کوئی چراغ گل نہ ہوا آخر کو قتل ہو گیا اور ابوعلی رودباری نے بہت سے پتے شکر کے لئے اور سوائیوں سے کہہ کر شکر کی دیوار مع سنگوں اور محرابوں کی تیار کرالی اور اس میں کھجے منقش لگوائے کہ مدب شکر کے تھے پھر موفیوں کو بل کر ان سے اس کے کھانے کو کہا سب نے اس کو گرا کر روٹ لیا۔ ہم یہ کہہ کر کھانا امام شافعی کے قول کے موجب چار طرح پر ہے اول ایک انگلی سے کھانا اور یہ موجب خدا تعالیٰ کی شگنی کا ہے دوم دو انگلیوں سے کھانا درخت تکبر ہے سوم تین انگلیوں سے کھانا

اسی سنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہجرت دسے اور اس سے ہم کو زیادہ دسے

۱۶ مسند نے بروایت کعب بن مالک نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھانا کرتے تھے ۱۷



روزگار باب - نیکوکار

رباعی

منت سبب است و در سبب و در سبب

۱۰ مرزا شکرالدین سید پیر

فقرات میں درجہ بندی کے تحت

گروہ چندیش

و انچه بگویند که دین پر مدعا را اور شب و روز کا ذمیل کنندہ اور ان کے کرم و سبب سے نہ ہو یہ

منجانبہ سے دربارت کے بہت بڑے کتب خانے میں سے ایک کتب خانہ ہے۔



پیر فخر کریم گے اس لحاظ سے اس کے اسباب کی جستجو اور سنتوں کی پورا داشت اور آداب کی گفتگو نہایت زیادہ ہے اور ہم اس کے مفاد اور اقسام ضروری احکام کو تین فصلوں میں بیان کرتے ہیں۔

بہلی فصل : نکاح کی ترغیب اور اس سے اعراض

و نفع ہو کہ نکاح کی فنییت میں سما نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے اس کی فنییت یہاں تک بیان کی ہے کہ نکاح کرنا عبادت الہی کے لئے تنہائی اختیار کرنے سے بہتر ہے اور بعض فنییت کے متر ہیں مگر عبادت الہی کے واسطے تنہائی کو اس سے بڑھ کر سمجھتے ہیں بشرطیکہ نفس میں اتنا جوش نہ ہو جس سے حال پریشان ہو اور صحبت کا خواہاں ہو اور کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ اس پر سے زمانہ میں نکاح کا نہ کرنا ہی بہتر ہے وراں میں فنییت اگلے وقتوں میں تھی کہ کمائے دوں کے طریقے حرم اور ممنوعہ نہ تھے اور سورتوں کی حدیں بری تھیں یہ قول عامہ کے ہیں اور امر واقع اور صحیح جب ہی معلوم ہوگا کہ اقوال خبر اور آثار نکاح کی ترغیب اور اغراض کے باب میں بیان کئے جا رہے ہیں پھر نکاح کے فوائد اور آفات کی شرح کریں تاکہ اس کے بعد ہر شخص کے حق میں کہ اس کی آفتوں سے محفوظ ہو اس کی فنییت نہ ہو اور ہو ایسا نہ ہو اس کے حق میں اس کا نہ کرنا مناسب نہ ہو اس لئے اس نفس کو ہم پر رہبانوں میں منحصر کرتے ہیں۔

نکاح کی ترغیب آئینہ میں باب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و نكحوا ما بای منکم

[illegible]







کہ دوسرے دوستوں میں نہ اتنی سے اس میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے کہ نکاح کی فضیلت مختص انت سے  
 بچنے و رفتہ سے عیدہ رہنے کے باعث اس لئے کہ آدمی کے دل کو نہ دیکھنے و فیہ میں کثر شرم کا دور  
 پیٹ ہی ہوتی ہیں اور شادی کرنے سے ایک کی آفت سے بچتا ہے ورنہ مایا کہ آدمی کا ہر ایک عمل منقطع  
 ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں ایک نیک نیت ہو کہ جو اس کے لئے دو مائے آخر و پیشہ ملک اور  
 ظاہر ہے کہ لڑکے کے ہونے کا ذریعہ بکثرت نکاح کے ورنہ نہیں اور شرم اس باب میں بیہوشی کہ حضرت عمر  
 فریق فرمایا ہے کہ نکاح سے صرف دو چیزیں روکنی ہیں یہ مایا بدکار ہونا اس میں آپ نے بیان فرمایا  
 کہ دین داری مانع نکاح نہیں اور اس کے مانع کو دو ہر کی باتوں میں مخنہ کر دیا ورنہ نہ تین غلامی لئے فرمایا  
 کہ نیک عبادت پوری نہیں ہوتی جب تک کہ شادی نہ کر لے اس لئے کہ تین یہ بھی ہوتی ہے کہ نکاح عبادت کا قلم  
 ہے مگر یہ ایہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی غرض اس سے یہ ہے کہ عیدہ شہوت کے باعث دل کی سہمتی بدوان نکاح  
 کے متصور نہیں ورنہ عبادت بدوان فراموشی کے نہیں ہو سکتی ورنہ سہمتی و جہ سے اپنے ناموں کے لئے مکرہ ورنہ  
 قریب وغیرہما کو مانع ہونے کے بعد آپ نے کما حقہ در فرمایا کہ اگر نکاح کرنا چاہتے ہو تو ہیں تبہر نکاح  
 کر دوں کیونکہ بندہ جب زنا کرتا ہے تو یہاں اس کے دل میں سے نکاح پیدا ہوتا اور حضرت بن مسعود فرمایا  
 کرتے تھے کہ اگر یا عرض میری عمر میں سے نہ وقت اس روز کہ ہوں تو بڑے ہیں چہ معلوم ہوتا ہے کہ نکاح  
 کر لوں تاکہ نہ تنہا کے سامنے نہ دیکھوں اور حضرت سعد بن ابی وقاص فرمایا ہوں تو ان میں مریقی تھیں  
 اور خود بھی مرضی رہتی ہیں مگر فرمایا کہ میرا نکاح کر دو بڑے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ لہذا تعالیٰ سے جبر  
 ملوں ان دونوں شرواں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں ناموں کے نزدیک شہوت کے ورنہ سے  
 بچنے کے سوا نفس نکاح ہی فضیلت تھی ورنہ نہ تھیں فراموشی نکاح سے کہ تھیں ورنہ مانع تھے کہ میں صرف  
 ورنہ کے لئے نکاح کرتا ہوں ورنہ ایک ہی آفت تھی لہذا عیدہ و سہمتی کی خدمت ہی کہا کرتے تھے ورنہ  
 کو بھی آپ کے پاس ہی رہتے کہ شاید کوئی نہ ورنہ پر سے آپ نے ان کو فرمایا کہ تم شادی کیوں نہیں کرتے  
 انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک تو ہیں مفہم ہوں چہ مایا نہیں رکھتا ورنہ سے آپ کی خدمت سے  
 عیدہ ہو جاتا ہے آپ نے سکوت فرمایا پھر ان سے دوبارہ ہی نکاح فرمایا ورنہ انہوں نے وہی جواب  
 عرض کیا پھر انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ بڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے نکاح فرمایا ہے  
 ہیں جو ہاں میرے لئے دین و دنیا میں منافع ہے لہذا تعالیٰ سے کہ یہ کہہ کر سہمتی کی کوئی نہ ورنہ  
 جانتے ہیں کہ تیسری بار نہ سے رشتہ فرمایا وہی کے لئے نکاح کر لوں گا آپ نے ان کو ابھری ہر رشتہ

۱۱ مسند و ہدایت لکھنؤ بریت ریمہ سن ۱۲۸۵ھ بمطابق ۱۸۶۸ء







کہ ہم کو یہ پسند نہ تھا کہ تو ہم سے سناٹے چہرہ دیکھ کر دیکھتا رہتا ہے کہ میں نے ہنسنے پر چپ کر دیا ہے۔  
 کیا کیا حال ہے؟ کیا کثرت سے ستر و رہزنیوں کو دیکھتا رہتا ہے؟ میں نے کہا وہ جب کہ دنیا میں تو  
 ہم آپ کو ان سے زیادہ دیکھتا تھا، مگر اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہوں نے اپنی مریوں اور غیبی پر محبت کیا تھا  
 اور سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ پیغمبروں کی کثرت دنیا میں سے نہیں میں نے کہنے سے کہ میں نے کثرت علی کرم اللہ وجہہ اور غیب  
 کی محبت کرنا زیادہ بہتر سمجھا تھا آپ کی چار چیزیں اور فراموش نہیں ہیں میں یہ کہ نکاح یا کسی کی محبت اور  
 انبیاء کی باتوں میں سے ایک عادت ہے اور ایک شے ہے جو ہر آدمی کے لئے ہے جو کہ کوئی کہہ دے کہ  
 باغی سے تمہارا دل ہی کے لئے ہو رہا ہے کہ تمہارے دل کی غیال کے ہوتے ہوئے ایک عیب  
 میری سبب منوں سے بہت ہے میں نے کہا کہ پھر کون چیز آپ کو مانگتا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ کہ کوئی غور توں  
 کی حاجت نہیں اور نہ یہ منظور ہے کہ کسی عورت کو اپنی طرف منسوب کر دے اور جب میں نے اس کی  
 فضیلت جو دہرا بھی ہے پیغمبر یا دیکھتا رہتا ہے اس کو نہ ہائے واسطہ پر بہت دوری میں دیکھتا رہتا ہے کہ ایک  
 مجرد کی ستر کعتوں سے بہتر ہے۔

نکاح سے آگے بہت سی باتیں ہیں کہ اسوہ میں کے ہمہ لوگوں میں سے بہتر  
 انہی کی وجہ سے است وہ ہوگا جو ماہیہ اور بیاض کرے کہ نہ اس کی بی بی اور نہ یہ اور نہ یہ دووں پر ایک  
 ایسا زمانہ تھا کہ آدمی کی بی بی اس کی بی بی اور ماں باپ اور اس کے ہاتھ ہوئی اور اس کو غشی کا شک  
 دناویں کے اور اس کو بھی ہست کی کیفیت دس کے جس پر اس کا حق ہوتا ہو ہی وہ سے وہ جی رہا ہوں  
 ہیں گئے گا جن میں اس کا دین ہوتا ہے اور اس کے تہہ ہوگا اور عادت ہیں بلکہ میں کہہ رہا ہوں کہ دو  
 تو انہی میں سے ایک ہے اور کہہ گا زیادہ ہوگا اور غشیوں ہیں سے ایک ہے اور جو سفید و زردی  
 سے جو کسی نے نہ کات کا اس پوچھ تو فرمایا کہ عورتوں سے نہ کرنا اس سے بہت کہ ان کی حرکت پر نہ ہوگا  
 اور ان کی حرکت پر نہ کرنا کہ پھر صبر کرنا سے بہت کہ یہ بھی نہیں کا توں سے کہ انہی آدمی کو اصل  
 کا نہ ورنہ ان کا فریغ اس قدر تھا کہ ان کی بی بی واسطہ کو نہیں ہوتا اور یہ بھی وہی فرمایا کہ ہم نے  
 اپنے یاروں میں سے کسی کو بھی نہیں پایا کہ نکاح کرے کہ بعد پہلے پہلے مقبہ پر شامت رہا اور یہ بھی  
 فرمایا کہ تین باتیں ہیں کہ جس سے ان کو خوش کیا میں نے دنیا کی طرف میں کیا وہ یہ کہ میں نے  
 طالب بودوم کسی خدمت سے کیا یہ سوچا کہ میں نے دنیا کی طرف میں کیا کہ جب کہ میں نے کسی بہت سے  
 میں ہی سے نہ میں نے منسوب کیا تو فرمایا کہ میں نے کیا۔ جی ہاں سے اس کے بعد میں نے دنیا کی طرف میں  
 خدمت سے نہ میں نے منسوب کیا تو فرمایا کہ میں نے کیا۔ جی ہاں سے اس کے بعد میں نے دنیا کی طرف میں











موت و ریاضت میں کچھ فرق ہوتا ہے نہ پہلے میں نہ بعد میں نہ تعالیٰ کی خواہش سے ہیں اور نہ خالی ہمارے کے بلکہ ان کے لئے ہے اور اس کے نزدیک ان کی موت و ریاضت درجہ دنیا میں کچھ فرق نہیں ہو سکتا تو اس کو جو بہت ہے کہ یہ تقریر توئی ہے احتیاط ہے مگر اس کی مراد ہاں ہے کہ جس سے کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ اس کے منافی نہیں کہ دنیا کی سبب چیزیں یعنی خیر و شر اور نفع و ضرر خدا تعالیٰ کے ارادے سے منسوب ہوں بلکہ ثابت و کرامت آپس میں ایک دوسرے کی نمد ہیں یہ نہیں کہ روح کی مند ہوں کیونکہ بعض اوقات روح کی چیز مکروہ ہوتی ہے اور بعض مرتبہ محبوب ہوتی ہے مثلاً معنی مکروہ ہیں مگر باوجود اس کے ارادے سے ہوتے ہیں اور نفعات بھی ارادے سے ہوتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی محبوب و پسند ہیں و مکر اور شر کہ کو ہم پسند اور محبوب نہیں کہتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ارادے سے ہوتا ہے اور ان کے ناپسند ہونے کو خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا ولا یرضی لعبادہ۔ منسوب کیے ہو سکتے ہیں کہ محبت و کرم ہست کے لئے سے فنا و قرب خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک ہی ہوں تو وہ حدیث قدسی میں فرماتا ہے کہ جو کو کسی چیز میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اپنے بندہ فرمان بردار کی جان قبض کرنے میں ہوتا ہے کہ وہ موت کو برا بھلا نہ سمجھے اور نہ اس کی برائی ناپسند ہے اور موت اس کو ضروری ہے پس موت کا ضروری ہونا جو شر و فساد یا اس سے انتشار و معلوم ہوتا ہے کہ ارادے اور تقدیر پہلے کر چکے ہیں جن کو اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ قلین قلہ دینکھ موت اور اس قول میں خلق موت و حیوۃ اور قلین قلہ دینکھ موت میں و اس قول میں کہ جو کو اس کی برائی ناپسند ہے کہ منافات نہیں کرے مگر مرئی و غش کرنے کے لئے راد و محبت و کرم ہست کے معنوں کو تحقیق کرنا و ان کی تحقیقوں کا یہاں کرنا و کر رہنا میں لئے کہ ان کے لئے فوہل میں ہیں یا در ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ارادے و محبوب ہائی و ناپسند کرنا جن کے لئے و محبوب ہوتے اور ناپسند کرنا کے مشابہت یہ بات نہیں ہونے کہ خدا تعالیٰ کی منافات و ملوثی کی منافات میں ہے فرق ہے اس کی ذات و حقوق کی ذات میں ہے و جس طرح کہ حقوق کی ذاتیں جو ہر درجہ میں ہیں و ان کے لئے ذاتیں جو ہر درجہ میں ہونے سے منزہ ہے و جو کہ جو ہر اور ملوث نہ ہوں مثلاً ہر ان و وہوں کے لئے نہیں ہو سکتی کی صورت خدا تعالیٰ کی ذات میں مثلاً ہر خلق کی ذات میں ہے جو کچھ کہہ سکتے ہیں و حق ہے اور ان کی ذاتیں ان کے لئے ہر گز نہیں کہہ سکتے ہر کرم ہست کی مناعت جیسے میں لئے ہم میں انھوں نے نہ مانا کہ کرم کور و سکتے ہیں و جو کچھ ان کے کرم ہست پر ہر گز کرنے اور میں سے رو سکتے

میں فرق ہم نے

بتایا ہے کہ قدرت پرست ہے یعنی ذات سے نہ کہ وہ اپنی اس میں کو کچھ تا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے

نہ اور پسند نہیں کرتا۔ اور نہ ان کی نماندگی ہر گز نہیں ہوتی۔ اور نہ ان کی نماندگی ہر گز نہیں ہوتی۔ اور نہ ان کی نماندگی ہر گز نہیں ہوتی۔











ہیں جسے چاہے وہ لڑکے بنے کہ دروازے سے چڑھیں کہ ان سے کہا جاوے گا کہ خوب ہوا تم آتے  
 مسکندوں کے پوتے نہ ہو یا نہیں ہو کہ یہاں وہ کہیں گے کہ ہوسے ماں باپ کہاں ہیں تنہا کے  
 فرشتے کہیں گے وہ تم بنیں نہ بنیں کہ ان کے ذمہ گناہ اور برائیاں ہیں ان سب سے ان کا حساب روزِ حساب  
 ہو گا کہ سن کر وہ دھڑکے کیے کیے ہوں گے اور فریاد و زاری جنت کے دروازہ پر کریں گے پس خدا تعالیٰ  
 باوجودیکہ ان کے حال سے خوب واقف ہوگا رشاد فرماوے گا کہ یہ فریاد کیسی ہے فرشتے عرض کریں گے  
 اہی مسلہ ان کے کہ یہ کہیں جنت ہیں کہ ہم جنت ہیں ہر حال اپنے ماں باپ کو ساتھ ساتھ جاویں گے کہ تعالیٰ  
 حکم فرماوے گا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ رہاؤ اور ان کے ماں باپ کا ہاتھ پکڑو اور ان کو جنت میں داخل  
 کرو اور فرمایا اتھن بعد منہ منہ ان سے کہ ان کے فضل و کرم سے تم نے جنت میں رہنا چاہا اور فرمایا  
 من مائیں لکنا فکنت لکم دینا من اللہ انما جنتنا جنتنا و جنتنا دینا من اللہ  
 یہ سوال ہے ان اشیاء میں کہ ان کے ہوتے ہیں کہ کسی نیک شخص سے ایک نکاح کر لے کر کہا کہ تھے  
 تھے درود بزرگ کی دعاوں سے کہ تھے رہتے رہتے یا کہ روزِ بزرگ تھے تو کہنے لگے کہ یہ نکاح کرو میرا بیٹا  
 کرو اور کہنے لگے کہ ان کے دل پر دیا درود پڑھو کہ اب کہیں سے نوابی نکاح کے ہوتے فرمایا کہ شاید تم  
 بننے کے بعد یہ سے درجہ بزرگ ہو اور ان کو وہ فتویٰ ہے کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 دیکھا کہ اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 اس کے بعد کہ چرواہے کے ہاں رہتے رہتے کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 بیچہ نکاح کر لے کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 کے لئے کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 یہ کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 پائی پائی کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 متوقع ہو رہا تھا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 چرواہوں کے لئے کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 اس کی وجہ سے کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 دیکھو کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 روزِ قیامت کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا کہ ان کے ساتھ رہنا  
 اور ان کا یہ ہے ہی مضمون مذکور میں کہ ۱۷ اور آگے بھیجی اپنی جانوں کے لئے ۱۲



































کو نہایت سزاوارت ہے کہ فرشتگان و فرشتہ کی فکر و خیال کے اندر سے ہی پیدا ہو کر اور  
 اسی وجہ سے بشرانی شان و نایافتی کہ امام حسینؑ میں کوئی پرکاشی یا شے نہیں ہے بلکہ یہ  
 سب سے زیادہ عبادت الہیہ کے لئے درپیش ہیں اور ایک ہی شے کے لئے دو چیزیں درپیش ہیں  
 وہ ان پر خیر کرنا ہے و خیر نہ کرنا ہے اور آدمی کو اس قسم کی شے میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر اس نے اس  
 درپیش سے ورنہ اس سے کسی بزرگ سے ذکر کیا کہ بڑے کو شہر تھیں سب سے بڑے کو شہر تھیں سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 کہ حج و عمرہ وغیرہ کا ذکر کیا کہ اس نے فرمایا کہ تم کو اہل کائنات میں کوئی شے نہیں ہے کہ اس سے بڑے کو شہر تھیں  
 حال کیا اور خیال پر خیر نہ کرنا اور اہل کائنات میں کوئی شے نہیں ہے کہ اس سے بڑے کو شہر تھیں  
 عمل معلوم ہے جو ہمارے اس ہمارے فضل سے انہوں نے کیا کہ ہم کو معلوم نہیں ہے کہ یہ کیا ہے جو انہوں نے کیا  
 ہے یا تو یہ کہ وہ یہ سب فرمایا کہ وہ شے میں ہیں اور وہ کسی سے بڑے کو شہر تھیں سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 ہوا و یکے اور اس کو اپنے کپڑے سے ڈھک کر دیکھ کر اس کو اس کے فضل سے بڑے کو شہر تھیں  
 ان کے لئے بھی شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 المسلسلہ ہر کان میں فی اللہ کہہ تیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 اب اس میں اور بھی حد رہتا ہے سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 ہیں جنہوں نے اس سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 ہیں سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 اور کوئی چیز اور نہیں کہتی و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 پختہ ہیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 اس حد سے کہ بیان فرمائے تو کہتے کہ بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 الہی و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 فی غیبت مذکور ہے تو جنت میں جو سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 خدا تعالیٰ کو ہی و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 ہر شخص کی تین نیکیاں ہوں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 کہ سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں  
 جو انہوں نے فرمایا و سب سے بڑے کو شہر تھیں و سب سے بڑے کو شہر تھیں



بی بی کے ساتھ بہت سوک سے رہتے یہاں تک وہ مرنے پہنچ گئیں۔ ان سے نکاح کرنے کو کہا تو ان  
 نے انکار کیا اور کہا کہ ایک ہی میرے دل کی راحت و تسکین ہے۔ یہ ہے میرا چننا روزگار کہنا  
 کہ میں نے اس عورت کے مرنے کے بہتے بہتے خوب مہر دیکھا کہ گویا آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور کچھ  
 آدمی اترتے ہیں اور ایک دوسرے کے پیچھے دو ہیں آتے ہیں اور جب ایک میرے پاس آتا ہے  
 مجھ کو دیکھ کر پہلے پیچھے والے سے کہتا ہے کہ منہ سے یہی ہے وہ کہتا ہے کہ ہاں اسے حرج تیسرا جو تھے سے  
 کہتا ہے وروہ ہاں کہتا ہے اور یہی ڈر کے مارے ہوئے ہیں کہ یہی نہیں سکتا یہاں تک کہ سب کے بعد  
 ایک لڑکا میرے پاس کو کھڑا ہوتا ہے۔ اس سے کہا کہ میں اس سے بہت خوش ہوں کہ جس کی شرافت تم شہرہ کرتے ہو  
 اس نے کہا وہ تم ہو میں نے کہا کہ میں کی وجہ اس نے کہا کہ یہ ہے اس کے ہاں کون و ہاں کے اعمال کے سوا  
 وہر جائے تھے جو اللہ کی راہ میں ہیں دیکھتے ہیں مگر ایک ہفتہ سے ہم کو حکم ہے کہ تیرے ہاں کون و ہاں  
 کے اعمال میں مندرجہ کمزریں ہو مگر اب ہمارے پیچھے آتے ہیں ہم کو نہیں معلوم کہ تو نے کیا نئی حرکت کی ہے  
 کہ بس کے باعث یہ حکم ہو گیا اس کا ہر اسے اپنے دل سے کہا کہ یہ اللہ کی رو اور میری تین بیویاں  
 ہمیشہ رکھیں ورنہ ان کے حالات میں وہی ہے کہ اللہ نے تیری اس میں آگے آپ نے ان کی لیا  
 کی اور گھر میں آمد و رفت کے وقت ان کی بی بی ان کو سناتی ورنہ ہاں دھاری ورنہ یاقی کرتی مگر آپ نے ان کو  
 مہمان آپ کی اس بردباری سے متعجب ہو گئے آپ نے فرمایا کہ تم بہت کمزور اس نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے  
 درخواست کی تھی کہ جو کچھ تم کو آخرت میں ملے اس میں سے کچھ دینا اور دنیا میں رہنے سے اس پر ایش و ہوس نہ ہو  
 نہ افسانہ شخص کی لڑکی ہے اس سے کہہ گئے ہیں اس نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ تم نے کہا کہ میں نے  
 ان پر مہر کرنا ہوں اور ان کو یہ مہر کرنا ہے کہ ان کی شہرت و شہرت کو مارنا ہے ورنہ ان کی درستی حاصل  
 ہوتی ہے اس نے کہا کہ ان شخص کو دیکھنا بہت ہے اس کی لڑکی اس کا کہہ کر کہتا ہے تو اس سے اس کے انفس کی  
 نہایتیں متشرع نہیں ہوتیں ورنہ ہاں کے یہ نہیں ہوں کہ میں نے وہاں کے شرعی احکام سے کہہ دیا ہے  
 انفس کو ایسے بیٹوں میں اس کے آواز سے ورنہ ان پر مہر کرنا دیکھتا ہے اس کی حالت عقلی و انفس مرتبہ  
 اور باطن من و ذمہ سے عاف و عاف ہو سکے ورنہ ان پر مہر کرنا تو کیا عاف و عاف ہو سکے ورنہ ان پر مہر کرنا تو کیا  
 عاف و عاف ہے اور ان کی کائنات ہے غافلہ یہی ہے ان کا الہ فائدہ ہے مگر اس سے دوسرے کے شہرت کو  
 نہ فائدہ ہو سکتا ہے تو وہ انفس کے ہاں ورنہ عاف و عاف ہو سکے ورنہ ان پر مہر کرنا تو کیا عاف و عاف ہے  
 وہ راستہ کے تھے ورنہ ان سے بہت عجب نہیں کہ ان نے یہ سنا ہے کہ ان کو مجاہد کا لہجہ میں معلوم ہو رہا ہے اور ان کی  
 بنیاد سے یا کوئی عاف ہو رہا ہے یا نہیں یا نہیں ورنہ ان کی حرکت سے عاف و عاف ہو رہا ہے







[illegible][illegible]

گوادر اپنے گھر کے لوگوں کو آگ سے ۱۲















جس میں فرشتے کے سوا اور قسم کی عبادت کر سہ تو ایسا شخص اگر نیکوں میں سے ہو تو وہ آخرت میں  
کو نفع ناز اور حج وغیرہ اعمال بدنی ہی سے ملے گا کرتا ہے تو اس کو بھی نیک کرنا افضل ہے کیونکہ مال  
دنیا کا سہارا نہ ہوگا اور عبادت کی خدمت کرنی اور اولاد کی تعلیم میں سعی کرنی اور عورتوں کی عادت پر حشر کرنے  
میں بھی طرح طرح کی عبادتیں ہیں جن کا ثواب عبادت نفل سے کم نہیں اور اگر وہ شخص نیکوں میں سے ہو تو وہ  
و فکر اور باطن کی سیر سے عبادت کرتا ہے اس کو اس میں عبادت میں پریشانی ہو تو اس کے حق میں  
نیکانہ نیکانہ افضل ہے کہ یہ کہہ کر ترک کر جائے کہی بات ہے تو حضرت عیسیٰ نے اس کو کیوں نہ کیا اور اگر عبادت  
الہی اس کی نسبت کرنا بہتر ہے تو حضرت عیسیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں یہ کیا کیوں نہیں تو اس کا جواب یہ  
ہے کہ جو شخص صاحب قدرت ہو وہ ہر وقت حق و قوت زیادہ رکھتا ہے اس طرح کہ کوئی مانع و مزاحم اس کو نہ  
سے روک نہ سکے تو اس کے حق میں دونوں باتوں کا اجتماع ہونا افضل ہے اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم کو بنا بیت درجہ کی قوت و ہمت تھی اس لئے آپ نے دونوں بزرگیاں حاصل کیں کہ باوجود نوبہ میں  
عبادت اپنی ہی وسیلہ ہی لگے رہے اور نہ حج سے قنارہ جہت آپ کے حق میں مانع و مزاحم نہ ہوتی جسے  
دنیا کے بڑے بڑے مدبروں کو پانچ نہیں جو مانع اندر یہ انت دنیاوی کا نہیں ہوتا بلکہ یہ تو قنارہ جہت میں شمول  
ہوئے ہیں اور ان کے دل اپنے مقاصد میں مستغرق رہتے ہیں اور ان سے غفلت نہیں کرتے اسی طرح حضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ سب امور مرتبہ و درجہ کی قوت تھی کہ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ حضور  
وں کے لئے نہ تھے اور آپ کو بھی وہی نازل ہوتی تھی ایسے وقت میں کہ آپ اپنی بی بی کے ہنر  
پر توجہ تھے اور اگر بالآخر نبی کی دو صورت کے لئے یہ مرتبہ فرماں کیا جاوے تو ممکن ہے کہ اس کے  
سے تھ جائے یہ بھی ہے کہ نہ آپ ان امور سے شغول نہ تھے بلکہ آپ کے ہنر جتنی ہیں مسند رہیں یہی باتوں سے تھیں  
نہیں ہو سکتی اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر دوسروں کو قیاس نہ کرنا چاہیے بلکہ اپنی رہا حضرت عیسیٰ  
کا حال تو آپ نے اپنی قوت کا نہ کر کے عبادت حنیفہ طاعت کیا یا تھا نہ آپ کی حالت ایسی ہوگی کہ نہ اندری  
کے انسان اس میں تاثیر کر جاسکے یا اس حالت میں صاحب حال ہیں وقت پڑتا یا نہ حج اور عبادت دونوں  
جمع نہ ہو سکتے اس وجہ سے عبادت ہی اختیار کرنے کو پسند فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حوالے کے ہر  
سے خوب واقف ہیں اور اپنے زمانہ میں وہ ہر حال سے کمال کے کمال اور عورتوں کی عادت کو خوب جانتے  
ہیں اور جو باتیں کہ حج کرنے والے کو خطر اور مفیہ ہیں ان پر روشن ہیں اور چونکہ انسان کے کمال و عظمت  
ہیں حتیٰ کہ بعض حالتوں میں اس کے حق میں حج افضل ہے اور بعض میں ترک حج تو بہتر ہے کہ نبی  
خدا کے میں برکات میں قہر و قہر کے دونوں مذکور ہیں ہر دین میں



















اور عورتوں کی زبان پر یہ خبر کہ ان ہاتھوں میں سے جسے کہ ان سے اولیا رکھتا تھا کسی عیب کا قول ہے کہ چار قسم کی عورتوں سے نکاح مست کرواواں انا نہ دوہ منہ نہ سوہم جن نہ پہا رہم حراقہ نہ ہمہ ہر قد کشتم شداقہ۔ انا نہ میں کو بکتہ ہیں جو ہر وقت کرتا ہتی اور یہ آدہ کرتی رہتی ہے اور ہر گھڑی اپنا سر پتی سنتا نہ سترستہ رہتہ یعنی عزت وائے مرثیہ یا بکتہ مرثیہ ہی رہتہ میں سے نکاح میں کچھ برکت نہیں اور منانہ اس کو بہتے ہیں کہ سنا وندہ کفر احسان ہوتا ہے کہ میں نے تیری خاطر یہ کیا اور وہ کیا۔ اور منانہ وہ ہے جو اپنے پہلے شوہر پر ہمہ یا اپنی اولاد پہلے شوہر پر قول سے جو فریفتہ رہے تو ایسی سے بھی اجتناب مناسبت ہے اور حدائق وہ ہے کہ ہر تیز پر نظر ڈالتی ہے ورس کی خواہش کرے پھر شوہر کو اس کے خرمید سے لے لے نکلیتے دیو سے۔

اور براقہ کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک اہل تہذیب کے موافق یعنی جو عورت اپنا دین بھروسے سے کہنا و سنگھار میں رہتہ تاکہ بناوٹ میں اس کے آب و تاب ہو رہا ہو اور دوسرے اہل کفر کے ہاں اس کے منہ بانی یعنی جو عورت کے لئے پروردگار اور اکیلا ہی کیا ہو وہ در ہر چیز میں سنتے اپنا تہذیب جو کرے اور شداقہ میں کو بکتہ ہیں جو بہت بکتی رہتہ ورامی لی لے سے تشدق بھی لگے رہتہ اس حدیث شریفہ میں در دستہ۔ ان شہبختی مشوٹ رین متندر قین و کتہ ہیں کہ سیرج زوی سنتہ یعنی یہاں حضرت ایا میں عیہ مسلم کی زیارت کی آپ نے ازوی کو نکاح کے لئے ارشاد فرمایا ورنہ در دستہ سے ممانعت کی اور نہ یہاں کہ چار قسم کی عورتوں سے نکاح مست کرنا اولیٰ علیہ نفع سے کہ ہر گھڑی عیب کی درخت مست کو نہ دوہ شہنی والی کہ دوسری عورتوں پر دنیا کے بوزم سے فخر کرتے ہیں سے دوستہ جو خبیثہ شہر کہنتی ہے ورس بات میں مشہور ہو ایسی ہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے واکا تخذت ان خدان ہوتھیں نہ بردست کہ نہ وند پر قواں و فعل میں جرم نہ چڑھ کر رہے اور حضرت علی نے فرمایا ہے کہ جو عادتیں مردوں میں بڑی ہیں وہ عورتوں میں بھی ہوتی ہیں وروہ بخل، ٹکڑ ورنہ مردی ہے میں سے کہ عورت اگر بخل ہوگی تو اپنا مال اور شوہر کا مال ہی وسے گی ورنہ اگر ٹکڑ ہوگی تو ہر شخص سے نرم اور نہ اپنے کو سند و سہ سے عزت کرے گی ورنہ جب نامزد ہوگی تو ہر چیز سے ڈرسے گی اور اپنے گھر سے نہ نکلے گی اور شوہر کے ڈرسے گا ورنہ نہ بہت کی بگہوں سے اجتناب کرے گی یا نہ یہاں میں اس بات کی ہدایت کرتی ہیں کہ نکاح میں کو ان سے اشتقاق محسوب ہوتے ہیں پھر کسی شہتہ خوبورتی ہے یہ بھی اس فقرے سے منسوب ہے کہ اس کی بہت ہے

۱۶ ابن ماجہ بروایت عبد اللہ بن عمرو بن عبد صلیف ۱۶

۱۷ حدیثی نقل رکھتا ہے زیادہ گوئیوں کیوں سنتے ۲ ترمذی روایت ہے ۳ تہذیب و عیب کی بات اور نہ ہاں سے دیں ہیں











سے مرد خوش خلق عورتیں ہیں اور حسان سے خوبصورت فریادہ اور ان سے صرف عورتیں اور  
 قول سے غزل و عورتیں ہیں کہ اپنے شوہر پر لشکر کو مقرر رکھیں اور دوسرے قول میں شرب جمع عروب کی ہے  
 یعنی عاشق اپنے شوہر کی اور خواہش مند اس کی ہم بھری کی اور نامہ ہے کہ اسی صفت سے لذت کو کہاں ہوتا  
 ہے اور فرمایا حور عین عور اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھ کی سفید کی خوب سفید ہو  
 اسی طرح آنکھ کی سیاہی مثل ہاوں کی سیاہی کے ہو اور وہ اس عورت کو  
 کہتے ہیں جس کی آنکھیں بڑی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیر نسب نسب من  
 اذا نظر الیہا زوجہا سرتہ و اذا مرھا حلتہ و اذا فہم عنہا حفتہ فی نفسہ  
 وقت لہ اور مرد اپنی مشوہ کو دیکھ کر اسی وقت خوش ہو گا کہ عورت اس کو چاہتی ہو چوتھی صفت یہ ہے کہ ہر  
 تموز ابو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تندرست بیوی وہ ہے جس کی نورانی آنکھیں ہوں اور ہر  
 تموز سے ہوں اور ہر کو صحت سے زیادہ بڑھتا ہے منع فرمایا ہے اور اپنے اپنی جنس ازواج سے ہر  
 کو دس درہم وراثت البیت کے عوض نکاح کیا اور ثبات البیت پاس پائی گئی اور ایک گھڑا یکہ کہ  
 جس میں ریشہ خرم بھرا تھا اور کسی بی بی کے نکاح کے بعد آپ نے ولہم جو کی روٹی کا اور کسی کا وسیعہ خرم  
 کا اور کسی کا ستون کا کیا۔ اور حضرت عمرؓ کو زیدہ مقرر کر کے منع کیا کہ نہ در فرما سنے کہ نہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نکاح چار سو درہم سے زیادہ ہر ایک اور نہ اپنی بیٹیوں کا نکاح اس  
 قدر سے زیادہ کیا اگر ہر کے زیادہ کر دیتے ہیں کہ بزرگی ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پانچ سو  
 مہارت فرماتے اور ہوشی سے بڑھنے نکاح میں ہر ات سونا شہر یکہ اس کی قیمت پانچ درہم ہوتا ہے اور  
 سعید بن مسیب نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت ابو ہریرہؓ سے دو درہم ہر چہ کر دیا وراثت کے وقت میں  
 کو اپنے ساتھ لے جا کر ان کے دروازہ میں پہنچا کہ چہرے سے سات روز کے بعد بیٹی کے پاس گئے اور  
 اس سے صدقہ نکاح کیا اور اگر ہر دس درہم مقرر کیا ہو تو اسے اس قدر سے کہ سب میں ان کے نزدیک نکاح  
 سے قیمتی نہ ہو رہا۔ پیروں یکہ کی۔ تمہاری بیویوں میں ہر ایک سے ایک درہم اس کو خوش کر دینا واجب  
 اس کو زیدہ کر کے کو بن مائے واجب اس کے پاس سے چار سو سے تو اس کی حیات اپنے نفس اس کے پاس میں کہ نہ ہونی بدوی  
 بنی ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر و عورت اس کا ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر و عورت اس کا ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر  
 ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر و عورت اس کا ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر و عورت اس کا ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر  
 ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر و عورت اس کا ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر و عورت اس کا ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر  
 ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر و عورت اس کا ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر و عورت اس کا ہر ایک میں ہر ایک عورت کا شوہر



























[illegible]























[illegible]























سببِ ضرورت کے ساتھ محبت کرنے میں درست نہیں اور جو مسئلہ کو کہیں یہ سبب کہ یہ فعل مباح ہے اور  
 اس میں کوئی تہمت معنی ترکِ دین ہے یعنی کہ محبت کا عارف نہیں مقرر ہو جاتا ہے ایک ہی لمحہ میں ایک ہی تہمت  
 ایک ترکِ اولیٰ تو اس فعل کی تیسری صورتوں کی کہ محبت ہے پیوستہ ہیں کہ مسطور ہیں لیکن اسے کوئی فیضانِ ربانی  
 بدواً ذکر و نماز کے مکروہ ہے یا تو نفس کہ مذکورہ میں رہتا ہو اور کوہِ رسالت کی گمانہ کرتا مکروہ ہے تو اس  
 نتیجہ بھی مکروہ ہے معنی یہی ہیں کہ سرانجامِ در اوردی کہ ترکِ سبب و سببِ غفلت کہ درودِ کعباب میں ہم نے بیان  
 کی ہے اس سے یہ منہوں با پائے ثبوت کو پہنچتا ہے اور اس حدیث سے معنی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر تہمت  
 فعلی نقد غیبی و آسمانی سے فرمایا کہ آدمی اپنے بی بی سے محبت کرتا ہے تو اس کے لئے اس محبت کے غرض  
 ہیں اس میں اور سبب کا ثواب لگ جاتا ہے و نیز اس میں ترکِ مکرہ و سبب و سبب اس لئے ارشاد فرمایا کہ اگر تہمت  
 اس کے لئے نہیں تو اگر پیدا ہو تو اس شخص کو اس سے سبب ہونے کا ثواب ملے گا یا بدو ایک سبب کا پیدا کرنے  
 و مکرہ اور زندہ رکھنے والا اور یہاں پر تہمت و سبب و ان قدر تہمتی سبب لگے جو کہ آدمی کا تہمتی سبب ہی ہری  
 بن جاتا اور محبت کا کرنا اس کو آدمی سے کیا اور اس سے سبب کرنا کچھ کی پیداوار ہے کہ سبب سبب ہی ہوگا کہ تہمتی  
 کو ہم سے نہ رڈ اس کے اور یہی ہم سے کہا اس میں یہی لگتا ہے کہ یہی درست نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ  
 نہیں کا ثبوت میں سبب یا منہوں چیز چھوڑ کر سبب سے ہر وقت ہے و یہاں نہ کوئی فعل مزید ہے اور نہ  
 کوئی فعل سبب جس پر قیود نہیں لگایا گیا ہر وقت اس سے سبب ہی ہے یا سبب یا قیود اس ہو سکتا ہے وہ یہ  
 ہے کہ سبب سے سبب نہ کرنا یا سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا  
 کہ یہ سبب باقی نہیں اس بات کے ترک کر کے کہ سبب کی اور ان میںوں میں کہ سبب سے سبب نہ کرنا  
 لئے کہ چھوڑ دینے میں سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا  
 محبت کے لئے ان اس وقت پر کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا  
 کوئی سبب زیادہ تر سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا  
 سبب کے و تہمت سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا  
 کا کہ نہ و نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا  
 مانتے ہیں کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا  
 بہت چارے اس حالت میں اس کا تہمت کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا  
 نسبت کو نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا  
 زیادہ تصور اس وقت کو کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا کہ سبب سے سبب نہ کرنا  
 اس کی اصل مجھ کو نہیں ملی۔























بن زہیرؓ سے پیدا ہوئے ہیں نہ ان کو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں رکھ دیا آپ نہ ایک  
خرمانہ نہ کر چھایا اور اپنا لب مبارک عبد اللہ کے منہ میں ڈال دیا لبس سب سے اول تپہ چھان کے پیٹ  
میں اتنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لب مبارک تھا پھر آپ نے خرمناں کے تالو میں مد اور دعا اور برکت  
ن کے لئے فرمائی اور مسلمانوں میں سب سے اول یہی پہنایا ہوتا تھا اس لئے ان کے پیچھے ہونے سے مسلمان  
بہت خوش ہوتے۔ کیونکہ لوگوں نے یہ کہہ رکھا تھا کہ یہودیوں نے تم پر عباد کیا ہے تمہارے دودھ بڑے  
بارہاں ارباب دین کے باب میں سب سے اول یہ کہ معلوم کر لینا چاہیے کہ طلاق مباح ہے مگر مباح  
چیزوں میں سے خدا تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بری اور کوئی نہیں اور یہ مباح اس وقت ہوتی  
ہے کہ اس سے ناحق ایذا منظور نہ ہو یعنی عورت کو طلاق دے گا تو اس کو ایذا دے گا اور دوسرے  
شخص کو ایذا پہنچانا درست نہیں بجز اس کے کہ کوئی خط عورت کی ہم یا ضرورت مرد کی جانب سے  
چھینا چھ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَإِنْ أَحْبَبْتُمْ فَرَأَيْتُمْ مَبِیْنًا یعنی اس عورت کی صورت میں کوئی تدبیر  
مرد اور عورت کی تلاش نہ کرو اور اگر مرد کا باب اس عورت کو بڑے سمجھے۔ تو اس کو طلاق دے دینی چاہئے  
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی اور حضرت عمرؓ اس کو ناپسند  
کرتے تھے اور مجھ کو فرماتے تھے کہ اس کو طلاق دیدو میں نے اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں رجوع کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے ابن عمرؓ اپنی بی بی کو طلاق دے وہ اس حدیث سے معلوم  
ہوتا ہے کہ باب کا حق مقدم ہے مگر اسی صورت میں ہے کہ باب کے ناپسند کرنے کی کوئی غرض نہ ہو  
جیسے حضرت عمرؓ کہ آپ کو طلاق دے دے اور آپ عورت ناپسند فرمادے کہ ایذا دے دے یا اس کے  
گود میں کوئی رکھ دے اور سب سے اول اس طرح حبیب کہ بدخلق اور دین کی شراب میں حضرت ابن مسعودؓ  
اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں وَأَنْتُمْ لَا تَرْضَوْنَ مَخْرُجَهُمْ اور ارشاد فرماتے ہیں کہ حبیب عورت  
گھر وں کو برا کہہ کر شوبہ کو زیادہ دے تو اس کی یہ حرکت فاحشہ ہے اور یہ چند یہ مضمون حدیث کے  
باب میں بیان ہو سکتا ہے مگر اس سے اصل مسئلہ دور پہنچا دیتا ہے۔ اور اگر ایذا دینا شوبہ کی جانب سے ہو تو  
عورت کو مناسب ہے کہ کچھ مال اس کو دے کہ اپنی گردن بچا دے اور مرد کو دے کہ جس قدر عورت  
کو دیا ہے اس سے زیادہ دیوے کیونکہ زیادہ دینے کی عورت کو تنگ کرنا اور زہیر بار کرنا اور فلان  
پر سودا کر رہی کرنی زہم ہو گی اور عورت کی جانب سے مال دیا جانا اس آیت میں مذکور ہے وَأَنْتُمْ لَا تَرْضَوْنَ مَخْرُجَهُمْ  
تو اگر مرد جس نہ نکلیں مگر جو کہیں نہ نکلیں تو اس سے نہیں ناہ ویران دوزخ کے پچاس چھ سب سے عورت



فِيْ اَنْتَدَّتْ بِه غَرَضُ كِه جس قدر عورت نے خاوند سے پایا ہو اسی قدر یا اس سے کم دینا قدر یہ کہ  
 لائق ہے۔ پس اگر عورت بلا وجہ طلاق کی درخواست کرے تو وہ گنہگار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم فرماتے ہیں۔ اَيْتَامُ امْرَاةٍ سَأَلَتْ بِنَ وَجْهٍ طَلًا قَدْ بَا مِنْ عَيْرٍ مَا بَا مِنْ لَعْنَةٍ حَرَامَةٍ حَتَّى الْخَنَاءِ۔ اور  
 دوسری روایت میں یوں وارد ہے۔ کہ نَحْنُ الْخَنَاءُ عَلَيْهَا حَرَامٌ اور ایک حدیث میں رشاد ہے اَنْتَدَّتْ  
 هُنَّ الْمُنَافَقَاتِ۔ اب خاوند کو طلاق کے باب میں چار باتوں کی رعایت کرنی چاہیے اول یہ کہ طلاق عورت  
 کو ایسے طہر میں دیوے کہ اس میں اس کے صحبت نہ کی ہو اس لئے کہ حیض میں اور ایسے طہر میں جس میں صحبت  
 کرنی ہو طلاق دینی بدعت اور حرام ہے اگرچہ دینے سے پڑ جاتی ہے لیکن باہمی اور حرام ہونے سے اس  
 وجہ سے کہ اس صورت میں عورت کی عدت بھی ہو جاتی ہے پس اگر ایسی طرح طلاق دے دے تو چاہئے  
 کہ اس سے رجوع کرے چنانچہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنی بی بی کو حیض میں طلاق دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ کو ارشاد فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ رجعت کرے یہاں تک کہ وہ عورت حیض  
 سے پاک ہو پھر حیض سے ہو پھر پاک ہو پھر اگر چاہے طلاق دے چاہے رہنے دے پس یہ وہ عدت ہے کہ خدا  
 تعالیٰ نے اس پر عورتوں کو طلاق دیتے جانے کا حکم فرمایا ہے اور حضرت ابن عمرؓ کو رجعت کے بعد دو طہر  
 کا امر فرمایا اس سے یہ غرض ہے کہ رجعت کا مقصود صرف صدق نہ ہو با و سے دوم یہ کہ ایک صدق پہ گناہ  
 دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ نہ دیوے کیونکہ ایک طلاق بھی عدت کے بعد وہی فائدہ دیتی ہے جو دو یا تین  
 سے ہوتا ہے یعنی عورت کا نکاح سے نکل جانا مگر ایک طلاق دینے میں دو فائدے اور بھی ہیں ایک یہ  
 یہ کہ اگر طلاق کے بعد نادم ہو تو عدت کے دنوں میں رجوع کر سکتا ہے دوسرے یہ کہ عدت کے بعد  
 از سر نو اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر تین طلاقیں کے بعد نادم ہو گا تو اس بات کی حاجت  
 ہوگی کہ اس کا حلالہ کیا جاوے اور مدت تک اس کے لئے ٹھہرنا پڑے گا۔ اور عتہ حلالہ کی ہمانعت  
 ہے اور اس کا باعث یہی شخص ہوگا پھر ایک یہ خرابی ہے کہ دوسرے کی بی بی میں نیت کی رہے گی۔  
 اور اس کی طلاق کا منتظر رہے گا۔ یعنی حلالہ کرنے والا نکاح کے بعد اس کو طلاق دے تو اس پر طلاق  
 ہو اور ایک یہ خرابی ہے کہ اس حرکت سے بی بی سے نفرت ہو جاوے گی غرض کہ یہ ساری خرابیاں گھٹ

ت۔ جو عورت اپنے شوہر سے صدق کی خور ہو بدوں کسی خوف یا ضرورت کے تو وہ جنت کی بوند سونکھے گی۔ احمد ترمذی  
 روایت تو زبان اح جنت اس پر حرم ہے۔ درمہ والی دود اح ضعیف کرنے والی عورتیں ہی منافق عورتیں ہیں۔ سنائی روایت  
 بوہرہ شاہ بخاری و مسلم بروایت ابن عمرؓ۔ صحیح۔ درمی بروایت ابن مسعود بن جبہ بروایت حضرت علی مرتضیٰ بن  
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۲۔



صدق دینے کی ہیں ایک طلاق دینے میں مطلب بھی نکل آتا ہے اور ایک خرابی بھی لازم نہیں آتی اور ہم یہ نہیں کہتے کہ طلاقوں کا اٹھا دینا حرام ہے بلکہ یہ عرض ہے کہ ان خرابیوں کی بہت سے مکر وہ ہے اور اگر بہت سے یہ مراد ہے کہ اس فعل میں اپنا لحاظ نہیں رہتا سو ہم یہ کہ اس کے طلاق دینے میں کوئی لطیف نہ کرے درشتی اور حقارت کے ساتھ نہ چھوڑے بلکہ جو رنج ناگہانی جاتی کا اس کو ہوگا۔ اس کے دور کرنے کے لئے کوئی چیز یہ اور متعہ کے طور پر اس کو دے کہ اس کا دل خوش کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَتَّحِصْنِ** یعنی متعہ کا دنیا اس عورت کے لئے واجب ہے کہ جس کے عقد نکاح کے وقت ہرکانام نہ کیا ہو۔ حضرت امام حسن علیہ السلام طلاق بہت دیتے اور نکاح بہت کرتے ایک روز آپ نے اپنے ایک ساتھی کو بھیجا کہ ہمارے دو بیویوں کو طلاق دے دو اور ہر ایک کو دس ہزار درہم حوالہ کر دو وہ شخص حکم پر آیا اور جب لوٹ کر آیا تو آپ نے پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے اس نے عرض کیا کہ ایک نے درم لے کر گردن جھکی اور کچھ نہ بولی اور دوسری روئی اور چھینی اور میں نے سنا کہ یوں کہتی تھی۔

یہ درہم قلیل ہیں بیش داغ فراق یار

حضرت امام حسنؑ نے سر جکایا اور اس پر ترس کھایا اور فرمایا کہ اگر چھوڑنے کے بعد میں کسی عورت سے رجوع کرتا تو اسی سے کرتا اور ایک روز آپ عبدالرحمن بن عمار بن ہشام کے پاس گئے جو مدینہ منورہ کے نقیبہ اور رئیس تھے اور اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور حضرت عائشہؓ نے انہیں کو ضرب المثل کر کے فرمایا تھا کہ اگر میں اپنی اس زوجہ سے آتی۔ تو میرے نزدیک یہ بہتر تھا کہ میرے پاس سولہ شخص آحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یاد کو میں عبدالرحمن بن عمار کے ہوتے پس جب حضرت امام حسن علیہ السلام ان کے گھر گئے تو انہوں نے بہت تعظیم کی اور اپنی جگہ آپ کو بٹھلایا اور عرض کیا کہ آپ نے مجھ سے کہنا بھیجا تھا میں خود حاضر ہوتا آپ نے فرمایا کہ ضرورت ہے کہ کوئی شخص غموں نے پوچھا وہ کیسا ہے فرمایا کہ تمہاری لڑکی کا خواست کار ہو کر آیا ہوں جنوں نے سر جکایا اور پکڑ دیا کہ بعد سر اٹھا کر کہا کہ بھڑا روستے زمین پر چلنے والا ایسا کوئی نہیں کہ جو مجھ کو تم سے زیادہ محبوب ہو مگر تم جانتے ہو کہ میری لڑکی میرا جگر پار ہے جس بات سے اس کو رنج ہوگا اس سے مجھ کو رنج پہنچے گا اور جس بات سے وہ خوش ہوگی اس سے میں خوش ہوں گا۔ اور آپ صدق بہت دیتے ہیں مجھے بہت نوبت ہے کہ مبادا آپ اس کو صدق دے دیں تو پھر میرا دل آپ کی محبت میں بدل جاوے اور یہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کے باب میں میرے دل میں کچھ تبدیل آوے اس لئے کہ آپ جگر پار د رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اس صورت میں اگر آپ شرط کر لیں کہ میں اس کو طلاق نہ دوں گا۔ تو میں آپ علیہ کپڑے کے چوڑے کو کہتے ہیں۔



سے عتد کروں گا آپ خاموش ہوتے اور اٹھ کر باہر چلے آئے عبدالرحمن کے گھروں میں کسی نے ذکر کیا کہ میں نے سنا کہ آپ عتد جاتے تھے کہ عبدالرحمن کو یہی منظور تھا کہ اپنی بیٹی کو میرے سے نکاح کر دے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے زیاد و مطلق دینے سے تنگ ہوتے اور ہر زمانہ ان کی طرف سے عتد کرتے اور اپنے خطبہ میں فرماتے کہ حسن مطلق بہت دیتے ہیں۔ پس تم ان کو اپنی بیٹیاں مت دو یہاں تک کہ ایک بار ہمدان کی قوم میں سے ایک شخص اٹھا اور عرض کیا یا امیر المؤمنین بنی اعرس قدر امام حسن علیہ السلام نکاح کرنا چاہیں گے ہم ان کو لڑکیاں دیں گے چاہے وہ رکھیں اور چاہے ٹھکڑ دیں اس بات سے حضرت علی خوش ہوئے شعر۔

اگر محمد کو ملے جنت کے دروازوں کی درباری تو ہمدان سے کہوں اندر چلے آؤ باہانی  
اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کے اہل یا ور پر کسی حیا کی بات کا فطن کیا جاوے تو اس شخص کو چاہئے کہ اپنے زن و فرزند کی بیچ نہ کرے کہ بیچ کرنا برا ہے بلکہ یہ مستحب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس کی نکاح اس باب میں کرے کہ اس سے اپنا دل مسدود نہ رہے گا۔ اور اس کے دل کے روگ کا علاج ہو جاوے گا۔ اور اس قصہ کے بیان کرنے سے یہاں اتنی ہی عرض تھی کہ مطلق مباح ہے اور اللہ تعالیٰ نے کرنے کا وعدہ نکاح اور جدائی کی صورت میں دونوں میں کیا ہے مثلاً نکاح کے باب میں شادی نہ کرنا کفر و نفاق ہے منکح و الصالحین من عبدکم و ما فکون یکون فقر و یعنہم اللہ من فضلہ اور جدائی کی صورت میں ارشاد ہے و ان یفقدایں لکم من سبعة چہا ہم یہ کہ عورت کا رزق باہر نہ کرے نہ مطلق میں نہ نکاح میں کیونکہ عورتوں کے رزق فاش کرنے کے باب میں صحیح حدیث میں بڑا وعید آیا ہے اور جنس صلی سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بی بی کو طلاق دینا چاہا لوگوں نے ان سے پوچھا کہ اس کے باب میں آپ کو کب شک ہوا ہے فرمایا کہ عاقل آدمی اپنی بی بی کے رزق پر دہ نہیں کھوتا جب انہوں نے طلاق دے دی تو پوچھا گیا کہ آپ نے اس کو طلاق کیوں دی آپ نے فرمایا کہ میں جنہی عورت کا حال کیوں کہوں حاصل یہ کہ جو حقوق و آداب شوہر پر ہونے چاہئیں وہ یہی تھے جن کا بیان ہو گیا۔

عورت کے قومی حقوق کی نسبت اور قول شافعی اس باب میں یہ ہے کہ نکاح ایک طرح کا لونڈی ہونا ہے عورت شوہر کی لونڈی ہو چکی اس لئے اس پر شوہر کی فرما برداری مستحب و واجب ہے جس سے اسے اور بیاہ دو بندوں کو پہنچے اندر جو نیک سون قبر سے نہ لڑو نہ لڑیں گے وہ بے گناہ ہیں نہ کو غش کرے نہ غش سے متاثر نہ دوزخ میں جاوے نہ دوزخ سے نہ بک کو محفوظ کرے نہ بک کو کشاکش سے آج مسلمین پر ہریت ہو سجد منقول ہے۔



بات کا وہ سب سے خوباں ہو بشرطیکہ معصیت نہ ہو اور شوہر کا حق عورت پر زیادہ ہوتا ہے بہت سی حدیثیں وارد ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اگر ایک امراۃ ماتت و نہ وجهہا حنیفاً رضی اللہ عنہا و نہ دخلت الجنة و نہ یثقیل حقیر کو یہ روایتی بی بی سے کہہ گیا کہ بار خاندان سے نیچے نہ اترتا اور اس عورت کا باپ رہتا تھا اتفاقاً وہ بیمار تھا۔ اس عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اہانت لینے کے لئے آدمی بھیجا کہ باپ کے پاس آتوں آپ نے فرمایا کہ اپنے خاندان کی اطاعت کر اس کا باپ مر گیا پھر اس نے اترنے کی جگہ چاہی پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے شوہر کی اطاعت کر غرض کہ اس کا باپ دفن بھی گیا اور وہ نہ اتر سکی۔ اس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے کہا بھیجا کہ تو نے جو اپنے شوہر کی اطاعت کی اس کے عوئل میں اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کی مغفرت فرمائی اور ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ ذللت المؤمنة خمسہ و ماتت شہود و حقیقت مخرجہا و اطاعت زوجها و خلعت جنتہا اس حدیث میں نوح کی فرزند داری کو ارکان اسلام پر زیادہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار عورتوں کا ذکر فرمایا کہ پیٹ و بیاں جفتہ و ایال اندود و پڈنے والیاں اپنی اور دیر ریم کرنے والیاں اگر اپنے شوہروں سے افعال کرتی ہیں نہ کہ تین تون ہیں نمازی عورتیں جنت میں داخل ہوتی اور فرمایا اطاعت فی سائر ذلک کثراھنہا نیا فقلن سدیرون اللعن و یکفرون الحشیو۔ سے عرض شوہر سے ہے جو ان کے ساتھ ساتھ کرتا ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو تمام جنتیوں کی نسبت کر عورتیں بہت کم تھیں میں نے پوچھا کہ عورتیں کہاں ہیں فرمایا کہ ان کو دو سرخ چیزوں نے روک دیا سونے اور زعفران نے یعنی زیورہ و زینین کپڑوں نے اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں جو ان عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو ان تون اور لوگ میرے ساتھ شہدہ کہ پیغمبر کرتے ہیں ورنہ کوشادی کرنی اچھی نہیں معلوم ہوتی پس شوہر کا حق عورت پر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر باعرض شوہر کے سر سے پاؤں تک پیپ ہو اور عورت اس کو پالے تب بھی اس کا شکر داتا ہے کی اس نے عرض کیا کہ میں نے سچ کرنا فرمایا کہ اگر اسے نکاح کرتا ہوتا ہے۔ اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک عورت قبیلہ مخزوم کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میں بے شوہر

اچ جو عورت مر جائے اور اس کا شوہر اس سے رہتی ہو وہ جنت میں داخل ہوتی ہے حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا

اچ جب عورت نماز پڑھنے جیسے روزانہ سے رکعت پڑھنے شکر کا حق ادا کرتے رہے اور اپنے شوہر کی خدمت میں رہے وہ

پہنچے رب کی جنت میں داخل ہوں۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے۔ میں نے دوزخ میں جانا نہ دیکھا کہ عورت کسی میں عورت

ہیں عورتیں نے پوچھا کہ جسے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت بہت کہنی ہے اور اپنے قبیلہ مخزوم کی عورت ہیں



ہوں اور نکاح کرنا چاہتی ہوں پس شوہر کا حق کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک حق شوہر کا یہ ہے کہ اگر وقت کی پشت پر ہو اور اس وقت اس سے طلب کیا محنت کا تو اس سے انکار نہ کرے اور ایک حق اس کا یہ ہے کہ کوئی جن اس کے گھر سے بدوں اس کی ذن کے نہ دیوے اور اگر دے گی تو بھوک پیاسی رہے گی اور روز قبول نہ ہوگا اور اپنے گھر سے بدوں اپنے شوہر کے تکم کے سکے گی۔ فوجیت تک اپنے گھر میں بیٹھ کر آؤسے کی ورتو بہ کر سے کی کہ فرشتے لعنت کرتے رہیں گے اور فرمایا لا موت احد ان یسجد لا احد لا موت مدائن تسجد مذہبہ وریہ سٹے فرمایا ہے کہ شوہر کا حق عورت پر زیادہ ہے اور فرمایا کہ عورت خدا تعالیٰ کی ذات مقدس سے زیادہ تر قریب اس وقت ہوتی ہے کہ جب اپنی کوٹھری کے قعر میں ہو و سے اور عورت کی نماز اپنے گھر کے صحن میں بہ نسبت مسجد میں نماز پڑھنے کے بہتر ہے اور اپنی کوٹھری میں نماز پڑھنے کی بہ نسبت گھر کے صحن میں نماز پڑھنے کے اور کوٹھری میں نماز پڑھنے کی کوٹھری کی نسبت گھر افضل ہے اور یہ اس لئے فرمایا کہ عورت کے حال کا پردہ پرستہ جس عورت میں پردہ زیادہ ہوگا وہی اس کے حق میں افضل ہے۔ اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امرۃ تعدوۃ فاذا خرجت سترۃ فہا شہبان۔ اور فرمایا کہ عورت کی دس برہنگیوں ہیں حبیب وہ نکاح کر لیتی ہے تو شوہر ایک برہنگی کو چھپا دیتا ہے۔ ورجب وہ ہے تب قبر دسوں برہنگیوں کی پردہ پوش ہوتی ہے۔ غرض کہ شوہر کے حق عورت پر بہت سے ہیں ان میں سے زیادہ دو اہم ہیں ایک بچاؤ اور پردہ دوسرے زمانہ از حاجت چیز کا متاہر نہ کرنا اور جس وقت کہ اس کی کمائی حرام کی ہو تو اس سے نیچے رہنا چنانچہ زمانہ سلف میں عورتوں کی عادت ایسی ہی تھی کہ حبیب ان کو اپنے گھر سے باہر جاتا تھا تو اس کی بی بی یا بیٹی اس سے کہتی تھی کہ خبردار حرام کمائی مت کرنا کہ ہم بھوک اور تکلیف پر صبر کر لیں گے مگر دوزخ کی آگ پر صبر نہ کر سکیں گے اور ایک شخص نے سلف کے لوگوں میں سے سفر کا ارادہ کیا اور اس کے ہمسایوں کو اس کا سفر برا معلوم ہوا سب نے اس کی بی بی سے کہا کہ تو اس کے سفر پر کیوں راضی ہوتی ہے یہ تو نیت نفاق کے لئے کچھ چھوڑے نہیں جانا اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے شوہر کو جب سے دیکھا ہے کہ نہ وہ بھی پایا ہے نہ ذوق نہیں پایا میرا رب میرا ذاق ہے کھائے وہ۔ چہ جاوے گا۔ رزاق میرے پاس رہے گا اور رابعہ بنت اسمعیل نے احمد بن ابی اعور سے یہی مسئلہ پیش کیا کہ کیا ان کو بوجہ اپنی عبادت کے برا معلوم ہوا اور فرمایا کہ بخدا تمہ کو عورتوں کی خواہش نہیں کہ میں اپنے وطن سے ہوں لگا ہوں رایتہ نے کہا کہ میں اپنے حال میں تم سے زیادہ مشغول ہوں اور تم کو مدد اح اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ دوسرے کے لئے عبادہ کرے تو عورت کے لئے حکم کرتا کہ وہ شوہر کے لئے عبادہ کرے۔ اور احمد بن حنبلہ نے فرمایا کہ عورت برہنگی سے جب وہ غصنی سے ترشیدن میں رہتی ہے۔



کی خواہش نہیں مگر مجھ کو اپنے شوہر سے مال بہت مذہبے میں چاہتی ہوں کہ تم اس مال کو اپنے بارہوں پر خرچ کرو ورنہ ہمارے مہلب سے میں بیک بختوں کو چپان جاؤں اور تجھ کو یہی خدا کی طرف کی راہ مل جائے احمد نے فرمایا کہ میں اس لیے استفاد سے اجازت کے ازل پس آپ حضرت میلان دارانی کے پاس گئے اور ان سے یہ ماجرہ کیا جب آپ نے اس سے کہ گشت سنی تو فرمایا کہ اس سے نکاح کر لے کہ وہ خدا کی ولی ہے کیونکہ یہ گشتاورد سنیوں کی ہے احمد کہتے ہیں کہ آپ نے یہ منع فرمایا کرتے تھے ورنہ کہتے تھے کہ ہمارے سیدل میں جس کسی نے نکاح کیا ہے وہ بدلہ بہت فرسودہ یہ کہ میں سنہ ۱۱۰۰ میں نکاح کیا اور اس نے اس قدر کھانا پکڑ کر کھلایا کہ ہمارے گھر میں ایک چوڑا کھانا تھا لوگ جو جلدی لکھنے کے مارے کھانے کے بعد اس میں باقی رہا وہ دیکھتے تھے اس پانی کی تری سے وہ غریب ہو گیا ورنہ لوگ اشران وغیرہ سے ہاتھ دھوتے تھے ان کا تو یہ فریبہ دریں نے اس کے بعد میں تو اس سے درشادی کی تو اس کا یہ دستور تھا کہ جب کوئمہ چیزیں کھاتی اور خوشیوں لگاتی اور کہتی کہ باقی اپنی بیبیوں میں منہ سے کہو ورنہ یہ بعد شام میں میں فقی جیتے بھرہ میں رہا بعد میں تھیں اور عورت پر واجب بات میں سے ہے کہ شوہر کے دل میں سے فطواں غریبی نہ کرے بلکہ اس کے دل کی خدائت کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عورت کو حدوں نہیں کہ شوہر کے گھر سے بدلتی اس کی اجازت کے کھانا دے ورنہ بھڑکے گا کہ جس کے بگڑنے کا خوف ہو پس اگر اس کی رضا مندی سے کھانا دے گی تو شوہر کے برابر اس کو ثواب ہوگا اور اگر بددلی اس کی اجازت کے کھانا دے گی تو ثواب شوہر کو ہوگا ورنہ اس پر سب کا اور عورت کا حق ان باپ پر یہ ہے کہ اس کو دوسرے بھائیوں کے ساتھ اپنی طرح پیش آئے ورنہ شوہر کے ساتھ چکی طرح رہنا سکے یا وہیں چھٹا پنچہ مروی ہے کہ سہارنپتہ خارجہ قریبی سے باقی بیٹی کی شادی کے وقت اس کو چوں کہا کہ میں تمہاری تھی اب اس سے نفرت ہے ورنہ ایسے بستہ رہ جاتی ہے جس سے تو واقعت نہ تھی اور ایسے آدمی کہہ پاس رہے گی جس سے پہلے سے الفت نہ تھی تو بیٹی تو اس کی زمین بننا کہ وہ تیرا سات بھنے گا اور تو اس کے لئے باعث آرام ہو نا وہ تیرے سے باعث آرام ہوگا تو اس کی بوندی ہو نا وہ تیرا غلام رہے گا اسنے اپنی طرف سے اس کو پاس مت بنا کر تجھ سے نفرت کرے ورنہ اس سے دور ہو نا کہ جس کو دل چاہے وہ گھر سے پاس بہت دور اس کے قریب ہونا اور اگر علیحدہ رہے تو دور رہنا اور اس کی ناک اور کان کے کھانڈ رکھ کر تجھ سے بیزخو شہر کے دور چھٹا نہ سونگے اور جو سب سے متب ابھی بات سے مر جہد بیگھے جس دیت دیکھے ورنہ ایک شخص نے اپنی بی بی

کو یوں کہا نظم۔

سے اپنی طرف نہ صاف ہیں پر ہے کہ تو اس سے کسی چیز کے ساتھ چہیز دست کرنا وہ تیرے ہر جہد کے سید صمدین



درگزیر کر چھوڑے تا ہو تو حبیب جا وداں  
 ڈھول کہے مانند عجب کوست سجایا در کھ  
 کثرت شکوہ نہ کر اس سے ہو زائل حب قلب  
 میں نے دیکھا ہے نہیں رہتی ہے بانہ و رشتہ  
 اور سو کی ایک بات عورت کے آداب میں یہ ہے کہ اپنے گھر میں بیٹھے چرخہ وغیرہ کا شغل رکھے  
 چھت پر چڑھنے اور جہانکشی کی کثرت نہ کرے ہمسا یوں سے بات نہ کرے ورنہ بدول اشد دوستی کے  
 گھر میں نہ جاوے شوہر کے پیچھے درمیانے میں کاغذ اور کتے اور سہکام میں اس کی خوشی کی خوشی رہے اپنے  
 نفس میں اور اسکے مال میں خیانت نہ کرے اور اگر اس کی جرات سے بھی نکالے تو پرانے کپڑوں میں چھپی ہونے  
 لگے اور خانی جگہوں میں چلے بیچ سڑک اور بازار سے بچی رہے اور اس بات سے احتراز کرے کہ اجنبی  
 اس کی ہوا ز پہنچانے یا اس کے جسم پر واقف ہو ایسا نہ کرے کہ شوہر کے دوست سے نہ کوئی اپنا کام ہے  
 تو وہ اس کو پہچان جاوے بلکہ اگر گمان کرتی ہو کہ چھ کو یہ پہچانتا ہے تو آواز بدل دے جہتیں اپنے  
 حال کی بہتری اور گھر کے انتظام میں مصروف رہے اور نماز روزہ سے سروکار رکھے اور اگر شوہر کا کوئی دوست  
 دروازے پر آواز دے اور شوہر گھر میں نہ ہوں تو اپنی اور شوہر کی غیرت کا مقتضی یہ ہے کہ اس سے کچھ سوال  
 اور کہم نہ کرے اور شوہر کو جو بچہ خدا نے دیا ہو اس پر قناعت کرے اور اس کے حق کو اپنے اور اپنے تمام  
 رشتہ داروں کے حق پر مقدم کرے اور شوہر و شہتہ رہے ورنہ جہاں میں جب شوہر اس سے متعلق ہے  
 مستعد رہے ورنہ اپنی اور دوسری شخصیت کرے اور ان کے راز کا نشانہ نہ کرے ورنہ کو برا کہنے میں زبان کم کھڑے  
 اور شوہر کی بات کا جواب نہ دیوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اور وہ عورت  
 کہ اس کے رخسار و نکارنگ تیرہ ہو گی جو جنت میں پس پاس مانند درخت کیوں کے ہوں گے وہ یہ عورت  
 عورت سب سے کہ شوہر سے اس کے اور نہ ہوتی ہو ورنہ اپنے نفس کو اس سے اپنی بیٹیوں پر بند کرنا ہو میاں تک کہ وہ بے خبر  
 جاویں یا مر جاویں اور ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ شریفی نے یہ ایک آدمی پر جنت حرام فرمائی ہے اس طرح کہ  
 سے پیشتر اس میں داخل ہو لیکن میں ایک عورت کو دیکھوں گا کہ جنت دروازے کی طرف سے آئے گی اور وہ اس کے پیچھے  
 کیا بات ہے کہ یہ عورت ہر سے آگے باقی ہے جو کہ اس کے اندر سے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ایک  
 عورت حسین و خواجہ و تہی اور اس کے پاس تہیم ہے اس نے یہ جہر کیا ہے کہ ان کو اس کو  
 رخصت نہ کرے اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس کی پسند فرمائی اور اس کے شوہر میں یہ رہ دیا ورنہ عورت کے  
 آداب میں سے یہ ہے کہ شوہر پر اپنی خواہشات کی خاطر نہ کرے ورنہ اس کی ہر عورتی کے ہر عورتی







نکوئی ضرر یا باندی بہر اس کے ایک گھوڑا اور پانی رسنے کا ایک ونٹ تھے تو میں ہی ان کے گھوڑے کو اندھ لکھاس دیتی تھی اور میں ہی اونٹ کیلئے خیر ماکی لکھلیاں کوٹتی اور اس کو چار دینتی اور پانی بہر کرتی اور دوسرے جتنی اور لکھلیاں اپنے سر پر دوکوس سے لاتی یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے میرے پاس ایک لونڈی بھیج دی جس نے گھوڑے کے کھیتے وغیرہ سے بچا لیا تو گویا مجھ کو آزاد کر دیا اور ایک روز میں حضرت اسے ملی کہ آپ کے ساتھ صاحب تھے اور میرے سر پر لکھلیاں آپ نے اپنے ناقہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا کہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کریں مگر مجھ کو مزدوں کے ساتھ چلنے سے شرم آتی اور اپنے ثوبہ کی غیرت یاد لی کہ وہ بہت شیر تماک آدمی تھے حضرت نے میرے حیا کرنے کو پہچان لیا اور شریف ہو کر کہے جب میں آتی تو دست زبیرؓ سے جا کر لکھا ہوں نے فرمایا کہ سجداتیا اور پچھلیوں کا ردنا آپ کے ساتھ سوار ہو کر لے کی نسبت کرنا چاہیے نہایت سخت ہے باب آداب مذاکرہ خدا کے عنایت سے ختم ہوا۔ الحمد للہ اوانہ وانخرا وناہو اوباجنا وصلى الله على محمد وعبدہ وصلى

## پہلے باب حصول رزق اور کسب معاش

### رباعی

بہتر وہ معاش ہے جو روز و معاد  
بدتر ہے وہ کسب جس سے ہو دین بہرہ  
بہر پیشہ میں فکر نفع جتنی پر  
سبب مضر مقلد ان فرقہ و نسب ارکھ یاد

والنفع ہو کہ رب الارباب اور مسبب الاسباب نے وہ دین کی تقسیم اس طرح فرمائی ہے کہ آخرت کو توڑ اور سفر کا منت م شہر ایا ہے اور دنیا کو ممنت اور سفر اب کے سبب مستعد ہو کر کمانے کا مکان قرار دیا ہے اور دنیا میں مستعد ہونا یہی نہیں کہ صرف معاش نہ ہو بلکہ معاش معاد کا وسیعہ اس کا ہر دنگار ہے چنانچہ اللہ دنیا منیر مہر ہے آخرت قواں مشہور ہے اور دنیا ہی سے بہتر رتق آخرت کی نوبت آتی ہے۔ اب دنیا کے آدمی اس باب میں نہیں طرحت کے ہیں ایک وہ کہ معاش میں ایسے مشغول ہیں کہ معاد سے غافل ہیں یہ فرقہ تو تباہ کاروں اور جاکشوں کا گروہ ہے دوسرے وہ لوگ کہ معاش کے مشغول ہیں معاش سے بہرہ پر واہ ہیں یہ لوگ علیٰ رتبہ کے پہنچنے والے ہیں اور وہ ہیں کہ اعتدال سے بہت قریب ہیں یعنی معاش کا مشغول معاد ہی کے واسطے کرتے ہیں یہ لوگ یہ دنیا سے بہتر اور متوسلین سے ہیں اور ان پر ہے کہ بوشنس معاش کی تاب میں راستی کی راہ اپنے اوپر لازم نہ کر سکیں اس کو میانہ روی کا مرتبہ کہی نہ گئے اور جب تک کہ طب معاش میں آداب شریعہ کا پابند نہ ہوگا اس کے قیام دنیا و سیدہ آخرت میں نہ ہوگی اسی لئے ہم تجرتوں و ریختوں کے آداب اور کسبوں کے قسام و رتبہ بیان نہیں

## پہلی فصل کسب معاش کی فضیلت اور اس کی ترغیب قرآن و حدیث سے

ایمانت کے باب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْكُمْ فِرْعَانَ وَهَارُونَ وَيُوسُفَ رُسُلًا لِّدَعَا قَوْمِهِمْ إِلَىٰ رِبِّهِمْ فَرَأَوْهُمُ الْمُرْسَلِينَ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ إِبْرَاهِيمَ وَنُوحًا وَيُوسُفَ رُسُلًا لِّدَعَا قَوْمِهِمْ إِلَىٰ رِبِّهِمْ فَرَأَوْهُمُ الْمُرْسَلِينَ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ إِبْرَاهِيمَ وَنُوحًا وَيُوسُفَ رُسُلًا لِّدَعَا قَوْمِهِمْ إِلَىٰ رِبِّهِمْ فَرَأَوْهُمُ الْمُرْسَلِينَ



[illegible]



اور جتنی باتیں میں ایسی جانتا تھا کہ نہ کو حجت سے دواوردوزخ سے قریب کریں نہ سے بدول منع کئے نہیں چھوڑ دیرجہ نہیں سننے سے  
دل میں پھونک دیا کہ کوئی شخص نہیں مکیجیت کہ پناہ رزق پور نہ لے لے اگرچہ رزق مذکور اس کے پاس دیر کر دے پس ستر

سے خوف کر د اور طلب رزق اچھی طرح کرو اس حدیث میں رزق کو اچھی طرح طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے  
اور یہ نہیں فرمایا کہ طلب مست کرو پھر اس حدیث کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ کسی رزق کا دیر کر مین نہ کرو  
اس بات کا باعث نہ ہونا چاہئے کہ تم اس کو خدا تعالیٰ کی نافرمانی کر کے طلب کرو اس لئے کہ جو چیز خدا تعالیٰ سے  
کے پاس ہے وہ اس کی نافرمانی سے نہیں ملتی وریک حدیث میں ارشاد ہے کہ بازار اللہ تعالیٰ کے دست  
خوان ہیں جو شخص ان میں آوے گا پکوان میں سے پاوے گا اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص رزق سے لے کر  
کثر یاں اپنی بیوی پر لادلاوے تو اس سے بہتر ہے کہ کسی شخص کے پاس جاوے جس کو خدا تعالیٰ نے مال  
دیا ہو ورا اس سے سول کرے وہ اس کو دے یا نہ دے اور فرمایا مَن فَلَانَی کُفِبَ بَابِی بَابِی  
فتح اللہ مکتبہ مکتبہ جین بَابِ مَن فَلَانَی کُفِبَ اور ستر اس باب میں یہ ہیں کہ عثمان جبہ نے اپنے بیٹے سے  
کہا کہ بیٹا حلال کائی سے مجلس دور کرنا کیونکہ جو فقیہ ہو جاتا ہے اس کے اندر تین باتیں پیدا ہوتی ہیں اول  
دین کی نرمی دوسرے نعمت حق تعالیٰ سے مروت کا جتا رہن ورا ان تینوں سے بڑھ کر یہ سبہ کہ آدمی اس  
کو اختیار نہ کرتے ہیں ورا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم کو نہ چاہئے کہ طلب رزق میں تقاعد کرو ورا  
یوں کہو کہ بار خدا یا ہم کو رزق دے اس لئے کہ تم ہاتھ ہو کہ آسمان سے سون ورا پندی نہیں برست ورا  
بن سلمہ اپنی زمین میں درخت لگا رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا کہ یہ تم کو بکرتے ہو آدمیوں سے  
جو بونا چاہتے کہ اس سے تمہارا دین زیدہ محفوظ رہے گا اور اسی صورت میں یہ کرم زیادہ کر سکو گے جیسے کہ  
شاعر نے کہا ہے شعر

خدمت زور است ہیں ہوں معروف دائم اس لئے جو نہیں سکتا کرم نوگوں پر کوں ہو سے نہ مان  
ورا حضرت بن مسعود فرماتے ہیں کہ تم کو برا معلوم ہوتا ہے کہ کسی آدمی کو بیچارہ دیکھو نہ دنیا کا کام کرنا  
نہ دین کا ورا حضرت برابیم شخصی سے کسی نے سوچا کہ یہ فرمائیے کہ سچا سوداگر آپ کو زیادہ پسند ہے یا  
شخص کہ ہدایت کے لئے فارغ ہو رہا ہو آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک آپ سوداگر زیادہ محبوب ہے  
اس لئے کہ وہ شخص جہاد میں مصروف ہے کہ شیون کبھی اس کو نہ پتہ ہیں ورا کبھی تو لیتے ہیں ورا کبھی لیتے ہیں  
میں دھوکا دے جاتا ہے ورا وہ اس سے لڑتا ہے اور وہ اس کی خدمت نہیں کرتا ورا حضرت حسن عسکری نے  
باب میں ان کے خلاف بیان کیا ہے ورا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کسی جگہ میں پناہ فروش نہیں کرتا پھر اس جگہ  
کہ میں بازو جانا ہوں ورا اپنے گم و لوں کے لئے خرید و فروخت کرتا ہوں ورا ثیم نے فرمایا ہے کہ مالک  
جو جو شخص بیخدا ہو کر کو باہر درویش ملے کہ سے ہمارے ہرستہ ورا سے مجلس کے کوں دیتا ہے ۱۶ سال زور احمد  
باغیہ سے کہ نام ہے ۶۶۲ ہجری ورا ۶۶۲ ہجری حضرت ملائی نے فرمایا

بخا چھوڑا اور جہاد میں لے گیا ہے دل میں ہو کہ باری کوئی شخص نہیں مرے







واسطہ و بک حقی یا قیلت یقین و راستی نہایت نمایان فرمائی ہے کہ آپ ہم کو نصیب  
 فرما سکتے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کسی سے ہو سکتا تو پھر سے میں متعلق ہیں یا نہ سکتے مرنے والے  
 اپنے پروردگار کی مسجد بنا سکتے ہیں اس کی موت واقع ہو یا نہ ہو کہ سوداگر کی گرتے ہوئے ستم اور لوگوں سے  
 چٹی کا روپیہ بیعتہ بیعتہ چلائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں ساری دنیا کی تخیل پر موقوف ہے  
 ہے ہم یہ نہیں جانتے کہ کب تک یہ چیز ستم و غفلت سے بچے کہ ہمارے غافل یہ ہے کہ ہمارے ستم بالذکر  
 ہے کہ بے گناہان سے اس کو جو وسوسہ دیتا ہے اور رائے دہشتہ ستم و غفلت سے بچے کہ ہمارے غافل یہ ہے کہ ہمارے  
 ہے کہ نہ کہ تیرے ستم سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 دیکھتا ہوں کہ تو یہ ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 کی اس سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 ستم سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 دیکھتا ہوں کہ تو یہ ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 کو اس سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 نہ ہو کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 کہ وہ بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 اور بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 ہوا کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 خواندہ و شاعر و شاعرانہ ہیں اور ان کے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 وہ بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 یہ بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 بد بگاہی سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 بقدرت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے  
 ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے ستم و غفلت سے بچے کہ میں بہت سے



سختیت اعمال میں سے یہاں ہے اسی قدر اس میں رکاوٹیں مابعد ہیں اس کا پتہ ہی بہتر جانا تھا اور ان پر مشغول  
 کے لئے دونوں تئیں ورہیں ایک یہ صورت ہے کہ جب وہ پیشہ کچھ نہ کریں تو ان کی کارروائی لوگوں کے ہاتھ  
 سے وصال زکوٰۃ فواد صدقہ و خیرات سے ہوتی جاوے اور ان کو سوال کی حاجت نہ پڑے پس ایسی صورت  
 میں پیشہ نہ کرنا اور اپنے کام میں مشغول رہنا بہتر ہے اس لئے کہ اس میں لوگوں کی خیرات پر مدد کرنا اور جو  
 حق ان پر واجب ہے اس کا قبول کرنا خود ان کے زائد از حاجت مال کو خیرات میں شکر کرنا پایا جاتا ہے  
 دوسری حالت یہ ہے کہ سوال کی حاجت پڑے اور مال اس میں ہے کہ جتنی شدایدات کہ سوال اور اس کی  
 مذمت میں ہم نے بیان کی ہیں ان سے ان پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوال سے بچنے والی سبب اور بدوں  
 حوالہ اور اثبات کے لحاظ سے اس باب میں حکم مطلق دین مشکل ہے بلکہ آدمی کے اجتہاد پر منحصر ہے کہ ہمیشہ  
 لئے جس بات میں بہتری جانے اس کو اختیار کرے یعنی میزان عقل کے ایک پارہ میں سوال کی ذلت اور موت  
 نہ ہونا رہنا اور دوسرے کے سامنے کھڑا ہونا اور منت کرنی رکے اور دوسرے پارہ میں عمل میں مشغول ہونے  
 سے بچنا کہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو ہوتا ہے اس کو رکے اور دیکھے کہ اس میں کون سا بھاری ہوتا ہے  
 کیونکہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا فائدہ اور خصلت کا اتنا ان کے لئے عمل میں مشغول ہونے سے بہت  
 ہوتا ہے اور قدر کثرت ان کی دینی اشرار اور کئی سوال سے بچنا ہو جاتی ہے اور بعضوں کا یہ کہہ کر  
 ہوتا ہے اور بعض وقت طوبیہ و معذرتیں کا بدلہ برابر پڑتا ہے اس وقت جب اس کو اپنے دل سے فتویٰ ہوتا  
 ہے کہ کوئی حکم لگا دے اس لئے کہ فتویٰ میں سب صورتوں میں تفصیل و احوال ہر ایک میں ذکر  
 ہیں نہیں ہو کر تھیں اور سنت میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کے تین سو ستون دوست تھے سب بھروسہ  
 ایک رہبر ایسا کہ ہاں رہا کرتے تھے اور بعضوں کے صرف تین سو دوست تھے کہ جیسے ہیں ایک رہبر  
 ایک کے پاس سب سے زیادہ کوئی کام بہتر ہوتا ہے پروردگار کے فکر تھے اس لئے کہ جتنے تھے کہ جن کے  
 کے یہاں رہتے ہیں وہ وہ بھاری خدمت کرتے ہیں اور اس خدمت کو وہ اپنی سب سے بہتر اور  
 ہم سے سوال کے باعث اپنی کرداروں پر بار منت جاتے ہیں اس کی خیرات کا قبول کرنا ان کے ہر کے حق  
 میں حلال کی عبادت کے منجملہ خیرات ہوتا ہے غرضیکہ نالاب کو ان مور ہیں کہ دقیق کرنا چاہتے ہیں کہ نہ  
 والے کو ثواب ہی قدر ہوتا ہے بلکہ دیندارانہ واسطے کو ہوتا ہے بشمولیکہ یلغوا اس میں سے اپنے مور  
 دینی ہیں مدد سے اور دیندارانہ طیب نامہ دیوے اور جو شخص کہ ان باتوں سے واقف ہو وہ دیکھے اس کو  
 ممکن ہے کہ اپنا حال جان لے اور اپنی منت و مصرت وقت کی نسبت کہ وہ بات اس کے حق میں افضل  
 ہو اپنے دل میں اس کو واضح پاوے واللہ ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ فتنیت میں ہوتی ہے ہر ایک میں  
 سنت آدمی کچھ پیدا کرتا ہے ان میں چار باتیں ضروری ہوتی ہیں اول درستی معاہدہ دوم مدد سوم حسد  
 چہرہ دین کا خوف نہیں بہر حال چاروں باتوں کوئی چار فتنوں میں بیان کر رہے ہیں کہ دوسری فتنوں میں درستی



















اس باب میں زمین اور منقول چیزیں سب تو جس چیز کی خرید و فروخت نہیں ہے، پیشتر ہوگی اس کی زمین  
بالکل ہوگی اور منقول چیز کا قبضہ اس کے ہاتھ میں ہے اور زمین کا قبضہ اس طرح ہے کہ دوسرے کی چیز  
اس میں کچھ نہ رہے پاوے اور فیہ تصرفات نہ ہو جائے اور جس غلہ کو ناپیشہ کی شرط پر خرید ہو اس کا قبضہ  
بدون ناپیشہ کے کاٹ نہ ہوگا۔ درتہ کہ کی بیع اور وصیت و رد و بیعت کے مال کی اور یہی چیزوں کی ہیں  
میں ایک بوجہ زمین دینے کے نہ ہوتی ہو قبضہ سے پہلے ہاں ہے۔

حق تجارت کا رکن اس میں اسباب اور اس کے متصل ہی قبول کا ہونا ایسے غلوں سے بنے تصور  
سویا بیاب و قبول الغلت ہو اور سرحتاً یا کنیتہ غرض یہ ہے کہ آتی ہو ضرورت ہے مثلاً اگر وہوں کے کہیں  
نے تھک کر یہ چیز اسے کے بدلے کی بجائے یوں کہنے کے تیرے ہاتھ آتے کوئی اور دوسرے  
نے کہا کہ میں نے قبول کی تو بیع درست ہوگی۔ بشرطیکہ دونوں کا مقصود ان الفاظ سے بیع ہو کیونکہ اگر وہ  
الفاظ دو چیزوں یا گھوڑوں وغیرہ میں جاری ہوں گے تو بیع ہوگا اگر تھکے ہیں تو ان الفاظ سے بیع  
کی احتمال بھی ہو سکتا ہے اور نیت کے باعث احتمال دور ہو جاتا ہے اور تصرف کر دینے سے ہر  
خسومت ہی نہیں رہتی مگر کیا یہ سب چیزیں ہوں گے اس سے ایک درجہ ہونے کا فائدہ ہوگا  
اور بیع میں ایسی شرط نہ لگانی چاہیے جو مقتضی سے عقد کے خلاف ہو مثلاً یہ شرط کرے کہ کسی قدر  
دین یا یہ کہ بیع کو ہی اسے گھر پہنچا دینا یا سڑیاں خریدیں اس شرط پر کہ گھر پر دو دین تو یہ شرطیں ہون  
ہیں ہاں کہ بیع کے پہنچانے کی اہمیت بیع سے جدا نہ مبین ہوئی ہو تو منہ سے نہیں ورنہ بیع در  
مشتری میں صرف داد و ستد ہوتی ہو ورنہ بان سے کہ نہ کہ ہو تو امام شافعی کے نزدیک اس حدیث کی روایت  
سب سے نہیں ہوتی ورنہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اختیار چیزوں میں ایسی بیع درست ہے مثلاً صرف  
کے ہاتھوں میں پیسہ ہو کہ یا اور ایک ڈھیر کوڑیوں کا اس نے مشتری کو دیا ورنہ بان سے کہ نہ  
کہا تو درست ہے اس صورت میں اختیار چیزوں کا قبضہ کرنا کہ کون کون سی ہیں مشکل ہے اگر اس کو  
مادہ پر منحصر کیا جائے تو نوک اختیار چیزوں سے تجاوز کر کے انیس میں بھی ایسا کرنے سے بیگ مشاوریہ  
سے اس کو ضمانت دیا دس روپیہ کا مشتری کے پاس لے جاتا ہے اور دوبارہ اس سے کہہ کہتا ہے  
کہ مشتری دس روپیہ پر راضی ہے یا کہ اس سے دس لے اور وہ مشتری سے دس لے کر بیع  
کو دینا ہے اور وہ ان میں ضمانت کرتا ہے دوسری ضمانت کو قطع کرتا ہے ہاں کہ دونوں میں بیع و قبول  
پر گواہ نہیں ہوا اسی سے چند خریدار بائع کی دوکان پر جمع ہوتے ہیں ورنہ کوئی چیز مثلاً سو روپیہ کی نہ  
کرتا ہے یا اس کے نوے لگاتا ہے دوسرے پچانوے لگاتا ہے تیسرا سو کہتا ہے اس سے کہتا  
ہے کہ یہ کن دودھ سو روپیہ کن کر بائع کے تو کہتا ہے ورنہ چیز کو لے لیتا ہے بدوان اسباب و قبول  
کے تو یہ شرط کی حالت ہوئی ہے ورنہ بیس روک سب سے ہو جاتا ہے پھر یہ نہیں اس سے ایسی صورت میں ہیں



باتوں سے ہو سکتے ہیں یا وہ ایک بد قول کے دار و ستار سے بیچ شوق و رغبت سے خرید لیں جیہ کی ہو  
 یا نہیں کی وجہ سے یہ حال ہے اس لئے کہ اس میں ایک کی ایک دوسرے کے پاس ہوں ایسے اند کے ہیں سے  
 اتل ایک سے لے کر ایک ہونے کی اور اسے تعالیٰ نے تو بیچ کو حلال فرمایا ہے جو ایک باب و قبول کا نام ہے اور  
 وہ نہ صرف فیض و رحمت کے فعل پر انظار بیچ ہوں نہیں کیا تو کیسے حکم کر دیا ہو کہ ایک کی ایک دوسری  
 کی ایک میں بھی کئی شخصوں و نڈیوں و رخصتوں اور زمینوں اور عمدہ چیزوں اور ان چیزوں میں جن میں اکثر  
 نزارا ہوا کرتا ہے یہ کیسے ہو گا کیونکہ دینے کو اختیار ہے کہ پھر با و سہ و سب کے ہیں مادم ہوں اور میں نے  
 فروخت نہیں کیا ہو کہ صرف یہی فعل ہوا کہ چیز دے دی اور دے دینا بیچ نہیں ہے دوسرا تو یہ ہے  
 کہ اس قسم کی بیچ کا باب بالکل مسدود کیا جاوے جیسے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ صرف دار و ستار سے خرید  
 بال ہو تا ہے اور اس میں اتنی ہیں دو درجہ سے مشکل پڑتی ہے اول تو یہ کہ قریب اور بڑی معلوم ہوتا ہے  
 کہ اس طرح کا معاملہ مقیر چیزوں میں بھی بڑی عادت میں داخل تھا اور اگر باخرش وہ دگ کبر سے ورنہ بھائی  
 و رفیقانی وغیرہم سے ادنیٰ و ذلیٰ معنوں میں ایک باب و قبول کیا کر سکتے تو ایک تو یہ فعل ان پر نزارا کرتا ہوں  
 ان میں ان کا یہ فعل اتنا متوتر سے تھا کہ جاتا اور کوئی نہ کوئی ایسا وقت شہور ہوتا کہ اس میں بیچ عادت ہوا تو  
 بوقت کو کہ ان میں باتوں میں نہ مانع ہوا کرتے ہیں دوسری مشکل یہ ہے کہ آدمی بے اس عادت میں نہایت  
 درجہ کوتاہی میں ہو شمس کوئی بھی چیز کا سنبہ یا پینہ وغیرہ کی مولا اپنا ہے وہ یہ کہ بیچتا ہے کہ بائق کی ایک  
 اس پر اس کا سنبہ کوئی ہے تو جس صورت میں یہ نوبت ہوتی ہے تو یہ ان کے مقدر ہونے سے کوئی سنبہ  
 ہے جس حال یہ ہے کہ مقیر اور نہیں چیزوں میں کہ جاتا نہ ہو جیسے کہ امام ابو حنیفہ اور شافعی نے فرمایا ہے  
 اس صورت میں وہ دیکھیں ہوں گی تو ان چیزوں کو نہ دے گا دوسم ایک کے ہونے کا سبب ہوتی نہ ہوتی  
 کوئی سنبہ کے کہ اس سے بہرہ میں ایک پاتی جاوے اور ان سے بیچنے یا خریدنے کے قول کو موافق ارشاد امام  
 اعظم کے آتا ہے یعنی اس مسئلہ میں امام اعظم کے قول کے بموجب فتویٰ مذکور ہے اور یہ قول و قول میں تبدل  
 کے قریب تر ہے اور اگر اس میں عادت پڑتی ہے تو شوق میں بہت عروج ہو رہا ہے اور نہیں ناچ ہے  
 معلوم ہوتا ہے کہ زائد سے نہیں یہ امر معتد و متفق ہوتا ہے جو بات کی اکثر سے کہ بہرہ میں قول کی طرف رجوع کریں  
 تو یہ سنبہ سبب باقی رہا ہوں و قول کا جو بہ قول چیزوں کے غبار کو ہے کہ سنبہ ہم کہتے ہیں کہ  
 پر شہور کی چیز کی قیمت کی مقدار میں کہ یہ سنبہ مگر ہے کہ اس بات میں دو طرفہ نہیں کہ  
 کہل ہیں قول تو یہ کہ اگر کوئی شخص سبب اور مقیر اس میں ہوں وروائی وروشت وروستہ مقیر چیزوں میں  
 میں نہ وقت و دوستانہ و بیچ و رزبان سے ایک باب و قبول کی عادت نہیں مگر دوسرے طرف نہ تجارت  
 کی ہے اس میں اگر شہور کی سنبہ ایک باب و قبول ہو تا ہے تو لوگ اس کو نہیں با سنبہ ہیں اور اس کے  
 شہور و رزبان میں سنبہ ہیں کہ ان میں شمس و ذلیٰ چیز کو تو سنبہ و رزبان کی سنبہ ہے



دوسری طرف جو نفاست کی ہے وہ سواری کے جانور اور غلام اور زمینیں اور نفیس کپڑے ہیں کہ ان میں  
ایجاب و قبول کے تکلف کو لوگ بعید نہیں جانتے اور ان دونوں طرفوں کے درمیان میں جو چیزیں رہتی ہیں  
وہیں مقام شک و شبہ میں رہیں پس دین دار کو چاہیئے کہ ان میں راہ احتیاط کی چلے اور شرع کے قواعد بنائے  
اس طرح کہے ہیں کہ حدت سے معلوم ہوتے ہیں وہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کی اطراف کھلی تھیں ہوتے ہیں  
اور درمیان میں امور مشکل اور مشتبہ ہوا کرتے ہیں اور دوسری وقت جو ملک کے بدلتے کی وجہ تشریح کرتے  
کی سبب سے اس کی یہ تبدیلی سبب کہ ہاتھ سے لینے اور دینے کو سبب ملک کے انتقال کا ٹھہرانا چاہئے اس  
سے کہ لفظ بھی تو سبب بذات خود نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کی ولایت ہی سبب پڑتی ہے وہ ہاتھ کے  
فعل سے بھی وہی مقصود بیع کا بلکہ عادت و انہی کے پایا گیا اور اس پر حاجت کا ہونا وہ پہلے لوگوں کا کہ  
کو برتنا نہیں ہو گیا ہے عادتوں میں بدیوں کا قبول کرنا بدون ایجاب و قبول سب کی حدت سے بلکہ ملک  
کی تبدیلی یہ یہ میں بھی ہے اور کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا کہ جب چیز کے عوض ملک بدلے تب ایجاب  
و قبول ضروری ہو اور جب بدون عوض بدلے تو ضرورت ایجاب و قبول کی نہ رہی ہاں یہی ہے کہ پہلے  
لوگوں کی حدت سے شرح تھی کہ بدیہ تفسیر چیز کا ہو یا نفیس چیز کا سکود ایجاب و قبول منظور کرتے ہیں بدیہ تفسیر کا ہونا  
کی حدت کو برا سمجھتے تھے دربیع میں سوا ادنی چیزوں کے اور کسی میں ایجاب و قبول ہونے کو برانہ سمجھتے  
تھے غرضیکہ ہمارے نزدیک یہ احتمال نہایت درجہ درست ہے اور معہذا امتی دین دار کو شاید نہ  
کہ ایجاب و قبول ترک نہ کرے تاکہ شبہ خرافت سے بری ہو جاوے یعنی جس صورت میں کہ اس کو یہ معلوم ہو  
کہ بائع اس چیز کا مالک بدون ایجاب و قبول ترک نہ کرے تاکہ شبہ خرافت سے بری ہو جاوے یعنی جس  
صورت میں کہ اس کو یہ معلوم ہو کہ بائع اس چیز کا مالک بدون ایجاب و قبول کے ہوا ہے تو اس کے لئے  
مناسب نہیں کہ اس وجہ سے خود ایجاب و قبول نہ کرے کیونکہ اصل حقیقت بائع کی ملک کی معلوم نہیں  
ہوا کرتی کیا جب ہے کہ اس نے وہ چیز ایجاب و قبول ہی سے لی ہو ہاں اگر اس کے لینے کے وقت یہ نفیس  
نمود موجود ہو یا بائع اپنی زبان سے اقرار کرے کہ میں نے خود بدون ایجاب و قبول کے لی ہے تو اس  
صورت میں وہ چیز اس سے خرید نہ کرے کسی ورنہ مول لے لے پس اگر بیع تفسیر چیز ہو اور نہ ہی  
کو اس کی بھی ضرورت نہیں ہوتو زبان سے ایجاب و قبول کرے کیونکہ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ آگے کو  
بائع سے بکرا نہ ہوگا اس وجہ سے کہ سند ضرورت سے چھڑنا ممکن نہیں اور فعل سے بستہ پھر جائز نہیں ہے  
اب اگر یہ کہو کہ یہ بات خریدنی کی چیز میں تو ہو سکتی ہے لیکن جس صورت میں کہ کسی شیخفت میں گیا ہو خود کسی  
کے ہاں نہ ہاں ہو اور اس کو معلوم ہو کہ وہ دوک بیع میں صرف دو سند پر کھڑا کرتے ہیں ورنہ بائع  
ایجاب و قبول نہیں کرتے یہاں سے اس مر کو مستثنیٰ ہوا اپنی آئندہ سے ان کے معاملات دیکھتے تو یہی صورت  
ہیں اس کو کیا کرنا چاہئے ان کے لئے سے دست کش ہونا چاہئے یہ نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ



چیز کے خریدنے سے تو بلا شک ضرر واجب ہے بشرطیکہ شے نفیس ہو اور قیر نہ ہو مگر کھانے سے دست کش ہونا واجب نہیں اس لئے کہ ہم فعل کو اگر نقل ملک کی دلیل کرنے میں تردد کریں تو اباحت کی دلیل ٹھہرانے میں کیا تردد چاہیے اباحت کا حال زیادہ گنجائش رکھتا ہے ورنہ ملک کی تبدیلی کے معاملہ میں اتنی گنجائش نہیں پس جو کھانے کی چیز کہ اس میں تقاضی سے بیع ہوئی ہو بائع کا اس کو دے ڈالنا اجازت کل میں داخل ہو گا بشرطیکہ حال یہ جیسے صامی کی اجازت تمام میں جانے کی قرینہ نہ یہ سے سمجھ جاتی ہے۔ اسی طرح تسلیم بائع سے اس امر کی بھی اجازت جانی جاوے گی کہ مشتری جس کو چاہے اس چیز کو کھلاوے یعنی بیع کو بائع کا حوالہ کر دینا اس جہد کے قیام کر لیا جاوے گا کہ میں نے یہ چیز کھانے کی مشتری کو مباح کر دی ہے خود کھانے سے چاہے دوسروں کو کھلاوے تو اس صورت میں مشتری کا کھانا حلال ہو گا اور اگر بائع تصریح کر دیتا اور کہتا کہ اس کھانے کو کھالے اور کھانے کے بعد مجھ کو اس کا عوض دے دینا اور کھانے کے بعد اس کو تاوان دینا پھر تا یہ سب حصہ کا قیاس میری دانست میں لیکن تقاضی کے کھانے کا اور اس کو حوالہ کرے گا تو مشتری پر تاوان چاہیے ورنہ رخ بازار کے موافق دام اس کے ذمہ واجب رہا ہوئے اور جو دم کہ مشتری نے بائع کو دیتے ہیں گروہ بیع کی قیمت کے مثل ہیں تب تو بائع اپنی حق پا چکا اس کو اختیار ہے کہ ان میں تصرف مال کا نہ کرے بشرطیکہ جس پر ان کا من لہ ہے اس سے من لہ کرنے میں عجز نہ ہو اور اگر من لہ ان پر قائم ہے تو اس صورت میں جو دام پا چکا ہے اس میں تصرف مال کا نہ کرے اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ مشتری ان دموں کو قرض میں دینے پر راضی نہ ہو تو ایسی صورت میں بائع کو چاہیے کہ مشتری سے اپنے دام مانگے چونکہ تقاضی کی صورت میں رضا سے صرفین بقرینہ حالیہ چیز کے دینے کے وقت معلوم ہوتی ہے تو اس وجہ سے فعل کو دلیل رہنا ٹھہر کر اگر بائع مشتری کے دینے پرستے دموں سے اپنا حق لئے لے لے تو کچھ بعید نہیں پھر بھی بہر حال بائع کی جانب زیادہ دقیق ہے کیونکہ جو کچھ اس نے مشتری سے پایا ہے اس میں کبھی تصرف کرنا چاہتا ہے اور تصرف اس کا ہو نہیں سکتا جب تک کہ مشتری کے ہاتھ میں اس کی چیز تلف نہ ہوئے پھر بعض اوقات اس کو یہ حق جہت پڑتی ہے کہ قند تمک نہ سر نہ کرے اور بعض اوقات صرف رضا مندی جو فعل سے مستند ہوتی ہے نہ تو اس سے اس کی جہت سے مال ہو جاتا ہے اگر کھانے کی چیز مشتری کے پاس گئی ورنہ اس سے اور کوئی غرض بجز کھانے کے نہیں تو اس کی جانب اتنا بکھیرا نہیں کیونکہ اباحت جو فعل سے بقرینہ حال سمجھی جاتی ہے اس سے کھانا مباح ہو جاتا ہے لیکن اگر گذشتہ سے کبھی یہ لازم آتا ہے کہ مہن جو چیز کھانا کر تلف کر دے اس کا تاوان اس کے ذمہ پڑا ہو اور یہ تاوان سو وقت اس کے ذمہ سے باقی ہو جب کہ چیز کا بائع مشتری یعنی میزبان کی دی ہوئی چیز پر تمکک کرے تو اس وقت میزبان اس کا قرض ادا کرے گا اور جو اس کے ذمہ تھا وہ اپنے ذمہ سے لے لے گا غرض کہ تقاضی کا ذمہ نہایت دقیق ہے اس باب میں فتویٰ دینے کی بنا انہیں احتیاطات



درختوں پر ہے جو ہم نے بیان کئے اور پرہیزگار آدمی کے لئے تنہا ہی چاہئے کہ وہ اپنے دل سے فحش ہونے اور شہوں کی جگہ سے احتراز کرے

بیان ۲ سو دس کے اللہ نے سو دس حرم فرمایا ہے اور اس کے باب میں اللہ دیکھنا تو بے معرفت اور معطلات

سو دس پانچ کی کا معنی کرنا ہے کہ وہ ہیں خواہ غصہ کی تباہی سے کر سکتے ہیں یا نہ ہو۔ سو دس حرم کرنا وہ جب سب سے سو دس ہی چیزوں میں ہوتا ہے ایک خدا ہیں دو مہرہ ہیں نہ کو چاہیے کہ وہ راہ زیادتی سے بچے اور اس سے بچنے کے یہ معنی ہیں کہ پانچ سو دس کی جو چیز پانچ سو دس کی کسی چیز کے بدلے میں بیچے تو چاہیے کہ اس بات سے دست س بائیں سے یعنی بائیں ٹہن پر۔ ورنہ بیع پر سی مجلس میں قبضہ کر لیں یہ نہ ہو کہ بائیں کی چیز آج سے اور بائیں چیز مشتری کو کل دیو سے پہلے سے کے بعد توالہ کرے یا نہیں سو دس پانچ کی بیع میں دھار نہ ہوتا ہے اس سے یہ کہ کہ صرف جو ہر خواہ پانچ کی مجلس میں دیو میں اور اس کے عوض شرفیاں خود رو پیہ بعد کو دیو میں تو اس سے ہونے کی جہت سے یہ بیع حرم ہو گئی اور اس وجہ سے بھی حرمت ہے کہ برابر کی بیع اور شرف میں نہیں ہوتی۔

لکس میں سو دس پانچ کی کا وزن بعد چھ لکس کے اس قدر نہیں رہتا جتنی پیشہ تنہا راہ زیادتی سے پانچ سو دس کہتے ہیں باتوں سے حرم کرنا کہ اس کے لئے نیکو سے کو پورے سے سے بیچنے سے کہ وہ اس کی ذلت اور نہ ہو کی جب تک کہ دونوں یا سب سے نہ ہوں تو کم کو کم کر کے بدلہ ہیں اگر ایک دونوں کی تو اس میں فرق ہو تو ایسا نہ چاہیے کہ جس سے کا وزن کم ہو اور اس کے لینے سے بدلہ اس کا کم ہوتا ہو۔ ورنہ اس میں زیادہ ہو۔ ورنہ اس صورت میں نہ چاہئے کہ پانچ سو دس کی کے عوض ورنہ سو دس سو دس کے عوض چاہئے کہ اس کے وزن میں ایک یا سب سے صرف ہوں۔ ورنہ فحش طرف سو دس راہ زیادتی کا منہ سے نہیں تیسری صورت یہ ہے کہ پانچ سو دس کی ورنہ سو دس سے بدلہ ہو مثلاً شرفیاں جن میں پانچ کی شرط ہو کر سو دس کی مثلاً رہیوں ہو کی تو اس کا بدلہ ہرگز مرسل نہ ہو کہ باں اگر وہ سے شہر ہیں۔ بیچ ہو کہ تو ہم اس کے معنی کی حدت کا سے کر کے اس شرط پر کہ اس کے عوض سے بدلہ ہو ورنہ اس سے ان روپیوں کا جن میں تا بن مل ہو کہ اگر شہر ہیں پانچ سو دس کے تو ان سے بدلہ لینے نہ ہوں اس لئے کہ ان سے مقصود پانچ کی ہے ورنہ معلوم نہیں کہ کتنی سے بدلہ شہر میں رائے ہوں گے تو ان سے بدلہ کرنے کی بابت میں لگے جہت کی وجہ سے نیز اس سے بدلہ اس صورت میں ان کی پانچ کی حق مقصود نہیں پانچ کی کے عوض ہیں۔ ورنہ ان کی ورنہ ان کی پانچ کی صورت میں پانچ کی پانچ کی سے مرکب ہو اس کا تیرہ سو دس کے عوض سے بدلہ ورنہ پانچ کی کے عوض بدلہ۔

باب کے عوض شرف یا پانچ سے کہ سو دس کی مقدار معلوم ہو لیکن جس سے ہیں کہ زیور پر سو دس کے ہیں ہو کہ اس میں رکھنے سے بدلہ ہونا نہ لکھ سکے تو ایسے زیور



کی بیع میں کے بیویوں چاندی کے عوض شکرہ سونا چاندی کے جس چیز کے عوض مشترک چاہے یا نہ چاہے اور اس  
 حرمت صرف کو سونے کے عوض میں لیں یا خرید نانہ چاہے جس میں سونا اور پونے دونوں ہوں ورنہ اس  
 کو سونے کے عوض فروخت کرنا چاہیے بلکہ چاندی کے عوض اس کی خرید و فروخت یا بیع کر دے اگر اس  
 میں چاندی نہ ہو اور جو کچھ کہ سونے کے تاروں سے بنا ہوا ہو اس طرح کہ بھانے سے اس کا سونا سیرہ  
 ہو سکتا ہے اس کے سونے کے عوض خریدنا یا نہ خریدنا چاہیے چاندی وغیرہ کے بدلہ میں درست ہے ورنہ  
 کی چیزوں کی سوداگری کرنے والوں کو چاہیے کہ جنس میں کم گریع و دشمن ہوں تو خواہ ایک ہی ہو یا مختلف  
 جنس ہوں ان کا تقاضا کر لیں جیسے بیہوش کر کے بدلتے فروخت کریں یا پختے کے عوض یا  
 دونوں صورتوں میں اس بات میں اس بات میں اور اگر گریع و دشمن ایک ہی جنس ہوں تو اتنا لی نہ اور ضروری  
 ہے کہ دونوں چیزیں برابر ہوں ورنہ اس باب میں کئی ایک معاملہ لوگوں میں رائج ہو رہے ہیں نہ کہ وہ درست  
 نہیں مثلاً قنداقی کو بکری زندہ دیتے ہیں اور اس کے عوض میں اس سے نقد یا زادہ لیتے ہیں ورنہ یہ  
 حرام ہے نہ ان ہائی کو گھوڑوں دیکھ کر ان کے عوض اس سے روٹی نقد یا زادہ لیتے ہیں یہ بھی حرام ہے  
 یا تیل کو نہریں و تیل و زعفران و سرسوں وغیرہ دیتے ہیں تاکہ ان چیزوں کے عوض اس سے ان کا تیل  
 اسی وقت نوادہ کچھ غنہ کے بعد لیوین کہ یہ بھی حرام ہے اسی طرح سوئی کو دودھ دیتے ہیں تاکہ ان چیزوں  
 کے عوض اس سے پیر اور گھی و رکھن نوادہ و کوئی چیز دودھ کے لیوین وہ بھی حرام ہے غنہ اشیا خوردنی  
 میں سے کوئی چیز دودھ اگر غیر جنس کے عوض بیچ جاوے تو اس میں ادھار نہ ہونا چاہیے اور اگر اسی جنس کے  
 عوض ہو تو اس میں بڑا برکی بھی ضروری ہے اور جو چیز کہ کسی خوردنی چیز سے بنتی ہے اس کی بیع عوض میں  
 اس خوردنی کے درست نہیں خود دونوں برابر ہوں یا کہ ویشل مثلاً آٹا اور روٹی اور مستو جس غنہ کا ہو ان  
 کی بیع اس کے عوض نہ چاہیے ورنہ سرکہ اور شیرہ اور دو شتاب جس مہو کا ہو اس کی بیع میوہ کے عوض  
 نہ چاہیے ورنہ کسی روٹی دھیرا کر کے دودھ سے بنتے ہیں اس کی بیع دودھ کے عوض چاہیے۔

اور بیع اور دشمن کی بڑا برکی اشیا خوردنی میں جب تک کہ آمد ہے کہ وہ چیزیں ذخیرہ کرنے  
 کی ہوں اور جب ایسی ہوں کہ تیل ذخیرہ کرنے کے نہ ہوں اور ایک سال پر نہ رہتی ہوں تو ان میں بڑا برکی  
 مہوہ نہ ہوگی اسی بنا پر خرید و بیع کی چیز خریدنا یا تیل کے عوض میں اور انکھور کی انکھور کے بدلے میں درست نہ  
 ہو کی خود بیع اور دشمن برابر ہوں یا کہ ویشل پس یہ چند امور ہو سکتے ہیں بیع کی تعریف میں ورنہ مٹا ہوا  
 فساد پر تاجر کے واقف کرنے میں کافی ہیں کہ جب اس کو کچھ شک ہو یا کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو دریافت  
 کرے ورنہ اس قدر باتیں بھی نہ جانے ہو گا تو سوال کی گھوڑوں سے بھی نا وقت رہے گا اور نا دانستہ  
 سودا اور حرام میں داخل ہو جاوے گا۔

بیع کی شرائط چارہ

اول یہ کہ اس مال جو پیش کیا جاوے وہ معلوم

مال میں خرید و بیع وہ مال کہ قسم کے جو ہر ہوا جائے یا نہ ہو مال کہ ناسخ کے ہو یا نہ ہو مال کہ عین مال



نہیں نہ ہوتا کہ اگر طرقت ثانی بدنی کے چیز نہ دے سے تو مال و مال ہشتہ مال کی قیمت سے واپس  
 لے سکے پس اگر اقبال ایک ہزار روپیہ انکس سے دے کہ ان کے خوش آئندگیوں لیں گے تو ایک  
 روایت کے موجب یہ بدنی درست نہ ہوگی دوم یہ کہ اس مال کو ہر ہونے سے پیشتر جہنم غنہ کی مجلس  
 میں حوالہ کر دینا چاہئے اگر دوسرے شخص اس مال پر قبضہ نہ کرے گا اور دونوں اس مجلس سے عینہ نہ ہو  
 جاویں گے تو بدنی درست نہ ہوگی۔ سوم یہ کہ مسئلہ فیہ یعنی جس چیز کی بدنی کی جاوے وہ ایسی شے ہو کہ اس  
 کے وسعت کو بند سکیں جیسے نملہ اور بیوانات و رکبان کی چیزیں و روتی و روتی و روتی و روتی و روتی  
 اور گوشت و رکندھیوں کی چیزیں اور جوان کے شے ہو اور جو نملہ و مرکب چیزوں کی بدنی و روتی  
 شے کی جن کی فروخت ہوتی ہو جیسے کہ نہیں و تیر بنائے ہوئے و تیر بنائے ہوئے و تیر بنائے ہوئے و تیر بنائے ہوئے  
 دوست مختلف ہوں اور بیوانات کے چیزوں کی بدنی درست نہیں اور روتی کی بدنی جائز ہے اور روتی  
 میں جو آب و نمک کم یا زیادہ پکائے سے مختلف ہو جاتا ہے وہ مختلف ہے و اس سے چشمہ پاشی کرنی جاتی  
 ہے چہرہ میں یہ کہ ہو چیزیں و وسعت کے قابل ہوں ان کے وسعت کامل اور پر بیان کر دیکھ جائیں  
 تاک کہ کوئی وسعت ایسا نہ رہے پھر اس کے سبب سے چیز کی قیمت میں تن فرقی ہو جائے کہ لوگ  
 اس کو نا کورج نہیں و روتی سنی نہ آئند و یہ کیونکہ ایسے وسعت ہیں کہ سنے قہر مقام و دیکھ سیکھ  
 بیع کے ہیں بیع میں پانچوں یہ کہ کر بدنی مدت پر ٹھہرے تو مدت متعین ہو ورنہ نہ کہے کہ کثرت کثرت  
 پختہ تاک بدنی کر سکتے ہیں بکھڑیوں و روتیوں کے شے مدت متعین ہوئی پختہ سے سنے کہ کثرت  
 کثرت و روتی کا پختہ آئے جیسے کہ ہو جاتا ہے پس یہ کہ مسئلہ فیہ یہی چیز ہو کہ جس کو روتی و روتی سے  
 وقت دے سکے اور اس ناب اس وقت سے کہ میں وہم ہوئے سے ہونے ہو تو یوں نہ پختہ کہ  
 ان کو اور دوسرے میووں کی بدنی بھی مدت پر کر سکتے ہیں وہ نہ پختہ ہونے مدت بھی مقرر کی تھی  
 کہ ناب اس وقت مسئلہ فیہ ہو جو مدت مروت سے ہر کسی گفت کی وجہ سے نہ دے سکے تو تاک و روتی کو  
 نتیجہ ہے کہ چاہے اس کو مسلم فہم کو ہر ہو جائے تاک مدت سے یہ معادہ کو فسخ کر کے پناہ مال دیا ہو  
 و اس سے متاثر ہو کہ جس مکان میں مسلم فیہ کو دے گا اس کا ذکر کر دینا چاہیئے بشریکہ ہیں مکان  
 کے انتظام سے مختلف ہوتا ہوتا کہ اس کے ہر طرف نہ پختہ ہو آئندہ یہ کہ مسئلہ فیہ کو مجاہد پختہ سے  
 متعلق نہ کرے مشایوں نہ کہ اس کثرت کے گہوں یا اس بنا کا نہیں گے کیونکہ اس قیہ سے مسئلہ فیہ کا  
 دین ہونا باطل ہو جاتا ہے ہر یوں کہ جس شہر کا جس یافوں قصبہ کلاں کا ہیں گے تو پختہ نظر نہیں  
 اس شخص کو ورنہ دینا یا نہ کہ کوئی یہ کہ مسئلہ فیہ کوئی یہی چیز نہ ہو جس کا و بکباب ہو جس موتی کے ایسے  
 وسعت کہہ دے کہ اس طرح کا کہ سے یا جو روتی نوڈی کو مسئلہ فیہ

قراردید و رکبہ



کہ پھر اس کے ساتھ ہو یہی طرح کی چیز کہ کثر مل نہ سکے دوستوں یہ کہ جب اس میں شہرہ خوردنی  
میں سے تو مسد فیہ کے لئے کی چیز نہ ہو سلیہ ہستہ خوردہ میں امان نہ قائم ہو تو مسلم فیہ نقد نہ ہو نا  
ہی ہستہ ہا ہا میں کاؤ کہ سود میں ہم کر سکتے ہیں۔

[illegible]



بار قوں مانا جاتا ہے یا مکان ال سے کہ حیثیت سے زیادہ جیتے ہیں وہ حرم ہے کیونکہ ان کو کئی ایک بات کرنے کے ور کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی اور ایک بار زبان دینے کی پر قیمت نہیں ہوتی یہ جرت ان کو اس وقت درست ہوگی کہ معاملے کے کرنے میں آمدورفت کرنے پر سہارا ہو سکے اور غرض ہاں سے پھر بھی مستحق جرت میں کے ہوں گے کہ جتنی محنت کی ہو اسی قدر محنت کی جو مزدوری ہوتی ہو وہ ہاں میں ور ہوں گے جو باقی ہے دیگر ایک دستور باندہ یہ ہے وہ قائم ہے اور پوجہ حال نہیں جیتے دو مشرکے یہ کہ چارہ میں یہ نہ ہو کہ کوئی نے مقمو و کرایہ دار کی ملک میں کوسہ ہزار فیٹ کے مشن گرنگور کا ٹیکہ یا اس غرض سے کہ اس کی پیداوار ہمیں گے یا دودھ کے جانور کو کرایہ پر لیا دودھ کے واسطے کہ خود باغ کو کرایہ پر لیا چھوٹ کے واسطے کہ دودھ درست نہ ہو یا اگر دودھ پلانے والی کو اجرت پر مقرر کرنا درست ہے اس صورت میں دودھ تابع ہو جائے گا اس وجہ سے کہ اس کو حیرت نہیں کر سکتے اور سی شرح کا تب کی سی ہی ور درزی کے دس کے کو تابع تصور کیا جاتا ہے کیونکہ یہ چیز میں غلجہ مقمو و نہیں جیتے یہ کہ عمل ایسا ہو کہ اس کو مزدور ہاں ہر ہیں ور شہریت کی رو سے ملک کو دے سکے تو اگر کسی کو ور آدمی کو ایسا کام کے لئے مزدور کیا ہو سکے گا جو اس سے نہ ہو سکے تو یہ چارہ درست نہ ہوگا یا گوشت کو تیار دینے کے لئے مزدور کرنا بھی نہ ہوگا اور جن مور کا ان حرم ہے وہ شہریت کی رو سے مزدور نہیں دے سکتے مثلاً اس بات پر مزدور کرنا بھی وسامہ جرت کو کہ ڈاؤ اسے یا کسی غلو کو کاٹ ڈالے جس کے کاشنے کے لئے شہریت میں جائز ہے نہیں یا کہ شہریت کو سہہ میں چارہ رو دینے کے لئے مزدور کرے یا مثلاً کو جو دو اور منشی ملک میں چارہ کر کے دے شہریت کی پانی کو بدون اس کے شوہر کی اجازت کے دودھ پلانے کے لئے کرے یا کہ کو بدون اس کی تصویر بنانے کے لئے کرے یا مزدور کو بدون کی تصویر بنانے کے لئے جو شہریت دے یا مثلاً کو سونے ور پانہ کی کے برتن دے یا شہر کے لئے مزدوری دے تو یہ سب باتیں ہیں پر تکرار یہ کہ وہ ایسا نہ ہو کہ مزدور پر اس کا کرنا واجب ہو اور نہ ایسا ہو کہ ملک کی طرف سے اس میں کیا ہے نہ جیتے تو ب اگر چہ دکر لے ہر اجرت سے لے گا تو چارہ نہ ہوگا سی شرح جن عبد دانت میں نہایت ایک ہر سکتی ت پر بھی جرت نہ چارہ ہے شہر کہ وہ ملک کی طرف سے نہ ہوگی بلکہ مزدور کی طرف سے نہ ہوں گی ہاں دوسرے کی طرف سے جے کر لے ور میت کو نہیں لے ور قبر کے لئے ور مردوں کے دفن کر لے ور جنازہ اٹھانے پر مزدوری جن درست ہے ور نہ از تو مذکور کہ مستحق در ذل دینے ور تقسیم ور قرآن پڑھنے کے لئے کی اجرت لینے میں شک نہ ہے نہ کوئی خاص مسئلہ ملک دینے یا کوئی میں صورت کسی خاص شخص کو سکے دینے کی جرت درست ہے ہاں اگر یہ کہ کسی ور مندرست مصر مصر ہو مثلاً درزی کا کام پانہ میں بتا دیا ہو اسے اور معلم کو سورو کی تہیہ ور اس کی مقدر معلوم کرانے کی ہاں اسے اور باغیچہ کی بار برداری میں جرت کی مقدار اور مسافت کا حال کہہ دیا ہو مثلاً چارہ ہاں میں خصوصیت کے







کرے تو مالک کی رائے مافی جاوے گی ہاں جس صورت میں کہ مندرجہ کو کوئی ایسا مالک ہے جس کے باعث اس المال پر نفع ہوتا ہو تو اب مندرجہ کے قول پر عمل ہوگا اور اگر اس المال پر نفع بھی ہو ہو اور سب اسباب ہو تو مندرجہ کو چاہئے کہ اس مال کی قدر اس میں سے بدست اس نقد کو جو اس المال میں لگا تھا فروخت کر ڈالے اور کسی نقد کے عوض نہ بیچے تاکہ بچا ہوا مال فائدہ مند ہو اور اس میں دونوں شریک رہیں اور مندرجہ پر یہ ضروری نہیں کہ جو اسباب اس المال سے جڑتے اس کے عوض چھڈا لے اور جب شروع سال ہو اگر سے تو مالک اور مندرجہ زکوٰۃ کے لئے مال کی قیمت کا اندازہ کیا کر رہے ہیں جس صورت میں کہ نفع کسی قدر ہر ہو تو قیاس اس بات کا مقتضی ہے کہ مندرجہ کے ذمہ ہے اور نفع کا ہر ہونے پر وہ نفع کا مالک ہو جاتا ہے اور مندرجہ کو یہ اختیار نہیں کہ مالک کی ہزرت کے بعد وہ مال مندرجہ کو سفر میں لے جائے اگر لے جائے گا تو اس کے تصرفات تو درست ہوں گے مگر در صورت تمت نقد اور چیز سب کا تاوان دینا پڑے گا کیونکہ باہر لے جانے سے اس کی تعدی ثابت ہوگی اور اگر اجازت سے سفر کرے گا تو درست ہے اس صورت میں خرچ بار برداری اور چوکیدار کا مال مندرجہ پر ہوگا جیسے کہ ناپ تول کی اور ایسے دینے کی مزدوری جس کی عادت سوداگران کو نہ ہو اس المال پر ہوتی ہے لیکن منان کا کھولنا ورنہ کرنا اور ٹھوس سے کام کا کرنا جو اکثر خود کر لیا کرتے ہیں ان پر مزدوری خرچ کرنے کا اختیار مندرجہ کو نہیں اور جب تک کہ مندرجہ سہی شہر میں رہتا ہے ہاں مندرجہ بت ہوتی ہے تو اس کا نقد ورمکن سکونت نمود اس کے ذمہ رہتا ہے گا مگر دکان کا کر یہ اس کے ذمہ نہیں اور جس صورت میں کہ خاص مال مندرجہ کے لئے سفر کرے اس وقت اس کا نقد مال مندرجہ پر ہوگا اور جب سفر سے پہلے تو اس کو چاہئے کہ ساتھ سفر کی جو چیزیں رہ گئی ہیں مثلاً نواد اور دسترخوان وغیرہ مال مندرجہ پر رہیں نہ کر دے۔

**شرکت** اس کی چار قسمیں ہیں ان میں سے تین باطل ہیں اول شرکت من و ذمہ ہے اس کی کے معاملات صورت یہ ہے کہ دو شخصوں کے مال جدا ہیں وروہ آپس میں کہیں کہ ہم نے شرکت من و ذمہ کی اس عرض سے کہ ہمارا وہ پیہ ہم کو نفع یا نقصان ہو اس سبب میں ہم شریک ہیں تو یہ صورت باطل ہے دوم شرکت ابدان وہ یہ ہے کہ دو شخص اپنے اپنے کام کی جہت میں ایک دوسرے کی شرکت شرط کریں یہ بھی باطل ہے سوم شرکت وجود وہ اس طرح ہے کہ دو شخصوں میں سے ایک وجاہت رکھتا ہو اور اس کا قول لوگ مانتے ہوں وہ دوسرے کو اپنی وجہ سے مال دواوے اور فروخت دوسرا شخص کرے ورنہ میں دونوں باہم شریک ہوں یا یہ شرکت بھی باطل ہے چہارم شرکت عنان ہے جو درست اور جائز ہے اس کی صورت یہ ہے کہ دو شخص اپنے اپنے















۱۔ منتقل من و زرعہ شنبہ و زرعہ شنبہ کہ بر فرما تے ہیں کہ ایک کوٹے روپیہ کا رائج کرنا سو روپیوں کی پوری سہ  
 زیادہ سخت ہے اس لئے کہ پوری ایک نافرمانی ہے کہ ہو گئی ورموت کے بعد منقطع ہوتی اور کوٹے روپیہ  
 کا رائج کرنا ایک بدعت ہے جو رائج کنندہ دین میں نافرمان ہے اور ایک برہنہ ہے جس کو بعد والوں کے  
 واسطے بنائے جاتا ہے تو اس کا گناہ موت کے بعد صد سال تک رہ سکتا ہے جب تک وہ روپیہ چلتا رہے گا اور  
 اس کے باعث جو کچھ خیراتی و زکوٰۃ لوگوں کے مال میں ہوگا اس سب کا وبال اس کی گردن پر رہے گا اور خوش  
 حال وہ شخص ہے کہ اس کے مرنے پر اس کے گناہ بھی مہربانوں و زکوٰۃ خیراتی اس کی سب سے ہو خود مہربانوں اور  
 اس کے گناہ سو برس یا دو سو برس باقی رہیں ورنہ ان کے سبب سے قبر میں اس پر عذاب ہوتا رہے اور جب  
 تاک اس کا انتقال ہو تو تائب کی باز پرس اسی سے رہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ  
 یعنی ہم ان کے وہ اعمال جو سچے چھوڑ دیں گے وہ بھی سچیں گے جیسے وہ سچیں گے جن کو وہ اپنی زندگی میں  
 کر گئے ورنہ اسی طرح چیز یا شادی یا بیٹا یا انسان ہو مثلاً یہاں کہ ہر شخص سے وہی تائب  
 اعمال میں وہیں جو برس سے طرہ انداز کی جڑ بانہ گیبتہ اور دوسرے اس کو کہتے ہیں بجا نہیں چاہتے کہ کوٹے  
 روپیہ کے متعلق پابندی ہے اول یہ کہ جب ایسا روپیہ تاجر و تاجر کے پاس آوے تو چاہئے کہ اس کو کوٹے  
 میں ڈال دے کہ پھر کسی کے ہاتھ نہ لگے اور اس بات سے نہایت احتراز کرے کہ اس کو دوسرے میں  
 رائج کرے اور اگر اس کو توڑ ڈالے اس طرح کہ اس سے پھر منہ نہ ہو سکے تو یہ بھی جائز ہے دوسرے یہ کہ  
 تاجر کو نقد کا پرکھنا چاہئے نہ اس غرض سے کہ اس پر روپیوں کو اپنا کر اوکھ لے گا بلکہ اس نیت سے کہ  
 کسی مسکین کو نقد روپیہ اس کے ہاتھ سے نہ دے سکیں میں مذکور ہے ورنہ اس کے ہاتھ سے گناہ نہ بھرے  
 تو اگر اس غم کے سیکھنے میں قصور کرے تو شہر سے گناہ کیونکہ جس عمل کے لئے ایسا ملے ہے جس میں غم کی غیر  
 خواہی پر کی جاتی ہے تو اس عمل میں اس عمل کا سبب و وجہ ہے ورنہ یہی باعث اس کے لئے کا برہنہ ہے  
 نقد کی حالت میں کیا کرے کہ دیانت میں فعل نہ ہو دین کا ان کو کچھ لیا نہ ملے تیسرے یہ کہ اگر بل میں نہ  
 کو ایسا روپیہ دیکھا اور اس سے یہ کہہ دے گا کہ کوٹا ہے تب بھی دائرہ گناہ سے باہر نہ ہوگا کیونکہ دوسرے  
 جو اس کو لیتا ہے وہ سب سے لیتا ہے کہ کسی اور بیچ میں دیکھو ونگا اگر یہ نیت نہ ہوتی تو وہ اس کو ہرگز نہ لیتا بلکہ اس کے لئے سے اتنا  
 فائدہ ہوگا جو ظریف میں اہل معاملہ کو ہوتا ہے اس کے گناہ سے البتہ رائج و بیگانہ ہو تھے یہ کہ روپیہ کو اس نیت سے لے گا کہ  
 بموجب اس حدیث شریف کا بند ہو کہ رحمہ اللہ سہل بیع سہل شفاء سہل راقبہ تو وہ اس حدیث کی برکت و ما  
 میں دخل ہوگا بشرطیکہ کوٹا روپیہ نہیں ہے نہ وہ محکم ہو کہ کوٹوں میں نہ دے گا ورنہ اس کو کوٹے کے لئے لیا جاتا ہے  
 ۲۔ ورنہ کہتے ہیں جو آگے بھیج دے ان کے پیچھے نشان رہے عادت ۲ جنہوں کے نشان کو اس وقت سے بھیج دے چھوڑ  
 ۳۔ نقد و رحمہ اللہ سے فروخت میں غری و سانی برستے دے خرید میں غری کو سنے دے ۴۔ بکری و زیت بکری یا خدق و خدق  
 ۵۔ بقیہ اس پر عمل کرے گا اس کے گناہ کی قدر بھی اس پر ہوتی ہے گا ورنہ اس کے گناہ سے کہ نہ ہوگا مسہرہ و دیت ہریر بانہ شریف



اس پر سوچا وہی اس صورت میں ان لوگوں میں داخل نہ ہوگا جو دام لینے میں سہل گیری کرتے ہیں یا پانچویں یہ کہ کھوٹے روپیہ سنہ جاری غرض وہ روپیہ سب سے جس میں بالکل چاندی نہ ہو صرف ملمع کیا ہو یا شہنی ہو تو اس میں سونا نام کو نہ بوجھ کر لے سکے اور جس روپیہ میں چاندی و دوسری چیزیں ملی ہوں اور شہر میں وہ مروج ہو تو اس سے معاملہ کرنے میں عداوت کا خدشہ ہے جاری رائے یہی ہے کہ اگر شہر میں اس کا رواج ہو تو اس سے معاملہ کرنا بے فائدہ ہے خود اس کی چاندی کی مقدار معلوم ہو یا نہ ہو اور اگر شہر میں وہ سکہ نہیں چلتا تو اس صورت میں اس سے معاملہ کرنا سب سے درست ہوگا۔

اس میں کی چاندی کی مقدار معلوم ہو پس اگر وہ میں کوئی روپیہ ایسا ہو کہ شہر کے پنج روپیہ سے اس میں چاندی نہ ہو تو اگر کو چاہئے کہ اس کو وہ روپیہ دے اس کو اس کے نقصانات کی قدر کر دے اور معاملہ ایسے لوگوں سے کرے جن کو جان سے کہ یہ اس روپیہ کو برہم میں چھو دیں گے اور دھوکہ دوسروں کو نہ دیں گے اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص برہم میں چھو دے کہ تو وہ روپیہ اس کے تولد کرنا خود بنی فساد ہوتا ہے اس کی مثال ایسی ہوئی جیسے ٹھور ایسے شخص کے ہاتھ دیتے ہیں کہ جس کو وہ جانتا ہو کہ وہ اس کی شہرت بن دے گا کہ یہ بیع ممنوع ہے اور برائی میں مدد کرنا اور اس کا شہ یک ہونا ہے اور ان جیسے امور کا تجارت میں خیال رکھنا غفلت کی موذبت سنہ زیادہ ہے اور اس جہت سے بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ سچی تا جہر خدائی کے نزدیک غافل ہے۔ اور اکابر سلطنت معاشرت میں نہ ہی باتوں سے جہت اختیار کرتے تھے چنانچہ کسی عازمی کا دل سنہ ہے کہ اس نے اپنا قصہ بیان کیا میں نے ایک بار تہاؤ میں اپنے کھوٹے کو ایک کافر پر ڈپٹی کیا کہ اس کو قتل کروں مگر کھوٹے نے تصدیق کیا میں موت آیا پھر وہ کافر میرے قریب آیا میں نے دو بارہ لکھ لیا اس واقعہ بھی کھوٹے نے کوتاہی کی میں نے تیسرے میں بار لکھ لیا اس واقعہ بھی کھوٹے نے ایک کیا اور میں نے کہا میں نے لکھ بھی ایسا نہ ہو تو میں مکر کے سنہ پس آیا اور نجد کو منایت۔ پنج تھ ایک تو جو باقی سنہ لکھ لیا دوسرے کھوٹے میں جو عداوت تھی نہ دیکھی تھی وہ بھی بہ ہوئی غمگینہ اپنا سامنہ پیش کیا میں آیا اور اپنا سامنہ کی لڑائی پر رخصت کر کھوٹے کو کھڑا کھڑا لیت کیا خوب میں کیا دیکھتا ہے کہ کھوٹے نے کہتا ہے کہ میں صاحب قتل کو یاد رکھتا ہوں سنہ میں بار یہ چاہا کہ کافر کو قتل پر سو رہا ہو کہ وہ حاکم کے قتل سے میرے چارہ یہ تھا اس میں ایک درم ہوا تھا تو میں بھی نہ ہوتا کہ نہ کھوٹے کو یہی نور کھد کر چھ بند سے اس جہت چاہو اس کے بعد میں جہاں اور جہت شرفٹ لکھ لیا اور اس سے کس پاس جا کر اس درم کو برہم پس یہ دو منٹ میں فخر سام کی لکھ وہی تھیں ان پر قیاس کر لیں چاہیے دوسری قسم فخر کی وہ ہے جس کا خدائی اس بل معاملہ کو ہو تو جتنی باتوں سے کہ بل معاملہ کا نقصان ہو تو وہ ضرر میں داخل ہیں عدالت کا نام ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو ضرر نہ پہنچا دے۔ اس باب میں قاتلہ کھید یہ ہے کہ دوسرے کے لینے وہی بات چاہیے جو اپنے لینے چاہتا ہو اور اس کے قریب یہ مثال فرسی کی ہے بہ چہ پر خود لاپرواہی برودید سے بہند تو جو بات ہیں تو کہ اپنے ساتھ کوئی کرے تو برہم معلوم ہو اور دل پر نہ لوار کڈرے مناسب سب سے کہ وہ بات خود بھی دوسروں کے ساتھ نہ کرے بلکہ یوں چاہیے کہ اس کے نزدیک اپنا روپیہ اور اگر روپیہ مسلمان ہو بعض اکابر نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کے ہاتھ ایک چیز ایک روپیہ میں بیچے اور اگر











غرض کہ اکابر سنت سے خیر خواہی سے یہی مضمون سمجھا تھا کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے وہی بات پسند کرے جو اپنے لیے چاہے اور مسلمان کی خیر خواہی میں اپنے اعتقاد میں نہیں جانتے تھے کہ زائد و زائد میں سے سب سے بہتر ان کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ مضمون اسلام کی شریعت میں سے ہے اور بیعت کے اندر داخل ہے اور یہ بات اکثر خلق پر دشوار ہے۔ اس لیے اچھے محتاط لوگ ان جملہوں میں نہیں پڑتے اور کوشش کرینی اختیار کر کے عبادتِ حق کر سکتے ہیں کیونکہ لوگوں میں مل جل کر اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بھی آوری ایک یہ سخت اجتہاد ہے جس کو بجز حجتیوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور آدمی پر یہ سرحدوں و دینوں کے اعتقاد کیسے سن نہیں ہو سکتا اول یہ سمجھنا کہ عیسویوں کو تعظیم کرنا صحیح ہے یا نہیں۔ پھر روزی نہ بڑھے گی بلکہ روزی کی برکت جاتی رہے گی اور یہ متفرق پاپ جمع ہو کر ایک روزی کا سبب نہ رہے گا۔ دوسرے کا چنا پنہا نہ کہتے ہیں کہ کسی شخص کے میں ایک کاتے تھے وہ اسکے دودھ میں پانی ملا کر پیڑتا تھا ایک دفعہ ایک سیل آئی اور وہ کاتے ڈوب گئی اس کے ٹکے ٹکے کہ وہی متفرق جو ہم نے دودھ میں ملاتے تھے دفعتاً جمع ہو گئے اور اس کو مائے سے اور کیسے نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "الْبَيْعَانِ اِذَا صَدَقَا بَيْعُهُمَا نَهَى ابْرَءَ لِهَمَانِ اِذَا كَذَبَا نَزَعَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا" اور ایک حدیث میں ہے "يُجِدُ اللّٰهُ غَنَى الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخْتَفَا" اذاتی و دفعہ دین کا فرض کہ مال خیانت سے بڑھتا نہیں جیسے خیریت سے کم نہیں ہوتا اور جو شخص کہ زبردستی در کمی کو بجز تولد کے اور دوسری طرح نہیں جانتا وہ اس بات کو باور نہ کرے گا لیکن جس کو معلوم ہے کہ کبھی ایک روپیہ میں برکت وہ ہوتی ہے کہ آدمی دین و دنیا کی سعادت کا سبب بن جاتا ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ ہزاروں ہزاروں سے اس طرح برکت اڑ دیتا ہے کہ وہ مالک کی تباہی کا باعث ہوتے ہیں یہاں تک کہ تمنا کرنے لگتا ہے کہ یہ کاش ہزاروں میرے پاس نہ ہوتے ہوتے اور بعض اوقات ہیں ان باتوں کو مناسب جانے ہے تو وہ شخص ہی اسے قور کے معنی سمجھتا ہے کہ واقع میں خیانت سے مال بڑھتا نہیں اور صدقہ دینے سے کم نہیں ہوتا دوسری بات جس کا سمجھنا ضرور ہے اس کے لیے کہ مضمون خیر خواہی آدمی میں کامل اور سہل ہو جائے یہ ہے کہ جان سے کہ آخرت کا نفع اور دنیا کی فوری دنیا کے نفع سے بہتر ہے اور اس کے فوائد عمر کے پورے ہونے سے ہو چکے ہیں اور بندوں کے حقوق و مال و دین گروں پر مرتب ہے اس صورت میں ناقل کیسے پسند کرے گا کہ جو چیز اونی ہے اس کو بیرو سے اور غریب کے ہوش میں دے اور دین کی مدد متی نہ ہو کہ سب چیزوں سے اعلیٰ اور بہتر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا سر نہ اٹھا لے اللہ تعالیٰ خلق پرست اللہ تعالیٰ کا غضب دور کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ دنیا کے معاملہ کو آخرت پر ترجیح دے اور مشتری جب پہلے دین و دنیا کے درمیان میں برکت دی جاتی ہے اور جب پچھلے ہیں اور جھوٹ ہوتے ہیں تو ان کی برکت پچھلی جاتی ہے۔ بخاری و مسند بروایت حکیم بن حزم رحمہ اللہ سے کہ بائیں دوشہ ہوں پر ہے جب تک کہ ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں۔ اور جب وہ خیانت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پناہ بخدا پرستے ہما البتہ ہے ۱۲ ابو داؤد و حاکم بروایت ابو ہریرہ۔

اح ابو بروایت انس بسند ضعیف۔



































دووں کے ہاتھ میں پرتا ہے اور قرض مانگنے کی دولت بجز محتاج کے اور کوئی برداشت کرے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے قرض کو دوسرے سے بیٹے کیلئے اسکے پیچھے پڑا ہے تو اپنے دست مبارک  
سے قرض خود کو اٹھایا نہ دیا اور دے اس نے ویسا ہی کیا پھر اپنے قرضدار کو فرمایا کہ اب جا اور اگر دے اس  
کو دے تو شخص کہ مشتری کے ہاتھ کوئی چیز پیچھے اور اس کے دم سو وقت نہ بیوے اور نہ اس پر اتنا غم کرے کہ وہ بھی ویسا  
ہو جیسے قرض دینے والا ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری نے ایک چرخ سودم کو بھی جب مشتری  
کے دم پر مٹن واجب ہو دیا تو اس نے عرض کیا کہ ہوسعد کچھ کچھ رعایت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ میں نے سودم کچھ  
دیا اور دیتے اس نے عرض کیا کہ آپ اب کچھ حسن کہیں فرمایا کہ سودم میں نے کچھ کو اور رعایت کئے غرض کہ دو  
سودم باقی کے اس سے لے لے کسی نے عرض کیا کہ یہ تو نصفت مٹن رہ گیا فرمایا کہ حسن ہو تو اسی طرح ہونا چاہیے  
نہیں تو نہیں اور ایک خبر میں یوں وارد ہے کہ پنا حق پور ہو یا نہ ہو عفت کے ہاتھ لو کہ خدا سے تعالیٰ تم سے  
توبہ سہولت سے لے گا چہرہ قرض کے ادا کرنے میں حسن کی صورت یہ ہے کہ قرض کا حق اسکے پاس پہنچے دے  
یہ توبہ اس کو تھا ضائع کیے تکلیف کرنی پڑے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسم فروتے ہیں خیر احسنکم قضا  
یعنی تم میں بہتر وہ ہے جو اچھی طرح کرے اور جب قرض ادا کرنا مقدر ہو جو دے تو چاہیے کہ جلدی کرے کہ وقت  
سے پیشتر درجس طرح کا دین شرہ ہو اس سے بہت عمدہ دے اور ادا کرنے سے پہلے جبر ہو تو نیت یہی رہے کہ  
جب میرے پاس ہوگا اس وقت ادا کروں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جو شخص قرض کے ورائے  
نیت میں یہ ہو کہ جس وقت پاؤں کا ویدوں گا تو خدا تعالیٰ اس پر فرشتہ مقرر کر دیتا ہے کہ اس کی حق مدت کریں اور اس  
کے پیچھے دے نہیں تو میں شک کہ وہ قرض دکر چکے اور جو لوگ سعادت بدون ضرورت بھی اس حدیث کے مضمون  
سے واقف ہو کر قرض نہ کرتے تھے اور جب کوئی حذر کنندہ سخت کرے تو سکو برداشت کرنا چاہیے اور اسکے  
ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسم کی اتنا سبب پنا چہ مہم ہے کہ ایک بار  
ایک قرض خواہ میرا دے رہا تھا کہ آپ کی خدمت میں آیا اور جب تک اس کے قرض کی دکان نہ پائی تھی اس  
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اخذ سخت کئے شروع کئے صاب سے اس کو ہنسہ کرنا چاہا  
آپ نے فرمایا کہ جس نے دینی دل نہیں کرتا ہے اور جب قرض خواہ اور قرضدار میں شکو آپ سے تو تیسرے شخص کو چاہیے  
کہ قرض خواہ کی طرف داری نہ کرے ایسے کہ قرض دینے والا جو قرض دیتا ہے تو ہر دہیرہ اس کی حاجت سے زیادہ  
ہوتا ہے وہ دیتا ہے اور قرضدار اپنی حاجت کیلئے قرض لیتا ہے ایسے حاجت مند سب سب ایسے  
باج مشتری کے تشبیہ میں مشتری کے جانب زیادہ مہربان رہنا چاہیے کیونکہ بائع بیع سے بے طرف ہو کر اس کو  
فدائیت کرتا ہے اور مشتری کو اس کی حاجت ہے ہاں جس صورت میں کہ قرضدار حد سے تجاوز کرے تو اس صورت

۸ ح. بہ ہمدردیت بنی ہمدردانوں میں خیر تمام نہیں ہے۔ انکار و مسلمہ ویت بنی ہمدردانوں

تو در دست باغش است می و خنده ویت نشسته شمع بر سرش و مسخره رویت بی سه مردانه







جہاں گزشتہ ہیں اس سے کہ کر یہ بھی نہیں ہو چکا ہے کہ تو نے بھی اس سے روپیہ خریدی کہ وہ ملک یہ ہے جس سے آدمی کی پریتہ کار می معدوم ہو کر رہتی ہے۔ اس سے کہ یہ بھی نہیں ہو چکا ہے کہ تو نے اس سے روپیہ خریدی کہ وہ ملک یہ ہے جس سے آدمی کی پریتہ کار می معدوم ہو کر رہتی ہے۔ اس سے کہ یہ بھی نہیں ہو چکا ہے کہ تو نے اس سے روپیہ خریدی کہ وہ ملک یہ ہے جس سے آدمی کی پریتہ کار می معدوم ہو کر رہتی ہے۔

باب نہدیں فصل تاجہر حضرت کے لئے ضروری ہدایت

[illegible]



دوہم یہ کہ اپنی صنعت یا تجارت میں رہنے سے یہ قصد کرے کہ ایک فرض کنیہ اور کتنا ہوں کیونکہ اگر صنعتیں یا تجارتیں بالکل چھوڑ دی جائیں تو معاش کے کارخانے جاتے رہیں اور کٹریوگ تب وہ ہو جائیں کہ سب کا شغل سب کی معاونت سے ہو رہا ہے اور اس سے کہ ایک ایک فریق ایک ایک کام کا ذمہ واسپے کر سب کے سب ایک ہی صنعت کر رہے لگیں تو اور صنعتیں چھوٹ جائیں اور سب کے سب ہڈک ہو جائیں اور بعض شخصوں نے حدیث شریف ما اختلف مقلی رحمة کو اس بات پر عمل کیا ہے کہ اختلاف سے غرض جدا جدا صنعتوں اور حرفوں کے قصد کرنے سے ہے پھر صنعتوں میں بعض تو نہایت کامد ہیں اور بعض ضروری نہیں کہ انہی کو آدم صحتی اور نہ نیت و نیت ان سے ہوتی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ ایسی صنعت اختیار کرے جس سے مسلمانوں کو فائدہ ہو اور دین میں ضروری ہے اور جو پیشے کہ ظاہر ہی نہایت کے ہیں ان سے احتراز کرے مثلاً نقش و نگار کرنا اور سودہ کاری اور زرگری اور چونہ سے اشتراکری وغیرہ اس قسم کی چیزوں کو دیندروں نے مکروہ بھی ہے اور بہو کی چیزیں اور آرت جن کا سبب حرام ہے ان کے بنانے سے اجتناب کرنا ترک خدم ہیں داخل ہے اور انہیں چیزوں میں یہ بھی ہے کہ ریشم کی قمیضیں مردوں کے لیے یا سونا سونے کی انگوٹھی وغیرہ مردوں کے بنانے کہ یہ سب گناہ ہیں اور اس پر مقررہ حرام ہے اور اسی وجہ سے ہم ایسے زیوروں پر زکوٰۃ واجب کہتے ہیں گونچوروں پر ہمارے نزدیک زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ جب وہ مردوں کے لیے مقصود ہوتے تو حرام نہیں ہے اور جب تک غورتوں کے لیے ان کے بنانے کی نیت نہ ہوگی تب تک خالی اس وجہ سے کہ ایسے زیوروں کے پہننے کے واسطے تیار ہوتے ہیں اور انہیں کے زیوروں کی قسم سے ہیں وہ مباح زیوروں میں شامل نہ ہوں گے غرض کہ زیوروں کا حکمیت سے ہوتا ہے اگر مردوں کے لیے ہوں گے تو حرام اور واجب زکوٰۃ ہیں اور غورتوں کے لیے ہونے سے مباح ہوں گے اور یہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ غنہ کا پھینا و رغن کا پھینا مکروہ ہے ایسے کہ غن و فروش و کون کو مریش تاک رہتی ہے اور غنہ فروش کو مریش کے گم ہوں گے اور غنہ کی کا پیشہ مکروہ ہے اس غرض سے کہ وہ ان کی غنہ کا پیشہ ہے اور یہ نہ مکروہ ہے نہ وہ سبب ہے اور یہ نہ مکروہ ہے نہ وہ سبب ہے کہ ان دونوں پیشوں میں بخت کا غنہ اکثر رہتا ہے اور یہی حال ہے کسی پکڑنے کا سبب یا ہر ایک ہی کام ہو اور حضرت بن سید بن سید بن و مکروہ فرمایا ہے اور غنہ وہ سبب ہے جس کی جہت کو مکروہ بھی ہے اور غنہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس جہت ہونے اور اسباب کی قمرانہ ہیں مگر نہ کہ سبب کی پروا کم کیا کرتا ہے اس کو غرض مال کی ایک سی ہے ہر ایک سبب اور ایک وجہ یہ ہے کہ اس پیشہ میں کام معین نہیں ہوتا بھی کم ہوتا ہے کبھی زیادہ اور اجرت میں کم کی مقدار پر خد نہیں ہوتا بلکہ مال کی قیمت ویکھی جاتی ہے اور روپیہ چھ اجرت قرار پاتی ہے حدت میں حرج ہو رہی ہے کہ یہ ہم سبب اجرت میں حرج ہونی چاہیے کہ مقدار حدت و مال کے اعتبار سے ہو اور جنس نوکوں کے تجارت

تیسری مدت کا اختلاف نہایت ہے سنی سند باب علم میں ضروری سے مال میں درج ہے کہ ان دونوں پیشوں سے نوکوں کی موت درکنان سے نہ کا پھینا رہتا ہے سید محمد باقر علی علیہ السلام















دن کیلئے نہ کرنا چاہیے اور نہ کرنا دوم عمر کرنا سوم پہاؤ کرنا اور حضرت عبداللہ بن عمر و بن عباس فرمایا کرتے کہ بازار میں نہوں  
 لکھو نہ پیچھے نکلے نہ میں شیعہ نہ اندھے نہ بچے دیتا ہے حضرت معاذ بن جبل و ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ  
 ابیہیں اپنے لڑکے و لہو سے کہتا ہے کہ تو اپنے لشکر سے جا تو بازاروں پر حاکم ہو بازار ریوں کے ایسے جھوٹ و قسطنہ و  
 و نہ و نہ اور خیانت کو زینت دین اور توازن بازار میں تو سے اور سب کے جہد میں ہے لکھ اس کے ساتھ رہنا و نہ  
 حدیث میں ہے کہ باہوں میں سے بدتر بازار میں اور بازاروں سے برے وہ ہیں جو سب سے اول داخل ہوں و سب  
 کے بعد خارج ہوں اور یہ آخر زمان اس صورت میں ہو گا کہ آدمی اپنی گذشتہ اوقات کی مقدار معین کرے کہ جب اس قدر بارگاہ  
 اس وقت بازار سے چلا آوے اور آخرت کی تجارت میں مشغول ہو سلف کے نیک بندوں کا یہی دستور تھا چنانچہ بعض  
 آدمی ایسے تھے کہ جب ان کو پون آنے کے قریب مل جاتا تو بازار سے چلے آتے اور اس قدر پر وقت کرتے اور حمد و  
 سلمہ ریشمی کپڑوں کا بچہ بیچنے کو سامنے رکھ دیتے اور جب قریب پھد آنے کے ہو جاتے تو اپنا بچہ اٹھا ڈالتے اور گھر سے  
 آتے اور ابوبکر بن ہشام کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن ہشام کی خدمت میں عرض کیا کہ آج میں جا کر گارے کا کام کروں گا دنیا  
 کہ اسے ابن ہشام تو ایک چیز کا سب سے اور ایک چیز کا محبوب تو یہی چیز کو حسب کرتا ہے جو تجھ سے فوت نہ ہوگی و نہ  
 کو وہ شخص طلب کرتا ہے جس سے تو غنہ نہ رہے گا کیونکہ تو نہ مرض و نہ کو خود و اور کمزور کو رزق سے نہیں دیکھتا پھر  
 میں نے عرض کیا کہ میرا ہونے آنے بقیں کے پاس ہے آپ نے فرمایا کہ یہ حرکت تمہاری اور بھی مجھ کو زیادہ ترس معبود ہوں  
 کہ پون آنے کے ملک ہو کر کام کی حسب کرتے ہو اور اگلے لوگوں میں بعض ایسے تھے کہ گھر کے بعد پھرتے تھے اور بعض  
 کے بعد اور بعض اثنی عشر بختہ میں صرف ایک یا دو روز کام کرنے پر کفایت کیا کرتے تھے ششم یہ کہ صرف حرمت ہونے  
 ہی پر کفایت نہ کرے بلکہ شہوں کی جگہ و رشک کے مقامات سے بھی احتراز کرے اور یہ نہ دیکھے کہ اس بات میں وہ  
 کیا فتویٰ دیتے ہیں بلکہ اپنے دل سے فتویٰ پوچھے جب اس میں کسی طرح کی خوش یاوے تو اس سے اجتناب کرے و نہ  
 جس وقت اس کے پاس کوئی اسباب دے کہ اس میں اس کو شبہ ہو تو اس کا حال لوگوں سے پوچھ کر دریافت کرے و نہ  
 شبہ کا حال میں دے گا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دو وہ لڑکے تو آپ نے پوچھا کہ یہ دو وہ تمہارے  
 پاس کہاں سے آیا انہوں نے عرض کیا کہ بکری کے تھنوں سے آپ نے فرمایا کہ وہ بکری کہاں سے آئی انہوں نے عرض  
 کیا کہ نذر جگہ سے تب آپ نے دودھ پیا و فرمایا کہ ہم انبیاء کے گروہ کو یہ حکم ہے کہ نہ کھ دیں بجز عمدہ مال کے  
 و نہ نہ میں بدوں نیک کام کے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو اس بات کا حکم فرمایا ہے جس کا ہم غیبوں کو حکم کیا

صحیح بود و بدایت عبد اللہ بن عمرو و کہتے ہیں کہ روایت مستقیم ہے صحیح ابو نعیم و کتاب حرمت مساجد و بدایت میں جس میں رضی اللہ عنہ

صحیح بود و بدایت عبد اللہ بن عمرو و کہتے ہیں کہ روایت مستقیم ہے صحیح ابو نعیم و کتاب حرمت مساجد و بدایت میں جس میں رضی اللہ عنہ



سب سے پہلے فرمایا اللہ تعالیٰ انہو کو امن طیبات صارت قنکجو اور رسولوں کو ارشاد فرمایا کہ یہ رسول کھومن طیب و عطر  
 غرض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دودھ کی صل اور اصل کی صل تک پوچھی اس سے زیادہ سون نہیں فرمایا  
 اس لیے کہ اس سے زیادہ میں وقت ہے اور ہم غنقریب باب حلال و حرام میں نکلیں گے کہ اس سون کا کرنا کس  
 جگہ و جب ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک چیز میں جو ان خدمت میں آتی یہ سون نہیں کیا  
 کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جگہ اس کا دریافت کرنا ضروری نہیں تھا بلکہ ضروری ہے کہ جس سے  
 معاملہ کرے اس کو دیکھ لے اگر وہ غلام یا چور یا خائن یا سوداگر ہو تو اس سے معاملہ نہ کرے اسی طرح اگر شکاری ہو  
 تو نہ ان کا کوئی ساتھی یا مددگار ہو تو اس سے بھی معاملہ نہ کرے اس لیے کہ ایسے شخص سے معاملہ کرنے میں فخر پر  
 مرد نہ رہے وہ ہو گا ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ ان کو مسلمانوں کے کسی مورچہ کی دیوار بنانے کی خدمت میں پھران کے  
 در میں سے نوکری سے کچھ ترود ہوا گو کہ یہ کام خیرات کا بلکہ اسلام کے فرائض میں سے تھا مگر چونکہ جس امیر نے نوکری کا  
 حق و فرائض تھا اس لیے ان کو ترود و محتاج چنا پنچہ انہوں نے سفیان ثوری سے اس کا حال دریافت کیا انہوں نے فرمایا  
 کہ انہوں کی مدد نہ تھی مگر یہ نہ بت انہوں نے کہا کہ یہ دیوار توفی سبیل اللہ مسلمانوں کے لیے بنتی ہے سفیان نے  
 فرمایا کہ درست ہے مگر اس میں اتنی خرابی مہارے لیے یہ سہت کہ تم یہ چاہو گے کہ کسی طرح حاکم جتنا رہے تو چہا رہی  
 تنہا وہ سون سو جاوے تو اپنے نفع کے لیے ایسے شخص کا باقی رہنا چاہو گے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور حدیث  
 میں آپ کا ہے کہ جو شخص فخر کے باقی رہنے کی دمانگتا ہے اس کو یہ منظور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کی نافرمانی  
 کی جودے اور ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ غصہ ہوتا ہے جس وقت کوئی بدکار کی تعریف کرتا ہے اور ایک  
 دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جس شخص نے بدکار کی تعریف کی اس نے اسلام کی تباہی پر رخصت کی اور ایک بار  
 سفیان ثوری نے خلیفہ مہدی کے پاس گئے اور ان کے ہاتھ میں سفید کاغذ تھا سفیان سے کہا کہ مجھ کو دو ات دے دیجیے  
 کہ کھون آپ نے فرمایا کہ اول مجھ کو بنا دو کہ کیا چیز لکھو گے اگر وہ حق ہو گا تو میں دو ات دوں گا سی طرح کسی حاکم

نتا - سے ایمان و نوکھا و ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دی۔

ت ۱ - اسے رسولوں کا و ستھری چیزیں اور کام کرو مجھلا ۱۲۔

ج ۱ - یہ توں سن جہنی اسے چن پنچہ مضمون نے آت زبان میں سے مرع نکھ بھی ہے اس کی روایت مرفوٹا مجھ کو نہیں میں۔

ج ۲ - ابو یعلیٰ وہبقی و رشعب بروایت انس رضی اللہ عنہ بسند ضعیف۔

ج ۳ - انہوں نے فرمایا ہے، معروف اخذ دین میں من و قر صاحب بدعت یعنی جس نے تعظیم کی بدعت کی تو اس حدیث بروایت

نیشہ و ہرانی و درودایت عبد اللہ بن زبیر بسند ضعیف و بن جوزی نے کہا کہ موقوف ہے۔ ۱۲۔



نے ایک عالم مجوس کو اپنے پاس پرینا اور ان سے کہا کہ ذرا سی مٹی گھوم دو کہ میں سنت پر مہر کر دوں انہوں نے فرمایا کہ بھوکہ دے دو کہ چرمزد دیکھوں غرض کہ پہلے لوگ فی مومن کی غائب سے اتنی احتیاز کرتے تھے اور معاملہ کرنا تو سب سے زیادہ غائب سے اس لیے دین داروں کو چاہیے کہ فی مومن سے معاملہ نہ کیا کریں فی مومن سے معاملہ نہ کیا کریں کہ تا جہ کو چاہیے کہ بنا سے زمانہ کی دو قسمیں کریں کہ فی مومن سے معاملہ نہ کرے اور بعض سے معاملہ نہ کرے اور جن سے کرے وہ دوسرے قسم کی نسبت کر کہ ہو دین بعض اکابر فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک وہ زمانہ سپی تھا کہ اگر آدمی باز رہے جس جاکر پوچھتا کہ میں اس سے معاملہ کروں تو یہی جواب پاتا تھا کہ جس سے چاہیے معاملہ کر کے پھر وہ وقت آیا کہ اس سے بیرون گئے کہ جس سے چاہیے معاملہ کر کے مگر فردن و فردن شخص سے مست کر یا پھر اور زمانہ نہ تو پوچھتے تھے کہ کسی سے نہ مست کرنا مگر فردن اور فردن سے کرنا اور اب پھر کو یہ خوف ہے کہ آئندہ کو یہ بات بھی جاتی رہے اور جس بات سے وہ بزرگ قرار کرتے تھے وہ اب موہو ہو چکے ہیں۔

دندون پیدا رجوع بہ مقتضیہ کہ اپنی معاملہ کے سبب عزت کو بہر ایک اہل معاملہ کے ساتھ نہ کریں رہے کہ اس کی باز پرس ہوگی فی مدت کے روز اسی کا خوب سوچا۔ تھے کہ ہر بات و رہبر ایک کام پر پوچھا جو اسکے گاہ کہ بیونکہ در اس واسطے یہ چنانچہ کہتے ہیں کہ فی مدت کو سود کر رہر شخص کے ساتھ نہ کریں جو اسکے گاہ جن سے اس نے معاملہ کیا ہوگا اور جتنے آدمیوں سے وہ مست نہ ہوئی اتنے ہی فی مدت دیکھتے ہیں کہ بعض اکابر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سودگر کو مرنے کے بعد خوب میں دیکھا کہ پوچھا کہ خدا سے تھیں نے تجھ سے کیا سود کیا اس نے کہا کہ میرے سامنے فی مدت میں نہ تھا ان کے سوال دیکھتے ہیں کہ غرض کیا کہ یہ سب کچھ ہیں اس وقت وہ کہہ رہے تھے معاملہ مدت ہیں جو لوگوں سے بیٹے ہیں جن لوگوں سے معاملہ کیا ہے ان میں سے ہر ایک کا نام میرے ہر جہ ہے اور میں ہیں اتنے سے آئندہ تک تیرے اور اس کا معاملہ نہ کرنا ہو سب سے یہاں تک ان امور کا ذکر کر رہا ہوں جو سب کرنے والوں کا معاملہ کرتے ہیں ضرورتی ہیں جنی حد و احسان میں اور چہ دین پر وہ ہیں ان کے گاہ کہ پس اگر جہر وقت حد پر کتنی کہے گا تو کیا مدتوں سے ہوگا اور اگر حد کے ساتھ احسان بھی کرے گا تو متہر بہر میں فی مدت کا کہن دونوں باتوں کے ساتھ ہیں دین کے وقت کا بھی فی مدت کے گاہ جہر ہم سب سے فی مدت فعل میں لکھتے تھے تو وہ مدتوں میں سے ہوگا و آئندہ ہم ہمہ اہل مہر جو اس قدر کی غایت سے دندون و انہو وقت و دن و صلی مدت گاہ کل جہر و مدت میں۔























بقدر حاجت و ضرورت پر استغنا کرتا ہوں غرض کہ پہلے لوگ شہادت سے اس طرح بچا کرتے تھے۔

**حلال و حرام کے اقسام** واضح ہو کہ حلال اور حرام کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں مشرع ہوتی ہے اور اگر دل لب حق پٹی غذا ایسی طرح معین کرے کہ فتویٰ کی رو سے حلال ہو اور اس کے سوا کسی اور جگہ سے نہ کھائے

تو اس کو اس بحث طویل کی ضرورت نہیں لیکن جو شخص اپنا کھانا چند وجوہ متفرق سے کھاوے تو اس کو اپنے لیے حرام در حد منقطع جانتے کی ضرورت پڑے گی اس کی تفصیل ہم نے فقہ کی کتابوں میں لکھی ہے یہاں ہم مجملہ تقسیم کے طور پر ثبات مان حلال کی آمدنی کی وجہیں بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مال دو حال سے خالی نہیں یا تو خود اپنی ذات سے حرام ہو گیا اس جہت سے کہ اس کے حاصل کرنے میں کوئی خلل ہو گیا ہو۔ قسم اول یعنی جس کی ذات میں کوئی صفت حرمت کی ہے وہ ایسی چیزیں ہیں جیسے شرب اور سور و غیرہ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو چیزیں زمین پر کھانے میں آتی ہیں وہ تین طرح کی ہوتی ہیں اول معدنیات جیسے مک اور مٹی وغیرہ دوم نباتات اور سوم حیوانات۔ معدنیات وہ ہیں جو زمین کے اجزاء اور کانوں سے نکلتی ہیں اور اسی وجہ سے حرام ہیں کہ کھانے میں مضر ہیں اور بعض منکرہ زہر کے ہیں اگر بالفرض روٹی کا کھانا مضر ہوتا تو وہ بھی حرام ہوتی اور جسے مٹی کے کھانے کی نادت پڑ گئی ہو وہ بھی ضرر ہی کے لحاظ سے حرام ہوتی ہے اس سے یہ فائدہ حاصل ہو کہ اگر کوئی معدنیات میں سے شور پایا در کسی سائل غذائی گرجا دے تو اس کے سبب سے حرام نہ ہو کہ وہ نباتات میں سے وہ چیزیں حرام ہیں جو عتال کو یا زندگی کو یا تندرستی کو زائل کریں عقل کی دور کرنے والی جیسے بھنگ اور شراب اور دوسری نشہ آور چیزیں اور زندگی کی زائل کرنے والی جیسے بیش وغیرہ زہر ہیں اور تندرستی کی دور کرنے والی وہ دوائیں ہیں جن کا بے وقت استعمال کیا جاوے غرض کہ شرب اور نشہ کی چیزوں کے سوا سب میں حرمت کی علت ضرور ہے دوسرے میں یہ بات نہیں ان میں سے فقہوی مقدور بھی حرام ہے گو نشہ نہ کرے ان میں علت یک تو ذاتی نجاست ہے اور دوسری صفت یعنی ایسی تیزی ہے جو سرد و سرد کرتی ہے اور زہر کی چیزوں میں سے اگر صفت ضرر جاتی رہے خود مقدر کی کمی یا دوسری چیز میں مدد سے تو وہ حرام نہ ہوگی باقی رہے حیوانات ان کی دو نوع ہیں ایک ماکول اور دوسری غیر ماکول اور اس کی تفصیل باب طعام میں ہے ورنہ کا منقطع بیان کرنا ایک بحث طویل ہے خصوصاً اقسام پرندہ اور حیوانات خشک در تری کا بیان۔ اور جن حیوانات کا گوشت کھایا جاتا ہے وہ بھی اس طرح پر ہے کہ شرعی طور پر ذبح ہو ہو اور ذبح کرنے والے اور نہ ذبح اور مقیم ذبح کی شرطوں کا یہ کہ کب گنہ ہو اور یہ باتیں باب الصيد والذبائح میں مذکور ہیں اور جو ذبح شرعی طریقہ پر ذبح نہ ہو یا مر گیا ہو تو وہ حرام ہے ان میں سے سوائے ٹڈی اور ٹپکلی کے اور کوئی حد نہیں در نہیں کے حکم ہیں وہ کبیر ہے ہیں جو غذا کے بن جاتے ہیں جیسے سیب اور گولر اور پنیر اور سرکہ کے بن سے خنزیر وغیرہ ممکن ہے ہاں اگر ان کو عبودہ کر کے کھایا جاوے تو ان کا حکم مکھی اور گوبریلے اور پھو وغیرہ جاذبہ جن میں خون ہوتا نہیں یعنی ان کی حرمت کی کوئی وجہ بجز کراہت طبعی کے نہیں اگر بہت جلدی نہ ہوتی تو وہ مکروہ نہ ہوتے اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ ان چیزوں سے کراہت نہ کرے تو ان سے اس کی طبیعت پر نکتہ نہ کیا جاوے گا بلکہ اکثر طبائع کے اعتبار سے ان چیزوں کا کھانا مکروہ ہوگا جیسے کوئی تمھوک یا سنک کو جمع کر کے پی بیوے تو مکروہ ہے چنانچہ کراہت نجاست۔







































تیزی سے وردہ شرب میں یا نجاست پیشاب میں یا یہ کہ وہ چیز کسی سبب قحطی ممنوع سے حاصل ہوئی ہو جیسے  
 اندر اور سو دینے سے چیز حاصل ہو یہ وہ تو اس طرح نہیں ہے کہ شہوان میں داخل نہیں اور انہیں دونوں طرفوں میں  
 وہ ہیں داخل ہیں جن کا حال تو معلوم ہے کہ مشد حد میں ہے مگر یہ بھی احتمال ہے کہ غیر کی ہوں لیکن اس احتمال کے یہ  
 کوئی سبب نہیں بخیر فرض و دہم کے جیسے شکار شکاری اور قیدی کا کہ حال سے سر جو کوئی مشد ہر پکڑے تو حقائق یہ  
 ہیں سبب کہ اس کو کسی نے پکڑا ہو اور اس سے چھوٹ گیا ہو اسی طرح چھلی اگر مارے تو احتمال ہے کہ کسی اور  
 شخص نے پکڑی ہو اور اس سے پھسل کر پھری ہو یا جاری ہو مگر پھر اس طرح کا احتمال بینہ کے پانی میں نہیں  
 ہو سکتا مگر تو کہ اس احتمال کو کوئی سبب نہیں اس جیسے یہ شکار بھی حد متعلق ہیں داخل ہے اور اس احتمال کو  
 وسوسہ سمجھنا چاہیے اور ہم اس سے حذر نہ کر سکتے کو وہوں کا ورع کہیں گے کیونکہ اس احتمال کی کوئی دلیل بخیر و ہر  
 کے نہیں باب جس صورت میں کہ احتمال کی کوئی دلیل قحطی ہو مشد چھلی کے کان میں پانی پڑے دیے یہ کوئی دلیل شکی  
 صورت کے نہ ہم ایسا پایا کہ واضح کا بھی ہو سکتا ہے اور دوسری طرح بھی ویسا ہو سکتا ہے تو اس صورت میں  
 البتہ ورع کرتا بجا ہے اور جب کہ کسی طرح کی صورت نہ ہو نہ یقینی نہ شکی تو دور است کا نہ ہونا ایسا ہی ہے  
 جیسا احتمال کا نہ ہونا اسی جیسے اس کو وہ اور وسوسہ کہا جیسے کہ اور یہی طرح یہ صورت ہے کہ کسی شخص نے دوسرے  
 سے لکھ مانگ لیا اور ہر ایک کہیں کو چاہے وہ وہ مکان سے نکلتے ہیں اور کھنڈے کے احتمال ہے کہ ہر ایک کہہ ہو  
 اور اس کے وردہ کا تعلق اس مکان سے متعلق ہو گیا ہو اس قدر سے میں نہیں رہتے ہوں تو یہ بھی وسوسہ ہے  
 کیونکہ ہر ایک کی موت پر کوئی سبب قحطی یا شکی نہیں پایا گیا اور شہبہ ممنوع وہی سبب ہے جو شک سے پیدا ہو اور  
 شک میں کو کہتے ہیں کہ دو وقت و یک دوسرے کے خلاف وہ ہیں جد نہ سے پیدا ہوں تو جس بات کا سبب  
 ہیں نہ ہو گا اس کا شکی دل میں کہنے کے کہ وہ سے متعلق کے قحطی سے اور شک میں جاسے نہ ہی  
 بننا پڑے نہ کہتے ہیں کہ کسی کو شک ہو کہ میں نے نہیں کہتے پڑے ہیں یا چار تو وہ ہیں کو اختیار کر کے کیونکہ چار قحطی کی  
 اصل میں وہ سبب اور کسی شخص سے سبب کی جاسے کہ نہ سے ظہر کی مازدوس برس یا بیشتر قحطی روز پھر نہ ہی  
 قحطی یا چار قحطی کو کوئی نہ نہ نہ چار ہی پڑے قحطی و رجب یقین نہ ہو تو وہ اس کا بھی کمرے کا کہ تیراں ہوں  
 ہر ایک ہر شک نہیں اس جیسے اس کا کوئی سبب نہیں جس سے نہیں کہتوں کا اعتقاد ہو مگر شک و تردید کی  
 ہیئت کو خوب سمجھنا چاہیے وہ ہیں رہیں ہیں صورت ہر ور کوئی نہ پائی جاسے اور کوئی وجہ نہ ہو کہ اس  
 وقت میں داخل ہیں اسی طرح اگر وہ نہ قحطی ہو اور نہ سے وجہ وہ کہ طور پر ہو اور اس کا کوئی سبب نہ ہو تو معلوم  
 قحطی سے مشد ایک شخص کے ہاتھ میں اس کی صورت کی پینہ سے اس کا دوسرا کوئی واسطہ نہیں در و پھر جو سے  
 و قحطی نہ کو کہنے کے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مابہ ہو و و چیز میری ملک میں آئی ہو اور اس وجہ سے اس چیز  
 میں نہ کہہ کہ وہ نہ کہہ کر قحطی کا ہو کیونکہ اس کے وہ کہ کوئی سبب نہیں پس یہی صورت کی ایک ملک  
 شہبہ میں نہ جان چاہیے بلکہ شہبہ کی چیزیں وہی ہیں جن کا حال ہم پر مشتبہ ہو جاسے یعنی دو وقت و دو سببوں



سے بہتوں کو کسی کو توجہ نہ ہو تو اس صورت کو شبہ کہیں کہ اب معلوم کرنا چاہیے کہ شبہ کے پیر ہونے کے چار مقام ہیں۔

پہلے مقام اولت و حرمت | دوسرے دو حال سے خلی نہیں یا دو احتمال پر ہر دو کے ایک غائب ہو جائے اگر دونوں پر ہر دو کے تو جو مسئلہ سے معلوم ہو گا وہی رہے گا شک سے کوئی دوسرے فکر نہ کیا جاوے گا اور یہ دینی حکم بق کو دیکھ کر حال پر دیکھیں کہ شخص ب کہتا ہے کہ وہ کوئی احتمال غائب ہو گا اور اس کا غائبی دلالت معتبر ہے۔ اولا لوقا ص ۱۲۱ پر ذکر کیا جاوے گا اور یہ بات بدولتوں اور دینا سکے داخل نہ ہونے سے یہ حکم اس کو چار قسموں میں منقسم کرتے ہیں پہلی قسم یہ کہ حال ہونا پیشتر سے معلوم نہ ہو۔ دوسری قسم وہ ہے کہ جب حال ہوتی ہے تو شبہ پڑتا ہے کہ شبہ سے احتیاط کرنا واجب ہے اور اس پر حرمت کرنی حرم ہے مثلاً ایک شخص نے شکر کے تیرہ اور دوا نہ تھی ہر کوئی پانی میں کر اور اس کو مدد ملے دوسرے نہیں معلوم کر دیکھ کر یہ بات مر سے مر تو یہ مر ہو گا اس لیے کہ حال میں حرم تھا۔ لکن ایک شخص طرح مر سے کے دوسرے میں میں میں شک پڑتا ہے تو چینی بات شک سے نہ ہو رہی جاوے گی جیسے طہارتوں اور نچاٹوں اور نماز کی رعایت سے شبہ میں ہی صورت کرتے ہیں اور نہ شکیات صحت سے شبہ و گمراہی کا عدم ہی بن کر غلطی صورت پڑتی ہے۔ دوسرے مقام میں تا اس شکر کو موت کی شبہ سے کوئی نہ کہہ سکتے کہ سو دوسری نے قتل کیا ہو دوسری نے جس سے شکیات صحت سے شبہ ہے کہ وہ مر سکتا ہے اس جہت کوئی چینی تھی اور اس کا حال شبہ پر مشابہ ہوتا ہے یہ وہ ہے کہ شبہ یا یہ تو اس کو بافت نہ ہوتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ دونوں میں کون سا ہے اور یہ وہی ہے کہ شخصیت صحت سے شبہ دیکھ کر ایک رات جاکے آپ کے دروازے پر پہنچتے ہیں کہ کسی نے پوچھا کہ آپ کے آپ سے فرمایا کہ وہ ہیں۔ ایک فرمایا کہ وہ میرے بیٹے ہیں تو وہ کہہ گا کہ وہ میرے بیٹے ہیں یہ سب باتیں اس کو اس کی طرف سے شبہ کی بہت حد تک پہنچا دیتی ہے۔ تیسرے مقام میں اگرچہ بات نہیں تو سننے کی طرف سے شبہ پڑتا ہے۔ دوسرے مقام میں اگرچہ بات نہیں تو سننے کی طرف سے شبہ پڑتا ہے۔ چوتھے مقام میں اگرچہ بات نہیں تو سننے کی طرف سے شبہ پڑتا ہے۔















































[illegible]

اس طرح اس مسئلہ میں سمجھنا چاہیے کہ بادشاہ کی طرف سے ایک مستاجر ہیں پس اس کو فراہم شدہ یہ سہولت ہے کہ وہ اپنے  
 چاندنی کی فراہمی کوئی برکت نہیں ہوں بادشاہ کا حکم لیں جو کہتا ہے کہ ہم کی برکت نہ کرے اور یہ سہولت تو  
 کم ہوتی ہے دوسرے اس سے بھی قیادت خدین میں کہ پیرانی نہیں دیکھ سکتے کہ اس کے ذریعہ پر اجرت نہ لائی جائے  
 نہایت سہولت حال یہ ہے کہ جو مہینہ اس میں سے بن کر چلتا ہے وہ سہولت میں سہولت ہے اور یہ سہولت ہے اور یہ  
 سے یہ سہولت ہے کہ جو مہینہ اس میں سے بن کر چلتا ہے وہ سہولت میں سہولت ہے اور یہ سہولت ہے اور یہ  
 اجرت سہولت میں کوئی قدر کر دیتے ہیں اور جس قدر سہولت دیتے ہیں اس قدر تو ان سہولت میں سہولت ہے اور یہ  
 دیتے ہیں اور یہ سہولت ہے اور اس قدر سہولت دیتے ہیں اور اس قدر سہولت دیتے ہیں اور اس قدر سہولت دیتے ہیں  
 اس کی نسبت کہ یہ بیشک کم ہوں گے۔ ہاں ملک ان جو مہینہ اس میں سے بن کر چلتا ہے وہ سہولت میں سہولت ہے اور یہ  
 سہولت ہے اور یہ سہولت ہے اور اس قدر سہولت دیتے ہیں اور اس قدر سہولت دیتے ہیں اور اس قدر سہولت دیتے ہیں  
 اس میں سہولت ہے اور یہ سہولت ہے اور اس قدر سہولت دیتے ہیں اور اس قدر سہولت دیتے ہیں اور اس قدر سہولت دیتے ہیں  
 اس میں سہولت ہے اور یہ سہولت ہے اور اس قدر سہولت دیتے ہیں اور اس قدر سہولت دیتے ہیں اور اس قدر سہولت دیتے ہیں  
 اس میں سہولت ہے اور یہ سہولت ہے اور اس قدر سہولت دیتے ہیں اور اس قدر سہولت دیتے ہیں اور اس قدر سہولت دیتے ہیں



















قبضہ میں ہے وہ اس کی ملک ہے تو یہاں قابض کا قول معتبر ہے اس لیے کہ قبضہ قائم مقام مملکت کے لیے ہے کیونکہ جو چیز کسی آدمی کے قبضہ میں ہو تو اصل یہی ہے کہ اس کی ملک ہوگی جب تک اس کے خلاف پہ کوئی صورت معینہ نہ نہ کرے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جو چیز کسی جنس غیر مضمون پر دولت کیا کرتی ہے اور معین چیز پر دولت نہیں کرتی اس کا اعتبار نہیں کیا جاتا اگرچہ کسی قدر یہ ہو تو جس صورت میں کہ دولت تین ہوگی اس کا اعتبار بشرط اولی نہ ہوتا چاہیے مثلاً کسی چیز کی نسبت معلوم ہو کہ یہ زید کی ملک ہے تو اس چیز کا نام یہ ہے کہ بدون حاکمیت زید کے اس میں تصرف نہ کیا جائے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اس کا ملک جہان میں کوئی شخص ہے مگر وہ یا اس کا وارث معلوم نہیں ہو سکتا تو ایسی ملکیت کا اعتبار نہ ہوتا اور وہ چیز مسلمانوں کی مصلحت کے لیے قرار پائے گی اور حکم مصلحت میں میں تصرف کرنا درست ہوگا اور اگر یہ معلوم ہو کہ اس چیز کا ملک دوسرا یا بیس شخصوں میں یک ہے تو اس صورت میں تصرف ممنوع ہوگا مگر اگر شخص چیز کے ملک میں شک ہو کہ قابض ملک ہے نہیں اور جس چیز کے ملک کے باب میں یقین ہو کہ کوئی ملک ہے مگر اس کی تعیین معلوم نہ ہو تو ایسی دونوں چیزیں برابر ہیں قول چہ دوسرے سے زائد نہ ہوگی تو ایسی چیزوں میں تصرف بتقاضا سے درست و درست ہوتا چاہیے اور مصلحت وہ ہے جس کو ہم نے اقسام پنجگانہ میں ذکر کیا ہے پس اصل میں کی شک ہوگی اور کسیت نہ ہو جائے نہ یہ ایک مال اور رشتہ جس کا رشتہ اس کو بادشاہتوں میں صرف کیا کرتا ہے اور مصلحتوں میں غمزدگی وغیرہ بھی ہیں تو جس فقیر کو بادشاہ وہاں دے گا وہ اس کا ملک ہو جائے گا اور اس کا صرف اس میں نافذ ہوگا کہ اس کے پاس سے کوئی چور چورے کو چورہ ہاتھ دے گا تو وہ چور کی غیر کی ملک میں کیسے اس کا تصرف نافذ ہو اس کی وجہ نیز اس کے ورکچر نہیں کہ مصلحت اس بات کی مقتضی ہے کہ ملکیت اس کی طرف متوجہ کرے اور وہ چیز اس کو حاصل ہو جائے اس لیے ہم نے مصلحت کے بموجب یہ کہا۔ اب اگر یہ کہو کہ صورت تو بادشاہ کے تصرف کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ بادشاہ کو بیہ کی ملک میں بدون اس کی حاکمیت کے تصرف کیوں درست ہے اس کا جواب نیز مصلحت کے اور کیا نہیں اور مصلحت یہ ہے کہ اگر ترک کر دے تو مصلحت ہو تو اس سے پس گرو مصلحتیں بادشاہ کو پیش آتی ہیں یا تو مصلحت کر دے یا کسی مرضوری میں تصرف کرے اور اذنی میں نہ صرف کرنا مصلحت کرنا نسبت بہ ہجر سے اس لیے صرف کرنا نہ صرف دینی کوئی وجہ میں شک ہو اور اس کی صورت معلوم نہ ہو اس میں مصلحت یہ ہے کہ قبضہ و در مصلحت پر حکم بادشاہت اور قبضہ و سون کی ملک میں قبضہ کیا جائے اس لیے کہ ملک ان وجہ سے ان کے ہاتھ سے نکلنا اور ان کو یہ مصلحت دینا صرف رعایت پر اتفاق کیوں اس سے وہ ضرور ہو جائے جس وجہ سے ہیں اور مصلحت کی وجہ سے مصلحت ہیں اس لیے کہ بادشاہ کو بھی تو اس میں مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ اس کے پاس سے وہ کسی شہر سے اس میں مصلحت کرے یا نہ کرے اور اگر وہ مصلحت مصلحت سے پس جیسے مصلحت ہوتی ہے وہی مصلحت اس کا تصرف ہوتا ہے اور اس طرح کے مال میں مصلحت سے جی مصلحت کے بموجب اس سے اس بیان سے یہ کہ اشیاہاں میں مصلحتی پانچوں اصول کا یہ ہے کہ ان کی مصلحتی مصلحت در مصلحت ان اشیاہاں میں ضرور جیسے بادشاہت اور قبضہ و سون سے بادشاہت سے مال سے بادشاہت میں مصلحت نہیں اور یہ ہوتے ہیں کہ اس کا کوئی ملک سے یہی چیز اس میں مصلحت سے بادشاہت میں مصلحت















در منقول ہے چنانچہ ابو عبد اللہ طوسی بروغنی کے پاس ایک بکری تھی جس کا دور چاکر تھے تھے ہر روز اس کو  
گردن پر لاد کر جنگل میں چھوڑتے اور وہ بیتی رہتی اور خود نہ پڑھتے ایک روز ایک ساعت اس سے غشت ہوئی  
وہ بکری ایک باغ کے کنارے پر انگور کے پتے لکھنے لگی اس کو یہ شہی میں چھوڑ کر چلے گئے وہ پھر نہ واپس آئی  
اب اگر یہ کہو کہ حضرت عمرؓ کے بیٹوں پیر کا اور بچہ لکھنے لکھنے اور ٹٹ لے کر رشتہ میں چھوڑ دیتے وہ پھر نہ واپس  
ہو گئے حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تم نے ان کو رشتہ میں چھوڑ دیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے ان سے غشت  
اونٹ سے لیے تو اس سے لینا محال ہے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ میں نے ان کو غشت کیا ہے وہ نے ان سے پوچھا  
تھا پس اس صورت میں ایسا ہوا کہ ہر مرتبہ چاہتے نہ کر دیتے تھے ہر مرتبہ کہ غشت کیا ہے اس سے وہ نہیں دیتے  
اس لیے کہ اس کے لئے تہہ ہوتی رہتی ہے اور غشت ایک نئی چیز ہے غشت میں اس نہیں پس شرعاً اس کو اس میں  
شریک نہیں ہر غشت عمرؓ نے ان کو اس سے لکھنے لکھنے کی غشت ہوتی ہے اس کی قیمت آپ کے لئے ہے غشت  
وہ لوگوں کے بل پر تھی اس میں شہدائے غشت و غشت کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
ان سے بھی غشت ان سے لیا تھا۔ سب سے غشت ہر روز غشت کے پیر کا بیٹا سب سے دیکھ کر غشت سب سے  
مستحق نہیں تھا۔ غشت عمل میں کوئی پیر کا بیٹا تو غشت ان کو لکھنے لکھنے میں غشت اور یہ غشت میں غشت  
ہی سے غشت ہر روز و دوسرے غشت ہر روز غشت کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
لکھ دئی ہوئی نہ ہیں غشت اس سے یہ کہ نہ کہ باغ غشت پانی نہ لکھنے لکھنے غشت غشت غشت غشت غشت  
تو قی تھی اور کسی دوسرے بزرگ نے اس باغ کے غشت غشت کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
اول کی نسبت کر غشت اور غشت میں میں بہت زیادہ ہے اور جب غشت میں پانی کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
پیر کا بیٹا بنی بقی میں رہتا ہے اور ان سب سے پیر کا بیٹا بنی بقی میں رہتا ہے اور غشت میں پانی کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
محسوس کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں رہتا ہے اور غشت میں پانی کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
غیر غشت ہیں۔ پیر کا بیٹا بنی بقی میں رہتا ہے اور غشت میں پانی کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
باقول پہنچے مثل کسی نے نہ کیا ہو یا دی ہو تو ایسے غشت کے باقیوں میں پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
ایک نہیں جیسا غشت کے غشت کے لئے غشت کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں رہتا ہے اور غشت میں پانی کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
پیدا ہوئی اور غشت میں میں چیز نہیں بن سے قوس چیز کے لئے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
تو اس سے پیر کا بیٹا بنی بقی میں رہتا ہے اور غشت میں پانی کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
طرح کی غشت کی خواہ سے تو غشت کو یہ غشت پیر کا بیٹا بنی بقی میں رہتا ہے اور غشت میں پانی کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
ہاں سے غشت کوئی چیز نہ لکھنے لکھنے اور غشت میں پانی کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
جو غشت غشت اور غشت میں پیر کا بیٹا بنی بقی میں رہتا ہے اور غشت میں پانی کے پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو  
اور پیر کا بیٹا بنی بقی میں رہتا ہے اور غشت میں پیر کا بیٹا بنی بقی میں جب کو قوس سے تھے تو



پہلے میں کر کے آنکھوں سے پانی نہ دیتے اس وجہ سے کہ جس کھانے پر کوزہ نہیا تھا اس نے ایک روز خدا کی معیت  
 میں تھی کہ کسی آدمی کو یہ فقیر ہالی دی تھی تو یہ دیکھ کر اس کی باری کا نوشتہ نہکھوے جس کو کوئی  
 شخص نے کھانے والا ہوا کہ یہ تو یہ بھی وہی صورت نہیں جیسے دروغہ ٹھیس کے ہتھوں نے نہیا تھا اس لیے کہ  
 اس نے کوزہ کی قوت پہنچاتی ہے اور بکری اپنے آپ چلی جاتی ہے یا نکتے والے کا ہتھ اتنا دھرتے کہ رستہ سے  
 روٹ نہیں جانے دیتا پس اس سے ورع کرنا بھی دوسرے کے قریب ہے اب دیکھو کہ یہ باتیں جن امور کے بیان کی  
 تھیں تھیں ان کو جہت کیسے درجہ درجہ بیان کر دیا اور اس کے بعد یہ باتیں چاہیے کہ درجہ درجہ ہر کے فتوت سے  
 خارج ہیں نتیجہ کا فتویٰ صرف درجہ اول پر خاص ہے جس کے لیے تو مباح کو حرام شرعی ہو سکتا ہے اور اگر وہ اس کو نہیں  
 کرتے ہیں تو دنیا و دین میں لیکن ورع تہیوں اور مباحوں کا یہاں نہیں کہ عین مذہب کا فتویٰ اس کے لیے ہو سکتا ہے  
 ہر ایک کے فتویٰ نہ ہے جو اخلاقیات میں اللہ عظیم و بلند عزت و ایشہ کو فرمایا "استغفرت ربک و ان فتاک و فتوت و  
 ارتکاب میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا یہ رشاد ہے "اشد حوائج نقیوب تو کرم بیکے دل میں ان مہولوں میں کوئی  
 سانس اور یا وجود دل کشنے کے میں پہلے تو یہ سانس نہ پاوے اور چنانچہ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر  
 میں توبہ ہو جائے کہ بلکہ جو چیز خدا کے نام میں ہے اور میں اس کو مباح خیال کر کے ہر اول کشنے میں پہنچا دینا  
 نہ ہو تب تو اس کے توبہ امر اس کے دل میں سختی میں مؤثر نہ ہو۔ اور اگر ایسی چیز ہو تو اس کے کہ جو چھانے کی چیز  
 فتویٰ کی رو سے حلال ہے کہ اس کے دل میں کشائی ہے تو یہ اس کو مضر نہ ہوگی اور ہر مسئلہ پر غلو و مبالغہ سے منع یہ ہے  
 اس سے بڑھ کر مقرر ہے کہ در صاف اور عقل ان جیسے باتوں میں ہمیشہ نہیں پاتا لیکن اگر کسی دوسرے کو ان اقدار  
 سے بڑھ کر اس میں میں غش دل پاوے اور یا وجود دل کی غش کے میں پہنچا دے تو اس کو مضر نہ ہوگا بلکہ تو  
 میں دیکھ میں اور خدا کے حال میں ہے اس کے دل کا فتویٰ متبر ہوگا اور اس کے بویب اس سے مؤثر نہ ہوگا اور وہ  
 پہنچا دے گا کہ اس میں نہ نماز کی نیست میں دوسرے میں ہوتا ہے اس پر لفتا دیکھنا ہے یعنی بویب اس کے دل پر امر نہ ہو  
 تہیوں کے کہ ہر ایک میں ہم پہنچا دے پانی نہیں پہنچا دے اس سے کہ دوسرے غائب سے اس پر واجب ہے کہ چوٹی بار پانی مستحق  
 ہے ہر ایک میں اس کی شہس کے قریب ہے کہ نفس بد میں وہ اس بات میں خدا و رب سے غرمانہ ان لوہاں سے خود آشد  
 یہ تو اس کے آہل نے بھی ان پر تشدد کیا۔ اور اس وجہ سے حضرت مؤمنی عید اس میں قوم سے جیسے کہ بویب میں بت  
 میں کیے تو اس میں بھی ویسا ہی تشدد ہوتا ہے کہ ان ہی دفعہ کے حکم میں غلو ہوا کہ رہنما ہوتے دیکھی گئے  
 مؤذن کے کہ تھے تو انی شمار میں ان وقت میں کو بھیجنا نہ جاسیے ہوں کو جہت سے انبیا اور انبیا کا کہ جسے کعبہ چو شہس ورم  
 میں نیست پر جمع ورم کے منہ میں پر و غش نہیں ہوتا وہ اس کے مقاصد کے دریا نیست کہ جسے میں عجب نہیں کہ  
 فوٹاں رہا تھے اور مؤمن میں نیست کے بھی اسی درجہ میں سبک بزر درجہ میں میں راست بہت سے یہ کہ کوئی چیز















کے آغاز سے یا اشتباہ و غلطی کے اختلاف سے۔

قسم اول یہ ہے کہ شریعت کی دلیلیں کا تو دین ہو مگر دو تین عام قرآن مجید کی یا روایتیں یا روایات میں ایک دوسرے کے متعارض ہوں یا ایک فیہا میں اور ایک عام آیت یا حدیث متعارض ہوں اور یہ سب قسمیں تینوں کی شک کے ذریعہ ہوتی ہیں اور ان مسئلوں میں کسی مسئلہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے جو پہلے سے معلوم ہو کہ کوئی ترجیح نہ ہو۔ پھر اگر مست کی جانب ترجیح ہوگی تو اس ترجیح کو اختیار کرنا واجب ہے اور اگر جانب مست کو ترجیح ہو تو اس پر عمل کرنا جائز ہے مگر اس سے وسیع کرنا ایسا ہے اور وسیع کے باب میں خلاف کی جگہوں سے بچنا مفتی اور مقدمہ دونوں کے حق میں ضروری ہے مگر مقدمہ کو جائز ہے کہ جس مفتی کو صحیح کہ یہ تو ہم شہر کے علمائے افاضل ہیں اس کے قول اور فتویٰ پر عمل کرے اور مفتی کا فضل ہونا لوگوں کے سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حبیب شاہ شہر کے بیسویں کے فضل ہونا سنت اور قریبوں سے پہچانا جاتا ہے گو حبیب پشی طرح نہ جانتا ہو اور فتویٰ لینے والے کو یہ جائز نہیں کہ مذہبوں میں سے میں یا زیادہ خوش اور اپنے لیے سہولت دیکھے اس کو چاہئے کہ اس کی مشورہ کرے یا نہ کرے۔ کہ اس کو ملے نا اب کسی کے فضل ہونے کا جو جوت پھر اس مذہب کا اتباع ایسی ضروری ہے کہ اگر اس کی مخالفت نہ کرے۔ ہاں اگر اس کا ہر کسی چیز کا فتویٰ دے اور اس میں کسی اور مذہب کی خلاف ورزی ہو تو ایسی صورت ملے کہ کہ دونوں قولوں پر عمل ہو اور خلاف سے بچنا وسیع ہو کہ میں داخل سے اسی طرح اگر مقدمہ کے مقدمہ میں وہیں متعارض ہوں اور میں اور میں سے امت کی جانب کو ترجیح معلوم ہوتی ہو تو اس کے حق میں وسیع ہے کہ اس چیز سے خود اجتہاد کرے۔ چنانچہ ہر مذہب کے مفتی بہت چیزوں کی امت کا فتویٰ دیا کرتے تھے اور وسیع کی بہت سے صورتیں یہ قائم نہ کرتے تھے۔ مثلاً سے متفرق رہیں ہیں اس کو بھی ہم تین مرتبوں پر تقسیم کرتے ہیں۔ پہلا مذہب ہے کہ اس سے احتراز کرتے ہیں نہایت وجہ کا استصحاب ہو ورنہ صورت ہے جس میں مخالفت کی دلیل قوی ہو اور دوسرے مذہب کی ترجیح کی وجہ قوی ہو تو ایسی صورت میں مستحب ہو کہ یہی ہے کہ اس سے جتنا بچا جاوے مثلاً شہر کی کتابت یا سنت یا شہر کے پڑاؤں کے لئے اس شہر کے کھانے سے تو وسیع ضروری ہے اگر مفتی فتوے دے کہ وہ جوابی ہے جیسے کہ مذہب میں ترجیح بہت یا ایک سبب اور ہم نے اختیار کر لیا ہے کہ وہ شہر کے عام سبب اور ہر شافعی کے دو قولوں میں سے تیس کے مطابق ہیں۔ اور ہمیں صورت ہے کہ ہر شافعی کا کوئی نیا قول موقوف مذہب اور ہر حنفی یا کسی اور مذہب کے پڑاؤں سے تو اس میں وسیع ضروری ہو گا کہ مفتی دوسرے قول کے بموجب فتویٰ دے اور اگر کسی مذہب سے متفرق رہیں میں جائز ہے جس کے ذریعہ کرتے وقت سبب نہ نہ کہی گئی ہو اس باب میں تو ہر شافعی کا مفت نہ ہو۔ اس سے کہ بہت ہیں اب ہر لیسم قدر کہنے کا مقصد ہے اور خبر اس باب میں فتویٰ دینے کیونکہ انھوں نے علی مقدمہ اگر کوئی کسی نے شہر کے حال و ریاست کیا تو سبب ہی فرمایا کہ جب تو اپنے کے لئے یا فتوے کو چاہئے دے اور اس پر لیسم کے بموجب تو اس شہر کو کہ وہ مکرر ایسا ہی رہا و مفتو ہے اور ذریعہ لیسم مذہب پر مشورہ ہو جائے اور مذہب

جہانگیر و دو مہر دوم



باتیں سن بات کی تائید کرتی ہیں کہ لیسیم تہذیب و ثقافت کے لیے شہادۂ اخلاقیہ کی تائید و توثیق ہے۔  
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے: **وَلَا تَقْرَأُوا الْبُحْرَانَ** اور یہ حدیث دو احتمال لگتی ہے: ایک یہ کہ  
 عامہ اور اہل بیت و اہل بیت کو ان کے دل پر بری معنوں سے بدل دیا ہے۔ اور ایک یہ کہ یہ حدیث جو کہنے والے کے لیے  
 نہیں ہے اور نہ ہی اس حدیث کے معنی نہ ہر جہاں ہیں اور نہ ہی کوئی تاویل نہ کی جاسکے۔ اس دو سے احتمال کے  
 قائل ہونے کی بہ وجہ ہے کہ نبیوں نے ولایسم اللہ کے پیروں نے میں مقصد ہے اور احتمال اول کہ کتنا اور کتنا کہتے ہیں  
 کوئی زیادہ قریب مکان تھی اس جہت سے ہم نے اس کو ترجیح دی اور جو کوئی احتمال اس کے مقابل ہو اس کا انکار  
 نہیں کیا جاتا۔ غرض کہ ایسا ہونا ہے ابتداً بکرا ہوا ہے اور اول درجہ میں داخل ہے۔

دوسرا مرتبہ دوسرا اس حدیث کے درجہ کے قریب ہے وہ یہ کہ آدمی اس جگہ کے کھاتے سے دور نکلتے ہوئے کہتا ہے  
 جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے یا غصہ یا غصہ سے کہنے کے لیے اسے اختیار کرے۔ حالانکہ صحیح حدیث میں آچھا ہے کہ بچہ  
 ذبح ہوتا ہے کہ دل کے ذبح ہونے سے بچتا ہے اور اس حدیث کی حکمت اس درجہ پر ہے کہ نہ کوئی احتمال اس  
 کے قائل ہیں ہے اور نہ کوئی غصہ اس کی سندیں اور اس طرح صحیح ہوا ہے کہ غصہ یا غصہ سے کہنے والے  
 و مسلم کے دسترخوان پر کھاتی لگتی اور یہ روایت غریب و مسلم دونوں میں منقول ہے پس امام ابو حنیفہ پر یہ کہ ان کے  
 ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی اور اگر پہنچی تو اس کے بموجب کلمہ دینے والا کوئی منصف انصاف کرے یا نہ کرے ان کا  
 خلاف کرنا اس باب میں ایسا نہیں اور نہ کسی طرح کے شبہ و گمان سے جیسے اس صورت میں کسی چیز کا ثبوت ہو  
 سے معلوم ہو اور کوئی اس کا خلاف نہ ہو۔

تیسرا مرتبہ جو عقیدہ و عقیدہ ہے کہ مسند میں ہرگز کوئی خدمت نہ ہو مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس  
 کوئی ایسا ہے کہ خیر و خیر میں لوگوں کو اختلاف ہے اور بعض اس کو قبول نہیں کرتے اس لیے اس سے دور رہنا ہوتا ہے  
 کیونکہ حدیث کے راوی سے متنبہ دل میں غلطی نہ سے ممکن ہے کیونکہ وہ سنت سے کہنے والے کے کہنے کو نہ دیکھتا  
 لے کر اور مناسبت اور اسی طرح ان کی سمجھ میں وہم ہو سکتا ہے جیسے کہنے والے کی سمجھ اور انہوں نے کہا ہے  
 تو اسی طرح تاویل سے منقول نہیں، وہ لوگ جو دل شخص سے سنتے تھے ان کے نفوس کو اس پر متنبہ ہو جانا  
 تھا۔ بالباب راوی کے حق میں کسی خاص سبب یا علت معینہ سے تمت کو دخل ہو تو البتہ تو قنوت کی وجہ سے ہو وہ  
 راوی عادل ہو، مگر بلا وجہ اخباری وہ کہ خدمت کرنا مقبر نہیں جیسے تمام اجماع کے باب میں مخالفت ہے اور کتنا ہے  
 کہ اجماع حجت شرعی نہیں اور اگر بالفرض اس کا درجہ جائز ہووے تو چاہیے کہ یہ درجہ میں شمار کیا جاسکے کہ آدمی

خاموشی اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرتا ہے لیسیم اللہ کہے یہ الفاظ معروف نہیں صحیح ہونا تو درگاہ میں ہر حدیث میں ہے  
 یہ لفظوں کے ہیں مسلمان ہذا حدیث سے اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرے یا نہ ذکر کرے اس کا ہر دو تفسیر و تفسیر میں ہے حدیث میں ہے حدیث  
 درصغیر ہذا حدیث بن عمر رضی اللہ عنہما ۲







موتور و تیل کی یہی حالت ان مسافروں کے لئے جو مقررہ جہاز میں سفر کرتے ہیں اس لیے کہ نہ ہر سب کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ محتاج ہے۔ جس کے پاس بہت سارا مال ہے وہ غنی ہے اور ان دونوں کے درمیان میں بہت سے مسائل برپا ہیں مثلاً ایک شخص کے پاس ایک مکان اور اثاثہ الیبت اور کپڑے اور کتا ہیں ہیں اب اگر یہ چیزیں بقدر حاجت ہیں تو اس شخص کو مسافر قسٹ کی مانع نہیں اور اگر مقدار اس حدت سے زائد ہیں تو مانع ہیں اور حاجت کی کچھ حد مقرر نہیں ہوتی۔ اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس میں یہ بحث آپڑتی ہے کہ مکان کی وسعت اور عمر رت کتنی ہو اور بیچ شہر میں یا گندہ پر تو سب میں مقدار قیمت کیا ہو اور ایک مکان سے کارروائی ہوتی ہے یا کمرے سے۔ اسی طرح اثاثہ الیبت و تیل کے برتنوں میں سفر کرنے پر سے ان کے شمار اور قیمت میں گفتگو ہوگی پھر یہ کہ بعض چیزیں ہر روز کی حاجت ہیں اور بعض سال میں آتے ہیں مثلاً لوازم سفری اور بعض ایسی ہیں کہ برسوں کے بعد ان کی حاجت ہوتی ہے اور ان میں سے کسی چیز کی کوئی حد مقرر نہیں اور اس صورت میں کہ اگر وہی حدیث ہے کہ دغ مایہ بیک لی مایہ بیک۔

یہ سب چیزیں عمل میں ہیں اور اگر مفتی اس باب میں توقف کرے تو شاید یہ ہے کہ بدون توقف کے اور کوئی صورت نہیں اور اگر فقہان سے کچھ حکم کرے تو دروغ کی رو سے توقف چاہیے اور دروغ کے مفادات میں سے یہ تمام نہایت ضروری دروغ ہے اور یہی حال ان سورتوں میں ہے کہ اقرباء کا نفقہ اور یتیموں کا لہام اس قدر واجب ہے و نفقہ و طعام و عیال کو بیت المال سے کس قدر ملنا کافی ہے اس لیے کہ یہاں بھی دو چیزیں ہیں جن کا حال معلوم ہے کہ ایسا کم ہے اور دوسری نہ ہے اور ان دونوں کے درمیان میں تشایہ امور ہیں کہ شخص و عیال کے نفقہ کو پونے سے مختلف ہوتی ہیں اور حاجات پر دروغ رکھنے و ان کے تعالیٰ سے آدمی کو اس کی مدد پر کچھ واقفیت نہیں مثلاً اتنا تو جانتے ہیں کہ ایک قومی الحیثہ آدمی کے لیے کچھ سیہ سے کمتر غذا شب و روز میں کم ہے اور کچھ مہرقہ رانیت سے زائد ہے ان کے درمیان کے فرق کی کچھ حد نہیں پس اہل دروغ کو چاہیے کہ مشکوک چیز کو چھوڑے اور یقینی بات کو رجا بنا جو جیسے حدیث مذکور وہی میں مندرج ہے اور یہی قاعدہ ان سب کاموں میں چلے گا جو متعلق بسبب ہیں و ان کے سبب غنائم معلوم ہوتے ہیں اس لیے کہ سب اور دوسری زبان و لولانے ذات کے مفتی کی جیسی حدود مقرر نہیں کی ہیں کہ ان سے حراف مقابل ایک دوسرے سے جہاں ہو جائیں جیسے سیاحت میں ہوتی ہیں مثلاً نہ دیکھو نہ پتے سے کمتر اور زائد دونوں کا احتمال نہیں رکھنا۔ اسی طرح سب حاجات کی باتیں مقرر ہیں بلکہ فقہاء غویں کا یہ حال نہیں اس لیے کہ کوئی نفقہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں یہاں نہیں کہ ان میں رتبہ درمیانی کا شبہ درخشاں نہ ہو اور وہ حراف متضاد کے پیش میں واقع نہ ہو۔ یہیں وجہ و مبادی اور اوقوف ہیں اس فن کی حاجت زیادہ ہوتی ہے مثلاً روضہ فیوں پر وقف کیا جائے تو درست ہوگا لیکن اس نفقہ کے صدق کے اندر بہت سی باتیں ہیں۔ اسی طرح ورنہ اگر کوئی چھنا چاہیے اور ہم خاص نفقہ صوفیہ کے متعلق پھر اشارہ کریں گے تاکہ اس سے



خفا میں تصرف کرتے ہاں حریق معلوم ہو ورنہ سب لہجوں کو مائل کھنا تو غیر ممکن ہے۔ تو شہد جو عاقل متین متدین ہوتی ہیں اور دو طرفہ مقابل کی طاقت کیسے پختہ ہیں ان سے یہ مشابہ پیدا ہونے میں اور یہ سب مشابہ ہیں جن سے احتساب کرنا واجب ہے جس صورت میں تمت کی جانب سے غیہ تمس کی دلالت سے یا بویب رشاد حضرت علیؓ علیہ السلام و سلم دعایہ بیٹ کے استحقاق یا کسی ورادیل سے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے راجح نظر نہ ہو سے پس مقدمات مشابہ پیدا ہونے کے یہ تھے اور ان میں ایک دوسرے کی نسبت کرنا زیادہ سخت ہے اور جس صورت میں کرایہ تہیز پر مختلف شہادت جمع ہو جو دین تو مایل و رہی دشوار ہو ہاں مشن ایسا کہ نامول لے جو قناعت فیہ ہو اور باقی نے اس کو کسی شراب بنانوالے سے انکاروں کے عین تمجید کی اذان کے بعد لیا ہو ورنہ جمع کے مال میں بھی حرام غلو ہو اگرچہ اکثر مال حرام نہیں مگر مشابہ تو ہو گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس طرح کے شبہوں کے جمع ہونے سے یہ نوبت ہوتی ہے کہ اس امر پر اقدام کرنا بہت ہی دشوار ہو جاتا ہے۔ پس ہم نے ان مراتب پر وقف ہونے کے طریقہ بتا دیئے ہیں اور آدمی کی قوت سے خارج ہے کہ ان سب کو ہر کیسے تو اس شرح سے جو مرتبہ وضع ہو ہاں سے اس کو اخذ کرے اور جو گول مول ہے اس سے احتساب کرے کہ گناہ وہی ہوتا ہے جو دل میں تھے۔ اور جس جہ کہ تم نے حکم کیا ہے کہ دل سے فتویٰ لے اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ ہاں مفتی مباح کہتا ہو اور جس صورت کو وہ حرم کہتا ہو اس سے باز رہنا واجب ہے۔ دل سے فتویٰ لینے میں بھی ہر ایک دل کا اعتبار نہیں کیا کہ بہت بول و موہی ہوتے ہیں کہ ہر چیز سے بچا گئے ہیں اور بہت سے لہجے شامل دل کے ہر چیز پر اطمینان کرتے ہیں اور مباح سمجھتے ہیں تو ان دونوں دلوں کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ تو تحقیق یافتہ کے دل کا اعتبار ہے جو احوال کی بارگاہوں کا تارن سے ہے اور وہ کسوٹی ہوتی ہے جس سے پوشیدہ امر متنازع کیے جاتے ہیں مگر ایسا دل کہاں پاسیتہ پس جس شخص کو اپنے دل پر اعتبار نہ ہو اس کو پاسیتہ نہ ہو۔ سخت کے دل سے نور کا شواہد ہو اور اپنے دل کو اس پر نہ ہر کیسے اور کہتے ہیں کہ زبور میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو وحی بھیجی کہ جیسا کہ اللہ کے کہہ دو کہ میں تمہاری نمانہ اور روزہ کو نہیں دیکھتا مگر اس شخص کو دیکھتا ہوں جو کسی چیز میں شاک کرے اور پاس کو میری نہ حرکت کر دے پس ایسے شخص کی تائید میں اپنی مدد سے کرتا ہوں اور اپنے فرشتوں پر اس کے سبب سے فخر کرتا ہوں۔

## تیسری فصل ہوال ملے اس کی تحقیق وغیرہ ضروری ہے

و منع ہو کہ جب کسی کوئی شخص تمہارے سامنے کوئی گناہ یہ پیش کرے یا تم اس میں سے ہوں لینا یا ہمہ میں لینا چاہو تو تم کو یہ بتا دینا کہ اس کا حال تحقیق کرو اور یوں کہو کہ ہمارے نزدیک اس کی تمت ثابت نہیں اس لیے نہیں لیتے اور اس کی تحقیق کرتے ہیں ورنہ بھی ضرور کیا نہیں کہ متعلق نفی میں نہ کر و ورنہ حین پیڑوں کی حرمت یقینی نہ ہوا ان کے لیے لیا کر و جبکہ حال کرتا اور تحقیق کرنا امتیاز صورتوں میں واجب ہے اور بعض میں حرام و بعض میں مستحب ہے اور کسی میں مکروہ ہے۔ اس لیے اس کی تحقیق ضروری ہے اور قول فیصل اس باب میں یہ ہے کہ مقام مول شبہ کی جا میں اور شبہ کے اٹھنے کی حد



























میں بھی انہوں نے اباحت کو عام کرنا ہے بشرطیکہ اس خاص چیز کے حلال ہونا معلوم نہ ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ وجہ حرام سے  
 ہو اور ان کی دلیل اس باب میں یہ ہے کہ اکابر مہافت نے مدائین سے جائزہ لے لیے ہیں چنانچہ اموال مدائین کے  
 بیان میں اس کا ذکر دوسرے کاپس میں صورت میں کہ حرام کمتر ہو اور یہ بھی حتمی ہو کہ فی الحال وہ ملک کے پاس  
 موجود نہ ہوگا تو ایسی صورت میں کھانا حرام نہ ہوگا۔ لیکن اگر اس کا وجود فی الحال متحقق ہو جیسے ذبیحہ کا شتیہ مددوں  
 میں ہو جاوے تو ایسے حال میں بڑے کو نہیں معلوم کہ کیا بھول رہے ہیں۔ ان منشائیات میں سے ہے جن میں مفتی یہ ان  
 رہ جاتا ہے اس لیے کہ برتر دوسرے کہ اس صورت کو مخصوص چیزوں کی مشابہت ہے یا غیر مخصوص ہے۔ اور دوسرے کہ جن  
 اگر کسی بھول میں مشتبہ ہو جاوے جس میں دس عورتیں ہوں تو اجتناب واجب ہوتا ہے اور اگر کسی شہر میں ہو جس میں  
 دس ہزار عورتیں ہوں تو اجتناب سب سے کہنا واجب نہیں اور اب دس اور دس ہزار کے درمیان بہت سی حدود  
 ایسے ہیں کہ اگر ان کا حکم پوچھا تو میں نہیں جانتا کہ کیا کہیں اور علماء نے چند مسائل میں تو قیاس کیا ہے جو اس سے بھی  
 واضح ترین ہیں۔ چنانچہ امام احمد سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے شہر پر تیر مارا اور وہ شہر مذکور دوسرے کی  
 ملک میں جا پڑا تو وہ تیر مارنے والے کا بڑا یا نہ بن کے ملک کا؟ امام احمد صاحب نے فرمایا کہ مجھے کو معلوم نہیں کہ کس  
 ہوگا۔ ان سے کئی بار اس مسئلہ کو پوچھا گیا تو ہر بار یہی فرمایا کہ میں نہیں جانتا۔ اور انہی مسائل میں اس قسم کے مجملے بہت  
 العلم میں ساق سے نقل کیے ہیں اس صورت میں مفتی کو جمع نہ کرنے کی پابندی ہے کہ سب صورتوں کا حکم اس کو معلوم ہی تو  
 جایا کرتا ہے۔ اور ابن مبارک سے ان کے کسی بھری شکار دے پوچھا کہ جو لوگ مدائین سے ہمارے ملک آتے ہیں ان سے  
 مدد کروں یا نہ کروں؟ پنے فرمایا کہ اگر وہ لوگ سوائے مدائین کے اور کسی سے مدد نہ کرتے ہوں تو ان سے  
 مدد نہ کرتا اور اگر مدائین اور غیر مدائین سب سے کرتے ہوں تو ان سے مدد کرنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں مسکن  
 کا مفاد نقد نہیں بلکہ اکثر میں بھی مسکن کا احتمال ہے حاصل یہ ہے کہ یہاں سے یہ منقول ہے کہ اگر قصد بقاء ہو  
 نے اور تاجر تھے ایک مدد فرما دیا تو یا یہ یا مدد نہ کیا تو انہوں نے باطل اس سے منع فرمایا  
 ہو اور مدد ہوں گا اس باب میں مقرر کرنا باطل بعید ہے اور مسند بذات خود شغل ہے۔ اب اگر یہ دور محنت میں  
 کرنا اللہ وجہ سے مدد ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ سلطان تم لوگوں سے اس لوگ کو کہ وہ تم کو ہوں ہی میں سے دیتا  
 ہے اور جو کچھ حلال اس کو ملتا ہے وہ حرام کی نسبت کر زیادہ سے اور حضرت بن مسعود سے یہ سوال نے پوچھا کہ میرا  
 ایک مہسایہ ہے کہ میں اس کو بڑا ہی جانتا ہوں اور وہ ہماری دعوت کرتا ہے اور تم دعوت اس سے مشرقی  
 کر لیتے ہیں تو یہ امور کیسے ہیں؟ پنے فرمایا کہ جب تمہاری دعوت کرے تو قبول کیا کرو۔ ورنہ یہ دعوت ہو کر سے  
 تو اس سے قس لینا کرنا کہ تمہارے لیے وہ مال چاہئے اس کو وہاں ہی کے ذمہ رکھو۔ اور سلطان نے بھی یہی  
 حکم دیا اور یہاں حضرت بنی نے تو قیاس میں حلال کو حضرت بنی نے مسند بنی نے اہل حق شام و شام  
 فرمایا کہ کسی پر وہاں سے یعنی اس لیے کہ اس مال کا حال معلوم ہے اور لینے والے کے لیے یہی ہے کیونکہ اس کو حلال  
 معلوم نہیں۔ اسی طرح بن مسعود سے ایک شخص نے پوچھا کہ میرا یہ مہسایہ سود کھاتا ہے اور ہماری دعوت کرتا ہے















مسئلہ جن باتوں میں کہ تم نے سوال کو درج کیا تو وہاں یہ نہیں ہے نیز یہ کہ خود چیز کے پاک سے سوال کرنے سے  
 کہ تمہارا مال یا کھانا کیسہ ہے کیونکہ وہ اس صورت غصہ ہوگا بلکہ اگر وہ غصہ نہ ہو تو اس سے پوچھنے کا مضائقہ نہیں اور تب  
 یقین ہو کہ اس کا اکثر مال حرام ہے تو اس وقت تفتیش کرنی واجب ہے اور یہ یہ پردہ نہ کرنے کی پہلی چیز ہے تاکہ  
 غصہ ہو یا اس لیے کہ ظالم کو تو اس سے زیادہ ایذا دینی منظور ہے اور غالب یہ ہے کہ اس کا آدمی سوال سے غصہ نہ کرے  
 ہاں اگر شک یا پڑے کہ اس پر پورا پورا خیال ہو یا نہ ہو یا کسی رشتہ دار یا نوکر یا کر کے ہاتھ سے پہنچے تو جو تڑپے  
 کہ ان سے تفتیش کرے کیونکہ وہ اس کے سوال سے غصہ نہ تولے اور یہ باتیں ہیں جن میں اس سے پابندی نہ کہ ان کو حلال  
 کا طریقہ تعلیم کرے اور کسی دوسرے سے نہ کہ اس کو پوچھنے والے نے اسے نہ کہ اس کی کافی باتوں پر پوری اور حضرت عمرؓ نے اس  
 شخص سے تفتیش کی تھی تو آپ کو نیکو لگا کہ اس کو پوچھا اور پھر پوچھا اور پھر پوچھا اور پھر پوچھا اور پھر پوچھا اور پھر  
 بہت سوال لے کر اسے تو ان سے پوچھا کہ میں نے اس سے کیا پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 ہوا اور حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو پوچھا کہ میں نے اس سے کیا پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 ہیں کہ اندر کے نزدیک ہمارے حال اور نیکوئی نہ کہ اس کو پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 سے زیادہ کوئی بڑی چیز ہمارے حال میں ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 سے خفا نہ ہو تب ان ورغ کی رو سے تفتیش کرنی پابندی ہے تاکہ اس سے پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 ان ہر باتوں سے نہ کہ اس کو پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 میں انہوں نے پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 تو ان جیسی باتوں میں، اور یہ ہے کہ یہ دوسری چیز ہے تاکہ اس سے پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 رہے اور میں بھی نے اس سے پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 اور کوئی چیز ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 سے نہ کہ اس سے پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 کیا ہو تو یہ قول آپ کا باوجود ان کے نہ کہ اس سے پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 حرام لے لیا ہو تو مسامحت کرنی چاہیے تاکہ اس سے پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 میں غصہ شبہ ہی پر نہ کہ اس سے پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 ان وقتوں کی حالت میں چاہیے تاکہ اس سے پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 میں کیا نہ کہ ہے کہ جو شخص اس کو پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 کو امین بنانا چاہیے تو اس کو پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں  
 تم کو معلوم ہو کہ اس شخص کے رشتہ دار یا نوکر یا کر کے ہاتھ سے پہنچے تو جو تڑپے  
 سے کوئی اس کا مطلب نہ کہ اس سے پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے یا نہیں



















اس کا رد صورتیں ہیں یا تو ایسا مال ہے جو مشکی یعنی وزنی نہ ہو کیلئے۔ جسے غلہ و روپیہ، اشرفی اور تیل وغیرہ یا ایسا جو مشکی نہیں جیسے غلہ، روپیہ اور کپڑے، تو اگر مال مشکی ہو، مال حرام سب میں ناجائز ہو، مثلاً ایک شخص نے تجارت سے کچھ مال بیچا یا یہ ہاتھ سے کہ میں نے بعض مال کو نفع پہنچانے میں مصروف ہوا ہے اور بعض میں بیچا ہے یا کسی شخص نے تیل خسیب کر کے اپنے تیل میں ملا لیا ہے یا غلہ اور نقد روپیہ اور اشرفی میں ایسا ہی ہوا ہے تو اب دو مال سے مالی نہیں یہ تو مال حرام کی مقدار اس کو معلوم ہے یا نہیں، اگر معلوم ہے یعنی جانتا ہے کہ مشکی سب مال میں نفسی حرام ہے تو اس کو ایسی جگہ نہ لے جائے کہ دوسرے اور اگر مقدار معلوم نہ ہو تو اس کے دو طریق ہیں اول یہ کہ یقین کو اختیار کرے۔ دوم یہ کہ غلبہ ظن پر عمل کرے چنانچہ رکعت نماز کے مشتبه ہونے کی صورت میں علماء کے دو قول ہیں اور ہم نماز کے سب میں یقین ہی کو اختیار کرتے ہیں اس لیے کہ اصل کو یہ بھی ہے کہ رکعت منہلی کے بعد نہیں تو وہی حکم ہوگا اور اس میں ہر دو صورت قوی کے کوئی تبدیلی نہ ہوگی اور مقتول کے شکار میں کوئی غلطی مست ایسی نہیں کہ جس کا اعتبار کیا جاوے اور یہ صورت مال میں نہیں کیونکہ یہاں یہ نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر اس کے قبضہ میں ہے سب حرام ہے بلکہ مشتبه ہے اسی لیے اس کو غلبہ ظن پر اجتہاد سے عمل کرنا درست ہے مگر وہ یہ ہے کہ یقین کو اختیار کرے پس اگر وہ یہ کہ راہ کرے تو اس میں اجتہاد و نظر لیتا ہے کہ جس قدر میں حلال ہونے کا یقین ہو اسی کو رکھے اور اگر نہ رکھے اور اگر غلبہ ظن کو اختیار کرنا چاہے تو اس کا طریق یہ ہے کہ جو مال اس کے قبضہ میں ہو اس میں مشکی نصف تو حلال ہے اور ثلث حرام ہے تو اس صورت میں ایک سدس مال مشکوک رہا اس میں غلبہ ظن پر عمل کرے اور ہر حال میں اس کا طریق یہی ہے کہ حقیقی مقدار بعض حرام ہو اس کو عید کر دے اور جس قدر یقین حلال ہو اس کو عید کرے اور جس قدر میں تردد ہو اس میں غلبہ ظن درست کا ہو تو عید کر دے اور اگر ثلث غالب ہو تو اس کو رکھ لینا درست ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو بھی حلال کر دے اور اگر غلبہ ظن کسی طرف نہ ہو بلکہ شک ہو تو اس کو رکھ لینا جائز ہے اور وہ یہ کہ اس کو حلال چاہیے اور یہ وہی ہو کہ اگر سب کے یہاں مشکوک ہے اور اس کو رکھ لینا صرف اس عتقاد پر تھا کہ وہ مال کے قبضہ میں ہے اور اس سے ایسا ہی معلوم ہوتا تھا کہ صحت کی وجہ سے سب سے زیادہ حرام کے بعد ضعیف ہو گئی اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ صحت درست ہے تو ایسی ہی چیز لیے جس میں غلبہ ظن حلال ہونے کا ہو۔ اور یہاں دونوں طرفوں میں سے کسی کو ترجیح نہیں اور ہمارے نزدیک فی الحال کوئی ترجیح نہیں معلوم ہوتی تو یہ صورت مسائل مشابہ سے ہو گئی اب اگر یہ کہو کہ یہ تو مال اس نے یقینی بات کو اختیار کیا ہے جس مال کو وہ مالے اس کو کیا معلوم ہے کہ حرام وہی ہے یا نہیں جو اس کے پاس نہ چلے کہ حرام وہی ہو تو ایسی صورت حرام کو عید کرنا یہاں بجا اور اگر یہ صورت درست ہے تو یہ بھی درست ہوتی ہے جیسے کہ جب ایک مردار کو دو چیزوں میں مل جاوے تو یہ سوال حلال کل کا ہوا اس صورت میں وہ شخص جو وہی کھاتا ہے حرام جان کر مال ڈالے اور باقی کو رہنے دے۔ ورنہ ان کو حلال جانے لگیں تم اس میں یہ کہتے ہو کہ شاید حرام انہیں میں ہو تو اس نے رکھ لی ہیں عید کر دے کہ مال ڈالے اور ایک رکھ لے گا تب بھی حرام کہتے ہو کسی حلال سے کہ شاید وہ دار بھی کھاتا ہو تو یہاں مال باقی کو کیسے حلال بتاتے ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتدال جس ہی درست



ہو تاکہ مال اور مردار کا ایک ساتھ مال ہو نہ مال تو غوثی کا ہے سے مال ہو جاتا ہے اس لیے کہ معاوضہ مال پر جاری ہے اور وہ زمین معاوضہ چل نہیں سکتا اس لیے دونوں کا حکم جدا جدا ہوا۔ اب اس اعتراض کے دفع کرنے کے لیے ہم فرما کر دیتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس دو درم ہیں جس سے ایک درم ہے اور وہ معلوم نہیں کہ کونسا ہے حضرت امام سے جو اس قسم کا سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ دونوں کو چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ اس کو معلوم ہو جاوے۔ اور آپ نے ایک برتن کو رو کر رکھا تھا جب قرض ادا کر دیا تو مرثیہ آپ کے سامنے دو برتن لے آیا اور کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ آپ کا برتن کونسا ہے آپ نے دونوں کو نہ لیا۔ مرثیہ نے کہا کہ آپ کا برتن یہ ہے مجھ کو فقط آپ کا متحان منظور تھا آپ نے اس کا قرض دے دیا اور برتن نہ لیا اور یہ آپ کا ورع تھا یہ بات واجب نہیں۔ مثلاً مسلمان کو دوسرے قرض کو دے کہ اس درم ثانی کا ایک معیار ہے تو حسب القرض نے اس کو دونوں درموں سے ایک دے دیا تو وہ حقیقتاً مال چھان کر رہی ہو گیا۔ تو قرض کو دوسرا درم حلال ہو گیا۔ اس لیے کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ درم جو مالک کو دے دے تو مال کے علم میں وہی ہے جو قرض نے اس سے لیا تھا۔ تب تو مقصود حاصل ہو گیا اور اگر وہ دوسرا درم سے تو اس صورت میں دونوں شخصوں میں سے ہر ایک کا درم دوسرے کے پاس ہے تو احتیاط یہی چاہتی ہے کہ یہ ایسا دوسرے سے باخدا بیع معاوضہ کر لیں اور اگر نہ کریں تب بھی دوسرے سے ایک کا حق دوسرے کے حق سے بڑھ کر ہو جاوے گا۔ تو ایسی صورت ہوتی کہ نہ حسب کے پاس سے مالک کا درم جاتا رہا اور اس کا بعینہ معاوضہ ہو گیا تو نہ مالک مستحق ہوا۔ پس جو درم مالک کے پاس آیا وہ تو یہاں اس کے درم کا دوسرے شخص سے مل گیا اور یہ صورت مالک کو برباد کر دیتی اس لیے کہ جس کی غلط ضمان لیا جاتا ہے وہ شخص ضمان کا مالک بطور قبضہ کرنے کے ہو جاتا ہے چاہے کہ اس کی ضرورت نہیں بلکہ قرض کی بنا پر یہ ضرورت نہیں بنتی کیونکہ اس کے پاس کا درم اگر تو اس کا نہیں تو اس کی مالک میں داخل نہیں ہوا۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ اگر اس نے نامی اپنا درم مالک کو دیدیا تو اس کا بھی ایک درم اپنے ہاتھ سے جاتا ہے۔ اس کا بعینہ ملنا ممکن نہیں تو وہ بھی ایسا جیسا کہ وہ یا جاوے تو وہ درم جو اس کے پاس رہا وہ خدا کے علم میں ہے۔ تو اس کا جو اس کا کھوایا اور فروخت میں ایسا ہی ہوتا ہے یہ مبادیہ خدا سے تعالیٰ کے علم میں ہو جاوے گا۔ جیسے دو درم ایک دوسرے کا ایک درم مبالغہ کر دیں تو یہ لہ اور اسی سے تھوڑا نہ لیا جاوے گا بلکہ اگر اسی صورت میں وہ دونوں شخصوں کے ساتھ ہاتھ لگا کر درم دیا میں دل میں یہ جیسا ہی ہے جیسے نصف کر دیا اور کسی پر تو ان نہ ہو گا۔ لیکن اگر ایسا دوسرے کا مال ہو گیا تو یہاں ہی اس صورت میں حکم چاہیے جبکہ تمت نہ ہوا ہو کیونکہ اس حکم کا قائل ہونا اس کے لیے ہے کہ اگر مالک چاہے کہ وہ کوئی ایک درم جاوے کر دے میں دوسرے کے مال دے تو مال دوسرے کے شخص پر ضرر نہ ہو جائے۔ بلکہ اس میں کوئی نقص نہ ہو جائے۔ تو دیکھو کہ اس کا سبب ہیں کتنی روشنی ہے۔ اور یہ حکم ہم نے بیان کیا ہے کہ یہ حکم ہم نے بیان کیا ہے کہ اگر کوئی بات نہیں کہ اختلاف کو ترک کر دیا ہے حالانکہ دوسرے شخص نے یہ حکم دیا ہو کہ اس کو یہ حکم نہیں ہے تو ایسا ہی ہے کہ اس میں کوئی نقص نہیں ہے اس لیے کہ اس کی رعایت کو رعایت کر دیتا ہے اور جس حد تک ممکن ہو اور یہاں میں کہ دینا اور اپنا بقا قرض مبادلہ کے لیے ہے



اور بیع کو نہیں ملتا اس لیے کہ بیع کو مشارالیه ہے اور نہ اجینہ معلوم ہے بخلاف انہی جن میں بیع کی بیعت کو قبول نہیں کرتے جیسے مثلاً ایک سال کا دوسرے کے ہزار رطل آٹے میں دودھ یا دو شاب خیر اور تر چھوڑا ہے میں رات میں دے گا اور یہی حال ہر ایک چیز کا ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کے بدلے میں بیع نہیں کیا جاتا۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ تم نے اس جیسی صورت میں اپنے حق کے موافق لے لیتے ہو جائز رکھا ہے اور اس کو بیع قرار دیتے ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ تم اس کو بیع قرار نہیں دیتے بلکہ لیاں کہتے ہیں کہ چونکہ وہ چیز عاقل سے ہے پس یہ چیز ہر روز سے کے پاس سے جاتی رہی اس لیے کہ وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ جیسے کسی کے چھوڑے کے دوسرے شخص نے ملک کر دیتے اور مالک نے کسی قدر غفلت کنہ کے لیے تو وہ ان کا مالک ہو جائے گا اور یہ اس صورت میں ہے۔ حال و عاقل اس بات پر اس کا موافق ہو، اور اگر وہ موافق نہ ہو اور لیاں کہے کہ میں تو ہرگز دیرم کوئی نہ لوں گا بلکہ جتنا اس میں اتنا وہی لوں گا اگر وہ مال میں لیا ہے تو میں نہ چھوڑتا ہوں نہ معصوم کرتا ہوں اور تجھ پر تیرا مال بیہر کیے دیتا ہوں کہ تو ہی تصرف نہ کرے۔ تو اس صورت میں ہم کہتے ہیں کہ قاضی پر لازم ہے کہ اس شخص کی طرف سے نائب مال میں باقی دوسرے شخص کے پاس سے قبضہ کرے تاکہ باقی مال اس کو محال ہو جاوے کیونکہ یہ حق والے کی ملک میں ہے اور تنہا گیری ہے اور شریعت میں کہیں ایسی شے وارد نہیں ہوتی، اور اگر قاضی ہی نہ ہے تو مال مال کو چھوڑ دیتا کہ کسی شخص کو یہ مال دے کہ وہ مقدار کی قیمت سے اس کا حق قبضہ کرے۔ اور اگر ایسا شخص نہیں ہے تو وہ شخص متولی شخص ہو کر اس کا حق اس قیمت سے بھیہ کر دے کہ یہ اس کو دے دوں گا۔ اس صورت میں یہ حق اس مقدار کے لینے مقیم ہو جائے گا اور باقی مال اس کو محال ہو جائے گا۔ اور یہ بات مالک کے خلاف ہو جائے گی کیونکہ اس سے یہی ثابت ہو کہ اس قدر مال ہے۔ اب اگر یہ ہو کہ اس قدر کے بوجب چاہیے کہ مقدار حق اس کے ذمہ آجائے ہو۔ اس سے تو یہ اول جدا کرنے کی اور باقی میں تصرف کرنے کی کیا حاجت سے پہلے ہی سے اس کو لے لیتا حلال ہونا چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ جب تک مقدار حرام کی رہے تب تک اس کو اس میں سے لینا حلال ہے۔ مثلاً سوز و بھون میں اگر چاہے مل جائے تو چھوٹا تو اسے روپیہ تک لینا درست ہے اور علیٰ لینا درست نہیں۔ اگر کوئی اس کو جائز کہتا ہے۔ اور لہذا ہر مال کے لیے یہاں تک کہ جب تک مقدار حرام مال سے بہ سبب تو بہرہ تصرف ہوا ہے یا نہ ہو جو اسے اس وقت تک اس کو لینا درست نہیں اور کچھ یہ کہتے ہیں کہ دوسرے کو اس شخص سے لینا اس کے لیے حلال نہیں ہے۔ اگر وہ اس مال کو تصرف کرے کسی اور کو دے گا تو نہ اس کے ذمہ ہونا نہ لینے والے کے ذمہ لینا۔ حال، پینا کسی نے تجویز نہیں کیا اور یہ اس لیے کہ اگر مالک پیدا ہو تو وہ اس سبب مال میں سے پناہ لینا چاہے کہ نہ لے سکتا ہے کہ شاید جو کچھ کو ملے گا وہ اجینہ میں باقی ہے ورنہ جب قاضی قدر حرام کو معین کر دیکھا اور غیر باقی حرام کو چھوڑ کر دے گا تو یہ احتمال جاتا ہے پس اس احتمال کی قیمت سے اس مال کو ..... لینا یہ قیمت دینی ہوئے گی اور چونکہ اقرب الحق ہوتی ہے اس کو مقدم کیا کرتے ہیں جیسے مثل کو قیمت پر مقدم کرتے ہیں۔ تو وہ اجینہ پر نہیں پیش پر مقدم کرتے ہیں اس طرح جس میں جو پیش کا احتمال ہو وہ اس پر مقدم ہوتی جس میں قیمت



کی طرف رجوع کا احتمال ہو اور جس میں رجوع بالیقین نہ احتمال ہو وہ اس سے مقدم ہوگی جس میں رجوع باشک و تردید ہو۔ اور اگر بالفرض قیاسی کے لیے یہ بات درست ہو دوسرے کا مال اپنے ذمہ ادھار کر کے اس کا قرضت کر ڈالے تو دوسرے کے ذمہ والے کو بھی درست ہونا چاہیے کہ دونوں درم لے کر تصرف کر ڈالے اور قیاسی سے کہہ لے تیس سے قیاسی کو کرنا ہو تو دوسرے کی جگہ سے میرے ذمہ ہے کیونکہ اختلاف تو دونوں چیزوں کا ہے تو قیاسی سے یہ کوئی ترجیح ہے کہ دوسرے سے اس باب میں مقدم کیا جائے یا دوسرے کے مال کو فائزیت قرار دیا جائے یا نہ۔ کمتر بہت میں مل لیا ہو تو قیاسی کر سکتے ہیں کہ تنویز بہت میں جاتا رہا یا جس نے ملایا اس کے اعتبار سے قرار دے سکتے ہیں کہ یہ اپنے فضل سے دوسرے کے حق کا تلف کرنے والا ہو۔ اور یہ دونوں باتیں یہاں نہیں، اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ دونوں میں واضح ہے اس لیے کہ مثلی چیزیں قیاسی میں بدلے کے بھی عموماً ہو جاتی ہیں لیکن جس صورت میں اگر کوئی مکان اور محلوں میں یا ایک غلام دوسرے غلاموں میں مشتبہ ہو یا دوسرے تو اس میں سبیل بہتر صلاح و ترتیبی ہے اور کچھ نہیں، اور اگر وہ نہ مانے یہ وہ اس بات کے خلاف اپنا ہی ہے اور قیاسی سے یہ نہ ہو سکتا ہو اور دوسرے یہ بہت قیاسی پر سبب ملک اس کی بیچارہ اور ماموں کر دے تو یہ مسندت ایک دوسرے کے مثل ہوں تب تو یہ طور ہے۔ قیاسی سبب مسندت کو تنویز مشتبہ مسندت کی قیمت ہا ہاں کو دے سکے۔ اور اگر مسندت قیمت میں مختلف ہوں تو قیاسی سے کے طالب سے سبب سے انھیں کہہ کے دالہ کے کر جوتیج نہیں چاہتا تھا اس کو ادنیٰ کی قیمت پر لے کر دے جس نے۔ پھر اس میں توقف کر کے سبب سے مدعی بیان کرے یا آپس میں دونوں صلح کر لیں، اس لیے کہ یہ صورت مشعل سے اور اگر قیاسی نہ لے تو جو شخص کر اپنے سبب کو غلام سے بچا پاتا تھا سے وہاں یہ قیاسی سے وہ تو اس میں قیاسی ہو جاتا۔ اسی میں ہے۔ اور اس کے مو اور اختلافات ضعیف ہیں جن کو ہم پسند نہیں کرتے اور بیان سابق میں اس کی وجہ بھی پائی جاتی ہے اور اختلاف و تشبیہات ہیں تو یہ ادنیٰ ہر جہ در تقدیر میں اس سے کم ہے اور اسباب میں قیاسی ترتیب سے کہ وہ ایک دوسرے سے بدلہ و رفع نہیں ہوتا اس میں بیع کی حاجت ہوتی۔ اسباب ہم کے مسائل کہتے ہیں جن سے انھیں یہاں اس کی شکل ایک شخص لہی دوسرے شخصوں کے ساتھ صورت و ارشاد سے اور ہا کہنے کے مورثی کوئی زمین چھین لی تھی، سب تمام مذکور سے وہی شخص اس شخص کو بیہ دیا تو دوسرے وارثوں کا ہونا در اس میں اتحاد و اختلاف پیدا ہو اس کا قیاسی ترتیب ہی ہے تب بھی دوسرے سے وارث اس کے شریک ہیں تو اس کے کیونکہ جو شخص اس کا سے وہ غیر نہیں ہے تاکہ یہاں جو سے کہ اس کا نصف چاہا اور باقی مندرجہ رہا۔ اور بادشاہ کی نیت اور شخص سے بھی نہیں ہا نہ تو اس کی نیت کر کے کہ دوسرے مال کا نصف ہی مندرجہ رکھوں ہا کہ جس سبب سے شخص کے پاس کسی نام بادشاہ سے لیا ہوا ہو اور وہ تو بکر سے اور مال مذکور زمین کو جس سے لے لیا وہ اس کو ملتا تھا تو پابندی کے لئے دونوں میں لایا ہوا مال کے لئے یہ موافق معمول رہا تو یہاں کے ملک کو دیا ہے اس طرح جس مال مقصود میں سے اس میں سبب سے لایا ہوا یعنی اس کو بہت ہی درست ہوئی یہ مقصود میں سے اصل ہوا۔ اس کو اس میں سے دیکھ کر دوسرے کا اور غلاموں اور بیویوں اور بیویوں اور بیویوں کا کر رہا ہے















ہیں کہ اس کو جائز ہے کہ اس مال کو اپنے نفس اور عیال پر تصدق کرے بشرطیکہ فقیر جو اہل و عیال پر تصدق تو کرے  
کہ ان کے اہل و عیال میں ہونے سے اس کی فقیہی باتیں نہیں رہتی بلکہ ان پر تصدق کرنا اور ان کی نسبت کرنا بہتر  
اور چونکہ وہ خود بھی فقیر ہے اس لیے کہ اس کو بھی اس میں سے بقدر حاجت لینا جائز ہے۔ اگر بالفرض اس مال کو کوئی اتنے  
کو دیتا تو درست ہوتا تو جب وہ خود ہی فقیر ہے تب اپنے نفس پر بھی تصدق کرنا جائز ہونا چاہیے۔ اب اس مال کے  
بیان میں بھی ہم چند مسئلے لگاتے ہیں مسئلہ سبب کسی شخص کے باخدا ہیں بادشاہ کے پاس سے کوئی مال پہنچے تو اس مال  
یہ فرماتے ہیں کہ اس مال کو بادشاہ ہی کو دے پس کر دے کیونکہ بادشاہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ کس کو دینا چاہیے اور یہ نہیں  
کہ اس مال کی خیرات کرنے سے بہتر ہے اور عیال میں سے اس کو اختیار کیا ہے اور کہ ہے کہ اس کی خیرات کیسے کرے  
شاید اس مال کوئی مالک عین ہو اور اگر ایسے مال کو صدقہ دینا درست ہے تو یہ بھی درست ہونا چاہیے کہ بادشاہ  
یہ مال سے کوئی چیز پر کر صدقہ کر دے اور عیال میں یہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ جانے کہ بادشاہ وہ مال اس کے مالک کو نہ  
دے تو اس صورت میں اس کو خیرات کر دے کیونکہ بادشاہ کو دینے میں تمام پرمانت اور اسباب ظلم کو زیادہ  
موجود اور مالک حق بر باد ہو دے۔ اور بہتہ یہ ہے کہ اگر جب بادشاہ کی عادت ہوتا ہو کہ وہ مالک کو وہ مال دے  
تب تو مالک کی طرف سے خیرات کر دے کیونکہ اگر اس مال کوئی مالک عین ہوتا تو اس کے حق میں بادشاہ کے دل پس  
کرانے کی بہ نسبت کہ یہ بھی بہتر ہے اس لیے کہ بادشاہ کو دینا تو ضائع کرنا اور عین پرمانت کرنا ہے۔ اور مالک کو باخیر  
کی دعا کی جوتی اس سے محروم کرنا اور اگر مالک عین نہ ہو بلکہ وہ مال حق مسلمانوں کا ہو تو تب بھی بادشاہ کو دل پس کرنا  
اس کو ضائع کرنا ہے اور اگر بادشاہ کے پاس اس مال کو میراث میں پڑا ہو یا خود اس نے بادشاہ سے حاصل کر لیا  
ہے تو یہ نہ کہ ہو تو اس مال پر کوئی چیز پانے کا سبب نہیں، مالک نامعلوم ہو اس کا بھی مالک کی طرف سے تصدق  
کر سکتا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ پڑی چیز یا مالک خود ہی ہو سکتا ہے کہ تو مالک ہو یا اس کو مباح وجہ سے  
حاصل کیا ہے یعنی پڑی ہوئی اٹھالی ہے اور صورت مذکور میں چونکہ مال مباح سے نہیں آیا اس لیے خود  
بچنے سے منع کرنا اور تصدق کو جائز رکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے مسئلہ سبب کسی آدمی کے ہاتھ میں مال  
ہو جسے کوئی مالک نہ ہو اور ہم نے اس صورت میں یہ حکم کیا ہے کہ وہ اپنے نفس پر بھی مال دے یا اس میں  
سے حاجت کی مقدار سے لے لے تو اب تقدیر حاجت میں بحث ہے جس کو ہم نے باب مذکور میں ذکر کیا ہے  
یعنی عین یوں فرماتے ہیں کہ جس سے اس قدر سے کہ بری روز مال اس کو اور اس کے عیال کو اور اگر یہ مال  
کہ اس سے کوئی زمین خرید لے یا کوئی تجارت کرے یا جس سے لڑکیاں کی ہو سکتی تو اس کے مال سے اور اس بات  
کو محاسبی نے پسند کیا ہے لیکن یہ فرمایا ہے کہ اگر اپنے نفس میں یہ مال کی حاجت ہے تو اس مال خیرات کر دے  
خدا تعالیٰ کے اشق کا عید وار ہو کہ وہ اپنے عیال سے اس مال میں عین بقدر حاجت دے اور اس مال سے جو مال  
کو جائز ہے کہ اس مال سے کوئی زمین خرید کر سکے یا تجارت میں اس سے جو مال سے بھر وقت تک ہو اور جو مال  
کہیں سے مال کھانا ملے اس روز اس میں سے نہ کہ دوسرے سبب وہ جس کو چاہے تسلیم کرے اس سے نہ کہ دوسرے







نے جو نہاد سنت پر بیعت کیا تھا اس کو قتل کر دیا تاکہ اس سے گوشت بن کر ثابت اور پایدار نہ ہو جاوے۔ اب اگر لوگوں کو  
 کہ سب طرح سے خرچ کرنے میں غرض اسی کی نکلتی ہے تو پھر اپنے اوپر وغیرہ پر خرچ کرنے میں کیا فرق ہو اور غرض  
 اور دوسرے مصارف میں خرچ کرنا کیسے علیحدہ ہوا اور یہ فرق کیسے کہل سے معلوم ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فرق  
 اس روایت حدیث سے معلوم ہوا جب حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو انہوں نے اپنے ترکہ میں ایک غلام  
 پکھنے لگائے وہاں اور ایک اونٹ پانی مانے والے چھوٹے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حال لہا تو پٹ  
 اس غلام کی نمائی سے متعذبا کئی بار آپ سے بول ہوا اس کی اجرت سے آپ نے مخالفت فرمائی ہے۔ لوگوں نے  
 عرض کیا متوفی کے یتیم اس کی نمائی نہ کریں آپ نے فرمایا کہ اس کی نمائی اونٹ پانی مانے والے کو کھلا دو۔ تو اس سے  
 معلوم ہوا کہ مالِ حرام کو خود کھانے، اپنے جانور کو کھانے میں فرق ہے تو جب فرق کا طریق واضح ہو گیا تو جو تفصیل  
 ذکر کی ہے اس پر اس کو تیس کر لو۔ مسئلہ جس شخص کے پاس مالِ حرام ہے اگر اس کو وہ فقیروں کو خیرات کرے تو  
 ہمارے یہ کہ خوب فراخی کے ساتھ ان کو دیوے اور جب اپنے نفس پر خرچ کیسے تو چاہیے کہ جس قدر ہو سکے تو  
 اور اگر اپنے عیال پر خرچ کرے تو غنی نہ بد کہ نہ فراخی یکدست ہو۔ یہ صورت پر خرچ کرے اور اس صورت میں تمیز کے  
 خرچ کے ہو یا وہیں گے یعنی اگر کوئی مہمان اس کے یہاں آئے اور وہ نفس ہو تو اس کو خوب کھادوے اور اگر غنی ہو تو  
 اس کو کچھ نہ کھادوے۔ مال اگر حلال ہو اور رات کو آوے اور کوئی چیز اس کو میسر نہ آوے تو کھانینہ نقصان نہیں  
 کہ اس وقت میں وہ فقیر ہے گو تو اندر ہے تو کیا ہوا اور اگر تو مہمان آید سے وہ متقی ہے ایسا کہ اگر حرام مال تو کھانے  
 سے امتناع کرے گا تو اس سے تین وقت حال کہ اسے اور کھانا سامنے رکھ دے تا کہ مہمانی بھی اور دھوہ بھی نہ دیر ہوتے  
 کیونکہ جس کو اپنے آپ پر وہ جانتا ہے اس سے مسکن خدائی کی تو منہ نہ کرنا چاہیے اور یہ بھی دوسرے نہ کرنا چاہیے کہ اس کو  
 تو محوم نہیں تو اس کو فتنہ رہی نہ کرے گا اس لیے کہ حرام جب معدہ میں جایا پکڑتا ہے تو سختی دل میں اندر اثر کرتی ہے۔  
 اگرچہ کھانے والے کو محوم نہ ہو اور ہمیں وجہ حضرت صدیق مزین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما اس کو قتل کر دیا تاکہ  
 نہاد سنتی میں بیعت ہو اور اس مال کو اگرچہ ہم نے فتویٰ دیا تھا کہ فقیہوں کے لیے حرام است مگر حرامیت کے سبب اس  
 حرام کہ ہے۔ تو اس کا حل مثل سور اور شراب کے بنانا چاہیے کہ حالت منظر اس میں حرام کہہ کر تے ہیں یہ نہیں کہ مال  
 طیب میں لجاویں۔ مسئلہ جس صورت میں مال حرام یا شبہہ کسی شخص کے و مدین کے قبضہ میں ہو تو چاہیے کہ ان  
 کے ساتھ نہ لے جائیو۔ دوسرے اور اگر وہ مال اس بول تو حرام نفس کی صورت میں ان کا کہنا نہ مانے میں یہ رخصت ان کی  
 نافذ مانی میں کسی حقوق کی فرمانبرداری نہ کرنی چاہیے اور اگر مال شبہہ کا ہو تو کھانا نہ لینا اور غ میں داخل ہے۔ اور

حاج احمد علی بن عبد بن رافع بن خدیج مکر اس میں جو مصنف نے رافع کی وفات اس سے صحیح نہیں کیونکہ وہ سند  
 میں سے ہیں تو شاید یہ ذکر غلط ہے۔ نیز ان کا ذکر صحیح میں نہیں دیکھا گیا۔ اور حنفی کی روایت میں ذکر وفات رافع سے اور  
 دوسری میں رافع کا غرض کہ حدیث مضطرب ہے ۱۲



اس کے مقابل یہ ہے کہ مالِ باپ کی رضا مندی بھی وسیع پاکہ و وسیع ہے اس صورت میں اگر خیر نہ کرے تو ایسی طرح کرے کہ ان کو تاوان نہ گذرے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کھانے میں شریک ہو جاوے اور خیر نہ کرے اس طرح کہ چھوٹے چھوٹے تھکے دیر تک چپا تا رہا اور جاتی بہن کا حق بھی مؤخر سے ان کے ساتھ بھی لیا ہی معاملہ چاہیئے۔ اسی طرح اگر مادر مشفقہ کوئی شبہ کا کپڑا اس کو پہنا دے اور والپس کرنے سے ناراض ہوتی ہو تو چاہیئے کہ اس کو قبول کر کے اس کو پہن لے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے نکال دالے اور اس باب میں پوشش کرے کہ اس کپڑے سے ناز نہ پڑے اور اگر وہ کے سامنے پڑے تو مجبور نہ پڑے اور جب ورع کے اسباب ایک دوسرے کے محاذ میں ہوں تو ان دفعاتی توشیح مذکور سے اور بشرطی محال کہتے ہیں کہ ان کی مال نے ان کو ایک ترچھو ہا دیا اور کہا کہ تجھے میرے حقوق کی قسم اس کو نکالے اور وہ اس کو چھانہ سمجھتے تھے انہوں نے کہا کہ بالآخر ہا قصدا کیا اور ان کی مال بھی پیچھے لکھی اور وہ ہل چڑھ کے دیکھا تو ٹٹے کر رہے ہیں۔ مثلاً انہوں نے چاہا کہ مال بھی راضی رہے اور معذہ میں چاہے چھانہ ہا ہا اس کے لئے کہ اگر بشرطی سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ شبہ کے مال میں والدین کی اطاعت ہے یا نہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ سنت جو ہے بچہ ان سے سائل ہے کہ اگر محمد بن قحطل عیادانی سے جو یہ مسئلہ پوچھا تھا انہوں نے یہ فرمایا کہ والدین کی اطاعت کرنا چاہیئے۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا کہ یہ دو شخصوں کے قول میں چلے تو ٹٹے معذہ رہو پھر فرمایا کہ بہت بہتر جو دونوں باتوں کی مدد کر دو یعنی شبہ سے بھی احتراز کرو والدین کی بھی اطاعت ہو جاوے۔ مسئلہ جس شخص کے پاس مال حرام ہو تو اس پر نہ حج واجب ہے اور نہ افارہ مالی اس کو دینا چاہیئے اس سے نفس ہے و نفس پر نہ حج ہے نہ مالی افارہ، اسی طرح زکوٰۃ بھی اس پر واجب نہیں کیونکہ زکوٰۃ کے یہ معنی ہیں کہ مثلاً مال چاہیئے کہ تنہا مال واجب ہے کہ خواہ اس کے مالک کو پہنچا دے اگر جانتا ہو اور اگر مالک کو نہ جانتا ہو تو فقیہوں کو دے ڈالے میں تم صورت میں اگر آدمی کے پاس شبہ مال کہ مال مومن نے ہا احتمال بھی رہتا ہو تو اس مال کو اپنے پاس رکھے تو اس کی عفت کے احتمال سے حج اس پر واجب ہو جاوے گا اور بدون نفسی کے ساتھ نہ ہوگا اور اس صورت میں اس کی نفسی ثابت نہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَدِّ عَلَى النَّاسِ قِيمَ الْبَيْتِ مِنَ اسْتِطَاعِ الْيَدِ سَبِيلًا اور چونکہ صورت میں مال پر حرمت نفس غالب سے معلوم ہوتی ہے اس میں حاجت سے زائد مال کو تصدق کرنا واجب ہوتا ہے اس لیے کہ زکوٰۃ واجب اس پر بعد لائق اولی ہونا چاہیئے اور اگر کسی کفارہ دینا اس کو لازم آوے تو بردہ بھی آزاد کر دے اور روئے میں رہے تاکہ یقیناً کفارہ ادا ہو جاوے اور کچھ لوگوں نے دونوں باتیں کرنے کو اس پر واجب کہا ہے اور عین یہ کہتے ہیں کہ اس کو روئے سے رکھنے لازم ہیں کھانا کھانا یا بردہ آزاد کرنا لازم نہیں اس لیے کہ جیسی تو نذر کی چاہیئے وہ اس کو تامل نہیں۔ اور عین یہی کہتے ہیں کہ کھانا کھانا بھی کافی ہے اور ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ جس شبہ میں تم نے ٹکڑی ہے کہ اس سے متنازع ہو جب ہے اور اس کو اپنے قبضہ سے باہر کرنا لازم نہیں و جبکہ احتمال رست اس پر غالب ہے تو

تاکہ اگر عفت ہی سے لوگوں پر حج نہ رہے گھرہ جو کوئی پاوے اس کی طرف راہ دے۔



ایسے شہر میں تو روزوں اور کھانا کھانے میں قبح کر کے روزے تو اس لیے کہ وہ شخص نفیس کے حکم میں ہے اور کھانا کھانا  
 اس وجہ سے کہ اس پر سب کا تصدیق کرنا واجب ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ مال اس کا ہو تو کفارہ لازم ہونا چاہیے  
 مسئلہ جس شخص کے پاس مال حرام ہو اور اس کو اپنی حاجت کے لیے روک رکھا ہو و اگر نفس چاہے تو یہ  
 دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ پیادہ پا جاتا ہے تب تو کچھ مضائقہ نہیں اس لیے کہ وہ اس مال کو بے عبادت بھی کھاتا ہے تو عبادت  
 میں کھانا اولیٰ ہے اور اگر پیادہ نہیں چل سکتا سواری کا محتاج ہے تو ایسی حاجت کے لیے اس مال میں سے لینا جائز نہیں  
 جیسے کوئی شخص شہر میں رہ کر اگر محتاجت عیال اور حقوق مالیک کی بجا آوری میں تنگ دست ہو تو اس کو سواری کا خریدا جائز  
 نہیں اور اگر اس شخص کو یہ توقع ہو کہ اگر پیادے سے قیام کروں گا تو مال بدل میسر ہو جائے گا حتیٰ کہ اقلیہ پھر حرام کی حاجت  
 نہ رہے گی تو مال حرام کے کر پیادہ چلے کو جانے سے بہتر ہے کہ مال کی توقع میں کھانا کھائے جس شخص چاہے واجب  
 کے لیے ایسا مال لے کر جائز ہے جس میں شبہ ہو تو یہ کوشش کرے کہ غذا مال طیب سے کھائے اور اگر تمام سترہ میں  
 نہ ہو سکے تو جب سے حرام یا نہ ہو اس وقت سے بدل ہونے تک غذا اسے طیب کی فکر کیے اور اگر یہ بھی نہ ہو  
 سکے تو اتنا ہی کرے کہ عتہ کے روز خدا کے تالی کے سامنے کھڑا ہوتا اور دعا مانگتی ایسی طرح نہ ہو کہ غذا ایسی حرام ہو اور  
 لباس بھی حرام ہو کہ یہ کوشش کرے کہ اس دن نہ اس کے متعلق حرام ہو اور نہ بدن پر۔ اس لیے کہ اگرچہ ہم نے  
 مال شکیہ کو حاجت کے لیے جائز کر دیا ہے تاہم وہ چار ضرورتوں کے لیے ہے جس میں سے یہ نہیں کہ وہ مال شکیہ  
 ہو۔ نہ اگر یہ نہیں نہ ہو تو اپنے دل میں خوف اور غم اس بات کا رکھ کر جو مال طیب نہیں اس کو میں منکر اور  
 بیجوری سے کھاتا ہوں شاید اس خوف و غم سے اس کو مال طیب قرار دے دے اور نہ کوئی حرام کر دے جس کے  
 حضرت امام احمد سے ایک شخص نے یہ مسئلہ پوچھا کہ میرا بپا مر گیا اور اس نے مال چھوڑا ہے اور وہ ایسے لوگوں سے  
 مساکین کرتا تھا تو میں نے یہ مسئلہ کھینچ کر دیا ہے تو اب میں کیا کروں؟ پس فرمایا کہ اس قدر اس کو نفی ہوا ہو  
 اس کو چھوڑ دے اور باقی رہنے والے سے اس کے لئے ہرگز کیا کہ اس کا کچھ تو قریبیوں کے لئے دے دے اور کچھ جو سیرت میں  
 فتنہ سے بچنے کے لیے فرمایا کہ جس قدر دھرم کا ادا کرے اور اس کا لینا وصول کرے۔ اس نے پوچھا کہ آپ اس کو کب دیتے  
 ہیں آپ نے فرمایا کہ تو اس کی مرضی یہ ہے کہ وہ اپنے قریبیوں میں بھینسا رہے اور یہ جواب امام نے درست ہے  
 اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی سے عتہ یا حرام کو نکال ڈالنا ان کے نزدیک درست ہے کہ یہ فرمایا کہ خدا  
 نفی کو نکال ڈال اور یہ کہ اس مال کی چیزیں آپ کے نزدیک پاک پاک ہو گئیں اس وجہ سے کہ عبادت میں  
 جو اس نے ان یا عتہ دیا اور عتہ بہت سے ہوتے وروپس کرنا اس مال کو دشواری تو قابل اور عتہ کی  
 ظہر پر وہ اس شخص کی پاک نہیں کہ وروپس کے پاس اس کی چیز گئی اور اس کے پاس وروپس کی آگئی اور قریبی  
 ادا کرنے میں انہوں نے اس بات پر اعتنا کیا کہ قریبی لیتے ہیں شہر کے سبب سے اس کو ترک کرنا نہیں چاہیے۔



## باب نول فصل ثنابی العمامات اور فرائض حلال و حرام کی تفصیل

واجب ہو کہ جو شخص بادشاہ سے کوئی مال لے اس کو دو باتیں دینی ضرور ہیں اول یہ کہ وہ مال بادشاہ کے پاس اس آمدنی کے لئے آیا، دوسرے اپنی مصفت کہ جس سے کہ مستحق مال کے لینے کا ہو ورنہ یہ جو مقدار لیتا ہے اس کو لینا اپنے مال اور دوسرے اپنے جیسے مستحقوں کے مال کے دیکھنا جو اسے تو اسی مقدار کا خود مستحق سمجھتا ہے اس فصل کو دو بیانوں میں لکھتے ہیں:

ثنابی کوئی مال لے کر زمین یا وراثت کو یا بل زراعت کرنے کے ہو جو مال کہ بادشاہ کو مال ہے اور رعیت زمینیں شریک ہے وہ دو قسم پر ہے اول قسم وہ ہے جو کنہ سے لیا جاوے جیسے فیضت جو مڑانی جھٹنے سے ہونے لگے اور فٹے جو بدوان مڑانی ہاتھ لگے اور جزیہ اور صلح کے اموال جو شرائط کے بموجب لینے جاتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے جو مسلمانوں سے بادشاہ کے ہاتھ لگے اس قسم کی آمدنی سے صرف وراج کے مال اس کو مال ہیں اول وہ میراث یا مال جس کا کوئی وارث نہ ٹھہرے، دوم وقف کا مال جس کا کوئی متولی نہ ہو اور صدقات تو اس زمانہ میں لینے نہیں جاتے کہ ان کا مال لکھا جاوے اور ان مالوں کے سوا جتنے خرچ یا ڈانڈ کہ مسلمانوں سے لینے جاتے ہیں اور مال رشوت سب کے سب حرام ہیں، پس اگر بادشاہ کسی فقیہ وغیرہ کے لئے کوئی جائیداد یا انعام یا خدمت لکھے تو اگر مال سے بنالی نہیں یا تو جزیہ کی آمدنی پر لکھے یا مال وراثتی میراث پر یا اوقاف پر یا اپنی ملک پر جس کو قبول نہ کرے یا اس سے یا اپنی زمین پر یا اس مال پر جو مسلمانوں سے خراج لیتا ہے یا کسی سود لے پر یا خراج تو اس پر یا اس پر ایک مال سننا یا جیسے اول جزیہ سے جس کے چار قسم مسلمانوں کی ملکوں کے لئے ہیں اور ایک قسم مسلمانوں کے عینہ کے واسطے تو اگر بادشاہ ان اعداد کے جس پر لکھے یا ان چار قسموں پر لکھے گا یا ان کو اس میں مسلمانوں کی بہتری کے واسطے یا انعام میں بھی حقیقہ میں ہو لی تو وہ مال حلال ہے اس شرط سے کہ جزیہ بوجہ شہر یا مقدار کیا ہو یعنی کسی ایک دینار یا چار دینار سالانہ سے زیادہ نہ ہو۔ کیونکہ مقدار جزیہ میں اختلاف ہے اور بادشاہ کو یہ ہے کہ اختلافی صورت میں جس قول پر چاہے عمل کرے اور ایک شرط یہ ہے کہ جس ذمی سے جزیہ لیا جاتا ہے وہ ایسا پیشہ اپنی لگائی نہ رکھتا ہو جس کی حرمت یقینی ہو مثلاً بادشاہ کی لگائی نہ ہو اور نہ شراب پیچھا ہو اور ایک یہ کہ اگر لگائی نہ ہو اس لئے کہ ان دونوں پر جزیہ نہیں ہے تو جزیہ کے قدر مواتے اور مقدار جزیہ میں اور جس کو وہ دیا جاوے اس کی مصفت میں اور جس قدر کہ دیا جاوے اس مقدار میں ان باتوں کا لحاظ ہونا چاہیئے اس لئے کہ سب باتوں کی بحث و سبب سے دو قسم سے میراث اور مال وراثت ہیں وہ ہیں مسلمانوں کی بہتری کے لئے یہی بات ہے کہ تو یہ دیکھا جائے کہ جس شخص نے وہ مال پیچھا ہے اس کا سبب مال تر م قیام کمتر اور ان کا کوئی حصہ نہ ہے بلکہ اگر جزیہ نہ تھا تو سب یہ دیکھا جائے کہ جس شخص کو دیا جاتا ہے اس کے رتبہ میں کوئی بہتری ہے یا نہیں اگر کہ بہتری ہے قیام کے وقف کا مال ہے تو باقی میں مالوں کے قابل دیکھنے کے ہیں وہ مال وقت میں بھی



مذکور ہیں اور پابیات میں درزیہ دھبے نہ وقف کرنے والے کی شرع کو بھی دیکھنا چاہیے تاکہ جو چیز بادشاہ دین ہے وہ بموجب وقف کی شرط کے ہو سر مو فرق نہ رکھتی ہو چھوٹے و بڑے بادشاہ نے اس کو قابل نہ سمجھا یہ ہو اور اس میں کوئی شرط معتبر نہیں اس لیے کہ بادشاہ کو اختیار ہے کہ اپنے ملک میں جس کو چاہے جس قدر حق رکھ دے۔ ہاں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ بادشاہ نے جو زمین کو کھلیا ہے تو مزدوروں کو زبردستی پکڑ لیا تو وہ یا ان کی مزدور کی مال نہ رہے دی گولی کیونکہ زمین کو قابل نہ سمجھا کہ بادشاہ تو وہ نہیں سید کا یہ مزدور اور نہ دل کا ہونا اور نہ ہاں بنا۔ اور زمین ہاں یہ کرنا یہ سب باتیں مزدوروں کے متعلق ہیں پس اگر ان سے زبردستی بیٹائی ہوں تو بادشاہ اس زمین ہاں ملک نہیں ہوا اور وہ حرم سے درگاہ مزدوروں کو جرت دی اور ہاں حرم سے دکانی ہو تو اس وقت میں مشیہ سے جس پر حکم ہے شرع کرتے ہیں کہ تو میں میں کرست کے ہو جانے سے ہاں مشیہ ہو جاتا ہے یا چھوٹے ہاں نہ شرعی حد فی یعنی زمین خود معت کے پارت اور گھوڑ وغیرہ تو یہ بادشاہ کی ملک ہیں اور اس کو تصرف کرنے کا اختیار ہے لیکن اگر ان کے درمیان ہاں است دکرے گا یا مشیہ سے تو ایک صورت میں حرم ہوں کے ہاں ایک مشیہ ورنہ کی تفصیل ہے نہ چھوٹے چھوٹے یہ صورت سے کہ مسلمانوں سے جو خراج لینے پر داخل ہو یا جو مال غنیمت اور فائدہ کو جمع کرتا ہو اس کے نام نہ دے تو یہ ہاں حرم منقول ہے کچھ مشیہ اس میں نہیں اور اکثر حاکمیں اس زمانہ میں یہی کرتی ہیں مگر عرق کی زمینیں اسی نہیں البتہ کہ وہ ہاں شافعی کے نزدیک مسلمانوں کی بہتری ہی کے لیے وقف میں ہوا تو یہ یہ کہ یہ سوداگر کے نام کے ہو خود بادشاہ سے ہوا کرتا ہے وہ کسی دوسرے سے ہوا نہ کرتا تو تب اس کا ہاں یہاں جیسے تزار بادشاہ ہی کا ہاں ہے اور اگر دوسروں سے ہوا نہ کرتا ہے تو جو کچھ بادشاہ کے ہاں کے بموجب دیا وہ بادشاہ پر ہوا اور اس کا غرض حرم سے وصول کیے ہاں تو اس صورت میں بعض کے اندر غفلت پڑے ہاں اور ہم نفس حرم ہاں حکم پہلے کہ چھوٹے میں آگاہ ہیں یہ کہ غرض ان خاص پر لکھے یا ایسے عامل پر جس کے پاس حلال و حرام جمع ہوتا ہو پس اگر بادشاہ کی گارڈی بجز حرام کے اور کچھ نہ ہو تو قطعاً حرام ہوگا اور اگر یقیناً معلوم ہو کہ مشیہ ان میں حلال و حرام دونوں ہیں اور احتمال قریب یہ ہو کہ جو کچھ عامل مذکور کو دیتا ہے وہ بعینہ حلال سے ہاں میں ہی یہ احتمال چھٹا ہو اور احتمال یہ بھی ہو کہ ہاں حرم ہو کیونکہ ان دونوں میں تو موال مسلمانین کثر حرم ہی ہیں اور ہاں حلال ان کے پاس تا یا سب یا کیا ب ہے تو اس صورت میں لوگوں کو خوف ہے بعض کا قول تو یہ ہے کہ جس چیز پر مجھ کو یقین نہ ہو کہ یہ حرم سے تو میں اس کو نہ منقذ ہوں اور کچھ یہ فرماتے ہیں کہ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ چیز مذکور حلال ہے تب تک اس کا بینہ چاہیے اس لیے کہ شبہ کبھی حلال نہیں ہوتا اور یہ دونوں قول حد اعتدال سے بڑھے ہوئے ہیں اور قول اعتدال میں وہی ہے جو ہم نے لکھا ہے کہ اگر اغلب حرم سے تو حرم ہے اور اگر حلال غالب غالب ہے اور حرام مونسے ہاں یقین سے تو محل توقف ہے جیسے کہ بیشتر گزرا ہے اور جو بک امول مسلمانین کا لینا جائز کہتے ہیں اس صورت میں کہ ان کے مال میں حلال و حرام دونوں ہیں درجہ چیز جاتی ہے خود اس کی حرمت جینہ ثابت نہ ہو تو وہ اپنے قول کی دلیل میں کہتے ہیں کہ صحت میں سے بہت سے میں تمہوں نے زمانہ فی میں دیکھا اور



ن سے مال سیبہ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ اور ابو سعید خدریؓ و زید بن ثابتؓ و یوسف انصاریؓ و  
 حمزہ بن عبدالمطلبؓ اور ابوبکرؓ اور نس بن مالکؓ اور مسور بن مخزومہؓ اور بن عمرؓ اور ابن عباسؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ چنانچہ  
 حضرت ابوہریرہؓ اور ابو سعیدؓ نے مرثان بن حاکمؓ اور زید بن عبدالمطلبؓ سے مال لیا ہے اور حضرت بن عمرؓ اور بن عباسؓ  
 نے توح بن یوسفؓ سے لیا ہے اور بہت سے تابعین نے لیا ہے جیسے شعبیؓ اور ابراہیمؓ اور حسن البصریؓ و ابن ابی  
 یزیدؓ۔ و حضرت امام شافعیؒ نے بارون رشید سے ایک دفعہ میں ہزار دینار لیے تھے اور امام مالکؒ سے خلق و سے بہت  
 سے مال لیے ہیں اور حضرت علیؒ فرماتے ہیں کہ جو بادشاہ تجھ کو دے اس کو قبول کر کہ وہ تجھ کو حلال ہی سے دیتا ہے  
 و جو تجھ سے کو حرام سے ملتا ہے وہی زیادہ ہوتا ہے و جن لوگوں نے عسکے سے لیا ہے ان کا کیا ہے تو ان کا ترک  
 براہ و رستہ تھا اور اس کو اس خوف سے کہ کہیں ایسی چیز نہ آجے و سے جو حلال نہ ہو اور باعث خرابی دین ہو۔ دیکھو  
 حضرت ابوذر غفاریؓ نے احنف بن قیسؓ کو فرمایا کہ عطا اس وقت تک لو کہ بہ طیب خاطر ہو اور جب تمہارے دین  
 کا مال ہو حرام سے تو ترک کر دو اور حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جب ہم کو کوئی عطا دیتا ہے تو قبول کر لیتے ہیں۔ اور  
 نہیں دیتا تو سوال نہیں کرتے۔ اور حضرت سعید بن مسیبؓ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہؓ ان  
 کو پوچھتے تھے تو غلاموں سے کہتے تھے کہ ان کو کچھ مانہ کہتے تھے و شعبیؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل  
 ہیں کہ جب عطا لینے والے ہمیشہ عطا میں کے یہاں تک کہ ان کو دوزخ میں داخل کرے یعنی موتے موتے رہ رہتے ہیں  
 کے نہ یہ عطا فی غلہ کر رہے۔ اور نافع حضرت بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مختار بن کعبؓ میں میں جیسا کرتا تھا  
 آپؐ کو قبول کر لیتے تھے پھر فرماتے تھے کہ میں کسی سے سوال نہیں کرتا اور جو چیز مجھ کو عطا کرنے والی ہے وہی میں کو پیشہ کرتا  
 نہیں۔ و اس نے ایک بار آپؐ کو ایک ساندھنی بھیجی تھی اس کو آپؐ نے لے لیا اور وہ مختار بن کعبؓ کے نام سے  
 مشہور تھی۔ اور اس روایت کی معارض وہ روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے سوا کوئی نہ دیا  
 نہیں یا چیز مختار کے ہر کے و روایت واپس کرنے کی زیادہ ثابت ہے یہ نسبت قبول ہر کے۔ اور نافع سے  
 یہ بھی مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے حضرت بن عمرؓ کے پاس ساندھ ہزار و ہر بھیجے آپؐ نے ان کو اس وقت تسلیم کر دیا چہ  
 جو آپؐ سے مانگے یا تو آپؐ نے جو لوگوں کو دیا تھا کسی سے قرض کے کہ اس میں مانگ لیا۔ و جب حضرت امام حسنؓ امیر  
 معاویہؓ کے پاس شریف رہے تو امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میں آپؐ کو پیش کش کرتا ہوں کہ آپؐ سے پیشتر ہم نے نہ  
 کوئی عطا کو دیا اور نہ آگے کو کسی کو دیا۔ چہ چار لکھ و ہر پیش کش کیے آپؐ نے ان کو لے لیا۔ و حبیب بن ابی  
 ثابتؓ سے مروی ہے کہ میں نے مختار کا جاترہ حضرت بن عمرؓ اور ابن عباسؓ کے واسطے دیکھا ہے دونوں صاحبوں نے  
 اس کو قبول کر لیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مال غنہ اور کپڑا تھا۔ و نہ ہر بن عدیؓ سے مروی ہے  
 کہ انہوں نے کہا کہ حضرت سلمانؓ کی رشتہ ہے کہ جب تیر کوئی دوست عامل یا تاجر تو نہ تم سب بلکہ ہر وہ  
 تاجر کو جس نے وغیرہ کی دعوت کرے یا کوئی چیز دینے سے تو قبول کرے کہ جانتے ہو اور عیب ہے و نہ اور وہاں  
 اس کے ذمہ ہے و جب سود لینے والے کے باب میں قبول نہایت ہو تو نہ کوئی نہ کوئی میں کہہ دینا چاہیے دونوں



کا حال ایک ہی تھا ہے۔ درحقیقت نام مجبور، دق اپنے باپ سے روی ہیں کہ حضرت، احسن در تہمیں ہیں۔  
 مسرور میرزا دیکھ کے ہاتھ سے قبول کر لیا کرتے تھے اور عید بن جبرائیل تھے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر کے پاس گئے تب  
 فرات کے متصل جانب کے شتر متفرق ہو گئے تھے آپ نے کھنڈ لینے والوں کے پاس دیکھی تھیں کہ جو کچھ مہر کے پاس سے  
 اٹھیں گے کچھ نہ کوئی لاد لے گا وہ انہوں نے کھانا بیچ دیا آپ نے اس کو کھایا اور مہر نے بھی آپ کے ساتھ کھایا۔  
 بعد میں زبیر از دی کہتے ہیں کہ میرا باپ حوٹ میں داخل تھا اس وقت ابراہیم غفاری کے پاس اسے غلوں نے کچھ  
 پیش کش کی آپ نے قبول کر لیا۔ اور حضرت ابراہیم غفاری فرماتے ہیں کہ حوٹوں کے ساتھ تڑپنے کا کچھ حقائق نہیں کیونکہ  
 وہ نعمت کے کھاتے ہیں وہ ان کے بیت مال میں خبیث اور حبیب سب طرح کا مال ہوتا ہے تو جو کچھ ہم کو دیں گے  
 وہ اپنے طبیب مال میں سے دیں گے۔ تو دیکھو کہ ان سب باتوں نے وہ بادشاہوں کے ہاتھ سے بے رحمانہ جو کوئی  
 صاحبین کی امانت خدا سے تعین کی معیت میں کرتا تھا یہ سب میں بڑا کتنے تھے اور سب مال سے جس نے ہاتھ  
 عطا یا کو نہیں لیا ان کا نہ لینا حرمت پر نہیں بلکہ ورع کی راہ سے نہیں لیا۔ جیسے خاندان شہزادوں اور بزرگ  
 غفاری و دوسرے زائد کردہ اپنے زبیر کے باعث مال متعلق بھی نہیں دیتے تھے اور جس مال سے کسی ممنوعان  
 نوبت پہنچانے کا خوف تھا اس کو ورع و تقویٰ کی حجت سے نہ دیتے تھے پس ان لوگوں کے لینے سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ موالہ صاحبین کا بیجا ہاتھ سے و حضرت سعید بن مسیب سے جو منقول ہے کہ انہوں نے اپنی عطا بیت مال میں  
 پھونڈ دی یہاں تک کہ کئی دہائیوں بزرگ جمع ہو گئے در حضرت حسن بن علی سے جو ان کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے ان  
 کے پانی سے وضو نہیں کرتا تھا گو نماز کا وقت تک ہو جاوے کیونکہ مجھ کو اصل مال کی خبر نہیں تو یہ سب ورع کے قول  
 ہیں در تمام اس کے مندر نہیں لیا کہ واقع میں بہت خوب ہے بہ نسبت نہ کرنے کے لیکن وہ مال میں یہ ہے کہ کوئی  
 ان کا اتباع ورع میں نہ کرے اور مال صدقانی لبو سے تو حرم نہیں ہے بلکہ ہاتھ سے یہ تقریر ہے ان لوگوں کا جو مہر  
 سے مال بینہ درست کہتے ہیں اور اس تقریر کا جواب یہ ہے کہ جن باتوں سے لینا منقول ہے وہ بہت کم ہے بہ نسبت ان  
 روایت کے جو ان کے انکار اور پس کرنے میں مروی ہیں اور اگر نہ لینے میں صرف احتمال ورع کے ہوتے ہوں تو  
 لینے میں تین احتمال مختلف درجوں کے آسکتے ہیں اسباب ورع کے تفاوت کے کیونکہ میں جن کے حق میں ورع کے جب  
 درجے ہیں اور جب اول یہ ہے کہ ان میں سے کچھ نہ ہے جیسا سلف کے ورع والوں نے کیا ہے اور ہمیشہ نشانہ  
 راہدین کیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو کچھ بیت مال میں سے بیعت میں سب سے سب کر کے جمع  
 کر دیا تو چھ بزرگوں نے وہ چھ ہزار آپ نے بیت مال میں دلوادیتے۔ اور ایک بہ حضرت عمرؓ فریق بیت مال  
 کا مال تسلیم کر کے ان کی ایک روٹی کی و مال میں سے ایک درم ڈھپا آپ اس کے پکڑنے والی طرح لے لے  
 کہ پادشاه کے ایک شہزادہ پر سے تریخی و روئے روٹی ہوتی تھی گھر میں چلی گئی در درم کو اپنے منہ میں رکھ لیا آپ نے  
 انکی اس کے منہ میں ڈال کر وہ درم نکل پیا اور کہ خرچ میں ڈال دیا اور فرمایا کہ ابو عمر کو ورع میں کوئی حرج نہ  
 میں ہیں سے تہہ جو ورع دور در تہہ دیکھ کے مسلمانوں کو ہے۔ اور مذمت جو موہنی شری نے بیت مال میں تہہ و دی در







ابن عمر کے پاس جمع تھے جس وقت کہ وہ بیدار تھے وہ اپنے حال بولنے اور خدا سے تعالیٰ کے نزدیک ہونے سے ڈرتے تھے نووں نے ان سے کہا کہ تم کو توقع ہے کہ تم سے حق میں بہتر ہو اس لیے کہ تم نے کئی کئی کھڑے اور بیوں کے قبول کو پانی پوچھا اور ایسا کیا اور ایسا کیا۔ حضرت بن عمر نے چپے اٹھائے۔ ابن عمر نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ باتیں اس وقت ہیں کہ کوئی اچھی ہو اور خیر چاہی اچھی طرح کیا ہو اور سب تمہارا کہتے ہیں کہ وہ دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ نے یوں فرمایا کہ غنیمت چیز گن ہوں کہ غنیمت نہیں ہو سکتی اور تمہارے کہہ رہے ہو۔ میرے گمان میں تم نے اس میں سے بڑی سی کمائی ہے ابن عمر نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ میرے لیے دعا کیجئے آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ یقیناً اللہ صوفی بقیہ صوفیوں کا صدقہ من غنول اور تم بھرہ کی حکومت رکھتے تھے۔ ان میں یہ کہ حضرت بن عمرؓ قول یہ اس میں تھا کہ جس کو بن عمر نے خیرت میں صرف کیا تھا۔ اور یہ بھی حضرت بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حجاج بن یوسف کے وقت میں آپ نے فرمایا کہ جب سے دار الخلافہ لڑا ہے میں نے آج تک شکم سیر نہ کرکھا نا نہیں کھایا اور حضرت علیؑ مرقی سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک برتن نہ بھر میں کچھ ستوتے تھے جن میں سے آپ پی لیا کرتے تھے کسی نے آپ سے کہا کہ آپ اس کو باقی میں ہو کر سربہر رکھتے ہیں یہاں تو کھانا بہت ہے یعنی کوئی اس کو کیوں سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اس پر ہر شے نہیں کرتا کہ اس سے دوسروں کے ساتھ بخل منسوب ہو مگر مجھ کو یہ بڑا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی چیز ملادی جاسے جو اس میں کوئی نہ ہو۔ اور یہ بھی بڑا جانتا ہوں کہ میرے پیٹ میں غیر ضعیف چیز داخل ہو۔ غرض ان کو برس سے یہ اقوال و عادت مشہور ہیں اور حضرت بن عمرؓ کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی چیز آپ کو بھی معلوم ہوتی اس کو ہانک سے خارج کر دیتے۔ مثلاً بن عمرؓ نے آپ کے خدمت نافع کو تیس ہزار کے غنیمت مانگے آپ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ خوف ہے کہ کہیں ابن عمرؓ کے درمیان کوئی نفع نہ ہو کہ یہ نہ کرنا نفع کو آواز دے دیا اور حضرت بن عمرؓ نے فرماتے ہیں کہ تمہارے سے ایسا کوئی نہیں جس کو دنیا سے مال نہ کر دیا بجز ابن عمرؓ کے۔ انہیں دنیا سے تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ پر یہ جو کوئی ان کے مشن منسوب رکھتا ہے اس پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے کوئی مال بدوں اس کے بدل جانے سے لیا ہوگا۔ لیکن یہ ظہر یہ ہے کہ بادشاہ سے جو کچھ لیا ہے اس کو فقیہوں اور مستحقوں پر تقسیم کر دے باقی خالص جس مال کا مالک ہیں نہ ہو کہ شریعت اس میں یہی ہے تو جس صورت میں کہ بادشاہ ایسا ہو کہ اگر اس سے نہ لیا جاسے تو وہ خود تقسیم نہ کرے بلکہ اس مال سے کچھ پر استغناء کرے تو اس مال میں ہر بھی کہتے ہیں کہ مال کو اس سے لے کر بانٹ دینا اس سے چھپا ہے کہ اس کے ہاتھ میں رہنے دیا جاسے بعض علماء کی یہی رائے ہے اور اس کی وجہ آگے مذکور ہوئی۔ اور شریعت کا مینا سی پر عمل سے اور سی دیکھتے حضرت بن عمرؓ نے فرمایا کہ جو بادشاہی عفو کرے وہ جیتے ہیں اور پتی محبت حضرت بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کو شہرت تھی وہ دونوں کا قتل نہیں کرتے تھے اس لیے کہ حضرت بن عمرؓ نے جو کچھ لیا اس کو بانٹ دیا حتیٰ کہ صلہ مزید سے کہ دوسرے سے اس کے لیے اس مجلس میں قرض لیا اور حضرت عائشہؓ نے بھی ایسا ہی کیا اور جابر بن زبیر نے قیوں کے خیرت کو دیا اور فرمایا کہ ان سے لے کر بانٹ دینا مجھ کو اس سے چھپا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے

تا اللہ تعالیٰ ناز قبول نہیں کرتا۔ ان سے رت کے اور نہ خیانت کے مار سے صلہ قبول کرتا ہے۔ مسلم بروایت بن عمرؓ



قبضہ پر رہتے رہا اور حضرت امام شافعی نے جو بارہن رشید سے لیا تھا اس کو بھی چند ہی روز میں خیریت کر دیا تھا یہاں تک کہ بچے لیے ایک جہت تک نہیں رکھا تھا۔ چوتھا اور حمیرہ سے کہ نہ تو یہ ثابت ہو کر وہاں حلال ہے ورنہ کشتیہ کے لیے لیا ہے بڑا رکھنے کے لیے بیتا ہے مگر ایسے مسلمان سے بیتا ہے جس کا اکثر حلال ہے۔ اور چہرہ لکھنے کے۔ شہدین رضی اللہ عنہم کے بعد بھی زمانہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم تبعین کے خاندان میں طرح کے فتنے اور کثرت برسر تھا اور اس کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے، فرمایا کہ بادشاہ کو جو مال بتو حلال تھا ہے وہ کثرت اور اس کو عمار کی ایک جہت سے کثرت پر اعتماد کرنے سے جائز رکھا ہے اور ہم نے صرف وہ میں صورت میں عام دونوں کے میں توقفت کیا ہے جن کے مال بمنزہ محصور کے ہیں اور چونکہ وہاں مسلمان حد فصر سے خارج یا معلوم ہوتا ہے تو عیب نہیں کہ کسی بیتہ کا جہاں اسی حرف پہنچے جس چیز کے حرم ہونے کا علم نہ ہو اس کا بیجا جائز ہے بسبب غلبہ مال حلال کے۔ ورنہ نہ منع اس صورت میں کیا ہے۔ حرم زیادہ ہو پس بیتہ تم نے ان درجات کو سمجھ لیا تو معلوم کریں تو کہ جو یہ ہیں اور وہ بیتہ کا بادشاہوں کے میں زمانہ میں ولیے نہیں جیسے پہلے تھے ورنہ میں اور وہ دونوں قسم سے فرق ہے۔ وجہ اول ویسی کہ میں زمانہ میں مسلمانوں کے اموال باسکل خود کثرت رہیں اس لیے کہ حلال صرف صدقات اور فی و غنیمت کی مدد تھیں۔ ان میں سے کوئی بادشاہ کو نہیں آتی کہ ان کا وجود ہی نہیں رہا تو اب ان کا جہز یہ باقی رہا ورنہ ایسے تم سے لیا جاتا ہے کہ اس حد کے ساتھ میں ان کا لینا حلال نہیں اس لیے کہ مسلمان نہ تو مقصد بہ جہز یہ ہیں حدود شرع کا بخیر رکھتے ہیں ورنہ ذمیوں کے باب میں ورنہ ان کی شریعوں کو پورا کرتے ہیں ورنہ پورا یہ ہے کہ جو کہ فی ان مسلمانوں کے نرخ اور ذمہ و رشتوں سے ہوتی ہے اس کی نسبت کہ جہز یہ مول حلال بھی ہیں ہے اور دوسری وجہ یہ کہ پہلے زمانہ کے نادانانہ خاندانے مشرین کے زمانہ کے قریب تھے اپنے محرم کو جو جتنے تھے اور وہی بہ اور تابعین کی دہرائی کا شوق رکھتے تھے ورنہ اس بات سے کہ نہیں تھے کہ وہ لوگ ہماری عادت و جائز سے قبول کریں اور بدون ان کے اپنے و زمین کرنے کے ان کی خدمت میں بیجا دیا کرتے تھے اور ان کے قبول کرنے سے حسان مندر ہو کر خزانہ ہو کر تھے اور وہ لوگ مسلمانوں سے کہ تقسیم کر دیا کرتے تھے ورنہ مسلمانوں کی غرضوں کی ان غت نہ کرتے تھے نہ ان کی مجلسوں میں جاتے نہ ان کی مجلسیں بڑھاتے نہ ان کا باقی رہنا پسند کرتے بکرا باقی کے لیے دیا بد کرتے اور ان کے حق میں بکرا نہیں کہتے ان کی بڑیوں کو بڑھ جاتا ہے تو ان پر یہ خوف نہ تھا کہ جس قدر ان کو مسلمانوں سے دنیا ستانی اس قدر ان کے دین میں نقصان پڑے گا اور ان کو بھی مسلمانوں کا کچھ خوف نہ تھا اور سب تو یہ حال سے کہ مسلمانوں کا دل میں شوق کے دینے ہو پتا ہے جس سے توقع ہو ہمارے بچہ کی خدمت کرے گا ورنہ ہماری جماعت بڑھ دے گا ورنہ ہماری دہرائی سے اور ہماری مجلسوں میں شریک ہو کر باعث زینت ہوگا ورنہ ہمارے حق میں دانا اور تنہا مدد کرتا رہے گا ورنہ مسلمانوں کی طبیعت میں ہماری تحریف میں مبالغہ کرتا رہے گا پس اگر لینے والے ان سات ذمتوں کو اپنے دہر نہ لے یعنی ان کی ذمت مول ورنہ خدمت میں دونا تبصر سے دونا اور تنہا کہہنی چاہتے متعلقان کے وقت ان کے تنہا صدر میں مدد دانی ہونوں نہیں ورنہ مسلمانوں کے وقت ان کی جمیعت زیادہ کرنی چاہتے ان کی محبت و ان کے دشمنوں پر ان کی شرکت



کہانی ہر کرتا، ساتویں ان کے غلاموں اور بڑے کاموں کو چھپانا، تو یقیناً ہے کہ ساتویں ان کو ایک درم بھی نہ دیوں اور اگرچہ وہ اپنے وقت کا اہم مشاغل ہی ہو لیں ان وجوہات کی نظر سے اس زمانہ کے ساتویں سے ہاں حدال بھی ہوتا تو لینا درست نہ تھا تو جس صورت میں کہ معلوم ہے کہ ہاں ان حرام یا مشہوک ہے تب لینا اولیٰ نہ ہوتا ہوتا۔ جب جو کوئی ان کے مال پر جرئت کرے اور اپنے نفس کو کسی بابت یا بعین سے تشبیہ دلوے تو وہ فرشتوں پر بوردوں کو قیام کرتا ہے اور ان سے مال لینے میں ان سے منے کی حاجت ہوتی ہے اور ان کی پاسداری کرنی پڑتی ہے اور ان کو غلاموں کی خدمت اور ان کے سامنے خدمت اٹھانی پڑتی ہے اور ان کی تعریف کرنی اور ڈیرہ رسی پر حرام یا مشہوک کرنی پڑتی ہے اور یہ سب باتیں گناہ ہیں۔ چنانچہ فقہی فہم میں مذکور کریں گے۔ اور جبکہ بیان گذشتہ سے مدت ساتویں کی مدت معلوم ہو گئی کہ حدال سے ورفاں حرام ہے، سب اگر قرض کیا جاوے کہ کسی شخص کو حدال میں سے بقدر اس کے مستحق کے گھر پہنچانے یا کیا کرے اور کسی مال کی خوشامد و خدمت کی ضرورت نہ پڑے نہ ساتویں کی تعریف و تکریم کی نوبت ہے نہ ان کے صاحب میں موافقت ہو تو یہی صورت میں ان کا لینا حرام تو نہ ہوگا مگر کئی وجوہات سے کہ وہ حرام ہیں یا سب ن چھٹی فصل میں کیا جاوے گا۔

### مقدار و صفت

چونکہ بعض اموال ایسے ہیں کہ ان کے مستحق معین ہوتے ہیں جیسے ہاں وقف یا زکوٰۃ یا منس فنی یا منس غنیمت و بعض اموال ملک مملکت کے ہیں جیسے وہ زمین جس کو قابل زراعت کرے یا جو تیرہ اس کی زراعت ہو کہ ان میں بادشاہ کو اختیار ہے جس کو چاہے اور جس قدر چاہے وہ اسے ایسے ہی ہاں مال میں بخش دیتے ہیں جو مسلمانوں کی مسکنوں کے لیے ہوں جیسے چارٹس فنی کے اور میراثیں اور ثانی ہیں انوں مال کا دنیا نہیں دیا کو چاہے جن کے دینے میں حرام کی بہتری ہو یا جو شخص اس کی محتاج اور کی سستہ جز سے اور جو شخص تو نگر ہو اور اس کے دینے میں کسی طرح کی بہتری نہ ہو تو بہت مال کا مال اس کو نہ دینا چاہیے، سرخیز میں میں علماء کی اختلاف سے مراد یہی ہے کہ نہ دنیا چاہیے۔ ورنہ نہ غلام کے مال سے ایسا پایا جاتا ہے کہ بہت مال کے مال میں ہر مسلمان کا حق ہے جو ہر مسلمان کو ملنے اور جو عادت معلوم کے زیادہ کرتے کے لیے جو وجود اس کے مندرجہ ذیل سے سب مسلمانوں کو اس نتیجہ نہیں کیا کرتے تھے کہ انہیں کو دیتے تھے جن میں خاص منس غنیمت ہو کر تھی تھیں۔ جب یہ ثابت ہو تو معلوم ہو کہ جو شخص یہاں کام کرتا ہے کہ اس کا نفع مسلمانوں کو ہو، اور اگر وہ اس کام کو چھوڑ کر کوئی اور کام کرے تو اسے تو ایسے شخص کا حق بقدر کفایت بیت مال میں ہوگا۔ اس کا حکم ہاں اس سے کہ ہم علماء کا حق بیت مال میں ہے کہ بقدر کفایت ان کو ملے اور عوام سے ہاں اس کا نفع وہ معلوم ہیں جن سے زیادہ دنیا و دین کی بہتری ہو جیسے فقہ و حدیث و تفسیر اور قرأت میں یہاں تک کہ پڑھنے سے اور ذوق دینے والے بھی میں ہیں اور ان عوام کے مال تک کہ جو در نفع ہیں، کیونکہ اگر ان کو بقدر کفایت نہ ملے گا تو تحصیل نہ کر سکیں گے اور اس میں وہ مال جن و نفع ہیں جن کے عمل سے نفع دنیاوی و دنیوی ہیں جیسے فوج کے آدمی جو ملک کو توڑنے کے لیے یا غیوں و دغاؤں کے لیے و لوں اور بل عوام کے دشمنوں سے بچاتے ہیں اور اس میں صاحبان و رعایا تب ورتھوری و رتبہ و رتبہ کی ضرورت و فخر و خراج ہیں پڑنے



و آخر میں بشریکہ دفتر اموں حوالہ کا نمبر نمبر یہ ہاں مستحقوں کے دستہ ہوتا ہے اور محکمات یا متعلق بدین سے یا متعلق ہر نیا ہے۔ پس حکماء سے بدین کی حرمت ہے اور لشکر و اول سے دنیا کی حرمت، اور بدین و رکاب و قوم میں یہ نہیں کہ ایک دوسرے کی حرمت نہ ہو اور حب کے نمبر سے ہر چند کوئی امر بدینی متعلق نہیں مگر چونکہ اس پر حرمت جسم کی ہے اور بدین صحت کے لیے ہے تو اس علم والے کے لیے خود اور حکم جو ایسا ہی ہو کہ اس کی حرمت محکمات ہاں میں کہ مستی، زین، ہوتی ہے اس کے لیے رزق مہیت ہاں میں سے ہونا چاہیے تاکہ جو شخص بدین برت سے سے نہ کرنا چاہے کہ سکیں اور ان لوگوں میں حرمت نہ ہونا شرہ نہیں بلکہ تو ندری کے ہوتے ہوتے ہیں ان کو دینہ رستہ سے چنانچہ مختلف سے اشدین مہاجرین اور انصار کو دیا کہ تھے حال نہ حرمت سب کو نہ فنی و رزقینہ کی تھی کوئی مقدار معین نہیں بلکہ ہر ماہ کی رائے پر مختصر ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے اتنا دے کہ غنی کر دے چاہے اتنا رکھ دے کہ غنی کرے جیسی عورت وقت اور مال میں گنجشش ہو کر سکتا ہے چنانچہ حضرت مہم حسن ویدہ مہم نے امیر معاویہ سے ایک دفعہ میں چاہا کہ درم لیے تھے اور حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو بارہ ہزار درم عطا نہ دیا کرتے تھے اور حضرت عائشہؓ کو اسی فہرست میں کھد رکھا تھا درہ پچھ لوگوں کو دس ہزار اور پچھ کو چھ ہزار اور اسی طرح ہر ایک کے لیے مختلف مقدار حاصل یہ کہ بیت مال ان دیوں و حق سے نہ پختیم کیا جائے پہل تک کہ جو نہ رہے۔ اور اگر کسی شخص کو مال بہت دیا جائے تو پختیم نہ نہیں اسی طرح بدینہ اختیار ہے کہ اس مال میں سے خیریت و دل و شہوت اور نوم کے ساتھ مختص کرے کہ یہ مہر پہلے ہی موقوفہ مگر میں میں محاورہ محکمات ہر روز چاہیے اور حب بھی کوئی عالم شہام قوم کے ساتھ مختص ہوگا اور دوسرے شخصوں کو اس سے غلبہ ہوگی و یہ شوق پیر ہوگا کہ ہم بھی انہی کی طرح کریم ہو اور نہ محنت اور انصاف سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ چھ بات کی ترال ہو اور یہ سب باتیں سہانہ کے چھارے سے دلستہ ہیں اور نہ محکماتوں کے باب میں دو باتوں پر نظر چاہیے اول یہ کہ محکمات حکومت سے ہر طرف کے لیے قابل ہے تو وہ یہ معہول ہے بدین حب عزوں و چہر چاہیے و تحقیقت میں سہانہ میں نہیں تو اس کے پاس سے مال پنا کسب و رستہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ محکمات نام پنا مال سب مستحقوں کو دینا نہیں بلکہ ایک دو کو اس سے لینا کیت درست ہوگا۔ و چہ اس میں وہ ہے کہ ایک دو کو بقدر پختیم کے لینا درست ہے یا اس مال نہ لینا چاہیے یا اس کو اس سے لینا درست ہے پہلی صورت میں ہماری رائے سے کہ وہ شخص چنے لگی لینے سے منع نہ کیا جائے اس لیے رعایت میں صورت میں کہ صاحب شوق بقدر ہے اس با عرف و رزق و شوق ہوتا ہے اور نہ اس سے کوئی حکم مقرر کرے سے ایسا نسا و بر پا ہوتا ہے جس کی تاب نہ ہوتا اس محکمات کو رستہ دینا اور اس کی فراخ داری کرنی و سب ہو کر تہہ جیسے کہ ہماری محنت و حب جسے وہ میدان کی محنت کرنی و حب اور ان کی محنت سے باز رہنے کی ترک میں بہت سے کہ در ویدہ و اذین نہیں ہماری رائے سے کہ ہمیں خدا نسا

نہ پنا نہ بیت فنی مہم بدین بیت فنی و رزق و شوق ہوتا ہے اس با عرف و رزق و شوق ہوتا ہے اور نہ اس سے کوئی حکم مقرر کرے سے ایسا نسا و بر پا ہوتا ہے جس کی تاب نہ ہوتا اس محکمات کو رستہ دینا اور اس کی فراخ داری کرنی و سب ہو کر تہہ جیسے کہ ہماری محنت و حب جسے وہ میدان کی محنت کرنی و حب اور ان کی محنت سے باز رہنے کی ترک میں بہت سے کہ در ویدہ و اذین نہیں ہماری رائے سے کہ ہمیں خدا نسا



متعلق کوئی شخص حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہے وہ منافق ہے اور جن مسلمانوں نے خلیفہ سے عداوت کر لی ہے وہ بددین ہیں ان کی حکومت نافذ ہے اور اس باب میں جو مسودہ سے منقول ہے اس کو تم نے اپنی کتاب مستندہ میں بیان کیا ہے اور غلط یہ ہے کہ ہم مسلمانین میں صفات و شرور کا لکھنا اس لیے کرتے ہیں کہ اس میں تو نفع زیادتی مسحت کی ہے اور تم حکومتوں کو حاصل کھدیں تو سرے سے مصارع باطل ہوتے جاتے ہیں تو نفع کے سبب میں ہم اس میں دیکھتے ہیں بیشبیں بکرا اب تو حکومت شوکت کی نالیع سے شوکت دے رہے ہیں سے بیعت کر لیں وہی خلیفہ کے اور جس کی شوکت مستند ہو اور وہ ظہیر و مدد میں خلیفہ مصلح ہو تو وہی مسلمان نافذ حکم ہے اور حجت زمین میں قاضی دو اور نافذ حکم ہیں اس کی تحقیق تم نے رہا انتقاد فی اعتقاد میں احمد اقامت کے ذکر میں بھی ہے۔ اب یہاں کچھ کڑیوں کو مضمون میں رہتے باقی رہی دوسری بات کہ بادشاہ کی عطا چوڑا کہ ہر مستحق کو نام نہیں تو ایک شخص کو اس کا لینا جائز ہے یا نہیں تو اس میں سے کے چاروں نکات میں بعض نے نہایت مبغض کر کے یہ ہے کہ جو بچے کے سبب مسلمات میں شریک ہوئے وہ انہیں بچا کر یہ معلوم نہیں کہ حضرت مس ہ اس قدر میں سے ایک نرمد ہے یا زائد سے یا نہ اس لیے کہ بزرگ کرنا چاہیے کہ بچہ کو یہ کہتے ہیں کہ اس کو اس روز کی غذا کی مقدار لینا درست ہے اس لیے کہ حاجت کی صورت میں مسلمانوں پر اس قدر استحقاق ہے کہ جو حاصل ہے وہ بعض سے بفرمایا ہے کہ اس کو سال بھر کی غذا کا لینا جائز ہے کیونکہ سرور کی مقدار کفایت لینا مشرک سے اور اس میں اس کا حق لینا ثابت ہے تو اپنا حق کیسے چھوڑ دے۔ در کچھ کہتے ہیں کہ حضرت اس کو بڑے اتنا سے نمودرے گا تو با قبول پر رہے کہ در کچھ قیاس سے اس لیے کہ یہ مال مسلمانوں میں مشترک تو ہے نہیں جیسے غنیمت رنے والوں میں ہو تو بے در نہ یہ میر شمس کے در نہ کی ملک ہوئی ہے کہ اگر بالفرض وہ در ہوں اور نہ ہوں فقیر نہ ہو تو ان کے وراثت کے بموجب باندا و جب ہو بلکہ یہ حقوق مالی غیر معین ہے اور اس کا لینا قبضہ سے ہے اس کو مستندات کا سال ہو کہ جب مستندہ میں سے فقیروں کو ان کا حق دیا جاتا ہے تب ان کی ملک ہو جاتا ہے اور مال مال فقیر سے اور مستندات میں سے مساکین و مسافروں و قرضداروں وغیرہ کو نہ دے گا و ان ایک شخص کو فقیر کو دیکھ کر یہ نہ ہو کہ فقیر ملک کے مال سے اس قدر کہ مال نہ ہو بلکہ یہ اس صورت میں سے کہ ہر شخص کو مال مال ہو نہیں کرتا بلکہ اس قدر دیتا ہے کہ اگر وہ وروں کو بھی دیتا اور ان کی نسبت کر کے اس کو زیادہ دیتا تو اس کو بینہ درست ہو تا کیونکہ میں میں کسی بیشی درست ہے چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے سب کو برابر دیا اور حضرت عمرؓ نے سب سے غفلت کیا کہ ان کی نفسیات لہر تھائی کے نزدیک ثابت سے اور دینا بقدر اقداریت ہی سے اور جب تہذیب و تمدن سے تو کسی بیشی کو حضرت عائشہؓ کے لیے بارہ ہزار اور حضرت زینبؓ کے لیے دس ہزار اور حضرت جویزہؓ کے لیے چھ ہزار دہ تھے کسی حضرت صفیہؓ کے لیے مقرر فرمائے اور ایک جاہل حضرت علیؓ کے لیے تہہ کر دی اور حضرت عثمانؓ کے لیے چھ ہزار

۱۰۰ روزانہ مال اس میں سے کہ یہ بزرگ تو حضرت عمرؓ کے سوا ہر شخص کو دینا چاہیے یا جتنی ان کی نسبت زیادہ ہو جائے تو حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ میں روزانہ حضرت سے دو ہزار دینا چاہتا ہوں اور دینا تو فقیر کو دینا چاہیے جو اس کے مال سے زیادہ دے گا سید صدیقؓ رحمہ اللہ















































یہاں حد تک سے یہ مسئلہ رہتا ہے جس سے آگے نہیں نکل سکتے اب تم بہت جلد اس حد تک پہنچا چاہتے ہو اور غنیمت  
وہاں تک کہ کوئی چیز نہ رہے اور پھر وہاں سے راستہ مسبب نہ ہو اور جس کی حرکت ہم نہ پا سکیں گے وہ باقی ہے اور ہر  
اعمال کیلئے ہوں گے تو جو چیز چھوٹی ہوئی اور گہرے ہوں گے تو جو چیز بڑی ہوئی وغیرہ عمارت آخرت کا جہان سدھیں گے  
پاس اس طرح پہنچا کر دنیا اس طرح جاتے ہیں کہ ان کے دلوں میں اقرب و بعید کی طرح ان کو طرح طرح کی اجازتیں  
ہیں اور یہ ایک چیز ہے اور بنی آدم کے لئے جو ان کے مشابہ کے موافق پڑیں سو جانتے ہیں۔ اور اگر جس قسم کی باتیں ہم نے  
تجربہ ہیں وہاں کے مشابہ میں کہتے ہیں تو ان سے غرض یہ کہ نہیں ہوتی بلکہ یہ اور قبول سدھیں گے انصاف میں منسلک  
کرنا قطعاً درست ہے اور اس میں دوسرے کے ہیں جن میں احمق بہت ہو جاتے ہیں۔ اول یہ کہ یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم  
مشتاق و مدعا ہیں کسی بات سے یہ کہہ کر غنیمت ان کی صورت کریں اور غالباً جی میں یہ بات نہیں ہوتی۔ مگر خود  
ان کو کوئی باعث صحت اس کا مدعا نہیں ہوتا وہ باعث غنیمت شہرت کی ہوتی ہے۔ اور یہ کہ میں غنیمت ان کو پہنچانے والے  
اور غرض اس طرح کے پتہ ہونے کی بدست یہ کہہ کر دوسرے شخص عالم اس دنیا کا متفضل ہو اور اس دنیا میں قبول ہو کر  
اس طرح ان کے ہر مسئلہ کو چاہیے کہ اس سے خوش ہو اور شکر خانی کا شکر کرے کہ میں ہم میں درپے تھا اس کو  
البتہ کہ اس سے دوسرے کے ہفتہ سے سراسر انجام کر دیا۔ اور میری سہولیت تو یہ ہے کہ کسی شخص پر واجب ہو کر ایک  
ملاقات نہ رہے رفتہ رفتہ کر کے اس صورت میں کہ دوسرے شیبہ کوئی اس خدمت و خدمت سے بیوسے تو بہت شیبہ کو  
تو بہت خوشی ہوئی رہی۔ اگر اپنے دل میں اپنے دماغ کو دوسرے دماغ پر ترجیح دیتا ہو کہ میں کو دیکھوں تو غرض اس  
میں حوصلہ نہیں ہے۔ اور جو صاحب ہے دوسرے یہ کہ میں اس شیبہ جاتا ہوں کہ کسی مسلمان پر سے قسم  
واقع کر دیاں تو یہ بھی دیکھو کہ اس کا تقاضا ہے۔ اور اس کی کموتی بھی نہ ہو بلکہ جو اپنے ہر گز کوئی اور حکمہ سدھیں گے پاس جہان  
حرکت نہ ہو تو ان کے رہا ہو چہرہ مسائل کہتے ہیں جن سے غنیمت سدھیں۔ اور ان کے دل کے لیتے ہیں جو بات عارف  
ہو گئے ہیں ان کی باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ جب مسلمان نہ ہو کوئی مال فقیہوں کے دینے کے لیے جیتے تو دوسرے  
شعبہ کی بات تو اس کا کوئی ایک معین ہوگا۔ اس صورت میں تو اس کا لینا تم کو ہوا نہیں۔ کوئی مال معین نہ ہوگا۔ ہر  
مال کا یہ ہو کہ اس کا لینا مساکین پر ہو جب بینہ شدہ و شیبہ ہو تو تم کو ہوا ہے کہ اس کو سے روکنا  
کے لئے جو لوگوں کو دیکھو کہ ان کے لئے ہر مسئلہ میں سے اس کے لئے ہیں تو اب بہتر صورت کو دیتا ہے جیسے  
اس سے تم کو دیاں کہ اگر تم میں غنیمت سے ہوتے ہیں تو اس سے تنق میں بہتر ہے۔ اول مسئلہ یہ کہ یہ مسئلہ  
تو اس سے لینے کے لئے ہمارے دل شیبہ ہے کہ شیبہ نہ ہوتا تو تم اس کے لیے ہاتھ نہ بڑھاتے یہ پتی تھوہیں میں نہ  
کر سکتے ہیں کہ میں ہی تو ہوں۔ مسئلہ تو اس مسئلہ کو کہ غنیمت کے لینا بہتر ہے کہ اس کے لینے کے لئے  
ہوئی وہ اس کے لئے کوئی بدست نہ ہو کہ اس کے لئے یہ جرات ہوگی۔ دوسرے یہ کہ دوسرے کے لئے ہو جائے کہ کو  
دیکھ کر تم کو کہہ کر میں دیکھ کر تم کو کہہ کر میں دیکھ کر تم کو کہہ کر میں دیکھ کر تم کو کہہ کر میں دیکھ کر تم کو کہہ کر میں  
لوگ سے کہہ کر تم کو کہہ کر میں دیکھ کر تم کو کہہ کر میں دیکھ کر تم کو کہہ کر میں دیکھ کر تم کو کہہ کر میں دیکھ کر تم کو کہہ کر میں































نہ رہیں تو سبک سے بات نہ روک لیں۔ مسئلہ یہ پوچھا گیا کہ ایک صوفیوں کے لیے وصیت کیا کیا اس کا صرف  
 کرنا کسی شخص پر جہاں ہے میں نے جواب دیا کہ تصوف امر باطن ہے اس پر واقفیت نہیں ہو کر قی اور نہ یہ ہو سکتا ہے  
 کہ حقیقت تصوف کو قطعاً منقطع کر دیں بلکہ چند امور کی ہر بیان کر سکتے ہیں جن پر متذکر کے صرف واسطے آدمی کو صوفی  
 کہا کر سکتے ہیں اور تقاضا یہ ہے کہ جو شخص ایسی صفت ہو کہ اگر صوفیوں کی خاتما میں تیرے تو اس کا وہاں رہنا اور  
 ان لوگوں میں ملنا جتنا ان کے نزدیک ہے نہ ہو ایسا شخص صوفیوں کے برابر نہیں رہے بلکہ وہ ان کے مقابلے میں  
 میں یا پانچ منہ کی شخصیات ہیں، اول یہ کہ نیک بختی، دوم فقیری، سوم لباس صوفیوں کا، چہاں کہ کسی طرف میں مشغول نہ  
 ہوں، پنجم خاتما میں بطور ایک ساتھ رہنے کے ان سے رہنا، چہاں منہ ت میں سے بعض ایسی ہیں کہ اگر  
 آدمی میں نہ ہوں تو صوفی کا لفظ بھی اس پر نہ بول جائیگا اور ایسی ہیں کہ گو وہ نہ ہوں دوسری منہ ت سے نہ  
 جبر لقا ان ہو جاتا ہے۔ مثلاً میں شخص میں نیک بختی نہ ہو بلکہ فسق ہو تو وہ اس کا مستحق نہ ہوں اس لیے کہ صوفی  
 نیک بخت آدمی کو کہتے ہیں جو منہ ت کے ساتھ معروف ہو تو میں شخص کا فسق نہ ہو کہ وہ لباس صوفیوں کا  
 رکھتا ہو اس مستحق اس مال کا نہیں جو صوفیوں کے لیے وصیت ہو، اور صغیر ناموں کا ہم اعتبار نہیں کرتے فسق سے  
 غرض اس کا سبب میرے اور طرفہ کرنا اور مال پیدا کرنے میں مشغول ہونا بھی، نفع استحقاق سے تو کسان اور مال  
 اور مال پر اور پیشہ واران میں خواہ کھر بھر اور مزدور جو اہریت پر خدمت کرے یہ سب اس مال کے مستحق نہیں  
 جو صوفیوں کے لیے وصیت ہو، اور لباس سے اور صوفیوں میں سے ہے رہنے سے اس کا جبر لقا نہیں ہوتا  
 کہ سینہ اور سینا یا کہ قی الیہا ہی ہو جو صوفیوں سے ہو سکے کہ نفع استحقاق نہیں بشرطیکہ ان کا مال کو دروان نہ  
 نہ کرے اور نہ پیشہ و طرفہ کے طور پر اور اس کا جبر لقا ان کے ساتھ رہنے اور دوسری منہ ت کے ہوتے ہوتے  
 سے ہو جاسکے اور حریفوں پر قدر تو نہ بدوان ان کے رہنے کے نفع استحقاق نہیں اور دوسری منہ ت دینا  
 منافی تصوفی کے نہیں بشرطیکہ لباس اور ساتھ رہنا صوفیوں کے اور فقیری کو جو وہ ہو بلکہ اس میں کیا تقاضا ہے  
 کہ صوفی کے ساتھ رہنے کی خواہش یا نہ خواہش اس کا جواب سے ہمارے اس کے ساتھ میں کسان کو دوسری منہ ت  
 کہنا لازم یا اور منافی ہے اور فقیر کی نہ حال یہ ہے کہ اگر آدمی کے پاس اتنا مال ہو جو اس کے رہنے کے لیے ہر میر  
 کہے میں تو میں اس کے ہوتے ہوئے صوفیوں کی وصیت کا لینا اس کو درست نہیں اور اگر وہ نہ فی شرع ہو  
 کہ وصیت نہ کرتی ہو تو اس سے اس کا حق باطل نہ ہو اور یہی حال ہے اگر وہ اتنا مال نہ ہو کہ اس کو جب ہونے سے  
 کم ہو تو اس کا خرچ کچھ نہیں ہوتا اور یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان کی دلیل بجز حادقوں کے دیکھ نہیں اور ان سے چہاں  
 رہنا اور خاتما کی سکونت میں شریک ہو سنے کو بھی کچھ اثر ہے لیکن جو شخص ان کے ساتھ میں نہ رہتا ہو بلکہ وہ  
 اپنے مکان یا مسجد میں انہیں کے لباس اور خاتما میں رہتا ہو تو وہ ان کے ساتھ میں شریک ہوگا اور تہذیب منہ ت  
 کا جبر لباس کی بدولت سے ہو جاوے گا اور لباس بھی اگر وہ لیا نہ ہوگا صرف ذاتی منہ ت پائی جاوے گی تو مستحق نہ ہو  
 ہاں اگر اس صورت میں خاتما میں اس کے ساتھ رہتا ہوگا تو اس پر بھی ان کی تبعیت سے نہیں کہ لباس ہو اس کا











بشریہ حرم میں سے اور اگر اس کا مقصود یہ ہے کہ اس سے حاصل ہوتا ہے جو ہر ایک کی مشقت و پریشانی میں مددگار  
ذاتی حالت کی زبان سے یا فعل کو صادر ہوتا ہے جو وہ شخص جس کے ساتھ یہ چیز ہو وہ اس سے بہرہ مند ہوتا ہے  
کہ جب یہ شخص اس کو استعمال کرتا ہے تو اس سے اس کی ضرورت پڑتی ہے اور اس کے لئے اس کو استعمال کرنے سے پہلے  
بڑے بڑے لوگوں میں سے لینے یا ہونے شہر امت میں ثابت نہیں ہوتا کہ اس سے اس کی ضرورت پڑتی ہے اور اس کے لئے  
باجب میں بیعت ہوتا ہے اور اس میں صورت میں کہ بعض غریبوں کا کوئی اور جو وہ شخص اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
دست بردار ہوتا ہے اور اس میں صورت میں کہ بعض غریبوں کا کوئی اور جو وہ شخص اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
نہایت بادشاہت میں ہوتا ہے اور اس میں صورت میں کہ بعض غریبوں کا کوئی اور جو وہ شخص اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
کوئی اور صورت میں ہوتا ہے اور اس میں صورت میں کہ بعض غریبوں کا کوئی اور جو وہ شخص اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
یا کسی اور صورت میں ہوتا ہے اور اس میں صورت میں کہ بعض غریبوں کا کوئی اور جو وہ شخص اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
تجربہ میں جس کی جرت ہو جیسے ایک شخص کو اس کی قیمت لینا نہیں ہوتا کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
اس شخص کو اس کے لئے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
اس شخص کو اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
جرت بہت زیادہ ہے مثلاً ایک شخص کو اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
میں اس شخص کو اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
اس شخص کو اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
سیکھنے میں اس کو بہت شقتیں سی یہ شایاں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
کے لئے چاہئے کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
مور اس شخص کو اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
تو یہ شخص کو اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
و تھوڑے عرصے میں یہ بہرہ مند انسان کی نفس غالباً طبع کی محبت سے اس کو قیمت لینا نہیں ہوتا کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
کے لئے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
ہو تاکہ اس کو اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں

اس شخص کو اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
کے لئے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں کہ اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
نہایت بادشاہت میں ہوتا ہے اور اس میں صورت میں کہ بعض غریبوں کا کوئی اور جو وہ شخص اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں  
کوئی اور صورت میں ہوتا ہے اور اس میں صورت میں کہ بعض غریبوں کا کوئی اور جو وہ شخص اس سے لینے یا ہونے شہر امت میں



شخص کے دل میں تقرب اور محبت مستحب ہو مگر نہ صرف محبت و رشتہ کی وجہ سے بلکہ جس جہت سے کہ جس کے ساتھ کی بدولت اپنی غرضیں سمیٹیں و ران، غرض کی جنس منہمک ہو جو حد و معین نہ ہو۔ ایسی صورت میں کہ جس شخص کو جہاد و شہادت نہ ہوتی تو بدیر نہ دیتا۔ پس اگر اس کو جہاد و شہادت نہ ہو تو وہ غایت سے دور ہے کہ لینا کر دے کہ نہ اس میں رشوت کی مشابہت ہے لیکن نہ سب سے دور ہے۔ اگر جہاد و شہادت ہو تو فاقہ و یا زکوٰۃ و غیرہ حاصل یا خراج و غیرہ کا تحصیل کر سکتا ہو یا کہ ذات کا متولی ہو مشرک اور کافر یا غرض اس حکومت پر نہ ہوتا تو کوئی اس کو بدیر نہ دیتا تو یہ رشوت ہے بدیر کی صورت میں پیشکش ہوتی ہے کیونکہ رشوت و لیسہ مقصود فی الحال طلب اقرب ہے اور انساب محبت ہے مگر ایک غرض کے لیے جس کی جنس منہمک ہے کہ رشوت ہے کہ حکومت سے بہت کچھ حاصل نہیں سکتے ہیں۔ اور اس کو محبت منہمک نہ ہونے کی علت یہ ہے کہ اسی وقت اگر دوسرا حکم ہو جو دوسرے کو بدیر مذکور حکم مذکور کو نہ دے گا بلکہ نہ دے گا تو اس طرح کہ یہ میں یا غرض محبت کو امت اور اس کے حرام ہونے میں اختلاف ہے اور امت متغافل سے یعنی جنس بدیر کہیں یہ رشوت کہیں جو رشوت چاہے کہ مقابل کسی غرض معین میں دیتے ہیں۔ و جب مشابہت قیاسی ایک دوسرے کے متغافل ہوتی ہے رشوت اور آثار ان میں سے ایک کی تقویت کر دیتے ہیں تو اس کی طرف میل کرنا متعین ہو جاتا ہے۔ اب اس باب میں جو رشوت کو دیتے ہیں تو تشدد پاتے ہیں۔ چنانچہ غنیمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا جس میں بدیر کے نام سے حلال کو حرام سمجھا جائے گا۔ و غیرت کے لیے قتل حال کیے جائیں گے۔ لیکن وہاں جہاد کا عام لوگوں کو حیرت ہو۔ اور بن مسعودؓ سے کسی نے پوچھا کہ سخت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ آدمی کسی کا کام کر دے پھر اس کے پاس بدیر آوے۔ غالباً آپ کی غرض کہہ کر دینے سے یہ ہے کہ ذرا سے کہہ دینے میں جس میں شہادت نہ ہو کہ مایہ کہ تبرعاً بدولت اجرت کی نیت کے کیا ہو تو اب اگر کوئی چیز غرض کے دور پر بعد کو دوسرے میں لینا درست نہ ہو گا۔ اور حضرت مسروقؓ نے ایک شخص کی سفارش کی اس نے آپ کی خدمت میں ایک لونڈی بدیر بھیجی آپ نے نہ ہوئے اور اس کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تیرے دل میں یہ ہے تو ہرگز تیرے ہی حمایت میں نہ ہوتا۔ بدعتی ہے اس میں کچھ نہ کہوں۔ و دوسرے بادشاہ کے ہایا کا حال پوچھا کیا فرمایا کہ حرم ہے۔ بدعتی ہے فاروقؓ نے اپنے دو بیٹوں سے اس مال کا نفع لے لیا جو انہوں نے بیت المال میں سے سفاربت کے دور پر لیا تھا اور فرمایا کہ تم کو جو لوگوں نے دیا تو اسی وجہ سے دیا کہ میرا شہنشاہ در سمجھا یعنی جو جہاد حکومت نفع ہو اس سے اس کو ملے کہ بیت المال میں شامل کر دیا اور حضرت بر عبیدہؓ جرح کی بی بی نے خاتون مکہؓ کے پاس نحو شب و بدیر بھیجی تاکہ اس کے پاس ایک جوہر بیٹھ جائے۔ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے وہ جوہر سن سے لے لیا اور اس کو بیٹھ کر خوشبو دیا۔ امام ابن کے توالیہ اور باقی بیت المال میں دیا۔ و حضرت جابرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بادشاہوں کے یہاں



[illegible]











نساء قیامت کے روز کچھ لوگوں کے لیے عرش کے گرد کرسیاں بکھریں گی ان کے پاس سے پیر محبوب رت کے پاند کی طرح ہونے  
لوگ گھبریں گے اور ڈریں گے اور وہ نہ لکھیں گے ورنہ خوف کڑی کے درود اللہ تعالیٰ کے ہوں ہیں کہ ان پر بھی موت  
ہے اور نہ وہ ظلم کریں گے۔ لوگوں نے عرض کیا وہ کون ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ وہ نبی تھے جن سے  
کہتے تھے کہ میں اور حضرت یونس علیہ السلام نے اس کو روایت کیا ہے کہ میں یوں فرمایا ہے کہ عرش کے گرد نور کے منبر ہوں گے  
ان پر ایک قوم ہوگی جن کے پاس اور پیرہنوں کے ہول کے اور وہ لوگ نہ بنی ہوں گے نہ شہید مار بنی و شہید رت پر نہ لکھیں گے  
لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کا وصف ہم سے بیان فرمائیے آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ آپ میں نبیت فی اللہ کہتے تھے  
ہیں اور آپس میں فی اللہ نشست کرتے تھے وہ ہیں اور ہم فی اللہ علیحدہ ہونے والے ہیں فرمایا کہ جو دو شخص فی اللہ محبت  
کرتے ہیں ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ محبوب زیادہ ہوتا ہے جو دوسرے سے زیادہ محبت کرتا  
ہے۔ اور کہتے ہیں کہ دو شخص جو فی اللہ ہوں اور میں سے ایک کا مقام علیٰ زمین کا تو دوسرا بھی اسی مقام پر  
اس کے ساتھ ملتا ہے کیا ہوسکے گا اور وہ اس کے ساتھ راقی کر دیا جاوے گا جیسے وہاں باپ کے ساتھ ورثہ  
دوسرے ایک دوسرے کے ساتھ راقی کیے جاویں گے کیونکہ حب برادری فی اللہ حاصل ہوگی تو رشتہ داری قرابت سے کم  
نہ ہوگی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَتَحْفَظُنَّ بَيْنَهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا لَكُمْ لِمَنْ هُمْ مِنْ شَيْءٍ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام  
والہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہے جو میری خاطر ایک دوسرے سے پاس  
آتے جاتے ہیں اور میری محبت ان لوگوں کے واسطے وجہ ہے جو میرے واسطے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور ان  
محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہے جو میرے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں اور میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت  
ہو ایک دوسرے کی مدد میری خاطر کرتے ہیں اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ان اللہ تعالیٰ بقول یوسف القبطیہ  
مَتَعَالُونَ بَعْدَ لِيَوْمِ الْاِظْلَامِ فِيْ يَوْمِ الْاِظْلَامِ فِيْ يَوْمِ الْاِظْلَامِ سَبْعَةَ اَيَّامٍ اِظْلَامِ فِيْ يَوْمِ الْاِظْلَامِ  
الْاِظْلَامِ اِمَامِ عَادِلٍ وَشَابِ نَشَا فِيْ عِيَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٍ قَبْلَهُ مَتَعَلِقٍ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَجُودَ  
رَجُلَانِ تَحَابَا فِي اللَّهِ جَمَعَا عَلَى ذَنْبٍ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَاجِلٌ ذَكَرَ اللَّهُ خَيْرًا فَفَضَلَتْ لَهُ نِيْلًا وَرَجُلٌ رَفِئًا

ان نساء و نساء حق بن جان نہ کہ برویت سن مت پہنچا دیا ہم نے ان تک کی اور ذکر اور کثرت نہیں ان کے ان کا پیرہن  
عمر بن عبدیہ و سادہ بن ہاشم نے قیامت کے دن فرماتے ہیں کہ میں نے جہاں کی خاطر دوست کر لیا ہے وہاں  
کو پہنچے ہیں میں نے ان کے دن میرے سایہ کے سرور کوئی سایہ نہ ہوا کہ ہم ہر دیت کی ہر دیت کی سات شہنشاہوں کو سات شہنشاہوں  
میں بیکار دے گا جس دن کوئی سایہ بکس کے سایہ کے نہیں ہوگا وہاں ہر دیت کی ہر دیت کی سات شہنشاہوں کو سات شہنشاہوں  
کا دل مسیحا رہے گا کہ پیر مسجد میں رہے کہ جب تک کہ پیر میں رہے گا وہاں ہر دیت کی ہر دیت کی سات شہنشاہوں کو سات شہنشاہوں  
جو کہنے کے بعد جس نے تمہاری ہر دیت کی ہر دیت کی سات شہنشاہوں کو سات شہنشاہوں  
اور ہر دیت کی ہر دیت کی سات شہنشاہوں کو سات شہنشاہوں







ماتحت رنہا کہ وہ تیر دشمن ہے تیر سے دل کو سخت کر دیا اور تم کو مجھ سے دور کر دیا۔ اور حضرت وادعہ سے کہ  
 کہ خبا میں سب سے کہ آپ نے جناب حدیث میں غرض کیا کہ الہی یہ بات کہ جس سے ہو کہ سب کو ہوتے محبت میں  
 اور جو وہ کہ میرے درمیان ہے اس میں میں مدد مست بھی رہوں، حکم تو کہ لوگوں سے نہ کہ خبا کے لئے  
 سو کہ کہ وہ جو وہاں تھا وہیں وہ کچھ میں سے اس میں حسن کہ اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا و دین سے نہ کہ  
 نہ کہ اس سے خفا کر اور سخت دل سے نہ کہ خفا سے خفا کر اور حضرت کی مدد کر اور وہ فرماتے ہیں کہ تم  
 میں سے خفا سے نہ کہ خفا کے نزدیک محبوب وہ ہیں جو زیادہ سخت کرتے ہیں اور سخت کیے جاتے ہیں اور زیادہ  
 اور تیر جو خفا کرتے ہیں وہ بھائیوں میں بعض دانتے ہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ ہے جس کا بدن سخت  
 آگ کا درخت ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ ابھی جیسی تو نے برف آگ میں لٹکتی کی ویسی اپنے ایک بندوں کے  
 دلوں میں لٹکتی کہ وہ فرمایا کہ جب کوئی بندہ نیا دوست فی شہید کرتا ہے تب ہی اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہت  
 ہی ایک نیا درجہ مقرر کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ درست فی تقدیر مست میں سرخی یا قوت کے نمود پر ہواں کے درجہ اس درجہ  
 سرے پر متزن نہ کہ کیوں ہوں گی۔ وہ نور حبت و نور کو جہاں نہیں گئے نہ کہ حسن حبت و نور یہ سب چھٹے چھٹے ہیں  
 دنیا و دلوں کے در پر تیر ہے تو حبت دے نہیں گئے کہ چوٹی تقدیر دوستوں کو دیکھیں پس نہ کہ حسن حبت و نور یہ سب  
 کہ حبت کو آج چھٹے کا نہ ہاں میں دنیا کا ساموہ ورنہ کی پیشانیوں پر نشہ متین اللہ تعالیٰ ہوگا۔ اور اس  
 با سب میں یہ ہیں کہ حضرت کی اسے فرمایا کہ دوستوں کو ضرور پیر کر کہ وہ دنیا میں بھی نام سے ہیں اور حضرت میں یہ فرمایا  
 اور اس کے اس راز یہ کہیں گے کہ قصداً من شائعین و صدیق صہبہم۔ اور حضرت بن عمر فرماتے ہیں کہ  
 کہ میں اتنے روزہ رکھوں کہ رفتہ رفتہ کروں اور تیر عبادت کیا کروں کہ نہ سوؤں اور نہ پانی لٹکیں نہیں نہ کہ  
 کہ نہ پانی نہ پیروں لیکن میں میں میرے دل میں خدا کے حوالی کی فرمانبرداری کی محبت اور اس کے ساتھ  
 نہ کہ نہ ہو تو یہ سب یا نہیں میرے کہی کہ نہ وہیں کی کہ در بن سمات نے اپنی موت کے وقت غرض کیا کہ ابھی تو ہوتا ہے  
 کہ ابھی ہر چند تیری نافرمانی کرتا تھا مگر جو شمس تیر شمع توتہ اس سے محبت رکھتا تھا ابھی میری اس حالت میں  
 لیے اسے قرب کا باعث کر۔ اور حضرت حسن نے یہ مضمون فرماتے ہیں جو اس کی سند سے جیسی اسے بن کہ وہ اس کے  
 اور اس میں مست کہ امویہ بن حبیب یزید تھا وہ پیر کا درجہ بدون کے اعمال کے سر پر نہ نہ کہ وہ پیر کا  
 بھی تو اپنے نبی سے محبت رکھتے ہیں ورنہ ان کے ساتھ نہیں اور میں یہ شاربہ کہ نہ ف محبت یہ دونوں محبت ہیں  
 اور یہاں علی بن عمر کے قیام میں وہ حضرت خلیل نے اپنے کسی غرض میں فرمایا میں تو فرزندوں میں رہنا چاہتا ہوں  
 خدا کے حوالہ کی ہمت میں نہیں اور بعد ان میں وہ شاربہ و صاحبین کے ساتھ کہ وہ نہ کہ سب سے اس پر تیر

نہ کہ تیر مذکور در حدیث بن مسعود بن حنفیہ ۲ شہید کو ل نہیں جہاں کی منشا کر کے اور نہ وہی درست محبت رکھتا ہے۔  
 فر اور آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھے ۱۲







محبت رکھتا ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا صرف اس کی ذات سے نسبت ہے کوئی درمقصور اور محبوب چیز نہیں جس کے ذریعہ سے اس کی محبت کو کیا جاسکے یا اس لیے محبت کرتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے دوسرے مقصود حاصل ہو۔ پھر یہ مقصود تین صورت سے خالی نہیں یا صرف متعلق منافع دنیاوی سے ہو یا آخرت سے متعلق ہو یا متعلق باشدتانی ہو یا چار قسم کی محبت ہوئی، اب ان چاروں کو جدید جدا کھا جاتا ہے قسم اول یہ کہ انسان دوسرے شخص سے محبت صرف اس کی ذات کے لیے کرے اور یہ ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کے نزدیک فی ذاتہ محبوب ہو یعنی محبوب وہ اس کو دیکھے اور پہچانے اور اس کے خالق کا مشاء دیکھے تو اس کو لذت حاصل ہو اس وجہ سے وہ اس کو اچھا سمجھتا ہے کیونکہ اہل جمال اس شخص کے حق میں لذیذ ہوتا ہے جو اس کے جمال کو معلوم کرے اور ہر لذیذ محبوب ہوتا ہے اور لذت اچھا جانتے کے بعد لذت ہے اور اچھا جانتا ہے شقی مناسبت و موافقت کا تابع ہوتا ہے پھر وہ مستحسن یا قوی ہر کی شری تصویرتی ہو یعنی غنہ، حق مری کا اچھا ہونا یا صورت یا معنی ہو یعنی عقل کا کامل ہونا اور خالق کا اچھا ہونا اور خالق کے نیچے ہونے سے نفی اچھے ہوتے ہیں اور اہل عقل کی تابع اور علم کی شری ہے اور یہ سب باتیں مع سبب اور عقل مستقیمہ کے نزدیک مستحسن ہے اور مستحسن چیز قبول لذت اور محبوب ہوتی ہے بلکہ دونوں کی نسبت کے باب میں ایک اور بات اس سے باہر ایک ہوتی ہے یعنی دیکھتے ہیں کہ جن مقامات و نفسوں میں دوستی و موافقت مضبوط ہوتی ہے وہاں ناکہ اس کا باعث نہ ہوتا بلکہ محبت ہوتی ہے نہ خوبی و لذت بلکہ وجہ ممکن مناسبت یا معنی و مشابہت معنوی ہوتی ہے جو ان دونوں نسبت و موافقت کا موجب ہوتی ہے کیونکہ چیز کا مشابہ اپنی سرشت سے اس کی طرف کھینچتا ہے اور معنی معنوی کا شوق کسی نے کہا ہے۔ شعر:

بیاں مثل و مثل کو ہوتی ہے کشش جیسے ہر عضو میں باقی ہے غذا اس جیسی  
 و با مثل مشابہتیں پوشیدہ ہیں ورنہ کے اسباب پوشیدہ ہیں آدمی کی نسبت نہیں کہ اس پر واقف ہو اور یہی  
 رمز کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث میں ارشاد فرمایا: *اور جو جنود مجتہد تھے قہار تھے صرف ان لذت*  
*و ماکہ نہ تھا مختلف کہ جان پہچان کا نہ ہونا نتیجہ جبر ہستے کا ہے* اور غنت نتیجہ مناسبت کا ہے جس وقت نہ ہوتے  
 تعبیر فرمایا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے ان *اکل و حین و مجتہد تھے تلتقی تقشام فی اللہ و اللہ لہ* اور لہو لہو کے اس  
 مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے کہ لہو لہو نے روح کو پہچان کر کے ان میں سے بعض کے دھڑکے کیے وہ ان کو پہچان کر کے  
 کے کہ وہ لہو لہو کر رہا۔ دو ٹکڑوں میں سے جن کے دو دو میں تو رفت وہاں ہو گیا وہ دنیا میں بھی رہے رہے اور ایک  
 حدیث میں ارشاد فرمایا کہ دو ٹکڑوں کی رو میں ایک مہینہ کے فاصلے سے ملتی ہیں حالانکہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے  
 کو کبھی نہیں دیکھا۔ اور مدعی ہے کہ ایک شریعت کو مضمون میں عورتوں کو پہچان کر کے ملتی ہیں اور دوسری ایسی ہی مدینہ منورہ  
 یا وہیں شرکے شریعت ہیں جس جو ان میں سے ہر شمس و شمس میں موزاں ہیں اور دنیا میں نسبت کرتے ہیں اور انہیں بہت ہی مستحکم و مستحکم  
 ہو رہے۔ و بخاری تعلیقاً بروایت مسلم و ابی یوسف و دیگر روایات میں شریعت میں ملتی ہیں اور ایک روایت سے ذریعہ ہوتی ہیں موزاں ہیں اور مستحکم  
 علی مرتضیٰ بن عبد الصغیف و احمد بن عبد اللہ بن عمر ہانک مختلف و درمیان میں ہوتا ہے



























تجربہ بن نہیں اسے خدا مجھے چاہیے جس میں حشر سے چاہے زمانے  
 اور اس کی تحقیق باب محبت میں اللہ تعالیٰ سے کی اور تصدیق سے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت جب قوی ہوتی ہے  
 تو اس بات کا موجب ہوتی ہے کہ جو شخص اس کی عبادت کا حق دار ہے یا اس کی خدمت میں کے نزدیک پسند ہو یعنی  
 خوش خلق ہو یا شریعت کے ادب سے متصف ہو اس کے ساتھ بھی محبت کی جاوے اور جو یا نہ ہو مگر وہ درجہ  
 کہ محبت ہے اس کے ساتھ ہی دو آدمیوں کا ذکر کیا جاوے گا کہ ایک عالم و ربانہ اور دوسرا حق و مومن ہے  
 تو وہ اپنے دل میں دل شکنی کی طرف میل پاوے گا چہ میں جس قدر بیان میں اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں صفت عودہ ہی  
 قدر ضعیف ہوگا اور جس قدر ان دونوں باتوں میں قوت ہوگی سی قدر قوی ہوگا اور یہ میل قدر حاصل ہوگا کہ وہ دونوں  
 شخصوں کا سب ہوں اور اس کو یقین ہو کہ مجھ کو ان دونوں سے دین میں اور دنیا میں کسی قسم کی بہتری یا برائی نہ پہنچے گی تو اس  
 میں مانا و محبت لائق مدد ہے بدون کسی مشابہت کے کیونکہ اس سے محبت کرنے کی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے  
 محبت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ پسندیدہ ہے اور خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور اس کی عبادت  
 میں مشغول ہے اور اگر یہ میں ضعیف ہوتا ہے تو اس کی بڑی تاثیر نہ ہر نہیں ہوتی ورنہ میں ہر ثواب و جزا ہر ہوگا  
 مگر اس صورت میں کہ قوی ہوتا ہے تو اس بات کا موجب ہوتا ہے کہ محبوب کا حشر در ہو جیسے اور جان و مال سے  
 وہ زبان سے اس کی مدد کیجیے اور اس باب میں لوگ اس قدر متفاوت ہوتے ہیں جس قدر کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں  
 تفاوت کرتے ہیں اور باغرض محبت سی باب پر منظر ہوتی کہ محبوب کوئی حشر حال میں یا مال میں حاصل ہو تو جو  
 نیابت محبت عامہ و ربانہ و دنیا جیسے وقت پاچکے ہیں ان سے محبت ہو ہی نہ سکتی بلکہ انبیاء علیہم السلام  
 سے بھی محبت ممکن نہ تھی حالانکہ ان سب کی محبت ہر مسلمان و پیر کے دل میں مرکوز ہے اور اس کا فہم اس وقت ہوتا  
 ہے کہ کوئی دشمن اگر ان میں سے کسی کو بڑا کتا ہے تو یہ اندر کو غصہ آتا ہے اور اگر کوئی اس کی مدح و ثناء بیان کرتا ہے اور  
 اس کی خوبیاں بھی رطب اللسان ہوتا ہے تو اس کو خوشی ہوتی ہے اور ان سب کی محبت اللہ کی محبت میں داخل ہے  
 اس لیے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بندہ ان خاص میں اور بول دستور ہے کہ جو کوئی بادشاہ سے یا کسی خواجہ سے محبت کرتا  
 ہے تو اس کے خوش اور نادموں سے اور اس کے محبوب شخصوں سے بھی محبت کرتا ہے مگر محبت کا متحان حظوظ نفس  
 کے متغیر سے کیا جاتا ہے اور کبھی محبت ایسی ناب ہوتی ہے کہ اپنے نفس میں کوئی خواہش بجز خود بخش نبوب کے  
 نہیں ہوتی چنانچہ اس منصوص کو کسی نے اس شعر میں باندھا ہے

محب کو منظور ہے دین میں کو منظور ہے فرق  
 اس کی مرضی کے لیے اپنی خوشی کو منظور  
 اور کسی دوسرے نے کہا ہے  
 جس زخم میں رضا ہو تمہاری نہیں نہ  
 جو تا ہماری کھال کا پتہ نہیں ہے نہ



اور کبھی محبت میں ملتی ہوتی ہے کہ اس کے باعث بعض غمخوار چھوڑ دیتے جاتے ہیں اور بعض نہیں چھوڑتے  
جاتے بلکہ غمخوار کو لے کر اپنے گھر میں رکھ دیتے یا دوستوں کے ساتھ تو چھوڑنا ہاں بھی محبوب اس سے  
مال کی مقدار میں میزان محبت ہوتی ہے یا نہیں اور محبت کا سبب ہے کہ اس کے مقابلہ میں دوسرے محبوب ترک  
کیا جاسکے پس شخص کے سبب مال کو محبت اسیر ہوتی ہے اس کے مال میں ہوا سے محبوب کے در کوئی چیز نہیں رہتی وہ  
اپنے لیے چھوڑ داتی نہیں لگتا جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ نہ اس نے سب سے اہل گناہ مال دینی بنی محبت پر  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کسی آفت میں نہ لایا اور نہ وہ کسی غم میں نہ آئی اور نہ وہ کسی غم میں نہ آئی اور نہ وہ کسی غم میں نہ آئی  
فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دربار میں محبت پر باریز کیا کھیل پہنچے حضرت سے جس سے  
دونوں پاروں کو اپنی چپائی پر ایک کڑی یا ہانسی سے تھام رکھا تھا کہ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام تڑپے در سبب  
عزیز غلام کی طرف سے جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ بی بیات ہے کہ  
ابو بکر اور میں دیکھتا ہوں کہ کھیل پہنچے ہیں اور میں کے چوڑے کو اپنی چپائی پر خدال سے تھام رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ  
انہوں نے اپنا مال فتح مد سے پیشہ محبوب پر خرچ کر دیا حضرت جبریل نے فرمایا کہ ان کو حد توں کی طرف سے ہم چھوڑ  
فرمائیے۔ تمہارا رب تم سے فرماتا ہے کہ تم اپنی اس آفتی میں مجھ سے رضی ہو یا نہ رضی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت  
ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ سے ابو بکرؓ یہ جبریلؓ اسرار میں کہ تم کو حد توں کی طرف سے ہم لکھتے ہیں  
اور پوچھتے ہیں کہ تم اپنی آفتی میں اللہ تعالیٰ سے رضی ہو یا نہ رضی حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے  
رب سے نہ رضی ہوں۔ میں اپنے رب سے رضی ہوں اس تقدیر سے یہ حد توں سے بہت میل ہو کر جو شخص میں عابد یا عابد یا کسی  
ایسے شخص سے جو علم خواہ عبادت یا خیرات کی نسبت رکھتا ہو محبت رکھنے تو میں کی محبت اللہ فی حد توں اور جس قدر  
محبت قبولی ہوگی اسی قدر اس کو اور سب توہم یہ ہے نہ محبت فی اللہ اور اس کے دربارت کی اگرچہ اس سے نہیں ہیں  
لغفلت فی اللہ بھی سمجھ میں آتا ہے بلکہ ہم اس کو جہل مانہ لکھتے ہیں۔

بعض لوگوں کی شکل | بعضی ذریعے کہ میں شخصوں پر فی اللہ محبت رکھتا ہوں کہ نہ ضروری ہے  
بعضی لوگوں کی شکل | بلکہ اگر تم کسی شخص سے باپ و جد محبت کر دو وہ اللہ تعالیٰ کا وسیع ور اس کے نزدیک محبوب سے  
تو اگر وہ شخص خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو تم کو اس سے بغض رکھو اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کا نافرمان اور اس  
کے نزدیک مستحق بغض ہو اور غرض کہ محبت اگر کسی سبب سے ہوتی ہے تو اس کی منہ سے بغض ہو کر رہے اور یہ دونوں  
باتیں لازمہ و لازمہ ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتی اور یہ قاعدہ محبت و بغض فی حد توں میں عام ہے  
بلکہ یہ ایک ان میں سے ہے اور شایہ کہ وقت نہ رہے ہوتی ہے اور اسی کے بموجب بعض افعال مقرر شرع  
ہوتے ہیں اور بعض افعال مستحکم محبت قرب و مودت سے ہوتی ہے۔ اور بغض کی صورت میں بعد وہ فی حد توں مقرر شرع ہوتی  
ہے اور بعض میں نہ مقرر ہوتے کہ بعد ازاں صورت میں مودت ہوتی ہے اور دوسری میں مودت اور اس سے یہ سبب  
تو اس کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ تو نے میرے باب میں کسی سے مودت یا عداوت کی سبب نہیں جیسے تو







کو ششش کر کے اور ان باتوں میں غش یا نسبت یا قیاس کے زیادہ محنت سے کارفرما و معصیت ہو اس شخص سے سزا دینا  
ان کے مطابق ہونی چاہیے جیسے خدا کرے۔ اسی قسم کا غش کہ جو اس سے پہلے تو غش اس طرح کی اس سے سزا دینا کہ معذور  
کو وہ خود اس پر نادم ہے اور اس کے دھرم نہ کرے تو بہتر یہ ہے کہ اس سے چشم پوشی اور درگزر کا جو اس سے درگزر  
مغفرت یا سیرت پر اہم کر کے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ تم میں اور اس شخص میں اگر پہلے سے پیار نہ اور محبت اور عقیدت  
تو اس کا نام اور ہے جس کو ہم آگے بیان کریں گے اور اس میں عموماً اختلاف ہے لیکن اگر محنت و محبت ہو کہ وہ نہ تو  
تو غش کے آثار کا ہی نہ کرانہ وری ہے یا تو اس طرح کہ اس سے اعراض کر کے عیادت کی اختیار کر کے اور تو مجاہد کر دے  
یا اس کو زیادہ سے محنت و محبت کہ اگر خفیف کرے یہ صورت اعراض کی نسبت کر سخت ہے تو خفیف محبتوں میں غش  
کا استعمال کرتا چاہیے اور محنت محبتوں میں برابر کن۔ اسی طرح فعل سے غش نہ کر کے کہ بھی دور جے میں یک  
تو یہ کہ اس کی اعانت اور وقت اور مساعداً ترک کی جائے یہ دنی مرتبہ ہے ورنہ یہ کہ اس کا ہمارا دور کوئی  
غرض اس کی پوری نہ ہونے دے جیسے دشمن ایک دوسرے کے مطالب کے مانع ہوتے ہیں اگر یہ صورت بھی مناسب ہے  
یہ کہتی چاہیے جن سے غش محبت شراب ہو جو دوسرے ورنہ معصیت نہ کرنے پادے ورنہ اس کی تاثیر معصیت کے ترک  
کرنے میں نہ ہوان کا بے اثر نہیں چاہیے۔ مثلاً ایک شخص نے شراب خوری سے اجتناب کیا تو اس کی محبت کی درجہ وہ ایک  
عورت سے نسبت چاہتا ہے کہ یہ بالآخر غش اس سے نہاج ہو جو دوسرے قیول اس کے دل و جوار پر شہساری لیکن  
اس نہاج نہ تو مانع اس کی شراب خوری کا ہے اور نہ باعث ترغیب و تشویق اب اگر تم یہ قدرت ہو تو چاہو تو  
اس کی اعانت کر کے اس نہاج کو اور ورجا ہو کوئی نہ نہاج نہ ہو کہ دو تو اس صورت میں تم کو یہ نہاج نہیں کہ  
خواہی تمہاری اس کے مطلب کے فوت میں کوشش رہے کہ اعانت اپنے مقصد سے ناہم کر کے تو نہ کرنا چاہتا  
نہیں مگر اعانت کا ترک کرنا وہ جب نہیں کیونکہ کیا غیبت سے تمہاری نیت اعانت سے یہ ہو کہ ہماری رعیت سے اس  
کا مہ اگر نکل جائے کہ تو یہ ہماری دوستی کا مقتدر ہو کر جو کچھ ہم کہیں گے اس کو وہ مان لے گا تو اسی نیت پر اعانت  
کرنی بہتر ہے اور اگر یہ نیت نہ ہو تب بھی برعایت دے کے حق مقدم اس کی اعانت متوقع نہیں بلکہ اس سے  
کوئی قصور نہ اس تمہارے کسی متعلق کا کیا ہو تو اس وقت اس کے انجام ملامت میں اعانت کرنی بہت بہتر ہے ورنہ  
اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ لا یاتل اوامیر منکم والسعة ان یوتوا ولی عقیبی و مساکین  
ولمن جین فی سبیل اللہ ولیعفو و لیصلحہم الا تمہون ان یغفر اللہ لکم۔ اس کی شان نزول یہ ہے کہ رسول  
بن اثار نے حضرت عائشہ کے بہن میں شرکت کی تھی اور حضرت ابو بکرؓ ان کو کچھ مال پہنچا کر تے تھے اس وقت کے  
بعد آپؐ نے قسم کھائی کہ اس کو کچھ نہ دوں گا تب یہ آیت اتری تو باوجودیکہ مسلمان کی خصا ایسی بڑی تھی کہ اس سے زیادہ

نہ اور قسم نہ کھائی بڑی دلتی میں رکشاؤں دے اس سے کہ دیوی ناتہ والوں کو اور مسکینوں کو اور غن چھوڑنے والوں کو سزا دینا اور  
کرم کرنے والوں کو سزا دینا کہ تم نہیں چاہتے کہ تمہاری معاف کرے تم کو مہاجری و مسلم برادری کا شرف ملے















و اگر تاجے یا نہیں تو ن سب قسموں میں سے تین قسمیں حاصل ہوتی ہیں و ہر ایک قسم کے لیے ایک مرتبہ ہے کسی میں شدت زیادہ سے کسی میں کہ اور سب کے ساتھ ایک چال نہیں چڑھتا چھٹا قسم معصیت کی جو سب میں شدید ہے وہ ہے جس سے لوگوں کو ضرر ہو مثلاً خمر اور غصب اور عیادت اور جفائی تو جو لوگ ان حرکات کے مرتب ہوں گے بہتر ہے کہ ان سے عرض کیا جاوے ورنہ ان کے معاشرے سے کشیدگی کی ہر کی جاوے اس لیے کہ جس معصیت سے خلق کو ایذا ہو وہ سخت ہوتی ہے پھر اس قسم کی معصیت بھی مٹی قسم کی ہوتی ہے مثلاً جو شخص خون کا حکم کرتا ہے ورنہ ان کا تیسرا آبرو کہ ورنہ ایک دوسرے سے سخت ہیں تو ان کی اہانت کرنی اور ان سے عرض کرنا نہایت مؤثر ہے درج صورت میں کہ اہانت سے یہ توقع ہے کہ ان کو یا غیروں کو تو شیخ ہو کی تو اس صورت میں حکم اور نہ یہ وہ موکد اور سخت ہوگا۔ دوسری قسم ہاں صریح خرابی ہے جو اسباب فساد کو مادہ کرتا ہے اور خلق پر طریق فساد کو آسان کرتا ہے تو یہ بہت ہی مخلوق کو دنیا میں ایذا نہیں دیتا مگر اپنے فعل سے ان کا دین چھینتا ہے گواہ کی مرضی سے ہو تو یہ بھی وہ قسم کے قریب ہے اس سے ہلکے کیونکہ جو گناہ بندہ کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے ہر چند عفو کے قریب ہے مگر اس جہت سے کہ وہ فی الجملہ دوسروں کی طرف متعدی ہوتا ہے سخت یقیناً ہے تو ایسے شخص کا حکم بھی یہ ہے کہ اس کی اہانت کی جائے ورنہ عرض اور عیادت اور سلام کا جواب نہ دینا عمل میں آوے بشرطیکہ یہ گناہ اس سے اس کو خواہ غیروں کو کسی قسم کا نہ ہو مگر یہ معلوم قسم وہ گناہ ہے جو خود شراب خوری یا کسی واجب کے ترک کرنے یا مر ذاتی ممنوع کے مرتکب ہونے سے ذوق ہوتا ہے تو اس کا معاملہ شریف سے لیکن اس گناہ کے ارتکاب کے وقت گرد گنجہ لیا جائے تو ایسی عروج میں ہر گز واجب ہے جس سے وہ باز رہے گوارا نہ لے سے ہو یا خفیہ کرنے سے اس لیے کہ بڑی بات سے منع کرنا واجب ہے ورنہ گناہ سے فارغ ہو چکا اور معلوم ہے کہ یہ فعل گناہ کا عادی سے اور اس پر ہر گز مرتبہ ہے تو اگر یہ ثابت ہو کہ عیادت کرنے سے دوبارہ نہ کرے گا تو دوبارہ عیادت کرنا واجب ہے ورنہ اگر یقینی معلوم نہیں کرنا آوے مگر منہ قلب ہے تو نفس نے نہ عیادت اور نہ چیز نرمی سے کیا جائے یا اگر سختی سے عیادت پڑے تو سختی سے نہ کرنا جائے ورنہ صورت میں نہ معلوم کہ وہ اصرار کرتا ہے ورنہ عیادت میں کوہا مگر نہیں تو اس کے سدھ کے جواب نہ دیتے اور اس کے اختلاو سے باز رہنے میں کوام ہے اور علماء میں باب میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کا مدار آدمی کی نیت پر ہے کہ بدعتیوں پر ہوا کرتا ہے کیونکہ نرمی کرنے اور خلق کو نہایت جہت سے دیکھنے میں یہ عیادت کی تو منع و نکار ہے ورنہ سختی اور عرض میں ایک گناہ نہ ہے تو آدمی اس کا حکم دل سے پوچھے ورنہ اس بات کو اپنی خواہش نفس و مقتضائے تبع کے پوچھے اس کا اٹا کرے کیونکہ اس کا خفیہ کرتا اور اس پر درشتی برتنی کچھ کبر و شہنی سے ہوتی ہے ورنہ اپنی برتری ہاتھ اور نیک بخشتی پر فہمند ہوتا ہے اسی طرح نہ امت عشق اوقات مدہنت کے سبب سے درلوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے سے ہوتی ہے کہ اس سے کوئی اپنا مطلب نہ مقصود ہوتا ہے یا بالظن قریب خواہ عید یہ ڈر ہوتا ہے کہ یہیں لوگوں کی وحشت و رغبت ہمارے جاہ یا مال میں تاثیر نہ کر جائے اور یہ سب باتیں شہادت شریفی کے بموجب چہنے کی ہیں۔ ان اثرات کے عمال سے بعید ہیں غرضکہ جو شخص کہ اعمال دین کا رغب ہے وہ اپنے نفس کے ساتھ ان دقتوں کے















جمع حقوق صحبت کی جامع یہ ہے اور سب کی بجا آدمی کو مشرور کر دیا ہے۔ یعنی بن انکم کہتے ہیں کہ خلیفہ مومن نے ان  
 لاؤں کو دیکھ کر کہا کہ ایسا شخص کہاں سے کسی نے خلیفہ سے ہمارا آپ سمجھ کر یہ وصیت کیوں کی جسے خلیفہ نے کہا کہ  
 نہیں اس نے کہا کہ علقمہ کی غرض یہ تھی کہ کسی کی صحبت اختیار نہ کرے اس لیے اتنی شرطیں لے دیں کہ خلیفہ نے  
 فرمایا ہے کہ آدمیوں میں اس کی صحبت کرے جو تیرے رزق کو پیادے اور نسیب لوں ہر نہ کرے اور نسیب توں میں ہاتھ  
 دے۔ اور نفسیں چیزوں میں تکیہ کو اپنے اوپر مقدم رکھے اور تیری خوبیوں کو اپنے اوپر دیکھ کر رکھے اور نہ  
 ایسا شخص نہ ملے تو پھر اپنے ہی نفس کی صحبت اختیار کرے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس ضمن میں فرمایا ہے  
 فرمایا ہے قطعہ:

وہ تیرا سچا دوست ہے جو تیرے ساتھ ہو تیرے چلنے کے واسطے پناہ دے  
 دنیا کے لوگوں سے جو تیرے ساتھ ہو تیرے حال کے واسطے پناہ دے

وہ نفسی معاملہ ہے کہ صرف دو آدمیوں سے صحبت اختیار کرنی چاہیے ایک وہ کہ تم سے کچھ مر دین  
 سیکھو اور تمہارے کام کو دوسرے وہ کہ تم سے کچھ دین کی بات بتاؤ تو ان کے اور تیرے نفس کے پاس  
 نہ پہنچے اور جتنی فرماتے ہیں آدمی چار قسم کے ہیں ایک باطل شیئیں میں سے ہے میری نہ ہو اور دوسرا باطل شیئیں میں سے  
 ہے یا نہ ہو سے تیسرا جو کھٹ مٹا ہو تو اس سے کچھ حاصل کرے یا نہ ہو سے چارٹھ جو کھٹ مٹا ہو تو اس سے کچھ حاصل کرے  
 ممکن ہو تو اس کو نقد صحبت کے وقت اختیار لیتا چاہیے۔ اور حضرت ابو جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ  
 پانچ آدمیوں کا ساتھ مت اختیار کرے دل چاہتا کہ تجھ کو اس سے دھوکہ دے اور اس میں باطل شیئیں ہوں گے سب کے ساتھ بیدار  
 سے قریب کرے اور قریب کو بعید۔ دوم اتنی بات کہ اس سے کچھ کوئی نہ سیکھو اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے  
 بدقولی سے کچھ کوئی نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے  
 یا یہی توڑ دے یا یہی توڑ دے یا یہی توڑ دے یا یہی توڑ دے یا یہی توڑ دے یا یہی توڑ دے یا یہی توڑ دے یا یہی توڑ دے  
 کہتے کہ عوفی میں تیرا دوست کرے ہاں کسی نے پوچھا کہ تم سے کچھ کیا ہے سب نے فرمایا کہ تمہاری بات کرنی چاہیں۔ اور  
 اور حضرت جعفر نے فرمایا ہے میرے پاس اگر دوستی خوش ثابت آکر بھیجے تو اس سے تیرے کچھ میری صحبت میں ملے  
 بدخلق سے اور ان کو دیکھ کر فرماتے ہیں کہ میرے استاد ابو سعید نے فرمایا کہ اس سے کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے  
 کے پاس مست بچنا ایک وہ شخص کہ اس سے اپنی دنیاوی مفاد میں استفادہ نہ کرے اور ایک وہ شخص کہ اس سے کچھ نہ دے  
 آخرت سے منتفع ہو اور اس کے دوستوں اور دشمنوں کو بڑی بڑی بدقولی سے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے  
 مردم ہیں تیری آدمیوں کی صحبت سے بچنا چاہیے ان پر ہر آدمی سے کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے  
 جہانوں کے سب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ کائنات کی صحبت کے کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے  
 ہی توڑ دے سب سے جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ تمہارے دوستوں میں سے کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے اور کچھ نہ دے  
 کو وقت نہ دینا ہی کے لیے ہیں وہ منافق اور آخرت اور آخرت اور آخرت اور آخرت اور آخرت اور آخرت اور آخرت اور آخرت







کہ نجات چند حقوق کا مقتضی ہے جن کا پورا کرنا حق نجات کے داکر نے سے پیسے واجب ہے چنانچہ ان کا ذکر باب رست میں بیان ہو چکا ہے۔ اسی طرح عقد اخوت میں کچھ حقوق کی بجا دہی ضروری ہے۔ مثلاً جس سے بھائی چارہ کر و تو اس کا حق مال میں اور نفس میں اور زبان میں اور دل پر ہونا اور سب حقوق کا مجموعہ اثر ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔ اور حق میں یہ نجات فرماتے ہیں کہ دو بھائیوں کی مثال دو ہاتھوں کے مثل ہے کہ ایک دوسرے کو دھتکتا ہے۔ دو ہاتھوں کی مثال فرائض اور یہ ہتھ اور ایک پیر کی نہ فرمائی اس لیے کہ دونوں ہاتھ ایک ہی غرض پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ اسی طرح دونوں بھائیوں کی خوت کامل سے وقت ہوتا ہے کہ دونوں ایک مقصد میں ایک دوسرے کی رفاقت کریں تو وہ گویا من وجہ ایک شخص ہیں اور یہ امر اس بات کا مقتضی ہے کہ نفع اور نقصان میں دونوں کو ایک دوسرے کے پیہم اور مال حق میں ہونا چاہیے۔ ہوں اور خصوصیت مرتفع ہو جائے۔ ویرانوں کے ساتھ مال سے ملوک کرنا تین مرتبہ رکھتا ہے سب سے کم تر یہ ہے کہ یا کہ کو بندہ اپنے تمام وغیرہ کے جانو اور جو کچھ کہ تمہارے مال میں ہیں بندہ ہو اس سے اس کی خبر یہی کرو اور جو نجات اس کو ضرورت دانی ہو اور تمہارے پاس پس انداز مال میں سے موجود ہو تو تم اس کو بدو نہ مانگنے کے لئے کہ درود اگر اس کو حاجت مانگنے کی تم سے ہوئی تو حق اخوت میں نہایت کوتاہی ہوئی۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اس کو نجات اپنے نفس کے جانو اور اس کی شرکت اپنے مال میں پسند کرو یہاں تک کہ اپنا مال اس سے نصف نصف بانٹنے کو گوارا کرو۔ حسن لفظی فرماتے ہیں کہ سلف کے دوستوں کا یہ دستور تھا کہ ایک چادر کے ٹکڑے کے آدھی آپ رکھتے اور آدھی دوست کو دیتے اور تیسرا مرتبہ جو سب سے بڑا ہے وہ یہ ہے کہ دوست کو اپنے نفس پر ترجیح دو اور اس کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم جانو اور یہ مرتبہ صدیقین کا ہے۔ اور تیسرا مرتبہ دوستانہ فی شرب ہے اور اس مرتبہ کا کمال یہ ہے کہ نفس میں دوسرے کو اپنے ویر ترجیح دے۔ چنانچہ ماری ہے کہ چند مہ فیوں کی چٹائی کسی خلیفہ کے سامنے تویں جس میں ابو الحسن نورانی بھی تھے۔ اس نے سب کو گردن مارنے کا حکم دیا۔ ابو الحسن نورانی سب سے پیشتر جہاد کے سامنے گئے اور فرمایا کہ اول میر کو قتل کرو۔ ان سے اس بات کی وجہ پوچھی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ میر یہ چاہتا ہوں کہ اس خاندان میں میرا بھائیوں کی زندگی کو اپنی زندگی پر مقدم کروں۔ اسی قول کے سبب سب کی رہائی ہو گئی۔ پس گران تینوں مرتبوں میں سے تم کو کوئی مرتبہ اپنے بھائی کے ساتھ میسر نہ ہو تو جان لو کہ عقد اخوت تمہارے باطن میں بھی تک منعقد نہیں ہوتی بلکہ رسم اقتدار حسب معمول دروج جاری ہے جس کا اعتبار عقل و دین میں کچھ نہیں۔ ورمیون بن مہر کہتے ہیں کہ جو شخص کہ یاروں سے اس بات پر راضی ہو کہ اس کو زیادہ نہ سمجھیں تو اس کو چاہیے کہ اہل قبول سے بھائی چارہ کرے ورنہ ان کے نزدیک تو درجہ کم تر ہی ماری نہیں چنانچہ ماری ہے کہ عقبہ ایک غلام اپنے یار کے گھر تشریف لائے ورنہ یہ کہ بھو کو تیسرے مال سے چارہ بزرگی حاجت ہے اس نے کہا کہ دو ہزار کے لواٹھوں نے اس سے منہ چیر لیا۔ ورنہ یہ کہ تو نے دنیا کو خدا سے تویں پر ترجیح دی تجھ کو شرم نہیں آتی کہ فی اللہ محبت کا دعوے کر کے یہ کہتا ہے۔ ورنہ شخص کہ خوت کے مرتب



میں سب سے اتر گئے تھے جو چاہیے کہ اس سے کم دنیا ہوا مست کرو۔ جو کم فرماتے ہیں کہ حبیب کوئی تھوڑا بھائی فی اللہ  
 جو تو اس سے دنیاوی وحدت نہ کرو اس سے ان کی غرضیں ہیں کہ جو مہربان فی غیوت کتنا ہو ورسپ کے سلی مہربان  
 وہ سے کہ جس کے سبب سے تقدیروں یا اندروں کی تعریف میں آیت میں فرماتا ہے وصرہم شوریٰ بینہم وصرہم  
 منہم قد یمنعون یعنی ان کے مال سے جتنے تھے برائی اپنے سبب کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کرتا تھا اور  
 باہر سے جتنے کہ کوئی یوں کہتا تھا کہ میری جوتی تو اس کا ساتھ چھوڑ دیتے تھے کہ اس کو اپنے نفس کی طرف نسبت کیوں  
 کیا۔ لیکن مونس نے اپنے ایک یا کے یہاں تشریف لائے وہ ظہر پر موجود نہ تھے۔ آپ نے ان کی بی بی کو کہہ کیا وہ ان  
 کے ساتھ تھیں لیکن آپ نے اپنی حاجت کی چیز اس میں سے نہ لی اور تشریف لے گئے۔ حبیب نے نہ تشریف لے گئے تو  
 ان کی موت ہی نے ان سے یہ حال ہا۔ انہوں نے غرض جو فرمایا کہ اگر تو بھیجی سے تو خدا سے تھوڑے کے ورسپ کے زاد ہے  
 اور ایک شخص حضرت جوہر پڑا کی خدمت میں یہ اور غرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ سے غیوت فی تقدیروں آپ نے  
 فرمایا کہ وہ غیوت کا حق بھی جانتا ہے اس نے عرض کیا کہ مجھ کو بتا دیجئے کہ اپنے فرمایا کہ تو اس غیوت کے بعد اپنے دنیا و  
 درمیان مستحق کچھ سے زیادہ نہ کرے۔ اس نے کہا میں بھی اس درجہ کہ نہیں پہنچا آپ نے فرمایا کہ چھاپہ میرے پاس سے  
 خدمت ہو۔ اور مہربان حاکمین کے ایک شخص سے فرمایا کہ آپ کے کوئی اپنے جہان کی کشتی یا قبیلہ میں ہوتا ہے کہ  
 جو چاہتا ہے بدون اس کی اجازت کے نہ لے جاتا ہے یا نہیں اس کے لئے کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ جہان کی نہیں ہو اور پھر  
 وہ خدمت حسن بھری کی خدمت میں آئے وہ عرض کیا کہ آپ نے نماز پڑھ لی آپ نے فرمایا کہ ہاں غیوت کے مہربان نہ  
 وہ اس سے کہ نہیں پڑھتی۔ اپنے فرمایا کہ ہاں وہ اس سے دین کا طریق ہون چاہئے میں نے یہ بھی تو سنا ہے کہ اس میں سے  
 آپ نے غیوت کو دور نہیں دیا یہ بات اپنے برہمچوب فرمائی۔ اور ایک شخص خدمت میں یہ تہاد کہہ کی خدمت میں آیا  
 کہ آپ نے وہ عہدیت مقدم ہے تھا اس نے عرض کیا کہ میں آپ کا رفیق ہو چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر  
 کہ اگر میری چیز ہو اس پر یہ تھوڑے سے زیادہ میرا اختیار ہو اس سے کہا کہ یہ چھوٹا منظور نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو تیرے ساتھ لے جانا  
 چاہتا ہوں تو راضی تھا کہ آپ کی خدمت میں حبیب کوئی شخص ہو رہا تھا تو آپ کی خدمت میں نہ رہا تھا اور  
 آپ نے بھی بھی دیتے تھے جو آپ کا موافق ہوتا تھا۔ آپ کے ساتھ ایک شہر کا جانے والا کسی منزل میں  
 ایک شخص نے آپ کے یہ ایک پیارے شہر ہا ہر یہ بھیجا۔ آپ نے اپنے رفیق کی فکر کی تو ان کو ایک مہربان شہر کوں ہا ہاں  
 کہ بہت شہر ہا ہر یہ اس کے پاس تھا کہ حبیب رفیق یہ کہ اس نے پتہ کر شہر کا ہاں ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ شہر کس  
 جگہ ہے اس کے غیوت میں کس نے غرض کیا کہ آپ کو یہ غیوت فرمادیتے یہ تو بہت تھے آپ نے فرمایا کہ اگر  
 یہ شہر کے ہاں تیسرے درجہ فرمائے ہاں ایک بار اپنے رفیق کا کہہ بدون اس کی اجازت کے ایک شخص کو پیادہ پادھو کر  
 کہ حبیب رفیق پادھو موش ہو رہا اور نہیں ہاں حضرت بن ٹوڑتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس صحاب میں سے بکری  
 کی تھی یہ بکری انہوں نے سوچا کہ میری نسبت کچھ جہت سے اس کی دھڑی ان کے پاس بھیجی  
 انہوں نے اس سے کہ اس کی بھیجی اور میرے سے چاہتے تھے کہ اس یہاں تک کہ سات ہفتوں میں پڑ کر چاروں شخص کے











اس کے کچھ مرتبہ ہیں اور وہ دل میں تو سب مرتبہوں میں محبوب تر متحدوں کے نزدیک وہ سب کے نزدیک نزدیک اور سخت تر اور نرم تر ہوں۔ زیادہ صاف گناہوں میں اور زیادہ سخت دین میں اور زیادہ نرم گناہوں پر مہربانی کہ یوں ہونا چاہیے کہ تمہارے نزدیک اپنے جانی کی ضرورت اپنی ضرورت کے مانند ہو جانے پاکہ اس سے جو نہ اور یہ کہ اس کی حاجت کے جو یا ہو اور ان کے حوال سے غافل نہ ہو جیسے اپنے حوال سے غافل نہیں رہتے۔ اس کی مدد کرنے میں اس کے سوال اور اس کے تمہارے حاجت کی ضرورت نہیں بلکہ اس کی ضرورت کو یہی حق کہ تم کو گویا یہ علم ہی نہ ہو کہ تم نے ادا کی ورنہ اس کے دیکھنے سے اس پر کچھ ہٹاؤ گویا کہ تمہاری سعی متھو کی اس کے ممنون ہو اور صرف قتائے حاجت ہی پر کفایت نہ کرو بلکہ کوشش کرو کہ زیادہ نرم و شیریں ابتدا تمہاری جانب سے ہو اور قارب و درہ میں اس کو مقدم سمجھو۔ حضرت حسن بصری فرماتے کہ تمہارے دوست ہم کو ہمارے گھروں اور اولاد سے زیادہ محبوب ہیں اس لیے کہ گھر واسے تو ہم کو دنیا کی یاد دلاتے ہیں۔ اور دوست آخرت کی۔ اور یہ بھی آپ ہی کا رشتہ ہے کہ جو شخص اپنے دوست فی اللہ کی مشایعت کرے اللہ تعالیٰ تیس دن چند فرشتے اپنے عرش کے نیچے سے بھیجے جو اس کی ہمزی جنت تک کریں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کسی دوست فی اللہ کی زیارت میں کی طاقت کے شوق سے کہتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے پیچھے سے آواز دیتا ہے کہ تو چھا ہوا اور تیرے لیے جنت خوب ہوئی۔ اور غصہ فرماتے ہیں کہ میں مسورتوں میں اپنے پیاروں کی خیر خواہ اگر مر بیٹھوں تو ان کی عیادت کرو ورنہ اگر ہم میں چھتے ہوں ان کی عیادت کرو ورنہ اگر ہم میں چھتے ہوں ان کی عیادت کرو۔ اور مروی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہما کے منور میں رہتے تھے آپ نے استفہار فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ تمہارے ایک شخص سے نصیحت ہے اس کو دیکھتا ہوں وہ معلوم نہیں ہوتا آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی سے محبت کرو تو اس کا نام ورنہ اس کے باپ کا نام ورنہ اس کا مکان پر چھو یا کر دیکھو۔ اور فرمایا ہو تو اس کی عیادت کرو ورنہ اگر کام میں ہو تو ایک روایت میں کہ اس کے در سے کام ورنہ بھی دریافت کر لیا کرو۔ اور شبھی فرماتے ہیں کہ جو شخص دوسرے کے پاس بیٹھا ہو وہ چہرہ کہے کہ میں اس کی عیادت پر ہوں ورنہ نام نہیں جانتا تو یہ شناسائی بے وقوفوں کی ہے۔ اور حضرت بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ محبوب کون ہے آپ نے فرمایا میرے جیسے۔ اور فرمایا کہ جو شخص میری بیوی میں میں رہتا ہے اس کے در میں بڑی ہمارے نہیں ہوتا تو میں جان بٹھا ہوں کہ اس کا تذکرہ دنیا سے نہ ہو اور سعید بن جبش فرماتے ہیں کہ میرے جیسے کے حق ٹیپہ ہر تین ہیں جب میرے قریب ہو تو دم جھپکوں اور جب بات سے تب میں کی طرف منسوب ہوں اور گزشتہ تو اس کو انجی مرح جہ دون در اللہ تو سے نے جو رحمہ بن اللہ فرمایا ہے اس میں بھی شفقت

خ اس کی سند پہلی فصل میں مذکور ہے۔ اور دینیت بن زورہ کہ غریب بن زورہ سے اس حدیث کے جہان کو ثابت نہیں ہوا۔ ۴ نرم دل ہیں آپس میں ۱۲



اور اگر ہم کی طرف اشارہ کیا ہے اور تتمہ شفقت یہ ہے کہ کوئی نہ یہ کہنا تھا نہ کہ دوسرے دور نہ کسی خوشی میں بدون اس کے جاوے بلکہ اس کے فرق میں گذر اور داشت نہ رہے۔ تیسرا حق دوست کا زبان پر ہے کہ چند مومنات میں سکوت کیسے دن یہ کہ نہ اس کے عیب اس کے سامنے ذکر کرے نہ پیڑ پتھر یا کچے ہلکے غیبوں سے تجال کرے۔ اور اگر یہ کہ جب وہ ہم کرے تو اس کی رونہ کرے اور نہ اس کی بات کہے اور نہ جھگڑ کرے۔ تیسرے یہ کہ اس کے ہون کو تجسس نہ کرے و جب اس کو راویں یا کسی ہم میں دیکھے درود خود اپنا مطلب بتا دے بین نہ کرے کہ اس سے باتوں و کہان جاتا ہوں تو اس سے سوال کرنے میں سکوت کرے کیونکہ عیب نہیں کہ بعض اوقات اس کو بیان کن دشوار ہو یا تینف جھوٹ بولنے پڑے۔ چوتھے یہ کہ جو سرور اس نے کئے ہوں اس کے فشاء سے خاموش رہے اس کے سو دوسرے سے ہرگز نہ کہے یہاں تک کہ اپنے اس کے خاص دوستوں سے بھی ذکر نہ کرے بعد یاری جوتے رہنے کے میں مینا نہ کرے کہ نہ فاش کرنا خبیث باعث کا نشان ہے۔ پانچویں یہ کہ اس کے جفا و رقرب و ہر ہر فرزند کا معنی سے سکوت کیسے چھپے یہ کہ اگر کسی نے اس کو بڑا کہا تو اس کے سامنے اس کا ذکر نہ کرے کیونکہ گویا وہی دینا ہے جو اس کی نقل اس کے سامنے کرتا ہے و حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جہ حد لیشی یکہ جہ اور یزا اول کو مہ کے نقل کرنے سے سے ہوتی ہے چہرہ اس کے دوسرے سے پتا پڑے مدی شیرازی فرماتے ہیں۔

کیسے تیرا گندہ دور رہا انتاد و جود نیاز دور درخسہ نہ دور  
تو بدشتی و آمدی شوئے من بھی در سپوزی یہ پہونے من

ہاں جو چھ کوئی اس کی تعریف کرے اس کو چھپانا نہیں چاہیے کیونکہ اول مہرہ نقل کرنے سے سے ہوتا ہے و چہرہ اس کے دوسرے سے دور اس کا چھپانا و خل مسد ہے غرضکہ خا موشی ان باتوں سے چاہیے جو اس کو بڑی میں جس صورت میں اس کے بڑا ہونے کی پروہ نہ کرے اس سے کہ یہ ہونا حقیقت میں اس کے ساتھ سوک کرنا ہے گو اس کے کلمات میں نہ ہوں کہ میرے ساتھ نہ ہر ہر کرتے ہیں مگر اس کی زبانیاں و عیب دور اس کے گھر و ہوں کے عیب بیان کرتے ہیں نہایت و حل ہے جو ہر مسلمان کے حق میں ہر مہرہ اور تم گروہ باتوں کو سوچو تو چہرہ اس کو بڑا کہنے پر زبان نہ کھولے آں کہ اپنے ہون پر شوکر و اور کہ ان میں کوئی بڑی یا تو جو بات چنی جانی میں دیکھا کرو اپنے غصہ پر ناگوارست ہون و یہ سمجھو کہ جیسے میں باب بڑائی کے کرنے میں معذرت ہوں اور اس کے ترک سے عاجز ویسے ہی یہ شخص بھی اس ایک حفت میں اپنے غصہ کو نہیں رہا سکتا و ایسا آدمی کہاں ہے جو بڑائی سے خالی ہو و بات کہم حق سداں ترک کرتے ہو اس کی توقع اپنے درست سے نہ کرو کہ خاص تھا رہے حق میں وہ اس کو بچا دوسے کا کیونکہ جتنا حق غصے توں کا تم ہر سے اس سے زیادہ تمہارے حق میں پہنچ نہیں ہے و دوسری بات یہ ہے کہ اگر تم کو یہی مشورہ ہو کہ صاحب سر عیب پاک ہو تو خود سے



غریب اختیار کرو و رکھی سے محبت اختیار مت کرو کیونکہ دنیا میں قہقہے دہی ہیں نہ میں نہ بیابان میں نہ ایک اور جہاں ہرگز  
نہ کسی کی خوبیاں میں زیادہ ہیں تو اس کو غنیمت پہنچا دینا چاہیے۔ غور کرو کہ یہ دنیا ہر لمحہ اپنے غم سے اپنے دوست کو  
خوبیاں موجود رکھتے ہیں تاکہ دل سے دوستی اور توقیر اور حرمت لکھو گے اور منافق لکھ ہمیشہ ہر ایمان اور غیب تاکہ دنیا  
بہت چہا چہ شہو سے

غیب نما نہ ہنر نش در شہر  
دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر

چشم بہ ندیش بر کندہ باد  
ور نہ سے در می دہشت و غیب

حضرت بن مبارک فرماتے ہیں کہ یہاں نہ معذرت کہ جو بار تھا جسے در منافق غرضوں کا سبب، در نقیض فرماتے ہیں  
کہ جہاں کے قصور کو موقوف کرنا ہو انہی سے کہ وہ اس سے حضرت علیؑ سے غیب و علم کے فرمایا متعین و ہدایت  
من جاء سوء اندی ن رای خیر ستور و ن رای شہر خیر و ن رای کوئی کوئی یہاں نہیں جس کی چند شہر  
کے سبب سے اس کو چھٹا مٹا ممکن نہ ہو سی طرح اس کو بڑھ بھی کہہ سکتے ہیں چنانچہ مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علیؑ  
علیہ السلام کے حضور میں ایک شخص کی تعریف کی جب دوسرے روز تو اس کی برائی کی کہ اپنے فریاد تو اس کی تعریف  
کر رہا تھا و راجح نہ مت کرتا ہے اس سے غرض کیا یہ میں نے اس پر چک رہا تھا و راجح بھی تو اس میں تھا اس سے  
مجھ کو یہ فنی رکھ تھا اس کے جو باتیں میں بہتہ جاتا تھا کہ کوئی دیکھتا ہے کہ جو اس سے کہ کوئی دیکھتا ہے کہ جو  
بات اس کی مجھ کو معلوم تھی اس کو بیٹھ کر آپ نے فرمایا ان میں چھٹا نہ تھا ویدہ اس کو کہ سب سے بڑھ کر  
کو سحر سے تشبیہ دی ہے سی طرح ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا ہذا و بیعت شعبان من منافق و راجح  
حدیث میں ہے ان سے کہ یہ ہذا بیعت کل البیان، سی طرح حدیث ارشاد فرمائی کہ منہ مدیرہ سفارہ سفارہ  
ایسا نہیں کہ خدائے تعالیٰ کی بات ہی کہے اور نصیحت نہ کرے ورنہ یہاں کے کہ نصیحت ہی کہے نہ کرے تو بھی  
شخص کی نصیحت نصیحت سے غائب ہو وہی حال سے تو حب حق نہ رہیں یہاں شخص حال ٹھہرے تو تم کہہ گے تو چہ  
حق ہیں و مقتضائے حق میں عدل تجھ تو من سب تر ہے و تیس طرح کہ تم کو اپنے دیکھ کر کیا بیان کرنے کے لئے  
و جب سے سی طرح دل سے سکوت آیا تو حب ہی سے یعنی اس کے ساتھ ہر گز نہ مت کرو کیونکہ ہر گز نہ سے نصیحت نہ  
ہے و اس سے بھی نصیحت شرعی پائی جاتی ہے و اس کی غایت یہ ہے کہ حب اب دوست کے فخر کے یہ تھا کہ  
اس کے خراب موقع پر اس کو مل نہ کرنا چاہیے کہ جو بات کہ بیان و مشاہدہ سے شکستہ ہو جاوے تو ہر گز نہ

نہ چاہئے کہ اس سے کہ اگر نیک دیکھے تو اس کو چھپا دے ورنہ برائی دیکھے تو اس کو نہ کرے

ح ظرائف در دست و جامہ دستہ یک برایت بن کرہ در اس میں ایک مجلس میں درج و زم سے دونوں میں سے

ح مجلس در زیادہ موافق و دشمنی میں رہا نہ بدایت بنی و مردم سے بلکہ بین ہوا میں

ح اللہ تعالیٰ سے یہ کہ نہ دشمنی نہایت دیر کی پسند نہیں کرتا نہ سنی در زیادہ مسکن برایت بنی و رہا نہ غنیف























وہ اس کے سامنے بیان کی جاویں مگر یہ ام اخوت ہی سے خاص ہے ورنہ جو شخص سکوت ہی پر قانع ہے وہ گویا دونوں کا ساتھی ہے۔ یہاں کی تلاش اس لیے ہوتی ہے کہ ان کے کچھ خاتمہ ہو نہ یہ کہ ان کی نیز سے نچے ہیں ورنہ موشی کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے کو زبان سے ستایا نہ جاوے پس دیکھو چاہیے کہ چنے یا رسے بولے بات کر کے دیکھیں ہوں۔

کالچہ چننا واجب ہو ان کو پوچھنا اگر کوئی مانع پیش جاوے جس سے دل کو منظر ہو یا اس کی تندرستی معلوم ہوئے نہ ہو گئی ہو یا کوئی اور حالت ہو اس کو بڑی معلوم ہوتی ہو یا ری ہو تو پوچھیں کہ اس کو زبان سے کہے کہ تم کو بھی اس سے مانع ہے اور جن حالتوں سے کہ وہ خوش ہوتا ہو ان میں اپنا شریک ہونا زبان سے بیان کر کے کیونکہ اخوت کے معنی یہ ہیں کہ درود راحت میں شریک ہو ورنہ نصرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اذ حب احدکم خدا کا نیک بندہ اس حدیث میں نہیں دیتے کہ لیے رشاد فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ رشاد اگر تم کسی سے محبت کرو ورنہ موشی معلوم نہ ہو کہ تم کو اس سے محبت ہے تو محبت کی ترقی نہ ہوئی لیکن اگر وہ جان جاوے کہ تم کو محبت ہے تو یہ وسیع تم سے محبت کرے گا ورنہ تم کو معلوم ہو گا کہ یہ بھی لمحہ سے محبت کرتا ہے تو باطن و ظہر محبت اس کے ساتھ نہ ہوں۔

اسی طرح دونوں رفوں سے محبت درہم برہم ہوتی جائے گی ورنہ محبت میں یگانہ ہوں گے۔ ہاں تم محبت نہ مسلوب ہے۔ درہم میں یہی یہ ام محبوب ہے اور اسی وجہ سے شاعر علیہ السلام نے اس کا مرقع لکھا اور رشاد فرمایا کہ دو وقت ہو ورنہ یہ قیاس زبان سے بولنے کا یہ ہے کہ جس نام سے دوست کو چارہ جانا پسند ہو وہی نام سے کہہ کر چارے سے روکنا اور تھپچھپ اس کا نام دہی کے جو اس کو محبوب ہو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ تمیں باتیں میں ہیں کہ اگر تم ان دو زبان سے سناؤ برقرار اس کی دوستی تمہارے ساتھ خاص ہو جاوے گی اور یہ کہ جب اس سے بولو تو اس کو دیکھو کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ تم کو جھانڈو مسموم یہ کہ اس کو جو لہنا نام پنا چھپ معلوم ہوتا ہو اس کو کہہ کر چارو۔ ورنہ یہ قیاس ہے کہ تمہیں شخص کے ساتھ دوست کو اپنی تعریف پسند ہو اس کے ساتھ جو خوش ہیں تم کو معلوم ہوں کہ کو ذرا دور یہ نشست محبت ہاں یہ سبب ہے اور اسی طرح اس کی ورنہ دل نہ دار کی تعریف کرنی بلکہ اس کی نقل و صورت ورنہ نشست و برخاست ورنہ شہر و رستگاری وغیرہ اور چیزوں کی خوبی بیان کرنی جیسے وہ خوش ہو لگے اس تعریف میں عجیب اور مبالغہ نہ ہو کیونکہ جو بات قابل تعریف ہو اس کی خوبی بیان کی جاوے ورنہ اس سے زیادہ نہ دہی یہ ہے کہ اگر غیر شخص اس کی تعریف کرتا ہو تو نہ صرف محبت کے ساتھ دوست سے اس کا قول نقل کرے کہ اس کا خیر کہنا محض حسد ہے۔ ورنہ یہ حق یہ ہے کہ اگر دوست نے دلی سکوت سے یہ نظر کیا ہو تو اس کا شکر دیکھو کہ اس نے محبت صوب کی کی ہو اور وہ پھر نہ ہو تب بھی اس کا شکر کرنا ہونا ورنہ سب کے زیادہ شہر محبت کے کھنڈے کی یہ ہے کہ جب کوئی شخص اس کو پیار سے کہے یعنی کہ تمہارا گناہ اس کی عزت کے لیے ہو تو خود درست کی ترندی ورنہ محبت کے یہ مستند ہو ورنہ اس کو پوچھ کر کے اور مانع سے اس سے منف موشی

عاجب کوئی تم میں سے چنے جانی و دوست رکھنے تو چاہیے کہ سکوت کا کردار ہو ورنہ زبان و دل برایت بن جائے۔

تاکہ اس میں ہر دور در محبت پیدا ہو ورنہ محبت برایت بن جائے۔











[illegible]











کے بعد کھایا اور پیادہ تاکہ دوست کے غم میں قریب مرگ ہو گیا تھا۔ وہی طرح ایک درحکایت سہفت کے درجہ کیوں  
 کی ہے کہ ایک دوست سے مشرف ہو گیا تھا کسی نے دوسرے سے کہا کہ تم اس کی وفات چھوڑ نہیں دیتے۔ وہ تو  
 بڑیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہی وقت میں تو اس کو میری زیادہ ضرورت پڑی ہے ایسے وقت میں کیونکر ترک کروں گی  
 تو یہ اس کا حق پڑ کے ہر امت عذاب کروں گا در پہلی صحت پر جو رکن کے وہیوں ہے۔ پتا ہے سے

دوست اس دائم کہ گمراہ دوست دوست در پریشاں حال و در ماندگی  
 اور بنی امور میں کی حمایت میں سے کہ دو بھائی ایک پہاڑ پر عبادت یا کرتے تھے ان میں سے ایک کو شہت نہ پانے  
 کو شہت نہ پانے کی وجہ سے ایک کسی کو دیکھ کر فریفتہ ہو کر تنہائی میں لیجا کر اس کے ہمبستر ہو کر تین دنوں کے  
 پاس تھک رہا اور اس کے حیا کے اپنے بھائی کے پاس نہ گیا۔ جب اس کے بھائی نے یہی روایت اس کو نہ دیکھی تو شہ میں  
 اور پوچھتے پوچھتے اس کا سراغ لے لیا گیا کہ وہ کسی کے پاس بیٹھا ہے۔ دیکھتے اس کو لے گیا اور چونے چمنے سے  
 در وہ چونکہ چنی منہ سے نہایت شرمندہ تھا اس لیے نہ کرنے سکا کہ میں تم کو بچھتا ہی نہیں۔ پھر دوسرے نے کہا کہ  
 دو بھائی اب ٹھہر کر تمہارا حال دریافتہ معلوم ہو گیا۔ تم جیسے اس وقت میں مجھ کو زیادہ در محبوب ہو ایسے کسی وقت میں  
 نہ ملے۔ تب اس شخص نے دیکھا کہ بدستور اپنی تنہا کے میں اس کی خبروں میں نہیں کر سکتا تو یہ در چہر جیسے شہت  
 ہو گئے۔ میں کچھ لوگوں کا طریقہ تہذیب و دوستوں سے اس طرح ہو کرتا ہے۔ در یہ طریق بہ نسبت محبت بزرگانہ کے بق  
 کے زیادہ لطیف و زیادہ وفقہ کے مطابق ہے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ یہ بہت بہتر اور عمدہ ہے۔ اب اگر  
 یہ کہو کہ تم سے اس طریق کو زیادہ لطیف و رفیقہ کے زیادہ موافق کیوں کہ محبت کے قریب سے تو بڑا ہی غوت  
 کرنے جاتا نہیں تو آخر اس سے بچرگی و حب ہوئی پائے اس لیے کہ محبت کسی صفت سے ثابت ہوتا ہے تو یہی ہے  
 ہے کہ اس صفت سے دور ہونے سے ہوتا ہے۔ در چہر محبت غوت کی صفت دین میں ایک دوسرے کا محبت ہونا  
 ہے تو اس سے کہ یہ بہت صفت سے یہ صفت غوت ہوئی تو یہ یہ غوت بھی نہ رہتی پائے تو اس کا یہ بہت  
 کہ اس صفت کو حقیقت میں یہ ہے کہ اس میں تری و دروں ہاں نہ رہنا در وہ بانی پائی جاتی ہے جس سے غوت نہ رہے  
 رہیوت و تو یہ کی پائین سے کیونکہ محبت کے بق۔ ہتے سے ہیا کو پائین رہی ہوئی اور یہی وہ ترک و قات نونی  
 اور بزم کو تو قلع محبت کے نہ رہے گی تو نہ رہے۔ ہمیشہ کرے کہ۔ در فرقہ سے زیادہ تر موافق ہوئے کی وجہ یہ ہے  
 کہ غوت تو مدت و مدت کے ہوتا ہے اور جب محبت ہو جاتی ہے تو اس کی حق مستی ہو جاتا ہے اور اس کا بنا ہونا  
 اور اس کے موجب ہونا نہ رہتا ہے۔ در منہج اس کے بنانے کے یہ ہے کہ دوست یہ محبت ہیں  
 نہ چھوڑا جائے۔ در دین میں محبت پائینی بہ نسبت باقی صفت کے زیادہ سخت ہے۔ در تکیاب نہ دے وہ یہی  
 آفت ہیں بتنا ہو گیا جس کے موجب سے اس کو دین میں محبت پڑی تو ب نہ رہے کہ اس کی حمایت کی جائے۔ در  
 چھوڑ نہ دینا چاہیے۔ چہ ہمیشہ اس کے ساتھ میں رہی رہتی جسے تاکہ جس حادثہ میں یہ غشیں پائے اس سے نہایت  
 پائے پر دے کہ دوستی صاحب و در و رشتہ ہی کے سے ہوتی ہے۔ در اس سے نہی محبت و غش ہوئی جس کے دین















فرماتے ہیں احب حبیبیٹ ہونا ما عسلی ن کیون بغیضت لیومہ و بغیض بغیضت لیومہ ما عسلی ن  
 یکون حبیبیٹ یومہ و در حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ دوستی میں کہ فرمادے کہ اور نہ بغیض میں دوستی کا تو کہ یہ  
 ساتھی کا وقت ہو جائے چاہے اور چھٹا حق اخوت یہ ہے کہ اپنے دوست کے ساتھ اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے  
 کے بعد وہ دن گئے تو اپنے لیے محبوب جانتا ہو اس طرح اس کے گھر وں اور تھیں بول کے حق میں رہا ہے اور اس  
 کے لیے وہ اپنے ساتھ رہا، کتنے میں فرق نہ کر کے جس طرح اپنے ساتھ اس طرح اس کے لیے گھر وں وں میں اس لیے  
 وہ ساتھی اپنے ساتھ رہا، کتنے میں فرق نہ کر کے جس طرح اپنے ساتھ اس طرح اس کے لیے گھر وں وں میں اس لیے  
 قال لک لک لک لک لک و ایک روایت میں تو لک لک لک کی جگہ یہ مضمون ہے کہ لک لک لک فرماتا ہے کہ میں تم  
 سے شروع کر دوں گا یعنی میں دعا کو اول تیر سے تم میں قبول کروں گا اور ایک حدیث میں فرماتا ہے کہ اگر کوئی آدمی  
 اس کے بھائی کے حق میں اس قدر قبول موقوف ہے کہ خود اس کے حق میں نہیں موقوفی اور ایک حدیث میں یہ فرماتا ہے کہ  
 الرجل لا یخلف فی الغیب الا تدری اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مترجمانیوں کے لیے تجدد میں دعا کرتا  
 ہوں سب کے نام سے کہ وہ محمد بن ابوسفیانؓ کی فرماتے ہیں کہ نبی بخت دوست حبیب آدمی کہ اس کے ساتھ  
 مرنے کے بعد گھر والے تو تمہارے گھر بائیں اور جو کچھ تم سے لیا وہ اس سے چھین کر لیں اور نہ اس کے ساتھ  
 کرے در تمہارے مال گزشتہ اور آئندہ اس کو تر و دور است کی تاریخ میں تمہارے یہ دعا کرتا ہے کہ وہ تم  
 مٹی کے ڈھیری کے نیچے ہو گیا کہ وہ اس باب میں فرشتوں کا وقت کرتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ حبیب آدمی مرنے  
 سے تو لوگ کہتے ہیں کہ تیغے کیا لپوڑا اور فرشتے کہتے ہیں کہ کیا جیوہ اس بدشتہ لپوڑے ہوئے ہیں یا خوش موئے  
 ہیں اور اس حال پوچھتے ہیں اور اس کی سفارش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس شخص کو اپنے دوست کے مرنے کی خبر  
 پہنچا اور وہ اس پر رحمت بھیجے اور اس کے لیے دعا کے حضرت فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں جو اس کے مرنے کے بعد اس کے  
 پر حاضرتھا اور اس کو مانا نہ پڑھی اور یہ روایت حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر مرد سے دعا ہو جس کی تم  
 میں ڈوبنے کا حال ہے تو سب چیز کا سہارا چاہتا ہے مرد وہی اپنے بیٹے یا باپ یا بھائی یا قریب کی دعا کہ مستم

کا اپنے دوست کو متوسل ہو پر دوست رخصت شایہ وہ دشمن تر ہو کسی روز وہ اپنے دشمن سے متوسل ہو جائے دشمن پر شایہ وہ کسی روز دوست  
 ہو جائے۔ ترمذی روایت ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دوست کے لیے دعا کرے کہ یہ دعا فرشتے کے لیے ہے کہ یہ دعا اس کی  
 مثل کے مسلم پر روایت ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دوست کے لیے دعا کرے کہ یہ دعا فرشتے کے لیے ہے کہ یہ دعا اس کی  
 نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دوست کے لیے دعا کرے کہ یہ دعا فرشتے کے لیے ہے کہ یہ دعا اس کی  
 بل لکھنا کہ اس میں ترقی حاصل ہو جائے اور یہ دعا اس کے لیے ہے کہ یہ دعا اس کی  
 پسندینہ دعا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دوست کے لیے دعا کرے کہ یہ دعا فرشتے کے لیے ہے کہ یہ دعا اس کی



















غیر اسد م فرماتے ہیں کہ سب میں جباری میرے دوستوں میں سے مجھ پر وہ ہے جو میرے لیے تکلف کرتا ہے اور  
 میں سے شرتا ہوں۔ اور سب سے ہٹا مجھ پر وہ ہے جس کے ساتھ میں میںی طرح رہتا ہوں جیسا تھا۔ تنہا ہوں اور  
 کسی صوفی کا قول ہے کہ لوگوں میں سے ایسے ہی کے ساتھ رہا کرو کہ اگر نہیں کرو تو اس کی تحریروں میں زیادہ نہ ہو۔  
 اور اگر گناہ کرو تو اس کے نزدیک کم نہ ہو۔ دونوں حال میں اس کے نزدیک برابر ہو۔ نہیں کرو تو ایسے ایسے اور یہ  
 میں نے کہا کہ اس سے تعلق اور تیا سے نجات ہو جاتی ہے۔ اور نہ جب آدمی یہ ہو جاتا ہے کہ قول بات کرنے  
 سے دوسروں کی تحریروں میں اثر جادوں کا تو طبیعت میں حیا اور رکاوٹ ہو جاتا ہے۔ اور لعینوں سے فرمایا ہے کہ انہیں رول  
 کے ساتھ دہ سے رہتا چاہیے اور آخرت والوں کے ساتھ حکم سے اور عارفوں کے ساتھ جیسے چاہو۔ اور وہ کسی  
 و شریعت سے کیا کہ محبت ایسے ہی کی اختیار کرو کہ اگر گناہ تم کرو تو وہ تمہاری طرف سے تو یہ کرے اور اس کے ساتھ  
 بُرائی نہ کرو۔ غرض کہ سے کرے اور تمہاری مشقت کو خود اٹھائے۔ اور پٹی مشقت تم پر نہ ڈالے۔ اس قول کے  
 کہنے سے دوستی کے راہ لوگوں پر تنگ کر دی واقع میں یوں نہیں بدیوں چاہیے کہ ہر دینہ عقل سے دوستی  
 کرے اور خود محبت کرے کہ ان کی شرطوں کو اس کے ساتھ ادا کرے۔ تاہم ان کو تعجیف ان شرط کی تہ سے  
 تیار نہ ہو۔ بہت سے دوست ہو جائیں کیونکہ اس صورت میں محبت فی اللہ ہوگی۔ اور اگر دوسرے سے توقع ان امور  
 کی کرے کہ تو محبت صرف اپنے نفس کے فائدوں کے لیے ہوگی۔ وہ ہمیں بہت شہرت بنیاد سے کسی نے کہا کہ اس  
 نہ میں دوست کیا اب ہیں فی اللہ دوست کہاں ہے آپ نے اس سے اس کی س نے تین بار یہی کہا جب  
 بہت سے کہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا دوست چاہتے ہو کہ تم کو مشقت سے بچائے اور تمہاری تعجیف اپنے سے  
 دوسرے سے کہتے کم ہے اور اگر ایسا دوست فی اللہ چاہتے ہو کہ تم اس کی خدمت کرو اور اگر وہ تعجیف دے تو میر  
 کرو تو میرے پاس اس قسم کے بہت لوگ ہیں جس سے چاہو محبت کرو۔ وہ شخص غیبت پوش ہو۔ بارہا اب جاننا چاہیے  
 کہ ان میں سے کسے ہیں ایک تو وہ ہے جس کی محبت سے تم کو فائدہ ہو دوسرے وہ کہ اس کو تم کچھ فائدہ نہ پہنچتا  
 ہو۔ اور اس کو تم سے کچھ فائدہ نہ ہو سیکیں اس سے تم کو کچھ نفع بھی نہیں تیسرے وہ کہ اس کو تم فائدہ بھی نہ پہنچا سکو۔ اور  
 اس کی محبت سے تم کو فائدہ بھی ہو تو ایسا شخص حقیقی بہت ہے اس کی محبت سے تو شہرت چاہیے اور دوسری قسم کے  
 آدمی سے جناب مست کرد کیونکہ دنیا میں اگر اس سے کوئی نفع نہیں تو آخرت میں تو فائدہ ہوگا کہ اس کی سفارش  
 و دہ اور اس کی خدمت کرنے کا ثواب تم کو ملے گا اور تیسری قسم کا شخص بہتوں کی محبت سے اور تمہارے  
 نے محبت ہوئی غیر اسد م ہو جی بھی کہ اگر تو میرا گناہ تو تیرے بہت سے دوست تو باریکی یعنی اگر ان کی  
 غیبتوں میں دہ ان کی یہ کو بد شہرت کرو اور ان پر حسد نہ کرو تو یہ ان کا حق ہے۔ اور کسی بڑا کہ قول ہے کہ میں  
 نے تیرے سے بچا اس پر محبت اختیار کی کچھ مجھ میں دہ ان میں حسد نہ ہو اس لیے کہ میں ان کے ساتھ اپنے

محبت تو تیرے قسم دہ اس کے قسم اور ہے۔ اور میں قسم دہ چاہیے کہ جب دوسری قسم کا شخص ہو تو یہ



































































































کہ میں نے کبھی تھے اور میری نیت ان کے کہنے سے خیر ہی کی تھی، آپ نے فرمایا کہ میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ یہ ایک  
ان کی طرف مبادرت کرتے تھے کہ لو انسان کو لکھے۔ اور آئندہ تمام مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس تینیاں  
اور وہ پہلے اللہ لکھتے تھے تو اس کو درود کرو نہ ہوگا۔ اور ایک حدیث میں فرمایا العطاس من امته و تثاؤب من شیعہ  
فذا تشاؤب احدکم فلیضع یدہ علی فیہ فذا قل آلا فذات الشیطن یضحک من خوفہ۔ اور نہایت  
ابرار بھی فرماتے ہیں کہ جب آدمی استنجی کرنے کی حاجت میں جیسے تو اللہ تعالیٰ کی ذکر کرنے پر کچھ مشتاق نہ نہیں۔ اور حضرت مس  
ابعدی فرماتے ہیں کہ اپنے دل میں اللہ لکھ کر لے۔ اور کعب ابن عزیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال فرماتے ہیں کہ آپ نے بن سب  
احدیت میں عرض کیا کہ اللہ تو قریب ہے کہ میں آہستہ کچھ تجربے سے کہوں یا بعید ہے کہ تجھ کو آواز دوں۔ ارشاد ہوا کہ جو کوئی مجھ کو  
یاد کرے سب سے زیادہ اس کا جی میں ہوں، عرض کیا کہ یہ ایسے حال میں ہوتے ہیں کہ اس میں یہ ذکر کرنا فاضل ہو۔ جیسے جنابت اور قنات  
حاجت ہے ارشاد ہوا کہ میرا ذکر یہ حال میں کرو۔ اگلی سوال متعلق یہ ہے کہ کسی شے پر سے پاؤں پڑے تو مپاٹے کہ اس سے  
خوش قسمتی کر کے ہٹوا رہے۔ بعض اہل برکت فرماتے ہیں کہ ایماندار سے اخلاص دلی کرنا پڑتا ہے اور بدھار سے اس کے کردار کے  
مخالفت نہ کرنا پڑتی کیونکہ وہ غلطی نہ ہوئی خوش قسمتی سے رشتہ جو جاتا ہے حضرت ابو درود فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کے سامنے  
نہشتہ ہیں اور ان کو لعنت کرتے ہیں وہی ہر درجے کے معنی میں ہیں۔ اور یہاں ایسے ہی لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جن کے شے  
سے ڈر ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ادفع باقی ہی۔ حسن و حسنات ابن عباس رضی اللہ عنہما بالحسنۃ لیسیتہ فی تفسیر  
میں فرماتے ہیں کہ سید سے مراد خوش اور ایذا سے اور حسد سے عدم اور عداوت اور آیت دلوا دفع بددنا من بعضہم  
ببعض میں فرماتے ہیں کہ خوف و جہاد و جہاد اور عداوت سے مراد ہے۔ اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنے کی حاجت چاہی، آپ نے فرمایا کہ اس کو اس نے دو کہ یہ اپنی قوم میں نہایت شہرت رکھتا  
تھا۔ سب وہ اندر آیا تو آپ نے اس سے ایسی نرمی باتوں میں فرمائی کہ وہ کو یہ کہان ہوا کہ آپ کے نزدیک اس کی کچھ حاجت  
تھا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ جس وقت وہ آئے تو تھا اس وقت تو آپ نے مجھ کو فرمایا  
کہ اس کے ساتھ نرم رفتار فرمائی آپ نے فرمایا کہ اسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ  
اس شخص کا مواجہہ جس کو لوگ اس کے پیش کے خوف سے چھوڑ دیں۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ یہاں چھوڑ دے کہ وہی

مٹا ہوا ہے۔ ورنہ یہاں علی مرتضیٰ ابنہ ضعیف۔ انہیں ایک اللہ کی طرف سے ہے۔ جب ان شیعہ کی جانب سے تو یہ کوئی فرمایا کہ وہاں  
میں سے تو چھوٹے کر باقی اپنے من پر رحم لے کہ وہ سب آواز کرتا ہے تو شہادت اس کے خوف سے معنی کرتا ہے۔ ہاں دوسرا جواب لی ہر فرقہ  
اور اس میں احدی من سے نہیں من کو ترندی سے دیتا ہے۔ اس کے جواب میں تو کہ اس سے بہتر ہے۔ اس کے میں نہیں سمجھتی کہ  
لکھ اور لڑائی کرنا۔ اللہ کو تو ایک دوسرے سے۔ عت تو لکھ لکھ و اصل میں نیک آبا سے نہ۔ منہ محمد نے اسے خیر و فحشے مستور من  
کو فضل سے خیال نہ کرنا۔ اور نیک آبا سے بنان میں منہ و حیر و منہ یعنی نیری عظمت و جبر کے خیال سے اس حدیث میں تیرا منہ نہیں کرتے۔ دوسرا  
امیر علی بن ابی موسیٰ نے اس کو نقل کیا ہے۔ اس میں جو بن عبدی بروایت جابر بن عبد اللہ ضعیف۔



اپنی عزت بچا دے وہ اس کے تعلق میں مدغم ہے۔ اور آثار میں بارگاہ لوگوں سے اختلاف کے متعلق کے موافق کر دے اور  
 وہ اس کے علیحدہ رہے۔ اور محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسے لوگوں سے تعلق بنی صحبت سے نہ کرے وہ اس کے تعلق میں  
 نہ ہوگا جب تک کہ خدا نے تعلق کوئی راہ نہ دی تو وہ دشمن نہیں۔ یا مکیسوال تعلق یہ ہے کہ تعلق کے پاس بیٹھنے سے  
 حذر کرے اور مساکین سے اختلاف کرے۔ اور تعلق کے ساتھ سلوک کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے کرتے  
 الحمد احمینی مسکینا و احمینی مسکینا و احمینی فی ذمۃ المساکین۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے مہم  
 سلطنت میں بیت مسجد میں داخل ہوتے اور کہتے ہیں کہ دیکھتے تو اس کے پاس بیٹھے اور فرماتے کہ مسکین دوسرے مسکین کا  
 ہم نشین ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی غلطی سے پکارا جانا، انا محبوب ذمتہ بیت یا مسکین کہہ کر پکارا جانا  
 اچھا معلوم ہوتا تھا۔ اور کعب اعبار سے مروی ہے کہ قرآن میں جس جگہ یا ایہ الذین آمنوا سے دن تواریت میں یا ایہ المساکین  
 سے۔ و عبد بن مسعود فرماتے ہیں کہ دوزخ کے سخت دروازے ہیں تمہیں تو انکروں کے بیٹھے ہیں تو تین عورتوں کے لیے  
 اور ایک فتنہ و مساکین کے واسطے ہے۔ اور حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ کسی نے جناب الہی میں عرض کیا  
 کہ اے نبی میں کس طرح جانوں کہ تو مجھ سے رشتہ ہے، ارشاد ہوا کہ اس بات کو دیکھ لے کہ مسکین تجھ سے رشتہ ہیں۔ اور ایک  
 حدیث میں ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو مردوں کے پاس بیٹھنے سے بچاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 دوسرے بیان ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تو انکر۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ تو کہاں تک عرض کر دیا، ارشاد ہوا  
 کہ شکستہ لوں کے پاس۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ فاجر کی نعمت پر شک مت کرو، کیونکہ تم کو معلوم نہیں  
 کہ تم نے اس کے بعد اس کا کیا حال ہونا، اس کے لیے تو ایک کتاب جلد باز رکھو اسے۔ و تیسری تیار داری کے فضائل ان  
 وایت سے معلوم ہوتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ایسے تیار کو اپنے پاس بالغ ہونے تک  
 رکھے جس کے مال باپ مسلمان تھے، تو اس کے لیے قطعاً جنت واجب ہے۔ اور فرمایا ان کا ذل البیتہ کذبین و لیشیر  
 با صبیح۔ اور فرمایا جو شخص تیار کے پاس رہے گا باقیہ سے تو جتنے بالوں پر اس کا بھگدڑ ہے، وہ ایک بال کے  
 عوض میں ایک نیکی اس کو ملے گی۔ اور فرمایا کہ مسلمانوں کے گھر میں اچھا کمروں سے جس میں تعلیم ہو اور اس کے ساتھ سوک  
 یا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھر میں بڑھ کر ہو وہ جس میں تعلیم ہو اور اس کے ساتھ ہر نیک جاتی ہو۔

تلمیذ سوال تعلق یہ ہے کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے اور اس کے دل میں نہ بے بسی و غفلت کی کوشش کرے۔ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یومن احدکم حاتی یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔

نہ تو تندر کہ مجھ کو مسکین و یتیم کو کیتوں کی حاجت میں جس کا ہر دھرم و یس نبی سعید اس کی کوزہ کی سے بروایت حضرت  
 تعلق ہوا ہے، و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔  
 و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔  
 و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔  
 و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔ و یحب لآخریہ و یحب لنفسہ۔











اپنی بی بی سے اس کے مہر میں سے کچھ مانگے اور اس کا شہر خرید کر غنیہ کے پانی میں ملا کر پی جائے تو اس کو پھر پچھتاہٹ اور برکت کی شفا ہوگی یعنی اس لیے کہ ان مینول چیزوں کے باب میں قرآن مجید میں یہی صفات مذکور ہیں۔ مہر میں فرمایا فخر اھنیٹا مرینا اور شہر کے باب میں فرمایا فید شفاء للناس اور غنیہ کے لیے فرمایا و نزلات من السماء ماء مبارکہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کو فرمایا کہ کیا میں تجھ کو ایسی بات نہ بتا دوں جو اس کے شہر یاں تر ہے کہ اگر آدمی اپنے مرض سے اول ہی کے کرنے میں پڑے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے نجات دے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا کہ بہتر ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا یہ پڑھ لیا کرے لا الہ الا یحیی و یمیت و هو حی لا یموت سبحان اللہ رب العباد والبلاد والحمد للہ کثیراً طیباً مبارکاً فیہ علی کل حال اللہ کبر کبیر ان کبریا رب و جلالة وقد سرتہ بكل مکان اللهم ان انت امر حنتنی ستقبض روحی فی مرضی هذا فاجعل ما روحی فی روح من سبقت لہم منک الحسنی و باعدی من النار کما باعدت اولیائک الذین سبقت لہم منک الحسنی۔ اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے کی عید دن تھی ہے جتنی مدت اونٹنی کے دوبارہ جان رکھنے میں ہے۔ اور ملاؤں فرماتے ہیں کہ انسان عید موت رہے ہو سب میں ہوگی اور جلد ہو۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بیا رہی کسی ایک بار تو سنت ہے اور زیادہ نقل ہے۔ ولعن ابن کبیر نے فرمایا کہ عید موت تین دن کے بعد پانچ شہر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عید موت ناعد دے کر کرو اور اس میں نرمی اختیار کرو۔ اور مرین کے لیے ٹہل آداب یہ ہیں کہ کسی طرح صبر کرے اور شکایت اور اشد بکرم سے درستی برقرار ہے۔ درود کے ساتھ خالق دوا پر توکل رکھے۔ پچھلے سوال تھی یہ ہے کہ ان کے جنازے کے بعد ہوا سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں من شیء جنازة فله قیراط من لاجل ذات رقت حتی تدفن فله قیراطان اور حدیث صحیح میں ہے کہ قیراط کوہ احد کے مثل ہے

ثانی پس کھدوس کو چپ پچھا دے اس میں شفا ہے جو کورہ ت اور تار محمد نے کہا کہ پانی برکت دلا دے ابن ابی حنیفہ بسند ضعیف ۱۲۔ حج بن ابی حنیفہ بردایت انس بسند یکہ در جہالت مست ۱۳۔ حج بن ابی حنیفہ و ابو حنیفہ بردایت جابر ۱۴۔ ضعیف ۱۵۔ حج جو شخص جنازے کے ساتھ چلے اس کو ایک قیراط ثواب چھ کر خیر سے اس کے دفن ہونے تک تو اس کو دو قیراط ہیں۔ بخاری و مسند بردایت ۱۶۔ مرد بنی سعد بن مسعود و بیت ثوبان ۱۷۔ و بی سریرۃ ۱۸۔ علیہ نہیں سے مجبور کوئی سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ وہ زندہ کرتا ہے و رہاتا ہے وہ خور زندہ سے مرنے والے کو پاتا ہے پروردگار بندوں اور شہدوں کو۔ در سب غریبوں میں اللہ کو بہت در بھی در برکت ہر حال میں اللہ بہت مہربان ہے رب کے بزرگی جلد اور قدرت سرگرم میں ہے۔ مٹی کو تو نے چھو کر اس سے بیہ بیا کیا ہے کہ میری جاس قتل کرے میں مر رہا ہوں تو میری روح تو ان لوگوں کی روحوں میں کر دے جن کے سینے تیری طرف سے پہلے خوابی ہو چکی ہے۔ درود کر محمد کو دوزخ سے جیسے تو نے دیا ہے وہ لوگوں کے لیے تیری رحمت سے پیشتر خوابی ہو چکی ہے۔







اور مجباً فرماتے ہیں کہ آدمی سے اس کی قبر اٹوں یہ کلام مرئی ہے کہ میں کیوں کہ قبروں کی منہائی کا مکان ہوں خدا عزت ہوں۔  
منزلِ عظمت ہوں، چہرہ میں سے تیرے سے رکھتے ہوڑی میں، تو نے میرے لیے کیا سہارا کیا، اور عزت ہوڑی فرماتے ہیں کہ  
سنن لو میں نہ دانتی نفس کی کارن بتاتا ہوں وہ روزے میں جس میں قبر میں رکھی جہاں کہ... اور ابودرداء کہ قبروں کے پاس بیٹے لوگوں  
سے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں ایسے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہوں کہ بعد کو آخرت کی یاد دلاتے ہیں، اور اگر ان کے پاس سے چلا جاتا  
ہوں تو میری غیبت نہیں کرتے۔ ورنہ تمام قہر سے میں کہ جو شخص قبرستان میں گذرے اور اپنے باپ میں فکر نہ کرے ورنہ  
ان کے لیے یہ دعا ہے تو وہ اپنے نفس کی دوران کی نیابت کرتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ ہر ایک رات کو ایک منادی  
پکارتا ہے کہ اے قبر والو تم کن لوگوں کا شکر کرتے ہو وہ کہتے ہیں کہ محمد اعلیٰ سجدہ کا شکر کرتے ہیں کہ وہ روزے رکھتے ہیں  
اور نماز پڑھتے ہیں اور اللہ ذکر کرتے ہیں ورنہ کو یہ باتیں میری نہیں۔ اور عزت منشیان فرماتے ہیں کہ جو شخص قبر کو یاد دہ  
یاد رکھے وہ اس کو جنت کے باغوں کا ایک باغ پاس ہے اور جو اس کی یاد سے مناسل رہے گا وہ اس کو اور ان کے کرموں  
کا ایک کرم پاس ہے۔ اور ربیع بن قسیم نے اپنے کلمہ میں ایک قبر کھواڑی تھی جب اپنے دل میں سختی پاتے تو اس کے منہ پر ہاتھ  
اور مسحت جب تمہارے کہتے رہتے، رجعون یعنی عمل صاحب فیہ شریعت، پھر فرماتے کہ اسے زمین تو نوادیاں اب عمل  
کرے پیشتر اس سے کہ وہ بے نیاز ہے۔ اور میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے ساتھ قبرستان میں  
تھا جب آپ نے قبروں کو دیکھا تو رو پڑے اور فرمایا اے میمون یہ قبریں بتی میری سے ہے، کی میں کو یاد دیا کہ وہ لوگوں کی  
لذتوں میں کبھی شہ یک نہ تھا، دیکھو اب کچھ کے پرستیں ورنہ دفن شدہ ہائی رہ گئے، پڑے ان کے بدنوں کو بھی گئے، پھر آپ  
روئے، فرمایا کہ بخدا میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا کہ معیش کیا ہو ورنہ تقدی کے مذاب سے مامون رہا ہوں۔ اور  
نعمت و تسلی دینے والے کے آداب یہ ہیں کہ شکر کرنا، اور غم نہ کرنا، ورنہ ست کرم و ترک متبعہ مومنار کے ورنہ ہمارے کی  
ہمارے کے آداب خشوع و ترسب کھن اور عزت کے دل میں شامل رہنا، ورنہ موت کو سوچنا اور اس کے مساوات کی یاد دہانی  
فکر کرنا، اور زندہ کے قریب رہنا ہوا چہاں ہیں ورنہ زندہ کو قبر سے بنا عزت ہے۔ یہ باتیں میں جن سے مراد ہے کہ  
بہر کرنے کے آداب معلوم ہوتے ہیں اور ہمدردی جو ان آداب کے باعث ہواں، یہ ہیں کہ کسی کو دیکھتے مست جانو، خواہ وہ زندہ  
ہو یا مردہ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے اس لیے کہ تم کو یہ خبر ہے شاید وہی تم سے بہتر ہو، کیونکہ وہ بہر چند فانی ہے مگر شہید ہے  
خدا تمہاری نیکی پر ہو ورنہ ہر خاتمہ اس کے حال کے بموجب ہو، اور کسی کو زانیانِ امت کے اعلیٰ پرستے ہو، ورنہ  
کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا تیرے سے وراں کی چیزیں ہیں، ورنہ ہر شے میں تمہارے نفس کے اندر دیا رہاں کی  
عظمت ہوئی تو انہیں پہچانے ہوئی اس لیے خدا کے فانی کی خدمت سے کہہ دو گے، وراں کو اپنا، میں اس غرض سے کہ وہ  
کہن کے دنیا میں سرور ورنہ ان کی خدمت میں غیر موجب ہو گے، پھر دنیا بھی نہ سکے ان اور اگر گئے ہی تو ان کی چیز کے رکن

ت میں اس قدر کچھ کہیں میں اس سے کہ جب کچھ چیزیں ہیں جہاں مکرور میں ہیں جو کچھ چھوڑے گئے، کچھ کھاری و سلمہ میں ہوا

ابن ہریرہ، وفادار دے کہ خازن کو جلد لے جاوے











آپ نے ذرا اپنا اسباب رشتہ میں ڈال دے وہ شخص جتنا ہے کہ لوگ اسباب کے پاس آتے تو پوچھتے کہ تھکے کیا ہوا ہے  
 کوئی کہتے ہیں کہ ہمسایہ نے اس کو ستایا ہے تو وہ کہتے کہ خدا کے تعالیٰ اس پر لعنت کرے مگر ہمسایہ اس کے پاس  
 آیا نہ کہ ہمسایہ اسباب اٹھا لے بخدا کہ اب دوبارہ ایسی حرکت نہ کروں گا۔ ورنہ ہر جی مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے ہمسایہ کی شکایت کرنے آیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ مسجد بنوینیت  
 کے دروازہ پر اپنا دیو باندھ کر اس کو چالیں کہ ہمسایہ میں زبردستی فرماتے ہیں کہ چالیں اچھے اور چالیں اچھے  
 اور چالیں اچھے اور چالیں اچھے کو منکر کیا۔ اور کثرت حدیث میں ارشاد فرمایا کہ برکت اور نحوست عورت و مردان اور کتوں سے  
 میں ہے۔ عورت کا مبارک ہونا یہ ہے کہ مہر تھوڑا ہونا اور نہایت سہولت سے ہونا اور اس کا خوش خلق ہونا۔ اور اس کی  
 نحوست یہ ہے کہ مہر زیادہ ہونا اور نہایت بدشواری ہونا اور اس کا خلق بُرا ہونا۔ اور مردان کا مبارک ہونا یہ ہے کہ ذات  
 ہو اور ہمسایہ کے حکم اچھے ہوں۔ اور اس کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو اور ہمسایہ برا ہو۔ اور کتوں کے مبارک ہونا اس کا  
 فرمانبردار ہونا اور ساتواں کہ اچھا ہونا اور اس کی نحوست عیبی اور بد رکاب ہونا ہے۔ اب جاننا چاہیے کہ ہمسایہ کا تعلق یہی  
 نہیں کہ اس کو ایذا نہ دیکھنے کیونکہ یہ بات اینٹ پتھر وغیرہ میں بھی ہے کہ ان سے ایذا نہیں پہنچتی، بلکہ یہ چاہیے کہ اگر ہمسایہ  
 زیادہ شکر و امتحان کرے اور صرف برداشت ہی پر کفایت کرے بعد اس کے ساتھ نرمی کرے اور سلوک اور احسان سے پیش  
 آدے رکھتا رہے میں کہ مسلسل ہمسایہ قیامت کے دن اپنے ہمسایہ کو انکار سے لپٹے گا اور عرض کرے گا کہ یا رب اس سے سوال کر  
 کہ اپنے سلوک سے کچھ کو قبول محروم رکھ و مجھ سے اپنا دروازہ کیوں بند کیا۔ اور ابن مقفع کو خبر نہ تھی کہ ان کا ہمسایہ بدلوں ہو گیا  
 ہے، اپنے دامن میں نہایت بچتا ہے اور آپ اس کی دیوار کے سایہ میں بیٹھا کرتے تھے، فرمایا کہ اگر اس شخص نے شمس کے  
 سبب اپنا سر بیچ دیا تو ہم اس کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنے کا حق بھی ادا نہ ہوا، پھر اس کو مکان کا دام دے کر کہا کہ ہر نو ذرت  
 مست کرے اور کسی بزرگ نے ذکر کیا کہ ہمارے گھر میں چوبے بہت ہو گئے ہیں، ان سے کسی نے کہا کہ آپ تو کیوں نہیں پکڑ  
 لیتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ درجے کہیں تیری آواز سن کر چوبے ہمسایوں کے مکانوں میں نہ پیسے جہاں میں اور جو بہت اپنے  
 پیسے نہیں پسند کرتا وہ ان کے لیے پسند کرے۔ اور ہمسایہ کے متوقع نہیں ہیں کہ اس سے پیسہ سلام کرے اور لشکر کو اس  
 کے ساتھ حکومت نہ دے اور نہ اس کے مال کو بہت استغناء کرے۔ اور حالت مرض میں اس کی بیار نہیں کرے۔ اور  
 مسیبت میں اس کو تسلی دے اور اس کا ساتھ نہ چھوڑے اور خوشی میں مبارکباد دے اور آپ بھی اس کے ساتھ خوشی مانے  
 کرے۔ اور اس کی غصوں سے درگزر کرے و رحمت پرے اس کے نہ جہان سے، اور دیوار پر کڑیاں لٹکتے یا پرانے سے  
 ہاتھ لڑنے یا گھنٹے سے مٹی ڈسنے میں اس کو دق نہ کرے۔ اور اس کے کہ میں جہان سے کاراستہ تنگ نہ کرے اور جو کچھ وہ اپنے  
 گھر میں کے بدو سے اس پر تاک نہ کرے۔ اور اگر اس کو کوئی عیب معلوم ہو تو اس کو چھپائے اور اگر اس پر کوئی عیب نہ ہو تو

نہ ہو ورنہ درمیزیل و جہیل ہریت فی سیرہ نہ در دونوں معین میرا، جس حدیث کا دل بند مسلمان ہر دیت بن مہر زنتی کہ ہے در  
 ہاتھ خیمہ جہانی نے سہ بہت نہیں سے سند معین کے ساتھ نقل کیا ہے۔























[illegible][illegible]















اگر اس کو ہر شے اور نام کو بھیجے، ہم کو اچھا نہ معلوم ہو کہ اس پر دو کام کئے کر دیں اور ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من مات عندہ جاذبۃ فاعلم انہ احسن بیہا شئ اعتقہا و قرو جہا نذہل لہ اجران اور ایک حدیث میں فرمایا: حکم من یوکلکم مسئول عن رعیتہ۔ غرض کہ مملوک کے حقوق بھل رہیں اور خوراک و پرورش میں ان کو اپنا تالیف کرتے اور ان وقت سے زیادہ ہم نہ لیں اور ان کی طرف تکرار و تفتیش کی فکر سے نہ دیکھیں اور ان سے تسویر و صفت کرے اور جب یہ سنتے آوے تو بچوں سوچے کہ میں بھی تو آخر اللہ تعالیٰ کی سزا کا نذر ہوں، اس کی حالت میں تسویر کرتے ہوں اور وہ نہ انہیں دیتا۔ اگر اس نے کوئی خد کی تو کیا عجب نہ ہو کہ خدا نے تعالیٰ بچہ پر زیادہ تقاریر سے نسبت اس کے کہ میں اس پر تو در ہوں انصار بن عبیدہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شخصوں کی پرکاش نہ ہوگی، ایک جو بہت سے عیب ہو، دو تم جس نے امام کی نہ فرمائی کی اور اسی حالت میں مرا ان دونوں کی پرکاش نہ ہوگی، سوم وہ عورت جس نے خداوند چاہا اور انہیں نہ دیتا سے اس کو فروغ کرگی، مگر میں کچھ بعد اس نے بناؤ نہ کرگی، دربارہ نسبی تو اس کی بی پرکاش نہ ہوگی، اور میں در میں کسے اس کی پرکاش نہ ہوگی، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی چادر میں منازعت کرے، اور اس کی چادر کبریا دور از اوقات ہے اور ایک وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ سے شک میں نہ رہے اور ایک وہ کہ اس کی جہت سے نہ ہو، میرا ہوت چادر کبریا سے از اوقات ہے یہ اپنے عیوض کے میں جیسے ایک چادر دراز میں دوسرا شے یک نہیں ہوتا، دیکھتے ہیں خدا نے تعالیٰ پرستی کہ بیٹی در عیوض میں رہتا ہے اس کا کوئی شے یک نہیں، باب آداب صحبت تمام ہوا۔ والحمد للہ اولاً و آخراً و فی ہر ادب و صفا و السلام علی کل عبد صالح۔

## باب، گوشہ نشینی کے آداب

### رباعی

نیا میں بات کہ ہیں جو ہوں خوش نصیب  
ان لوگوں کے تن سے تہی ہے عزالت  
بچتا جو منصور تو حسن سے حسن  
محبت میں سداوت ہے دونی میں آفت

دفع ہو کہ گوشہ نشینی اور تنہا میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے میں لوگوں کا خدوت ہے۔ باد ہو ویکہ بہ یک میں کچھ خرابیاں ہیں جن کے باعث دُعا کو نفرت ہوتی ہے۔ اور کچھ خوبیاں ہیں کہ ان کی بہت سے نعمت ہوتی ہے۔ در عیوض و در زبوں کچھ اہل عزالت کی جانب سے اور اس کو اختیار پر ترجیح دیتے ہیں، اور محبت باب پنجم میں جو خلو

میں جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کی پرورش کرے اور اس سے سداوت رکھے پھر اس کو زہر کے اس سے نہی کرے تو اس شخص کو آتش میں سے بخاری و سلم روایت ہے کہ تم سب رعیت در ہوا اور تم میں سے ایک سے جان کی رعیت ہا یہاں نہ ہوگی، اس مسودہ روایت میں در غرض کہ جہانی و نام نے اس کو نقل کیا ہے۔









نے لوگوں پر اپنا احسان بتایا کہ ان میں سبب الفت پیدا کیا اور یہ دلیل ضعیف ہے اس لیے کہ تفریق سے مراد اس آیت میں قرین مجاہد  
اصول شریعت میں راویوں کا جدا ہونا ورنہ جموں کا اختلاف ہے اور الفت سے یہ مناسبت سے کہ ان میں ان کیمنوں کو نکال دیا جو موجب  
فتنہ اور باعث خسومات ہوں اور علت ان امور کی منافی نہیں رہا نہیں اس میں بھی شک نہیں دوسری دلیل یہ حدیث شریف ہے انہوں  
لفظ ماکوف والاخیر فہم ریاکف ولا یوفد در یہ بھی ضعیف ہے کہ اس میں اشارہ بدعتی کی برائی کی حرمت ہے جس کے سبب سے  
الفت نہیں ہو سکتی اس کا ملحداتی و تشکیکی نہیں ہے جو خوش فہمی ہو اور اگر مقتدر کرے تو خود دوسرے دل سے الفت کرے اور  
دوسرے اس سے الفت کریں البتہ اپنے نفس کی سوتلی و اصول کے بارے میں مقتدر کو ترک کرنا ہو، مگر یہ دلیل یہ ہے کہ نفی  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاکے میں من ذرق الجماعت فقد مات دینہ جہنمہ اور ایک حدیث میں یوں ارشاد فرمایا من شق  
عصا المسلمین والمسلمون فی سلام وایچہ فقد خد بقتہ اسلام من سلفہ اور یہ دلیل بھی ضعیف ہے اس لیے کہ بات  
کے یہاں وجہ حرمت مراد ہے جو ایک عام کی بیعت پر متفق ہوئی ہو تو جو شخص ان کو ترک کرے اس کا ساتھ ختم کرے اور وہ بدعتی ہو تو  
جدائی سے غافل رہے کی مخالفت ہے اور یہ اس لیے ممنوع ہے کہ مخلوق کے لیے ایک مقررہ ہونا چاہیے جس کی وہ حرمت کریں  
اور سب اس پر متفق ہو جائیں ورنہ صورت یہاں اکثر دل کی بیعت کے جو نہیں سکتی اس لیے اس امر میں مخالفت ہونا معاملہ دینی و برہم  
کرنا اور فتنہ کو برپا کرنا ہے اس میں عزیمت کا کچھ ذکر نہیں چہرے کی دلیل یہ ہے کہ نفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں ان کے زیادہ عزیمت  
کے منع فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے وہ جہنم میں جاوے گا اور کسی  
مرد مسلمان کو سزا نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے اور جو بھائی تین بہت سے کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا اور فرمایا  
جو شخص اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے تو وہ مثل اس کے قاتل ہے پس اگر اسی مخالفت کرے گا تو باطل و مستأخذ  
کو چھوڑے گا جو ان حدیث کی رو سے ممنوع ہے اور یہ دلیل بھی ضعیف ہے کیونکہ اس چھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ روکوں سے ناراض  
ہو کر بات کرینی اور سلام اور معمولی ختم نہ ترک کرے اس میں یہ صورت داخل نہیں کہ بد دل ناراضی کے ختم نہ ترک کرے۔ حدود اس کے  
اوجہ میں تمیز کے زائد بھی ترک اختیار درست ہے ایت یہ کہ معلوم ہو کہ تین دن سے زیادہ چھوڑنے میں دوسرے شخص کو براہ ہو جائے۔  
دوم یہ کہ اپنی سوتلی اسی میں سمجھے اور یہ لغت حدیث کی برخلاف عام ہے مگر اس میں سے یہ انوں کو اس میں جس شخص و مستثنیٰ میں اس لیے کہ  
نفی تہا لہ منہ سے مدعی ہے کہ اس شخص صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دھوکا دیا اور پھر اس شخص کے چھوڑنے کو منع فرمایا تو جہنم

طریقہ انداز رفت کرنے، جبہ رفت کیا، ورنہ یہی بہت سی شخص میں کہ رفت کرے ورنہ یہاں سے اس شخص کو باب نہایت ہے کہ کسی شخص  
شخص جہالت سے جدا ہو ورنہ ہٹے تو اس کی موت جہالت جہالت کی موت ہے اس کو برویت کی یہ کہ جو شخص مسلمانوں کو نہایت کرے اس میں  
کہ مسلمان اس مجمع میں نہ تو اس نے اپنی زبان سے سلام نہ پھند کیا اور نہ فی وخت فی رعایت برویت بن جائے گا نہ جو برویت کی برویت  
فی دن بد کو بخاری دسم سے برویت نس نقل کیا ہے ورنہ بعد ورنہ اس کے جدائی کے نقل کی ہے اور برویت برویت میں بہت ہوں کہ  
جو دو کی اس رویت میں یہ ہے کہ وہ اس کے ایک سال مذکور ہے فی ابو ورنہ برویت اس کے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے  
اس حدیث تک چھوڑا تھا۔

























اس کے دل نے کوئی دُرُحی ہاتھ سے بڑا کر دیا تو مجھے یہ ڈر ہے کہ میرا نام کہیں مناسبتوں سے افسر میں نہ لکھ دیا جائے اور فیصلہ  
تجربہ سے حرم میں بیٹھے تھے ایک ان کا دوست ان کے پاس گیا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیسے تھے؟ میں نے کہا وہاں بڑے افسر کے لیے  
انہوں نے فرمایا کہ یہ تو بدبخت کا کام ہے کیونکہ تم جی جانتے ہو کہ میرے کھانے کو نہ نیت کرو ورنہ تمہارے دل سے وہی سحر و جادو  
درتہ معری نہ ہو جوتہ دونوں درمیں تمہاری خاطر پس اس سے بہتر یہ ہے کہ یہ تم میرے پاس سے چلتے ہو تو یہاں تک کہ وہاں  
سے دُعا ہوا۔ دیکھو یہ وہاں کہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندہ سے محبت کرتا ہے تو یہی جہاں رہتا ہے۔ اس کی دعا اس کو نہ ہو  
اور نہ تو اس کی خدمت میں اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو فرمایا کہ اسے ہشام کہتے ہیں۔ ہشام منہ ہوا اور کہا کہ تم نے فرمایا ہے  
میں نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ اس لیے کہ سب میں تمہاری خودی پر متفق نہیں تو جہاں فرشتہ ہوا وہاں امیر المؤمنین کی خدمت  
میں میں دروغ کو نہ موبوں کو جس شخص سے اس طرح کا خطرہ ہو سکے اس کو ان سے اختیار کرنا نہ چاہیے۔ وہاں سے  
پناہ مانگنا ان کے دفتر میں کھوانے پر راضی ہو تو مختار کرے۔ اور سب کے افسر جو آپس میں تھے تو اس کے لیے اور اپنے اور جواب  
دینے سے احتراز کرتے تھے کیونکہ ان کا دستور احوال دین و ریافت کرنے کا تھا۔ یہ دنیا کے پوچھنے والے چنانچہ ہشام نے ہشام  
سب سے پوچھا کہ تمہارا حال کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ سالم و در نیت سے ہوں۔ حاتم کو یہ جواب پر معذور ہو کر اپنے  
سہیلی تو اپنے صراط کے پار اور نیت جنت میں ہے۔ اور نہ تیرے حاتم سے جواب کوئی پوچھتا کہ آپ نے کیا کیا تو فرماتے  
کہ یہاں ہوں کہ جس چیز کی توقع کرتا ہوں اس کی تکمیل پر قادر نہیں ہوں۔ اور جس چیز سے ڈرتا ہوں اس کو ٹال نہیں سکتا۔ اپنے دل کے  
بدلتے ہوئے ہوں اور بہتری یا بگڑنے کے دوسرے کے ہاتھ سے پس کوئی محتاج تیرے زیادہ یا کم نہیں۔ اور نیت میں ہشام سے  
اگر کوئی پوچھتا کہ آج آپ کیسے ہیں تو فرماتے کہ اشیائے گرامیہ اپنی قسم سے ہمارے پاس ہی پوری کرتے ہیں اور اشیائے گرامیہ کہیں کرتے  
ہیں۔ اور نہ تیرے ابو دینار سے کہ کوئی پوچھتا کہ آج آپ کیسے ہیں فرماتے کہ یہاں ہوں اور فرخ سے بہت ہوں۔ اور سفیان  
ثوری سے کہ کوئی پوچھتا کہ آپ کیسے ہیں فرماتے کہ میں ہاشم اس کے سامنے کرتا ہوں اور ایک بڑی دوسرے کے سامنے  
دیکھ کر ہانک کر دوسرے کے پاس جاتا ہوں۔ اور نہ تیرے دوسرے قاتی سے کہ کوئی پوچھتا کہ آپ کیسے ہیں آپ نے فرمایا کہ  
میں شخص مانا گیا ہوں چوتھے ہو کہ شام ہو تو یہ نہیں جانتا کہ صبح ہو تو یہ نہیں جانتا کہ شام ہو تو یہ نہیں جانتا کہ شام ہو تو یہ نہیں جانتا کہ  
سے کسی نے پوچھا کہ آج آپ کیسے ہیں فرمایا کہ ایسا ہوں کہ کھٹی جاتی ہے اور بدبخت جانتے ہیں۔ اور کسی حکیم سے پوچھا کہ کیسے  
ہو کہ موت کی خاطر اپنی زندگی پسند نہیں کرتا۔ درپے رب کے سامنے اپنے افسس سے رشتہ نہیں۔ اور کسی دوسرے حکیم سے  
سوال کیا گیا کہ کہتے ہو کہ اپنے بے روزگاری کی وجہ سے دشمن انہیں کی بات کرتے ہوں۔ دوسری شخص سے واسطہ  
سے پوچھا کہ آپ کیسے ہیں آپ نے فرمایا کہ جو شخص بے روزگاری کی حالت کو ایک منزل چاہتا ہو اس کا حال نہ ہو کہ وہاں ہو کہ

[illegible]















جو نہیں جانتے ہو اس کو ترک کر دو اور خاص لوگوں کا طریق لازم پکڑو عوام کا ترک کرو۔ اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے مدی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یوشک ان یکون خیر مال المسلم عما یتبع بہما شفت <sup>عہ</sup> لہب۔ ہواقع القطر یقر بدینہ من الفتن۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ دین دار کا دین سلامت نہ رہے گا مگر جو شخص ایسا دین سے کر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ میں ورائے بل سے دوسرے بل میں لوٹری کی طرح رہے اور جب ہا پھرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ زمانہ کب ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت معیشت خدائے تعالیٰ کی معصیت کے سوا اور کسی چیز سے نہ ملے گی جب ایسا وقت ہوگا تو مجھ درمنا واجب ہوگا لوگوں سے عرض کیا کہ اپنے ہمراہ نکاح کرنے کا حکم فرمایا ہے مجھ رہنا کیسے واجب ہوگا آپ نے فرمایا کہ جب وہ وقت ہوگا تو آدمی کی نیا ہی اس کے والدین سے باہقوں ہوگی اور اس کے ماں باپ نہ ہوں گے تو اس کی بی بی اور اولاد کے ہاتھ سے۔ اور یہ بھی نہ ہوں گے تو رشتہ دار سے ہاتھ سے ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں کو تکدستی کا عیب نہ لگاتے ہیں تو وہ بہت ہوا کر رہا ہے جس کی طاقت اس کو نہیں ہوتی وہ بھی اس کو تباہی کی تباہی دیتا ہے۔ اور یہ حدیث ہر چند تجربہ کے باب میں ہے مگر عزالت بھی اس سے سمجھی جاتی ہے کیونکہ عید لدر معیشت اور اخترا سے خالی نہیں رہتا اور کسب معیشت بدول معصیت کے نہیں کرتا۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ جو زمانہ حدیث بار میں فرمایا ہے اس ہ وقت یہ نہ ہو کہ اس کے حال کے وقت سے پیشتر سے ہو گیا ہے۔ اور اس وجہ سے حضرت سفیان ثوریؓ کا قول مشہور ہے کہ بخدا عزالت واجب ہوگئی۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتہ دیا مہر بن کا ذکر فرمایا، میں نے عرض کیا کہ بہت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت آدمی اپنے ہم نشین سے ماموں نہ رہے میں نے عرض کیا کہ اگر میں دوزخ نہ پاؤں تو آپ مجھ کو حکم داتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے نفس اور ہاتھ کو روک واپس کھڑے ہوئے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر وہی شخص میرے پاس مکان میں چلا آوے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی کوٹھڑی میں لٹھس جا میں نے عرض کیا کہ اگر کوئی کوٹھڑی میں لٹھی لٹھس جاوے آپ نے فرمایا کہ اپنی مسجد میں داخل ہو اور اسی طرح کر اور آپ نے اپنا پیشہ کھڑا کر کے ہر روز یہاں تک کہ تو وقت پاوے۔ اور حضرت مسعودؓ کو جب لوگوں نے امیر معاویہؓ کے عہد میں ٹھکنے کے لیے اور اس کے ہاں ہونے کے برابر دیا کہ میں نے کو نہیں جاتا ہاں ایک حالت چل سکتا ہوں کہ مجھ کو یہ تو اور جو آنکھوں سے دیکھتی ہو اور زبان سے

نے قریب ہے کہ مسل کا مال بھڑ بھڑا کر اس کو پہاڑوں کی چوٹیوں اور مینہ کی جھمبوں میں بانٹے۔ اور پتے میں کے ساتھ فتنوں سے بھاگ پھرے گا۔ بخاری نے اس کو نقل کیا ہے ۱۲۔ اس کی سند باب الفلاح میں گذری ۱۲۔ ابو داؤد مختصراً اور بخاری نے عزالت میں پوری نقل کی ہے مگر اس کے نزدیک اس میں اتنے سے ہے ۱۳۔

عن الشعب بکسر اعرس وسکون اثنی راہی فی اخیات بمعنی القبات من الجبال والشفٹ للفتح الاول والثانی ایضا فیہ بمعنی اخسہ اسی شعب علی سبیل التمدید باللفظ الصحت الشفٹ بالشفٹ دارسم بذات الشفی رفع رہا مدختہ مرتب ۱۲۔ مولانا جلال اللہ دہلویؒ







نے فرمایا میں نے صاحب سب میں غیہ ہے کہ خدا نے تعالیٰ کی پروردگاری کے ساتھ میں مجھے یہ نرسہ رسالت کر میں کے تو ایسے حال  
 ایک دوسرے کے دھیں کے جن سے باہم بغض کی صورت ہو اور ان قول سے ایک ورفاء و عزائم معلوم ہوا جتنی دین و  
 موت اور خلاق و زلف و غیرہ ہا ہجہ ہم بندھا رہتا ہے اور عیوب اس کے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے پروردگاری کرنے والوں  
 کی تعریف فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے **يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَذُّبِ** اور کسی شاعر نے کہا ہے  
 ہا ہا جانا شہ غیول کے لیے عیب نہیں وضع کیا ہے کے بکڑنے سے ہے پر نکونک

اور سننا اپنے دین اور دنیا اور خلاق اور افعال میں ایسے عیوب ضرور رکھتے ہیں کا چھپانا ہی داریں میں اس کے حق  
 میں منہ سب ہوتا ہے اور ان کے ظاہر ہونے پر سرمتی باقی نہیں رہتی، حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ سچے لوگ سچے شہر  
 میں ہیں ہاں نہ تھا ورنہ ہاں شہ میں ہیں سچے نہیں اور جب حضرت ابوہریرہ کے زمانہ کا حال یہ ہو جو آخر قرآن میں  
 مذکور ہے کہ جو زمانہ آپ کے زمانہ کے بعد ہوا وہ اس سے بدتر ہی ہوا اور سفیان ثوری نے اپنی زندگی کے ایام میں مجھ کو  
 بیان کیا میں نے دیکھا کہ لوگوں سے آشنائی کم کر کے بچنا بہت مشکل ہے اور میرے کمان میں  
 جو برائی تھی وہ آشنائی سے بچھی۔ اور ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ہاں کس بن دینار کی خدمت میں آیا آپ تنہا بیٹھے تھے  
 اور ایک کتاب کے زانو پر بیٹھ کر ان سے کہتے ہوئے تھا میں نے پوچھا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کو کچھ مدت کہو یہ کچھ  
 دن اور ان میں اتنی رہنمائی دے کہ بہتر ہے۔ اور کسی بزرگ سے پوچھا کیا رکھ دہے کہ آپ نے لوگوں سے عزت  
 اختیار کی انہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو یہ خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا دین چھین جاوے اور مجھ کو غیب بھی نہ ہو۔ اس میں اشارہ  
 ہے کہ رہنمائی کے بغیر خلاق و طبیعت چلی جاتی ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو اور لوگوں سے ڈرو  
 کہ یہ دین ہے۔ کہ روشت پر پڑھتے ہیں تو اس کی پیروی نہ کریں گے۔ اور کھڑے ہیں پر سوار ہوں تو اس کی کمان دیتے ہیں اور  
 اس میں سے ان میں سے ان سے ان کو خراب کر دیتے ہیں۔ اور کسی بزرگ کا قول ہے کہ آتش کدہ کہہ کر تباہی دین خوب  
 محنت ہے۔ اور تحقیق سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس لیے کہ جس قدر آتش زیادہ ہوں گے اسی قدر حقوق زیادہ ہوں گے اور سب  
 ہا ہا کہہ دینا چاہیے کہ ہا ہا کہہ کر جس کو چاہتے ہو اس سے اجنبی بنو اور جس کو نہیں چاہتے اس سے

آشنائی مت کرو۔

پاؤں والے نہ کہ عزت ہاں ہے کہ نہ لوگ تم سے کچھ طمع کریں گے نہ تمہارے دل سے اور لوگوں کی طمع کو تم سے منع ہونا ایک  
 نہ نہایت مفید ہے اس لیے کہ لوگوں کو دشمنی کر دینا تو ممکن نہیں اس سے بہتر یہی ہے کہ آدمی اپنے ہی نفس کی اصلاح کرے۔  
 اور ان کے ساتھ حقوق میں سے ہنازہ پر جانا اور بغیر پرستی اور دھیموں اور تہذیب میں ہونا ہے۔ اور ان سب میں کمال  
 اوقات اور کم استقامت ہونا ہے۔ کچھ بھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ان میں سے بعض حقوق نہیں اور کم استقامت اور سزا سزا  
 ہوتا ہے کہ ایک ہذا قابل نہ کر کرنے کے نہیں ہوتا تو لوگ یہی کہتے ہیں کہ آپ نے خدا کی شخصیات میں ایک اور ہذا

تو سمجھو ان کو بے خبر محفوظان کے زمانے سے











وہ منیب سے طریش کر گیا اس کے زہد بنیں۔ اور مشن شہر سبہ کر شانیہ کہ بودہ مند وید و اور جان لو  
 کر میں کوئی نہ تھی سنیوں نے اشارہ فرمایا سبہ وہ حدیث و تقدیر اور سیدنت نبیہ و در محبت کبیر کا ہے کہ  
 اس میں ٹوٹن رن موجب خوف الہی کا ہوتا ہے اور اگر وہ اس وقت اثر نہیں کرتا تو اس میں موثر ہوتا ہے اور  
 اس کے لئے در فتنہ محنت جو محنت کے لئے واسطہ اور غمناک ہے نہ رہی کے فیصلہ دل پر مشتعل ہے اس کی تاثیر نہیں  
 لگتی اس میں دنیا کی دھند سے رغبت کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر دے بلکہ اس کے پڑھنے سے تو  
 آخر تک دنیا کی ترغیب ہی رہے گا اور قابیہ جو باتیں کہ نہ سنے اپنی اس کتاب میں کی ہیں اگر صاحب علم نے کو دنیا کی  
 ترغیب سے لے لیا تو اس کو اجازت دی جو کسکاتی ہے اس وجہ سے نہ توقع پڑتی ہے کہ اگر میں اپنی  
 دلالت سے باز آؤں تو کہ یہ کئی یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت و لطف سے ہے نہ کہ اس نے پر غلبہ کر لیا اور دنیا کے لئے  
 سے بڑی ہوئی ہے اور یہ وہ باتیں ہیں کہ ہم ہمیشہ در تفسیر قرآن میں ملتی ہیں اور علم کا وہ در اقصاں راجع اور جو  
 فتنہ میں پائیں تھیں تو ایسا نہ ہو کہ آدمی اپنے دل میں دھوکا دے کہ وہ فتنہ میں کئی تھیں سبب کا ہو رہا ہے بلکہ میں بہتر  
 کہ اس میں نہ کہ تفسیر و اگر اپنے نفس کو باتیں سبہ تو وہ اس سے اپنا ہوتا ہے نہ جانوں اور دھوکا کبیر ہوتا ہے  
 نہ اس پر کہ حقیقی علم ہے۔ و جب حال کر احیاء پر مشرت سے در میں ہو غلبہ نہ کر اس کی ترغیب قبول و جب  
 ہو کہ اس کو نہ دست میں نفع ہو کہ جہاں ہواں پر فخر اور نہ کر کے اپنا دل خوش کرے کہ باہر دیکھ کر کی آفت کبیر  
 ہے۔ چنانچہ کہ تفسیر میں شریعت و اگر وہ سبب سے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے نہ کہ اس کی انوار اللہ تعالیٰ مستحق  
 سبب سے نہ کہ میں وہ ان سے مستحق نہیں اور اس کے سبب سے نہ کہ اس میں بہت سے فتنے ہیں اور کہتے  
 تھے کہ ان کے فتنے سے نہ کہ وہ بہت حد میں در مل۔ تو وہ سبب سے نہیں کرتا۔ اگر ایسی صورت ہو کہ اس میں بہت سے  
 کہ جہاں کر کے نہ کہ تو بے حد ہیستہ کر دے۔ و ان کی دہر سے خوبا سے فرمایا ہے کہ اگر حدیث منیب کے  
 در حدیث میں نہ کہ وہ سبب سے نہ کہ اس میں بہت سے فتنے ہیں اور کہتے  
 اور یہ کہ وہ سبب سے نہ کہ اس میں بہت سے فتنے ہیں اور کہتے  
 نے ہاتھ کر میں نے کون کی پڑیں رغبت کی ہے۔ و اگر وہ سبب سے نہ کہ اس میں بہت سے فتنے ہیں اور کہتے  
 و ان کے فتنے ہیں کہ اس سے نہ کہ اس میں بہت سے فتنے ہیں اور کہتے  
 میں یہ و ان کی آفت پر ہم باب علم میں کہہ کر سبب و احتیاط اس میں ہے کہ اس سے نہ کہ اس میں بہت سے فتنے ہیں اور کہتے  
 کہ اس کے و اس سے نہ کہ اس میں بہت سے فتنے ہیں اور کہتے  
 و صاحب ہو تو اس زمانہ میں اس کے حق میں ہاتھ نہ کرے اگر اس میں ہو تو ہوسٹا کا نہ ہو کہ اس سے

ان معنی یہ ہے کہ آپ نے یوں فرمایا ہے کہ تم کی آفت بنو ان سے و ان کی آفت بہتر ہے چنانچہ میں نے اپنی مسند میں  
 روایت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ لیسہ ضعیف روایت کیا ہے



کہا کہ یہ سلیکٹن نہ ہی ہے اس زمانے کا حال یوں بیان کیا ہے اور واقع میں درست کہا ہے۔  
 جو لوگ مہار سے پاکس بیٹھنے اور تم سے پڑھنے کے باعث ہوں ان کو ترک کر دو کہ تم لوگوں سے نہ  
 مل سکتے ہو۔ وہ لوگ نہ ہر کے دوست اور باطن کے دشمن ہیں۔ جب تم کو دیکھتے ہیں تو خوشامد  
 کرتے ہیں اور پیچھے ہٹتے ہیں۔ اگر کوئی پاکس آتا ہے تو مہار کے افعال کا نگران بہت سہ اور ہمار  
 ہمار قہار کی بنیاد کرتا ہے۔ یہ لوگ مذاق و مچھلی اور کینہ و فریب کے بندر سے ہیں، ان کے  
 بھٹ ہوئے سے دھواں مست اُٹھتا ہے۔ ان کی فرض ملک کی تحسین نہیں۔ بلکہ وہ جادو مال کے خواہاں ہیں۔ تم  
 کو اپنے صاحب کا بیٹہ بنوانا اپنی حاجات کا مدعا بنایا جانتے ہیں۔ اگر ان کو کسی غرض میں تم  
 سے کوتاہی ہو رہا ہے تو سخت دشمن ہو جاتے ہیں۔ پھر مہار سے پاکس اپنی آمد و رفت کا نذر کرتے  
 اور اس مرد کو تم پر حق و واجب سمجھتے ہیں۔ اور تم سے اس بات کے خواہاں ہیں کہ اپنی عزت اور دنیا  
 و دین سب ان کے لیے قربان کر دو۔ مذاق و مچھلی کے دشمن سے عداوت کرو اور ان کے فریب کی مدد اور  
 قدم و دوست کی حاجت کرو۔ ان کی یہ مرضی ہے کہ تم عام ہو کر ان کے لیے بڑے قوت بنو اور  
 ان کو اور رئیس و اہل ان کے تابع فیس میں ٹھہرو اور ہمیں وجہ مشہور ہے کہ عوام سے کٹ کر  
 مروت کا مل ہے۔ یہ خیال نہ کرنا کہ یہاں کا سب سے دور بہت درست و بجا ہے کہ ہر کسی  
 سے چار۔ ہمیشہ کی غلامی میں رہتے ہیں۔ یعنی جو کوئی ان کے پاس آتا ہے وہ اپنا حق جتنا ہے اور ہر  
 کام کرتا ہے۔ دیا ہر کسی کو کوئی بھائیہ بخش دیتا ہے۔ اور جنس اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر ہر کسی اپنے  
 بھائیہ سے ملے گا تو سب کے لیے کی خیر ہے تو اس کے پاس کوئی نہیں جتا۔ اور اس کا وزیر اس  
 قدر نہیں ہوتا کہ سب کی خیر کے لیے ہی صورت ہوتا ہے تو وہ بے پردہ سب کا سلامی ہوتا ہے  
 اور ان کی ذلت کی شہرت سے ان کا دل کسی حرام آمدنی پر اس کے لیے کھرا ہے کہ  
 درست ہے اب اس کو حال کی صورت اور غرضی کرنی پڑتی ہے۔ وہ بہت دنوں اس کی درہرہ  
 میں ڈالیں گے۔ جتنا کہ مل میں سے کسی طرح وصول ہوتا ہے کہ گویا اس نے اپنی گردن سے دی  
 ہے۔ جب وقتوں کے جب عہد میں تسلیم کر لے گا سب درداٹھتا ہے۔ یعنی کہ صاحب کو ہمار  
 اہمیت ہے۔ کہ اپنی سبب سے نہ مل سکتے ہیں۔ اور مدرس کو اہمیت کہتے ہیں کہ ان کو تین نہیں  
 کہ ہر وقت اس شخص کے گفتے ہو رہے ہیں اور سب لائق بدل کا قائل رکھنا نہیں جانتے اور اگر  
 باہر تفتیش کے ساتھ درست ہے تو سبے وقوف زبان سے اس پر کل تراشتے ہیں اور شیر و  
 اژدہا کی حرکت میں پڑ جاتے اور کہتے ہیں۔ غرض کہ دنیوی میں تو مٹی خراب رہتی ہے اور آخرت میں  
 ہر مٹی سے کر سید کرتا ہے اس کے منہ میں خراب ہو گا اور طرفہ یہ ہے کہ مدرس صاحب کو بخش  
 ہو گا۔ سب سب کے ان کو تہوئی کر دینا ہے اور ذہیب کے دلوں کی بات ہے کہ تو اپنے





یہ ہے کہ نفس بہتر تھی ہو جانا اور لوگوں سے ایذا کا شعل کرنا کہ نفس دھیر ہو جاوے اور شہوت مغلوب ہووے اور  
 اور نفس بہتر تھی ہو جانا کہ وہ انکسار کے نہیں ہو سکتا اور انکسار کے نفس کے حق میں بہتر ہے  
 نہیں کے انکسار کے بہتر ہے اور شہوات حد و حدت عید کی منت و نہوں وہ ہیں وجہ خائفوں کے خدیم جو سرفروں کی  
 خدمت کرتے ہیں اس کا مکمل بہتر ہے اس وجہ سے لوگوں سے سوال کرنے میں نفس کی رغبت نہ ہوتی ہے اور  
 خوفوں کی دماغ سے برکت ہوتی ہے بہتر ہے کہ توجہ الی اللہ ہے گزشتہ زمانوں کی ابتدا میں اس کا مکمل وجہ یہی تھی اب میں  
 اور اغراض فاسدہ لگتے ہیں اور پہلے قانون باقی نہیں رہا جیسے اور دین کے شعل تر اپنی اصلی ہیئت سے مائل ہو گئے  
 اب خدمت کے سلسلے تو انکسار کے بہتر ہے کہ بہت سے دگت تار ہو جائیں اور بہت سا مال ملے تو اگر خدمت  
 اور یا خدمت سے ہی نہ ہو تو اس سے تو عزت ہی بہتر ہے کو کسی قبر کے پاس ہو اور اگر واقع میں نیت نفس کی عزت  
 دور کرنے کی ہو تو شہوت و ریاضت کا محتاج ہو اس کے حق میں عزت کی نسبت کم بہتر ہے اور ریاضت کی احتیاج بہتر  
 سوک میں ہوتی ہے بہتر حصول ریاضت کے یہ سمجھنا نہ ہے کہ گھوڑے کو جو پیڑتے ہیں اس سے قطعاً بیزاری تصور  
 نہیں ہے بلکہ فرض یہ ہوتی ہے کہ اگر شاہنشاہ کی کے اس کو قلعہ منازل کے لئے مرکب کیا جائے وہ جس منزل کو چاہے  
 راہیں اس کے ذریعہ سے پہنچ سکیں اسی طرح آدمی کی بدن دل کی سواری ہے کہ اس پر سوار ہو کر طہریق آخرت کے  
 منازل کو قلعہ کیا ہے اور چوڑا ہے اس میں بہت سی شہوات ہیں کہ ان کو دور نہ کیا جاسکے تو راستہ میں سرخشی کر دیتے گا  
 اس لئے کہ بہتر ہے کہ کوئی نہ تصور و وہی سواری ہے اس گھوڑے کوئی نہ عزت میں ہے تو اس کی مثال میں  
 ہوگی کہ کوئی شہوت و مہم کو گھوڑے کو چوڑا ہے اور سوار نہ ہو تو اس صورت میں اس کی شہوتیں کو یہی فائدہ ہوگا کہ  
 نہ رہے کہ نہ اور نہ وہ نہ پہلے سے نہ ہوگا اور ہر تہہ یہ فائدہ بھی تصور ہے طہریق آخرت کو  
 سوار نہ ہو تو نہ ہی حاصل ہے گھوڑا تو اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے زندگی میں کچھ کام لیا جاسکے۔ اس لئے  
 کی شہوت سے رہائی تو ہوئے اور نہ سے نہ ہی حاصل ہے۔

## مگر صرف ترک

شہوتیں ہی تصور و نہ اس کے کہ اس کے اور راہ آخرت کو طے کرنا بھی تصور ہے پس آدمی کو چاہئے کہ ترک شہوات  
 اور نہ وہ ریاضت پر قانع نہ ہو جیسے کسی نے ایک راہب کو کہا تھا اسے راہب اس نے جو بڑیا کہ میں تو  
 راہب نہیں ہوں بلکہ ایک باؤنکتا ہوں میں نے اپنے نفس کو روک لیا ہے کہ آدمیوں کو نہ کاؤں اور یہاں نفس  
 بہ نسبت ایذا دہندہ کے بہتر ہے مگر صرف اسی قدر پر قناعت نہ چاہئے کہ جو شہوتیں اپنے آپ کو قتل کر ڈالے  
 عدم ایذا دہندہ میں بھی ہو چکے گا مگر طہریق آخرت کچھ نہ ہوگا اس لئے یہ چاہئے کہ اپنے انہماکے تصور کو  
 نہ نظر کرے کہ ریاضت کے بعد کیا ہوگا اور جب کوئی اس دقیقہ کو سمجھ لے اور راہ راست پر آکر سوک پر

نقد ہوگا اس کو نہ وہ معلوم ہو جائے گا کہ عزالت اس کے لئے اس طریق میں زیادہ معین ہے بہ نسبت اعتدال کے جسے ایسے شخص کے لئے بدام مرہی اختلاط افضل ہے اور انجی کم عزالت اور تادیب سے ہی کی طرف دوسرے کو یہ منت کش کرنا ہے جیسے صوفیوں کے مرشد صوفیوں کے ساتھ کرتے ہیں اور یہ بھی بدوان نشینی کے نہیں ہو سکتا یعنی مرشد جب تک مریدوں کے ساتھ اختلاط نہ کرے گا ان کی تہذیب پہ وہ قدر نہ ہوگا جو مرشد کا حال معلوم کی طرح ہے اور جو حکم معلوم کا ہے وہی مرشد کا ہے اور ارشاد میں بھی آفتیں دقیق اور ایسی ہی آتی ہیں جیسے کہ سکھانے میں آئی ہیں ہاں تنفر قی ہے کہ جو مرید طالب ریاضت ہیں ان میں آثارِ حب دنیا کے بعید ہوتے ہیں اور طالبانِ تمہیں حب دنیا کے علاماتِ قریب ہیں اور اسی جہت سے طالبانِ ریاضت کہ نفس آتے اور جبہ عمر بہت تو اس صورت میں یہ چاہیے کہ جو بات خلوت سے حاصل ہو اس کو اس سے متعلق کر کے جو نہایت طے میسر ہو اور دونوں میں سے فضل کو اختیار کرے اور افضل کا معلوم کرنا دقیق اجتہاد سے متعلق ہے نہ حوال اور اشخاص کے سبب سے مختلف ہو کر تا ہے اس جہت سے اس پر حکم نئی اثبات کا مستحق نہیں کر سکتے بدون تفصیل کے۔

پہلے بھی آفت - عزالت کی یہ ہے کہ دوسروں سے انس کا عمل ہونا اور ان کو انس دنیا فطرت ہو جاتا ہے اور یہ امر اس شخص کو منقلب و متاثر ہو ویسوں اور دعوتوں و ردائے کی جگہوں میں نہیں جاتا وہ اس کا مال و دولت لذت نفسانی ہوتی ہے اور بھی دیانت بھی ہو ا کرتی ہے جیسے کوئی مشائخ سے انس حاصل کرے اس وجہ سے کہ وہ ہمیشہ تقویٰ اور ورع میں رہتے ہیں تو ان کے اقوال اور علامات کو دیکھ کر اس کا عمل کرنا دین کے باب میں مستحب ہے بشرطیکہ ظاہر نفسانی سے مستود یہ ہو کہ عبادت میں کچھ نشاط و کیفیت ابھرسے اور دل کو راحت ملے اس لئے کہ دل سے اگر بزدل و متواتر کامیاب جاتا ہے تو اندھ ہو جاتا ہے تو جس صورت میں تنہائی میں مشغول ہو اور دوسروں کے پاس بیٹھنے سے دل کو انس اور راحت پہنچتی ہو تو اختلاط اولیٰ ہے کیونکہ عبادت میں نشی و تنہائی احتیاط کا نام ہے اس جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ دنیا میں مطلقاً قیام نہ کرنا اور نہ دنیا کی ضرورت ہے باریک و جبہ کہ غلی اندوہ بدولت راحت کے امر حق سے التفت نہیں کرتا اور اگر بزدل اس سے کام لے جاتا ہے تو گھبرا جاتا ہے و ردین میں جو کوئی طاقت سے زیادہ اپنے ذمہ پر کوئی بات کہہ ایت ہے تو آخر کو وہی منحوس ہو جاتا ہے اور دین غالب رہتا ہے احتیاط اسی میں ہے کہ دین میں نرمی سے داخل ہوا اور بہین وجہ عشرت بنی عباس نے فرمایا کہ اگر مجھ کو خوف و سوس نہ ہوتا تو میں آدمیوں سے ہم نشینی نہ کرتا اور ایک بار میں فرمایا کہ ایسے شہروں میں جہاں کوئی انیس نہیں ہوتا اور آدمیوں کی خرابی آدمیوں ہی سے رکے

مستحق نہیں تھا کہ اس سے ہاں تک کہ تم شک ہو۔ اس کی سند پیشتر گذری ہے۔



کرتی ہے تو اس صورت میں عزت کرنے والے کے لئے ایک رفیق ضروری ہے جس سے رات دن کے ہم  
 رہا دیکھنے اور بات کر سنانے کا بندھن ہو جائے اور ایسا شخص تلاش کرنا چاہیئے جو فقیر اسی ایک شخص میں  
 اس کے تمام کمشوں کی خدمت میں ان کا نہ کرے پھر اپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ مسر غوثی دین خلیفہ دہلی  
 محد کہ ایسا دل اور پابستہ کہ رفیق کے لئے کد وقت زیادہ تر تھا اس بات کی کمر سے کہ مور دینی میں  
 گنگو بہ اور دل کا اتوار اور اس کی شکریہ بیان کی جائے کہ امر قیامت بہت اور مستقل کمر بہت ہے اس  
 کی تدبیر کیا ہے تو اس طرح کے اخترا میں البتہ نفس کو راحت ملتی ہے اور جو شخص اس کی درستی کے درجہ  
 ہے اس کو اس میں بہت گناہ گشت ہے کیونکہ گوشتی ہی عمر زدہ ہو شکی بہت کہیں منتہی نہ ہوگی اور جو شخص اپنے نفس  
 کے جان سے غور نہیں ہوتا ہے وہ ایمان مند ہے ہیں پھر ثابت فرمیں کہ اس کا یہ طور اجتہاد ان کے کسی حصہ میں ہوا  
 اشرف کے حق میں عزت سے بہتر ہے تو عزت واسطے کو پی پیجہ کہ اپنے دل کا حال دریافت کرے کہ یہ نہیں  
 کے جو بات معلوم کرے کہ اس سے ہمنشین کا منہ نہ نہیں۔

پانچویں آفت۔ عزت کی یہ بات کہ ثواب کے پیچھے اور باپ نے سے محروم رہتا ہے ثواب اپنے آپ کو ہوا  
 تو اس طرح ہے کہ بن نزل پر جان اور بیاروں کا پوچھنا اور عید میں شریک ہونا وغیرہ اور جمعہ میں حاضر  
 ہونا عزت واسطے کو نہ اور چاہیئے اسی طرح سب نمازوں کی ہمت میں ہی شرکت ضروری ہے بہت ہمت کے ترک  
 کی اجازت کسی نہ ہو۔ عزت میں نہیں ہاں اگر خوف کسی ایسے نافرمانی تھا کہ ہو جو ہمت کے ثواب نہ ملے کہ بہ  
 اور اس سے بڑھ کر بہتر ہے کہ جہاں عزت ہو سکتا ہے مگر ایسا اتنا ہی بہت کم ہوتا ہے اور وہیموں اور دغوتوں اور  
 ان میں شریک ہو سکتا ہے کہ ثواب ملتا ہے کہ ایک مسلمان کے دل کو خوش کرنا ہوتا ہے اور دوسروں کو خوش  
 پہنچانا اسی طرح ہے کہ اپنے دروازہ کے مار کے ہاں کہ لوگ اس کی عیادت کریں اور مصیبت میں تسکین اور نواہی میں  
 آمیزش کریں کیونکہ ان باتوں سے ان کو ثواب ملے گا اور اس کا سبب یہی شخص ہوگا تو سبک کام ہونے کے ساتھ  
 لوگ ریت کریں تو ان کو عزت کا ثواب ملے گا اور اس کا سبب یہی شخص ہوگا تو سبک کام ہونے کے ساتھ  
 کہ ثواب کے ان فتواں سے ملے گا کہ ہم نے مذکور کی ہیں اس صورت میں کہ کسی تو عزت کو ترس ہوگی ورنہ کسی  
 اہل لاکو اور عزت کے لئے لوگ شکر، مکت و غیر ہم اپنے گروں میں بیٹھتے تھے دلوں کا قبول کرنا ورنہ پانچواں  
 کا ہونا اور جن زوں پر جاننا لگنا ترک کر دینا تھا بجز جمعہ ورنہ عزت قبول کے مصنف ہر نہکتے تھے ورنہ انوں  
 نے نہایت بہروں کی ترک کر کے پہاڑوں کی پوچھوں پر پناہ لی تھی کہ عبادت میں فراغت ملے اور کوئی مانع  
 پیش نہ آئے۔

چوتھی آفت۔ عزت کی یہ بات کہ تو وضع فوت ہوتی ہے جو انفس مقامات سے اور تہائی میں نہیں  
 ہے۔ عزت کے لئے جو چیزیں ہوتی ہیں وہ ہیں عزت کے لئے جو چیزیں ہوتی ہیں وہ ہیں عزت کے لئے جو چیزیں ہوتی ہیں وہ ہیں

ہیں سکتی بلکہ تنہائی کا باعث بھی تکبر ہی ہوا کرتا ہے چنانچہ اپنی سرزنش کی خبروں میں مذکور ہے کہ کسی حکیم نے خدمت کے باعث یہاں تک ترقی کر لی تھی کہ اس کو گمان ہوا کہ خدا نے تعالیٰ کے نزدیک بڑا مرتبہ ہو گا۔ خدا نے اس وقت کے ہی پر وحی بھیجی کہ فلاں شخص سے کہہ دو کہ تو سنا اپنی بلندی سے اتنا مزہ نہیں کھاتے جتنا میری اس بلندی سے کھاتے ہیں۔ اس حکیم نے خود اختیار کی اور زمین کے نیچے کسی تہہ خانے میں جا کر رہ گیا۔ اب میں اپنے پروردگار کی محبت کو پہنچا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پر وحی بھیجی کہ اس کو کہہ دو کہ میری رت کو نہ پہنچے گا جب تک کہ لوگوں سے اختلاف کرے کہ ان کی ایدانہ ہے اس کے بعد اس نے غور سے غصہ کیا اور ان کے پاس بیٹھ اور ساتھ کھانا کھایا اور بازاروں میں ان کے ہر اچھے اور اچھے امثالہ تعالیٰ نے اپنے ہی کو حکم فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ اب تو ہماری رضا کو پہنچا۔ پس بعضی روز اس نے اپنے ان دوستوں کی عزت کی بات کا باعث تکبر ہی ہوتا ہے اور انہوں میں اسی وجہ سے نہیں جانتے کہ کوئی توفیق نہ کرے بلکہ یہ توفیق نہ ملے گا یا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگوں سے نہ ملیں گے تو ہمارا رتبہ بڑھے گا ورنہ مزہ زیادہ شور مچاؤں گی اور کچھ لوگ اس وجہ سے عزت اختیار کرتے ہیں کہ مبارک اللہ کے بادشاہ ہری قوی کس پاس سے ورنہ بد و عبادت کا اعتقاد ہو رہا ہے۔ یہ سب غلط ہے وہ نابود و تالے اس لئے وہ اپنے گھر کو اپنی برائیوں کی آڑ بناتے ہیں تاکہ لوگ ان کو مہر و زہد بانہیں سمجھیں۔ مگر بد و عبادت گھر میں کوئی وقت بھی ذکر و فکر میں صرف نہیں کرتے اور ان لوگوں کی پہچان یہ ہے کہ خود کسی کے یہاں جان پسند نہیں کرتے اور دوسروں کا اپنے یہاں آنا چاہتے ہیں بلکہ اس بات سے خوشی ہوتے ہیں کہ وہ دوسرے میں ان کے دروازہ اور راستہ بند جمع ہوں اور ان کے ہاتھ کو نہر کہہ جان کہ بوسہ دے تو اس لئے وہ ان کو اگر اختلاف کی نفرت شغل نبادت کی جہت سے ہوتی تو جیسا اپنا جانا اچھا نہیں معلوم ہوتا تو دوسرے کا آنا بھی اپنے پاس برا جانتے جیسے فضیلت کا حال ہم نے ابھی کیا ہے کہ دوست کو دیکھ کر یہ فرمایا کہ تم صرف اس لئے آئے ہو کہ میں تمہارا ساتھ دے بن سناؤ کہ بیشعور اور تم میرے سامنے یا جیسے قائم قائم اسے قائم سے کہا تھا۔ ان سے ملنے کیا تھا کہ میری حاجت یہ ہے کہ نہ میں تم کو دیکھوں ورنہ تم مجھ کو تو جو شخص تنہائی میں مشغول ہوا کہ نہ نہیں اس کی عزت کرنے کا سبب ہی ہے کہ شہرت سے لوگوں میں مشغول ہے یعنی اس کا دل ہی پڑا ہوا ہے کہ لوگ مجھ کو دیکھیں اور عزت کی شہرت دیکھیں یہی عزت کئی وجہ سے جہالت ہے۔ اول یہ کہ جو شخص ہمہ ور دین میں بڑا اہم ہے تو اللہ تعالیٰ اور خواجہ سے اس کا منصب کہ نہیں ہوتا چنانچہ حضرت علیؑ کو اللہ وجہ فرمایا اور تمکب اپنے کچھ سے دور ہاتھ میں اٹھالے اور فرماتے رہے

کہ ال کو کچھ ضرر نہیں اس کے کمال میں گرفتار نہ کی چیز وہ نہ دوسرے خیال میں

اور حضرت ابوہریرہؓ اور خدیجہ بن علیؓ اور ابی بن کعبؓ اور بن مسعودؓ ان کے ساتھ اور



کی گھڑیاں اپنے شاؤں پر سے آگے تھیں اور حضرت ابو ہریرہؓ اپنے ہمد گھومت میں گھڑیاں سر پر سے لٹکتے اور  
 کہتے کہ اپنے امیر کو راستہ دو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیز زبرد فرماتے اور خود مکہ کی طرف ہتے اور  
 کوئی عورتی سڑی کہتا کہ جو کوئی بیتہ فرماتے کہ میں نے چلوں تو فرماتے کہ تیز کا باک میں سے کہ لے چلنے کا زیادہ مستحق  
 ہے اور حضرت امیر المؤمنین علیؓ سے کہتے کہ وہ گھڑی سے کہتے ہوئے اور کہتے کہ صاحبزادہؓ آؤ کہ تینا اول  
 فرماؤ تو آپؐ سوار کی سند اترتے اور راستہ پر بیٹھ کر ان سے کہتے کہ تیرے سوار ہو کر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ  
 تم کو دار کوں پسند کرے گا ہے۔ دوم یہ ہے کہ جو شخص اس کام میں ثابت ہو کہ لوگ مجھ سے راضی رہیں اور میرے  
 باب میں اپنا اقتدار درست رکھیں وہ معاملہ میں پڑا ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کوک حجت پہنچانے تو چون کہ خلق  
 سے کوئی کام نہیں نکلتا شیخ اور سیدان سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے کوئی اس کے سوا نہ فائدہ پہنچا سکے نہ ضرر  
 اور جو شخص لوگوں کی رضا مندی اور محبت اللہ تعالیٰ کی نراستی سے چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا  
 ہے اور خلق کو بھی اس سے ناخوش کرتا ہے اور وہ اس کے دلوں کی رضا نہ  
 طلب کی ہے اور اتنی جہت سے حضرت امام شافعیؒ نے یونس بن عبد اللہؒ سے فرمایا کہ بندہ میں تیرے سے بے  
 کی کہتا ہوں کہ آدمیوں سے مل مت۔ چنے کی کوئی تدبیر نہیں اس صورت میں قائل کر کے ہوا اپنے حق میں مصمت  
 جانو اس کو کرو اور اسی لئے کسی نے کہا ہے۔

علم سے رہتا ہے کہ نہ ہو کوئی لوگوں کا حال  
 اور جہاں تہمتی نے اپنے کسی مرید کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ خداں مل کر واس نے عرض کیا کہ یہ لوگوں  
 کی بہت سے میں نہیں کر سکتا آپ اپنے مریدوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ لے لے کہ آدمی کو تہمت مروت  
 نہیں متی۔ جب تک کہ دو باتوں میں سے ایک کے ساتھ تہمت نہ ہو یا یہ کہ لوگ میں کی ضرر سے گریز نہ کرے  
 میں سوا نے اپنے مریدوں کو رکھ رکھے اور سب سے کہ کوئی فہم کو شیخ اور ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اس  
 کا نفس اس کے دل کے ساتھ پہنچا ہوا ہے کہ اس کی پرواہ نہ ہے کہ لوگ کس حال پر ہو جو دیکھیں گے اور نہ  
 ہر شافعی فرماتے ہیں کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہو کہ دوست و دشمن نہ ہو تو جب یہ بات ہے وہ نہیں کے ساتھ  
 رہتا ہے یا بنیہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت والے ہیں اور حضرت حسن بصریؒ نے کہا کہ آپ کی مجلس میں کچھ لوگ نہ ہوں  
 اسی زلف سے آگے ہیں کہ دیکھیں آپ کہاں کہاں دیکھیں غصہ میں غصہ میں کہتے ہیں یہ سواں کر کے آپ کو دق کر رہے ہیں  
 تبسہ فرما کر اس شخص سے کہ اگر اس بات سے ہر امت مانو کیونکہ میں نے اپنے نفس کو جنت میں سنبھلا اور خدا کے تعاقب  
 کی ہر شے کے لئے رکھ دیا ہے اسی کام میں مانع ہوں اور یہ میں نے کہی نہیں کہا کہ لوگوں سے مل مت رہو گا میں





یا شترانہ دسے گا تو اس میں سے تیرپ اور مارہ ایسے بہنے لگے گا جیسے بند پانی خواہ میں سے ابھرتا ہوتا ہے  
 طرح میں دل میں کینہ اور بخل اور حسد اور غصہ اور دوسرے برے اخلاق بھڑکے ہوتے ہیں وہ بھی اپنی جڑوں  
 کو لے لے ہیں تیب ان کو حرکت دے جاتی ہے اور ان کے طریق آخرت جو اپنے دلوں کو صاف کر دیتے  
 تھے وہ اپنے نفسوں کا امتحان کیا کرتے تھے تو جس شخص کو اپنے نفس میں تکبر معلوم ہوتا تھا تو پانی کی مشک کمر بند یا کمر بند  
 کا بوتھ مرہ لے کر بازاروں میں پھرتا تھا کہ اس سے نفس کا گہر دور ہو کر شہید نفس کی آفات دور شہیدان کے مگر  
 پوشیدہ ہوتے ہیں ایسے لوگ کم ہیں جو ان کو جانتے ہوں وہ بھی ایک بزرگ سے نفس بہت فرمایا کہ میرے  
 تیس برس کی نماز دوبارہ پڑھتی ہو اور یہ میں اس کو صحت دل میں پڑھ کر تا تھا مگر دوسرا سننے کی وجہ یہ ہوتی کہ  
 ایک روز کسی مذہب سے میں پیچھے رہ گیا اور اول معنی میں جگہ نہ پتی ہند دوسری صفت میں کھڑا ہو گیا تو میں نے اپنے  
 نفس کو دیکھ کر ہر سے پیچھے رہ جانے کے باعث سے جو لوگ مجھ دیکھتے تھے تو ان کی مت کرتا تھا اس وقت میں نے  
 جانتا کہ میری نماز ریاست میں ہوتی تھی اور یہ تھا معاملہ ہوتا تھا کہ لوگ جو غیرت کی طرف سبقت کرنے والے تھے  
 حاصل یہ کہ منتظر کا ایک چرنی تدرہ کھا ہوا یہ ہے کہ اس سے عدالت مذمومہ معلوم ہو جاتی ہیں اور ان میں وہ بہت  
 ہیں کہ سفر خلاق کوئی ہر کردار تھا ہے اس لئے کہ وہ بھی ایک قسم کا منتظر ہے جو دیر پار ہوتا ہے اور ان عدالت کے  
 معنی وہ بار یکساں بلکہ ثالث میں مذکور ہوں گی کیونکہ ان کو نہ جانتے کے سبب سے بہت معاملہ خراب ہوتا  
 ہے اور ان کے جانتے کے باعث سے تدرہ معاملہ ہوتا ہے اور اگر یہ بات نہیں ہوتی تو وہ کفایت  
 عمل پر نہ ہوتی کیونکہ عمل ہے کہ نماز کا عمل جو صرف نماز کے لئے مقصود ہے نماز سے منتظر ہوا اس لئے کہ ہم  
 جانتے ہیں کہ جو چیز غیرت کے لئے مقصود ہوتی ہے تو وہ غیرت سے شرف ہو کر تابتہ مگر شریعت نے بہت  
 نام کے منتظر ہونے کا حکم کیا ہے تاکہ آخرت میں تدرہ وہ وسلم نے فرمایا کہ منتظر ہونا ہے  
 کفایت میں دینی رجحان میں صحت یعنی تو معلوم ہو کہ تم کو فضیلت ہیں وہ ہوں سے ہے اول تو دینی رجحان  
 ذکر کی مہم میں کہ باطن سے نور نفس بھی صاف و شہادت ہوتا ہے دوم یہ کہ تم کا فائدہ دوسرے کو پہنچا ہے  
 ورنہ ان کا فائدہ مستحق نہیں تیسرے یہ کہ مراد اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور افعال کا علم وہ سب اس  
 سے منتظر ہے کہ اعمال سے نکل رہی ہے کہ دل غلو کی طرف سے تابی کی طرف رہے اور جب وہ جو ان میں  
 حکم خدا کے تدبیر کی معرفت و رنجیت لئے تھے پھر سے تو علم و عمل دونوں میں سے لئے ہو گئے ہیں اور  
 مریدوں کی تمہید میں علم ہے اور عمل میں کے لئے شرط کافی ہے کہ وہ بہت دور ہی کی طرف اشارہ ہے کہ بہت ہیں  
 ت ۲ میری صحت احسن و نعل و غیر ذلک تو کہ تیب ہی علم ہے ورنہ میں ایسا بہت جیسا ہو جھ  
 مانی فضیلت باہر پرستی ہے جیسے یہ کی فضیلت ایک دینی شخص پر میرے سوا کسی سے نہیں ہو سکتا اب علم میں گزر گئی رہا میں کی طرف چلنا  
 ہے کام مقرر و رکامہ ایک اور کی بات ہے





ہے کہ شکر کا یہ نہ کرے اور سستی بھی غریبی ہو۔ اور مقصود یہ ہے کہ اگر سو آدمیوں سے سوال کیا جائے تو سوا  
 جواب بدادہا ہوں گے کہ نابا دو بھی یک سے نہ ہوں و روہ من وہ سب درست ہوں گے اسلئے کہ ہر ایک  
 کا جواب اس کے حال کی خبر و جو کچھ اس کے دل پر غالب ہو رہا ہے اس کی حکایت ہوگی اور اسی وجہ  
 سے اس فرقہ کے دو آدمی ایسے مذکور ہوئے ہیں جن سے ایک اپنے ساتھی کو تصوف میں ثابت قدم ہونے کے  
 اور اس کی تعریف کے لئے کہہ رہا ہے کہ کوئی دعویٰ ہوتا ہے کہ وہ اس اور وقت تک میں ہی ہوں اس لئے  
 کہ ان کی دوسری انہیں احوال کے مقتضائیکہ ہے جو ان کے دیوبند پر پیش ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ اپنے  
 ہی شئی سے مشغول رہتے ہیں دوسروں کی تدبیرات سے متنبہ نہیں کرتے اور علم کا نور حب چمکتا ہے تو سب پر  
 نور ہوتا ہے اور یہ دن نشت کو دور کرتا ہے اور انتہا و انتہا ہے اور اس اختلاف کی مثال یہ ہے کہ  
 ہم نے زوال کے وقت سنا یہ سنی کے باب میں اقوال دیکھے ہیں کہ کچھ بھٹے ہیں کہ گمبیوں میں سایہ دو قدم ہوتا  
 ہے اور کوئی کہتا ہے کہ ایک قدم ہوتا ہے و دوسرا اس پر اکتفا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ چاروں میں  
 سات قدم ہوتا ہے۔ اور کوئی یا پچھلے قدم بتاتا ہے و دوسرا اس کو رد کرتا ہے تو یہ حال سونیوں کے  
 دیوبندوں کا ہے جنہیں ہر شخص نے اپنے شہر کے سبب سے کوئی کلمہ کہہ دیا کہ اتنا ہے اور یہ بات درست  
 ہے و دوسرے کی کسی جو بیعت کرتا ہے وہ بھی کہتا ہے کہ تم دنیا کو اس نے اپنا شہر یا اس کے مثل سمجھ  
 لیا ہے۔ بیٹھے صوفی اپنے دل پہ قیاس کر کے دنیا پر لکھ گے دیتا ہے و جو شئی زوال کو جانتا ہے اس کو معلوم  
 ہے کہ سایہ کس بابت ہے۔ چرتا و رہتا ہو کرتا ہے و رہنما ہوں میں سوجھ سے منت منت ہوتا ہے اسی وجہ سے  
 اس کا جواب ہر شہر کے لئے ایک ہے۔ مگر ہر شہر میں منہ ہے کہ بعض شہروں میں سایہ نہیں رہتا اور بعض  
 میں رہتا و بعض میں نہ ہوتا ہے۔ یہ سب عزت و اختلاط کی شخصیت کا بیان جس کو ہم نے ذکر کرنا چاہا تھا۔  
 اور یہ کہ کوئی پہنچنے والی عزت و ستم جتنے تو عزت کے جواب اس کے لئے کیا ہیں اور اس  
 کا جواب یہ ہے کہ اب انتہا ہو کر رہتا ہے۔ اکیس کو ہم باب جواب صحبت میں لکھ آئے و عزت  
 کو ہم شہر میں نہیں دیتے۔ اکثر بیان کے نیچے ہیں کہ عزت کرنے والے کو اقل یہ عزت کرنی چاہیے کہ میری برائی  
 لوگوں کو نہ پہنچے۔ وہ یہ کہ لوگوں کی شرکت سے جس مدت رہوں سو وہ حقوق مسکین کی بکسوری میں قاصر رہنے  
 سے نجات پاؤں۔ یہ سب بتاتے خدا کے غالی کی بددلت کے لئے بھڑ ہو رہا ہے۔ اس طرح عزت  
 کرنے میں عزت کرنا کہ تو کچھ عزت ہے۔ اور کمال اور فکر پر مداومت کرے تاکہ شہر عزت سے  
 دامن مرد بھرے اور لوگوں کو روک دے کہ میرے پاس بہت آمدورفت نہ کرے و نہ کثرت اوقات میں  
 نہ اصل میں ہے کہ شکر ترک کرے اور نعمت ظاہر کرے۔











# پہلی فصل شروع سفر سے اختتام تک کے آداب و نیت و قواعد کی تفصیل

## فضائل

معنی نہ رہے کہ سفر ایک قسم کی حرکت اور منتقلی کا نام ہے اور اس میں بہت سے فائدے  
 اور سہولتیں ہیں چنانچہ باب صحبت اور عزت میں ہم نے ذکر کیا ہے درجہ خواہ کریم  
 کو سفر پر آواز دے کرتے ہیں وہ یا تو کسی چیز سے گریز کرنا یا کسی چیز کا حاجت بکرتا ہے یعنی مسافر تو سفر کرتا ہے تو  
 وہ یا اس لئے کہ کتابت کوئی چیز میں ضرورت ہے یا اپنے مقام سے لگا رہتا ہے اور اگر باطن میں وہ نہ ہوتی تو یہ  
 سفر بھی نہ کرتا یا اس لئے کہ اس کی ضرورت ہے یا کسی مقصد یا محراب کو حاصل کرے اور گریز کرنے کی چیز یا ایسی ہے  
 جس کی تاثیر مضر و مبادی ہو مثلاً غلوں اور دبا کا شہر میں ہونا یا کسی نکتہ اور خصوصیت کا ہونا جو ناگوار  
 کا گمان ہو یا یہ اسباب تو عام ہیں اور بھی سبب خاص بھی ہوتا ہے کہ شہر والوں کو خاص اسی شغل کو ایلا  
 دینی منظور ہو اس لئے شہر سے چاہئے اور ایک صورت ہے کہ اس کی تاثیر دین میں ہو مثلاً شہر میں رہنے  
 سے جاہ و مال میں مبتلا ہو جانا اور ایسے اسباب کی کثرت ہونی جن سے خدا کے تقاضی کے ذکر کے لئے فساد  
 ہائی میسر نہ ہو تو اس وجہ سے سفر اور گنہمی اختیار کرے اور جہ و مال سے احتراز چاہئے یا کسی شغل کو شہر  
 والہ تبراہدست کے ارتکاب کے لئے کہیں خواہ یہ تبراہدست کی وادیت اس کے سر و سر میں ہیں کا گمان نہ  
 مباح اور حال نہ ہو تو اس نظر سے شہر کو چھوڑنا چاہئے اور محراب پیڑ بھی یا دنیاوی ہو تہیہ مال و جاہ کی  
 سبب یا کوئی مرد دینی ہو پھر دینی منصب یا علم ہو گا یا عمل اور عبادت میں تہیہ ہے ایک فقہاء و محدث و تفسیر  
 و ان کے مدت تک کہ دوسرے اپنے خلاق و رشتہ داروں کا علم تجر بہ کے اور پھر تیسرے دین کی تہیہ  
 و اس کے بل تک علم جیسے ذوق و تہیہ کے اس وقت میں سفر کیا تھا و عمل و عبادت پر تہیہ  
 عبادت یا زیارت عبادت تو جیسے اور تہیہ اور تہیہ اور تہیہ اور تہیہ اور تہیہ اور تہیہ اور تہیہ اور تہیہ  
 ہو گا جیسے کہ ورمینہ زادہ استر شرف و رحمت مقدس کا سفر یا ورمینہ کی ضرورت کہ ورمینہ زادہ  
 کے لئے ہونا اور کبھی سفر زارت سے متھو وادیا اور میں رہتا تھا اور وہ تو زائد ہوں سکے جن  
 کو دین موجب برکت ہے ورنہ اس کے حال کا مثلاً ہر گز نہ سمجھ سکے کی ہیروئی کی رعایت کو زور ہونا ہے  
 یہ وہ مرد ہے ہیں کہ ان کی قبروں کی زیارت ہو کر قیامت کا خاکہ سفر کی نفی میں نہیں ہیں ورمینہ تقسیم سے  
 قسم مفسدہ ذیل بنتی ہیں قسم اول ان سے کہ سفر میں ورمینہ کی رعایت واجب ہے یا سفر میں سفر  
 بھی واجب کے لئے واجب ہو گا اور غلوں کے لئے سفر میں ورمینہ کی رعایت واجب ہو گا اور غلوں کا تہیہ  
 یا اپنے خلاق کا یا زمین کے بل تک قدرت ان کا ان میں سے علم کے سفر کر کے کا تہیہ یا ورمینہ





[illegible]

1. *Phragmites australis* (Cav.) Trin. ex Steud.











پہا ہوتا ہوں کہ اس میں حصہ والے ہیں کہ آج یہ ایسا کر رہے ہیں فرمایا کہ ہاں جب تم سنو کہ فلاں کا دن  
 میں اس نے اپنی بیعت تو اس میں حصہ والے ہیں کہ آج یہ ایسا کر رہے ہیں فرمایا کہ ہاں جب تم سنو کہ فلاں کا دن  
 غرض کہ ہر سفر کے لئے کہ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 توجہ دیتے ہیں کہ آج یہ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 نواہیوں کو کہیں کہیں کہ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 جگہ ٹھہرے کہ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 مذکور ہوں کہ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 مال میں فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 سرچ نہیں کہ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 سفر بھی وہ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 مستثنیٰ ہے کہ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 پٹا پٹا ہے کہ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 سرچ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 ضمن میں کہ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 منہ اور فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 کہ وہ ایک گروہ میں فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 ہر مسلمان میں فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 کی ناک میں فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 کھولتے ہیں فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 قدر کا فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 کہ وہ اگر فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 جتنی ہے اور فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی  
 کہ وہ فلاں کی بیعت ہے اور یہ کہ فلاں کی بیعت ہے فلاں کی بیعت ہے کہ جب فلاں کی

کو غمزدہ نہ تھا بلکہ ہر کوئی نماز پڑھتا اور تپتا تھا۔ اور یہاں سے سب کے ہاں تپتا تھا اور ہر ایک اپنے  
 کتاب کر کے رہا تھا۔ اور ہر ایک کی بھی جیتہ اور گناہ سے اجتناب کر کے وہ دن کے دن کو نماز پڑھتا تھا اور ہر ایک  
 جہاد سے مت جہاد اور ہر ایک میں مری پڑھتا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 اپنے گمراہیوں پر غور کر کے اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہی ہے جو کہ ان کے گناہوں سے تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 کا کہ یہ وہی ہے جو کہ ان کے گناہوں سے تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 یا پھر ہوتا ہے یا پھر وہی ہے جو کہ ان کے گناہوں سے تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 ہوتا ہے جو کہ ان کے گناہوں سے تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 ہوتا ہے جو کہ ان کے گناہوں سے تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 کی زیادہ شدہ اور انہیں سبھیوں سے غفلت تھا ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 لئے جو غفلت پر ۲۰ روز کر کے ورتا تھا جو کہ ان کے گناہوں سے تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 سفر میں تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 جتہ باقی رہا سفر میں تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 نہ کرنا پڑا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 دیا کر کے تو یہ وہی ہے جو کہ ان کے گناہوں سے تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 جہاد سے تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 حتیٰ کہ تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 میں وہی ہے جو کہ ان کے گناہوں سے تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 نے وہی ہے جو کہ ان کے گناہوں سے تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 پھر ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 کی تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 رغبت کا شعلہ زیادہ ہوتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 ہوتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 اور تپتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا  
 ہوتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا اور ہر ایک میں مری پڑھتا تھا









ہیں جو مرد نیک بخت اور دین میں دلدادہ اور سو فیصد نیک و درست بھی رکھتے ہو تو یہ فی ہر سبب کہ عوفی  
نعل عوفی نہیں ہو سکتے اس کے کہ ان لوگوں کی دینی حالت بہت کم ہوتی ہے اور مال و ترکہ کم :  
کنہ کبیرہ ہے تو امیرہ کے ارتکاب کے بعد صرف وہ لوگ بھی رہتے ہیں جو ان کے مال و ترکہ کوئی عوفی  
فاسق بھی ہو سکتا ہو تو چاہئے کہ کافر بھی ہو سکتا ہو اور کوئی فقیہ یہودی بھی ہو تو جیسے فقیہ ایک سہ ماہی  
خمس کا نام ہے ویسے ہی عوفی ایک سال کا نام ہے جو اس میں کسی قدر سہ ماہی کا کھانا کر کے جس  
سے مدافعت نعل ہو اور یہی تمام چیزیں ان لوگوں کے لئے ہر کوئی دیکھ اور باطن کو نہ جانے وہ ان کو  
اپنے مال میں سے اور ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
یعنی جس صورت میں وہ ہیں وہ ان ایسا ہو کہ ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
شخص سے تنویر کا انہماک کر کے ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
اپنے آپ کو سپرد بہ کہہ کر ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
کوئی مسلمان باقی نہ رہے اور ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
کہ مدعی جو نہ ہے تو کہہ کر ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
ختم کر کے ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
میں ختم کر کے ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
تو جو لوگ اس کے ساتھ رہتے ہیں ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
اس کا لین و دین ہی فہم ہے گا جیسے جو عوفی اور سید کا مال اس کے لئے اختیار ہے  
اپنے لئے اپنے آپ کو نہ کہہ کر ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
نہ کہہ کر ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
دیتے تھے اور مال سے شرم نہ کر کے ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
جو مال مناسب تھا ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
جو نیک بھی اپنے ساتھ رکھیں ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
اور جو شخص جو ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
ختم نہ ہو جائے نہ ہو کر ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
ختم نہ ہو جائے نہ ہو کر ان کے مال کے لئے دوسروں کو ان کے مال کے لئے دوسروں کو  
کو نہیں پہچانتے یہ دین نہیں ہے نہ تو یہ نیک نہیں ہے نہ تو یہ نیک نہیں ہے نہ تو یہ نیک نہیں ہے



































میں بہت کم لوگ اگر بھائی کو اس کی بدلتی شادی ہو تو زیادہ عین کا بھی منہ نہ نہیں اور اگر کسی شخص کی زیارت کو  
جائے تو اس کے ہاں ایک دن رات سے زیادہ نہ ٹھہرے اور اپنے نفس کو شغلاتے ہیں مشغول نہ کرے  
کہ اس سے سفر کی برکت جاتی ہے کی وجہ سے شہر میں گئے تو کسی چیز سے مشغول نہ ہو بلکہ سیدھا شیخ کے  
مکان کو پہنچ جائے اور اگر وہ مکان میں تشریف رکھتے ہوں تو کواڑ نہ کھٹکھٹائے ورنہ اندر جانے کے  
بغیر جوتہ پہن جائے یہاں تک کہ خود بھی ہر رنگیں اور ہر تشریف لانے کے وقت دہستان کے  
سائنس ہاؤس میں مکر سے اور کوئی بات نہ کہے لیکن اگر وہ سوال کرتے ہیں تو جواب دہ ہوں اسی کا صرف جواب  
دے اور ان سے کوئی مسئلہ نہ پوچھنا جب تک کہ پیشہ باز نہ عمل نہ کرے ورنہ جب سفر میں ہو تو ٹھہرنا  
کے کمانڈر اور سختیوں کا بہت ڈر نہ کرے اور نہ اپنے دوستوں کی کثرت سے نام لے بلکہ وہاں کے  
مشارع اور فقرا کا ذکر کیا کرے۔ ورنہ سفر میں صحابی کی قبروں کی زیارت ترک نہ کرے بلکہ ہر گز  
اور شہر میں اس کا جو یا رہے اور اپنی حاجت بقدر حد و رت ہی نہ کرے اور وہ بھی ایسے کے ساتھ  
جو اس کو پورا کر سکے اور انتشار راہ میں ذکر اپنی اور قرآن کی قرأت ایسی طرح کرتا رہے کہ روم نہ  
گئے ورنہ جب کوئی شخص اس سے مل کرے تو ذکر کو چھوڑ کر اس کو جواب دے ورنہ جب تک وہ گنگو  
کرے ذکر موقوف رکھے پھر بدستور ذکر کرنے لے اور اگر آدمی کا دل سفر یا اقامت سے گم ہوتے  
تو اس کی ذلت کرنی چاہیے کہ نفس کی ذلت میں برکت ہے اور اگر نیک بہت لوگوں کی ذلت قہر  
سے میرے ہو جائے تو ان کی ذمت سے بول ہو کہ مسافر کہ نہ چاہیے کہ یہ نعمت کی ناشکر کی ہے ورنہ  
جب اپنے نفس میں حسرت کی نہایت کہ سفر میں نقصان پہنچے تو جان لے کہ سفر اپنا نہیں اور وہاں کو  
رجوع کرے۔ اس لئے کہ اگر ابھی ہوتا تو اس کا شکر ہی ہوتا ایک شخص نے ابو عثمان سے کہا کہ  
کہا کہ ان شخص سفر کرتے ہیں سفر میں جہی ذلت ہے ورنہ جہی ذلت ہے۔ چہ اور وہاں کو نہ نہیں کہ  
اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ اس جواب میں یہ اشارہ کیا کہ جس شخص کو سفر میں ذلت کی بدلتی نہ ہو اس  
نے اپنے نفس کو ذلیل کیا ورنہ ذلت بہت کہ دین کی عزت بجز سفر کی ذلت کے حاصل نہیں ہوتی تو چاہیے کہ  
ذلت طرے اپنی خواہش اور راد اور طبیعت کے وہاں کہ مسافر کرے کہ اس غریت میں عزت ہے اور  
ذلت نہ ہو ورنہ جو شخص کہ مسافر ہیں اپنی خواہش کا مطیع ہوگا وہ ذلت نہ ہو جائے گا خواہی یا نہ ہو  
یا آئندہ کو

## دوسری فصل: سفر کی رخصتیں قبلہ اور اوقات کی تفصیل

و نفع ہو کہ مسافر ابتداء سے سفر میں اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت کے لئے کچھ زاد ساتھ لے کر نیا کا گوشہ تو کھانا اور پینا اور دوسری ضرورت کی چیزیں ہیں پس اگر سفر کا فہم کے ساتھ ہو یا اثنائے سفر میں کافوں پر ہر پڑتے ہوں تو اس صورت میں اگر خدا سے تعالیٰ پر توکل کر کے بدون زاد بھی نکلے گا تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر تنہا سفر کرتا ہے یا ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جن کے پاس کھانا پینا نہیں اور نہ میں آباری بھی نہیں تو ایسی صورت میں اگر وہ شخص ایسا ہو کہ بھوک کی برداشت ہفتہ عشرہ کر سکتا ہے یا جنگل کی گھاس پر اکتفا کر کر سکتا ہے تو اس کو بدون زاد سفر کرنا جائز ہے اور اگر بھوک پر صبر کر نہیں سکتا ہے اور گھاس پر اکتفا کر سکتا ہے تو ایسی صورت میں بدون زاد کے نکلنا گناہ ہے اس لئے کہ اپنے نفس کو اپنے ہاتھ سے ہلاکی میں ڈالتا ہے اور اس کا ایک راز ہے جو بابائے عرب میں مذکور ہو گا اور توکل کے یہ معنی نہیں کہ اسباب بالکل دور ہو جائے اگر یہ بھی ہو تو چاہیے کہ ڈوچی اور رسی کی تلاش سے بھی توکل جاتا ہے اور کنویں میں سے پانی نہ لے کر بھی باطل ہو جائے اور متوکل پر اتنا صبر واجب ہو جاتا ہے کہ خدا سے تعالیٰ اس کے لئے کسی فرشتے یا انسان کو مسخر کر دے کہ وہ اس کے منہ میں پانی ڈال دے تاکہ ایسا نہیں ہے یہ چیزیں توکل میں خلل انداز نہیں ہیں جب ڈوچی اور رسی کی حاجت توکل کی خلل نہیں جو پانی منے کے سات ہیں تو خود کھائے یا پیئے کی چیز کا ایسی جگہ میں توکل جہاں توقع ان کے موجود ہونے کی نہ ہو بطریق اولیٰ توکل خلل نہ ہو گا اور توکل کی حقیقت انشاء اللہ چند پہلوؤں میں مذکور ہو گی جو مہار دین کے محققوں کے سوائے اوروں پر مشتبہ اور مخفی ہے اور زاد آخرت سفر میں علم ہے ہمیں کی ضرورت طہارت اور روزہ اور نماز اور عبادتوں میں ہوتی ہے تو اس میں سے بھی مسافر کو ضرور زاد لینا چاہیے اس لئے کہ سفر بعض باتوں کو مسافر پر تخفیف کر دیتا ہے جیسے نالہ کا قہر کرنا اور دو نمازوں کا اکٹھا پڑھ لینا اور روزہ کا افطار کرنا تو ان میں یہ بات معلوم کرنے کی حاجت ہوتی ہے کہ تکلیف کس قدر اور کس صورت میں ہے اور بعض باتیں سفر میں سخت بھی ہو جاتی ہیں کہ جن کی تلافی میں کچھ حاجت نہ تھی جیسے قبلہ کا حال معلوم کرنا اور اوقات نماز کا دریافت کرنا کہ سفر میں مسجدوں کے ریزہ ریزہ ہونے سے تو قبلہ معلوم ہو جاتا ہے اور مؤذنوں کی آواز سے وقت دریافت ہو جاتا ہے اور سفر میں ان امور کو کبھی خود معلوم کرنے کی حاجت ہو اگر توفیق ہے ہذا اس کا سیکھنا بھی ضرور ہے اس لئے کہ یہ سب معلوم ہونا چاہیے کہ سفر میں ہے وہ دو قسم کی ہیں اس لئے ان کا بیان



بھی دو قسموں میں کیا جاتا ہے۔

## نقصان کی تحصیل

سفر سے سات نشستیں یا نفل ہوتی ہیں دو تو طہارت میں یعنی موزوں پر مسج کر کے اور اوتھم میں اور دو فرض نماز کے اندر یعنی قصر کرنا اور دو نفل کا جمع کر لینا اور نماز نفل میں دو یعنی سو۔ کی پر اور پیارے چنے میں ادا کرنا اور ایک روز میں چار یعنی چار کرنا ایسا ہی ہے ہر ایک کو منہ منہ چاہیے۔

پہلی نشست موزوں پر مسج کر کے کی ہے مسنون بن عسال کہتے ہیں کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک مسافر ہوں تو تین دن اور رات تک موزے نہ لے میں اس سے عزم ہوا کہ ان نمازوں کو الٹی طہارت کے بعد پینا ہو جس سے نماز مباح ہو پھر بے وضو ہو گیا تو کس کو ہراس ہے کہ بے وضو ہونے کے وقت سے لے کر تین دن رات تک اپنے موزے پہر مسج کر کے اگر مسافر ہو اور ایک دن رات کر کے اگر مقیم ہو مگر پانچ شرطوں کے ساتھ موزوں پر مسج چاہیے اذان یہ کہ موزہ دل کو چڑھ کر طہارت پینا ہو تو اگر وہ پانچوں پاؤں دھو کر موزے کے اندر کر کے کا پچھ بایاں پاؤں دھو کر دوسرے موزے پہنے گا تو نام شافی کے نزدیک مسج درست نہ ہوگا جب تک کہ دابٹھ موزہ کو نال کر پھر نہ پئے۔ وقسم یہ کہ موزے اپنے مضبوط ہوتے کہ ان کو پہن کر چل سکے اور موزوں پر مسج ہو کر چھ گوان میں جدا لگے ہونے ہوں اس لئے کہ سادت ہوگئی ہے کہ موزے پہن کر منتریں چھ جاتے ہیں کہ ان میں انسانی اہل تو ہوتی ہے بدن سو فیوں کی جہاڑوں کے اور ان پاتھ یوں کے ہر موزوں کے اوپر پہنتے ہیں کہ ان پر مسج درست نہیں نہایت ہونے کی وجہ سے سوئم یہ کہ جہاں تک پاؤں کا دھونا فرض ہے اتنی کہ موزہ پہنانا نہ ہو پس کہ اس قدر بٹ گیا ہو کہ محل فرض کس گیا تو اس پر مسج درست نہ ہوگا اور نہ شافی کا پہلا قول ہے کہ جب تک موزہ پاؤں پر چھتا ہے تب تک مسج درست ہے گو پہن کا ہر دور پہن کر رہے ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ اور پہننے کا وقت نہیں کیونکہ سفر میں ہر وقت سینا و شوار ہے ورت بہت بہت ہے اور بہت ہونے کا کتاب ہے مسج جائز ہے بشرطیکہ اتنے گھنے ہوں کہ قدم کی جھلک نہ آتی ہو۔ یہی حال مسج پہلے موزہ کا ہے جس کی درز بڑے بڑے ٹانگوں سے سی گئی ہو اس لئے کہ ان سب کی طرف سے ضرور پہن آتی ہے اور باتوں کا اتنا نہیں صرف تعداد کے لینا چاہیے کہ ٹخنوں سے دیر تک پہن رہا ہے کہ نہیں اور اگر بہت قدم کا کچھ حصہ موزہ سے چھپا ہو اور کہ نہ لے تو اس پر مسج درست نہ ہوگا۔

پھر یہ کہ موزہ کے پہننے کے بعد نہ لگے اور اگر نہ لگے گا تو نئے موزے سے وضو چاہئے اور صرف دونوں

[illegible]

۱۲





تک کی نہ ہو۔ ستائیس چوبیس تھم سے ایک فرض پڑھنا کہ تو اس سے نہیں جھگڑا۔ سب پڑھتے ہیں اگر  
 وہ نہ فرض پڑھنا چاہتا تو تھم کر کے غرض کہ فرض نماز کے لئے جب ہر آٹھ کرنا چاہتے ہیں تو وہ چاہتے کہ  
 وقت نماز کے آٹھ ہونے سے پیشتر تھم کر کے اور اگر یہ کرے تو دو بار تھم کر کے فرض واجب ہوگا۔ اور  
 تھم میں منہ پر ہاتھ پیرے تو چاہتے کہ نماز کو صحیح کرنے کی نیت کرے۔ اور اگر اپنی نیت کے لئے کہ اس سے  
 فرض نماز کی نیت ہوئے تو اس قدر کہ پڑھنے پر اپنی کاستھیاں کر کے پھر پورا تھم کرے۔

تھم کر کے نیت نماز فرض میں قصر کی ہے کہ مسافر نماز اور عصر و عشاء میں چار کی جگہ دو پڑھتا کہ قصر کی  
 سے کر کے سے تھم کر کے ہیں۔ حال یہ کہ عین وقت پر یہ نمازیں واجب ہوں اگر باغرض فرض وقت ہو جائیں  
 تو نماز پر یہ سب کہ پوری پڑھنا یعنی نماز میں پوری کی دومہ کی یہ کہ نیت قصر کی کر کے ہیں کہ پوری پڑھنے  
 کی نیت کر کے کہ تو پھر پڑھنا نماز میں پوری کی اور اگر شک ہو گیا کہ قصر کی نیت کی ہے یا پوری کی تو اس  
 صورت میں پوری پڑھنا نماز میں پوری کی کہ مقیم ہونے کے پیچھے نہ ہو اور نہ ایسے مسافر کے جو پورے  
 پڑھنا چاہتے ہیں پوری پڑھنا چاہتے ہیں کہ اگر اس کو شک ہو گیا کہ امام مقیم ہے یا مسافر ہے تب بھی  
 پوری پڑھنا یعنی نماز میں پوری کی کہ یہ نماز میں پوری کے لئے کہ مسافر کی وجہ سے نہیں رہتی تو  
 چاہیے کہ نیت کے وقت مستقل ہو اور اگر یہ تو معلوم کر لیا کہ مسافر ہے تب نماز میں پوری کی  
 نیت قصر کی ہے یا تمام کی تو اس تمام حالت کے شک سے بچنا نہیں کیونکہ نیتوں پر غلطی نہیں ہو سکتی اور  
 یہ سب ان وقت ہے کہ نماز میں پوری ہو اور غرض کہ نیت ہر نماز میں پوری کے لئے کہ مسافر کے لئے کہ  
 نماز میں پوری تو سننے کی کہ نیت کی ہے جس پر ہر نماز میں پوری کے لئے کہ مسافر کے لئے کہ نیت میں پوری کی ہے  
 ہو یا نیت ہر نماز میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ  
 شہر کی آبادی سے باہر ہوئے کہ تمام مسافر نماز میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ  
 جس اقل جو سنہ چار ہفتہ والے ہو کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ  
 ہاؤس کا حال نہ ہو ان سے کسی بائیس کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ  
 نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ  
 قلم ہر نماز میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ  
 نماز میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ  
 کی نیت کی ہے اس کی آبادی میں پڑھنا کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ  
 اس نیت کی ہے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ نیت میں پوری کے لئے کہ





[illegible]



ہوگی یا عصر سے ظہر کو مؤخر کرنے کی نیت ہوگی اور دونوں باتیں حرام ہیں اور ان پر نیت کرنا بھی حرام ہے اور اگر کسی ہر کو یہ نہ کیا یہاں تک کہ اس کا وقت نکل گیا خود سوئے کی جہت سے اس اور شغل کے باعث سے تو اس کو ہرگز نیت کہ ظہر کو عصر کے ساتھ ادا کرے اور اس صورت میں اگر کسی نے ہوگی اس وجہ سے کہ سفر جیسا فعل نماز سے شغول کر دیتا ہے ویسا ہی نماز کی یاد سے بھی جتنی وقت غافل کر دیتا ہے ویسا ہی کیا ہو سکتا ہے کہ ظہر ادا اسی صورت میں واقع ہوگا کہ اس کے وقت نکلنے سے پیشتر نیت اس کے پڑھنے کی کر لی ہو مگر ہرگز یہ ہے کہ ظہر اور عصر دونوں کے وقت کا ہرگز سفر میں ن دونوں نمازوں کے لئے مشترک ہو گیا ہے تو اگرچہ نیت مسکن ہی عصر کے وقت میں پڑھنے کا تو رہی واقع ہوگی ورنہ وہیں وجہ اگرچہ نکلنے سے مسکن میں عصر سے پیشتر نہ ہوگی تو اس کو ظہر کی نماز بھی قضا کر دینی پڑے گی جیسے عصر کی نماز کو قضا پڑے گی اور اسی بنا پر یہ افہامی پڑتا ہے کہ ظہر اور عصر کی نمازوں میں اگرچہ شب و روز میں پڑھنا نہ ہوتا ہے یا جبکہ عار نہ کر سکتے ہو کہ عصر کو پہلے پڑھ لیں تو درست نہ ہوگی اور اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چیز سبب وقت دونوں نمازوں میں مشترک ہے مگر ظہر سے فارغ ہونے کے بعد کا وقت عصر کے لئے کیا گیا ہے تو اب بدوینہ کے پڑھنے سے ظہر کیجیے پڑ سکتا ہے۔ ورنہ عصر کے ذکر سے بھی نیت کرنا نمازوں کا درست ہے جیسے عصر کے ذکر سے چار گز پہلے اور جمعہ کی ترک کرنا بھی عصر کی رخصتوں میں سے ہے۔ اور یہ فعل نمازوں سے متعلق ہے۔ اور اگر نماز عصر سے پہلے پڑھنی تھی اس کے بعد رخصت کی نیت کی اور بیوقوفانہ بات ہے تو اس پر عصر کا ادا کرنا واجب ہے اور جو اس طرح ہے وہ اس صورت میں کافی تھی کہ نماز کا عصر کے وقت نکلنے تک باقی رہتا۔

پانچویں رخصت سواری کی نیت پڑھنے کی ہے آخر سے پہلی انت حیر و آہ و مملہ بھی سواری پر نیت کر کے کہتا ہے وہ کہ سواری کو جاتی ہے اور آپ سوار ترقی سواری پر پڑھتا ہے اور جو اس وقت پر نکل پڑے وہ رکون اور سجدہ میں شامہ کرے اور سجدہ کے لئے رکوع کی نیت کرے اور وہ جب تک رکوع تک نہیں کہ جس سے کوئی غلطی نہ ہو یا جو رکوع کی نیت کا غلط ہو اور اگر رکوع میں نفل پڑے تو رکوع سجدہ پورا کرے کہ وہاں تک کہ پورا کرے رکوع کی نیت ہے باقی رہا قبلہ کی طرف متوجہ ہونا تو وہ نہ ابتدا سے نماز میں واجب ہے بلکہ اگرچہ نماز میں سجدہ سجدہ کا رکوع قبلہ کی طرف ہے اب نماز کی کو نیت رہے چاہے تمام نماز میں قبلہ کی نیت رہے یا نہ ہو کہ یہ سبب بہت ہے کہ اس میں ثابت رہے گا کہ رکوع سواری کو رکوع رکوع کا نماز باقی ہو جائے گی

گھر قبیلہ کی آمد وقت موڑ سے گھر کا تو در مست ہے اور اگر بھولے سے موڑ سے گھر کا تو اگر زمانہ کہ ہو گا تو نماز نہ پڑھے گی اور اگر زمانہ یاد نہ رہے گا تو اس میں نہ وقت ہے اور اگر سواری بھڑک کر خوار راستہ سے منہ وقت ہو گئی ہو تو نماز نہ پڑھے گی کیونکہ جیسا بہت ہو اگر تپا ہے اور اس صورت میں نمازی پڑھو نہ ہو بھی نہیں کیونکہ اگر سواری کو نمازی کا کام نہیں بخیر وقت اس صورت کے کہ بھول کر موڑ دیا ہو کہ اس میں سجدہ ہووے گا سجدہ کیسے چھٹی رخصت ہے یہ کہ پیادہ چلنے کی حالت میں منہ کے اندر نفل پڑھتی در مست ہے اور کوٹا اور سجدہ کے لئے اشارہ کیسے در تہجد کے لئے بیٹھے نہیں اس لئے کہ اگر بیٹھ پڑھے تو رخصت سے کیا نادم ہوا اور پیادہ چلنے والے کا حکم یہی ہے جو سوار کا بیان ہو مگر اتفاق ہے کہ چوتھی اگر نفل پڑھے تو قبیلہ زنا نکیر تھامہ کرے کہ ایک لمحہ کے لئے وہ سجدہ دومہ کی طرف کو منہ پھیر لیں اور وقت نہیں بھر وقت سوار کے کہ اگر سواری کا پھیرنا کو باگ بات میں ہو خالی وقت سے نہیں موزوں اگر نماز میں کئی پڑھنی ہوں تو ہر بار سوار کی کوئی متوجہ قبیلہ کر لے میں بڑا شرم ہے در تہجد کہ اگر زمانہ یاد ہو تو اس میں غماز نہ پڑھے در اگر پہلے تو نماز پڑھتی ہے وقت سوار کے کہ سواری کے پاؤں اسے پیچھا کرتے آج سے کہ تو نماز باطن نہ ہو گی۔ ورنہ لازم نہیں کہ جو کچھ سنتیں رستہ میں اکثر پڑھتی ہیں ان سے پہلے کے واسطے کہ وقت کرے ورنہ جو شخص کہ دشمن یا زندہ یا سب سے بچا لے وہ بہ وقت نماز نفل سوار خواہ پیادہ اسی طرح پڑھ لے گا یہ تم سے نفل کا حال کیا ہے۔

[illegible]



فرض ہے در فرض نماز کو سوار کی پیر اور چلتے ہوئے نہ خوف کی بہت سے سفر کی خصوصیت نہیں رکھتا ہے  
 طرح مدار کا کہنا اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تم سے نماز کا پڑھنا منقطع ہے خصوصاً نہیں کہ سفر میں سے  
 ہیں میں تک سبب پائے جاتے ہیں اسی میں درست ہو جاتے ہیں اب اگر یہ کہو کہ مسافر کو ان خصوصیات کا  
 سیکھنا سفر سے پیشتر واجب ہے مستحب تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مسافر پہلے سے نیت پختہ کر لے کہ میں  
 مسج اور قصر اور جمع اور اف نہ کروں گا اور سوار کی پیر اور زیادہ پہلے ہوئے نفل نہ پڑھوں گا تو اسکو  
 ان خصوصیات کی شرطوں کا جاننا ضرور نہیں اس لئے کہ رخصت پڑھنے میں اس پر واجب نہیں مگر تمہارے رخصت  
 کا علم ہونا ضرور ہے کہ یہ پانی کے نہ ملنے پر موقوف ہے در پانی کا ملنا اس کے نتیجہ میں نہیں ہاں اگر نہ ملے  
 کنہ رہ جاتا ہو اور ثابت ہو کہ تمہارے ساتھ تک یا پانی باقی رہے گا یا راستہ میں کوئی راحہ ملے ہو کہ نہ درست  
 کے وقت مسئلہ پیر کا تو اہل مسکن میں مسافر کی حالت کے وقت تک مقرر کی جاسکتا ہے اور  
 جس صورت میں کہ کھانا پانی کے نہ ملنے کا ہو در مسافر میں کوئی راحہ مسئلہ جہاز کا نہ ہو تو مسکن میں در  
 ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ تمہارے ساتھ نماز کے لئے ہو کی جس کا وقت ابھی تک داخل نہیں ہوا تو میں نماز کے  
 لئے جس کا وقت بھی نہیں آیا در ذمہ پیر واجب نہیں در شہر پیر واجب ہے نہ ہو شہر بہرے وقت کیسے واجب  
 ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس شخص کے درمیان کعبہ سے فاصلہ ایک ہزار کی رہے گا ہو تو اس کا نماز کے  
 مہینوں سے پیشتر سفر کا شہر وں کرنا اور فداں کی سیاحت لازم ہوتا ہے بشرطیکہ گمان ناہان ہو کہ شہر  
 رہے گا کوئی بتائے نہ نہ ملے گا اس لئے کہ اس زمانہ میں وہاں وہاں سفر تک زمانہ کی گنت رہنا ہے اور جو  
 چیز اس طرح کی ہوتی ہے کہ وہ جب تک بدوین میں کے رہے گا نہ ہو تو وہ واجب ہوتی ہے ورنہ  
 کی توقع ہو کہ وہ میں گمان ناہان واجب ہو جائے گی در ایسی وقت شہر بھی ہو کہ میں فی القریۃ  
 چیز تک رہے گا کوئی ہو تو اس شہر کا مسکن بھی واجب ہوتا ہے بلکہ اس کے وقت سے پہلے در مسکن  
 سے پہلے فداں نہ کا سیکھنا ضروری ہوتا ہے اس سے معلوم ہو کہ مسافر کو مسئلہ کہ وہ مسافر  
 مسکن میں رہے گا سیکھنے کے لئے نہ ہو کہ در اگر سبب رخصتوں میں فداں کر سنے کی نیت ہوتی ہو تو وہ سبب رخصتوں  
 کا علم سیکھنا ہی قرار ہے نہ کہ یہ ہے واجب ہے اس لئے کہ اگر کو مسافر رخصت کا حال معلوم نہ ہو  
 کہ وہ نماز کا وقت ہے تو وہ میں پیر اختیار کرے گا اب اگر یہ کہو کہ مسافر کو مسئلہ کہ وہ مسافر کی پیر  
 اور زیادہ چاہتے ہوئے فداں نماز پیر کے نیت نہ سیکھے گا تو میں کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ ہے کہ اگر  
 فداں نماز پیر کے نیت ہو تو فداں مسافر کی تو اس کے لئے واجب نہیں مگر فداں نماز پیر کی ہوتی  
 پس میں کے لئے نیز واجب چیز کا ہے واجب ہو گا کہ اگر وہ مسافر ہے کہ یہ مسافر واجب ہے

کہ نفل نماز کو فساد کی محنت پر نہ پڑے جیسے بل و غیر نفل پڑھنے اور کثرت کے ساتھ اور قہر کے سوا  
 اور جانب کو رخ کرنا اور بدعت نماز کی شرطوں کے اتمام کے پڑھنے حرمیت کو اس صورت میں ان  
 باتوں کا سبک نہ ہونے سے نفل فساد سے احتراز ہو اس پر وہ حجب ہے تاکہ مہکاب عرہ کا نہ ہو یہاں  
 تک بیان ان شیاؤں کے سیکھنے کا ہو جو سفر میں مسافر پر خفیعت ہو جاتی ہیں۔

اور وہ قہر کا جاننا اور وقتوں کا پہچاننا ہے اور ہر چند یہ باتیں سفر  
 میں تو مسجدوں کے رخ سے قہر کی دریافت کرنے کی حاجت نہیں ہوتی

### مسافر کے لئے امور

کہ سب کے اس پر اتفاق ہوتا ہے اور مؤذن کی زبان سے وقت کی نفاذ کی ضرورت نہیں۔ مگر وہ  
 وقت کا جاننا رکھتا ہے اور مسافر کو بھی قہر کا حال معلوم نہیں ہوتا اور کبھی وقت مشتبه ہو جاتا ہے اس  
 سے اس کو قہر اور وقت کی راہیوں کا جاننا ضروری ہے تو قہر کی راہیں تو تین قسم کی ہیں ذال زہین کے  
 شیار شیار پہاڑوں اور گاؤں اور شہروں سے قہر کا حال معلوم ہوتا ہے جیسے شاہی اور جنوبی اور شرقی اور  
 غازی ہر ذال سے سال دریافت کرنا موسم موسمی کے کاروں سے قہر کا حال معلوم ہوتا ہے اور ہوا کی حالتیں  
 ہر شہروں میں جدا جدا ہوتی ہیں مثلاً تھری ریشہ میں کبھی کبھی کھار کی اور پھاپہا شہر سے اور معلوم ہے  
 کہ قہر رخ کثرت سے ہونے سے وہ دیکھنا پاتے ہیں تاکہ قہر کا حال معلوم ہو تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے چاہے  
 اور بھی حال ہو گا تاکہ نفل سکون میں بھی اس سے احتراز ہو اور قہر کا حال معلوم ہو تاکہ اس  
 طرح صورت قہر معلوم ہو سکتی ہے اور ہم سے یہ نیاں نکالیں تاکہ قہر کا حال معلوم ہو تاکہ اس  
 وہ چیز کا جدا کر دیتے ہیں تاکہ وہ چیز کے قہر کا حال معلوم ہو تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے  
 تاکہ قہر کا حال معلوم ہو تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے تاکہ اس  
 ہر وقت سکون میں رہنا چاہیے تاکہ قہر کا حال معلوم ہو تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے تاکہ اس  
 نفل کا حال معلوم ہو تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے تاکہ اس  
 اس طرح سکون میں رہنا چاہیے تاکہ قہر کا حال معلوم ہو تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے تاکہ اس  
 نفل کا حال معلوم ہو تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے تاکہ اس  
 ہر وقت سکون میں رہنا چاہیے تاکہ قہر کا حال معلوم ہو تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے تاکہ اس  
 نفل کا حال معلوم ہو تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے تاکہ اس کو جاننا ضروری ہے تاکہ اس











جہتیں چاہیں اور یہ کسی کے دل میں آتی نہیں تاکہ کسی حد نہیں آید یا معائنہ یا دوس ہو سکتی ہیں پھر حال باقی ہوں  
 کا کہہ سکتے ہیں بلکہ جہات ہی شروع راقی ہیں بہتے دینی کے غنم و دین ہوں اور ہنرمند ہونے کے  
 کے لئے ہر چاہ رہی سمیت ہیں دینی و دنیا باقی آگے چھوڑ کر دین کی بنیاد نہیں رکھتے دین و دنیا  
 نہ ہر چہ ہو سکتی ہے تو معلوم ہو کہ منہ بہ من بہت ہی مشہور بہت ہی مشہور ہے دین و دنیا کو کشش  
 آسان پڑتی ہے اور قہر کی حالتوں کا سبب بنتی ہے اس کے لئے دشوار نہیں اور دین کا مقصد ہونا اس  
 طرح ہو کہ وہ دل کو منانے کا غرض نہ ہو مستوا سے و درجہات تو ان کسی میں منانے سے معلوم کرنے کا سبب  
 پھر جس جگہ ماضی کھڑے ہیں اس میں کہ ہوں و دین و دنیا بہت کچھ ہے جس میں کہہ سکتے ہیں اور  
 خطہ معدوم کے لئے آگے و اسباب بہت سے درکار ہیں حالانکہ منہ بہ من بہت ہی چاہتے ہیں کہ منہ بہ من بہت ہی چاہتے ہیں  
 قہر کی دینوں میں سے جس قدر سبب چاہتے ہیں وہ بھی کہ آفتاب کے لئے اور دین و دنیا کی جگہ اور  
 زوال کی کیفیت و منہ بہ من بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 سے وجہ بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 ہو گا یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس مسئلہ میں گواہوں کا پاس ہے تو اس میں بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 ہوں یا اس کے ساتھ دینی قہر کی حالتوں کا واقف نہ ہو تو اس کے حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 ہو نہ ہو کہ نہ ہو کہ اور اس میں بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 تو اس کو پیش میں ہونے والی ہے اور قہر کی حالتوں کا واقف نہ ہو تو اس کے حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 حال یہاں ہی ہو گیا ہے منہ بہ من بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 بھی تہہ نہ سیکھتے تھے کہ نہ ہو کہ اور اس میں بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 معلوم نہ ہوا یا ہو گا اس میں بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 واجب ہے کہ وقت پر ماضی اپنے دور پر پڑے کہ اس کی قہر کی حالتوں کا واقف نہ ہو تو اس کے حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 ظہور اور اندر سے آدمی کو بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 اس کی تدبیر کر کے منہ بہ من بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 تو انہ سے کو جہت ہے کہ جو نیک نیت اس کو اپنے ہاں سے لے کر اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اور اندر سے و رہا بل آدمی کو ایسے قافلہ میں سفر کرنا چاہتے ہیں جس میں کوئی قہر نہ ہو کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں کہ حال و دنیا بہت ہی چاہتے ہیں  
 عالمی آدمی کو جہت ہے کہ جو نیک نیت اس کو اپنے ہاں سے لے کر اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس بستی سے ایسی جگہ ہجرت کرنی کہ از مہبت وہاں کوئی اس کو دین کی تعلیم کرے اور اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے



شہر میں فی حق فقیہ کے سوا دوسرا امام نہ ہو تو اس صورت میں بھی جوت لازم ہے اس لئے کہ فی حق کے فتویٰ پر عمل  
 کیا کر نہیں بلکہ فتوے کے قبول کے لئے حد اعتدال سے زیادہ جیسا کہ روایت میں ہے اور اگر یہاں شخص فقیہ ہو جس کا  
 حال حد اعتدال و فتنہ کا فتویٰ ہو تو اگر وہ اس شخص سے نہ ملے تو اس مستوی کا قبول کرنا جائز ہے اس لئے کہ شہروں  
 میں مسافر نہیں ہو سکتے نہ منجانب کی حد اعتدال کو نہ پہنچ سکیں نہ اس کو حد اعتدال پہنچے دیکھ یا جیسا کہ اس  
 کے بعد ان پر ہوا جس میں یہ مسئلہ نہ تھا تو یہاں سے اس کے زین پر ہو تو اس میں بھی حد اعتدال میں وہ کھانا فی حق ہے  
 اس کے قبول کا مانع مختلف ہے اس کے سوا دوسرے کو ملنا مشکل ہے اس سے مسئلہ پر تپا اور اس میں حد اعتدال  
 میں کو بارشہ کے دلائل میں پر کھاتا دیکھتے ہیں کہ اکثر اہل حرام ہے یا اس روایت کو خود غامض ہے اور  
 یہ تحقیق نہیں کرتا کہ وہ جہاں کا ہے یا نہیں تو یہ باتیں بھی فتنہ کی ہیں اور حد اعتدال میں ختم ہوتی ہیں اور فتوے  
 کے قبول کر سکتے اور روایت اور کوفی کے مانع ہیں اور پانچوں وقتوں کا پہنچنا ضروری ہے  
 تو شہر کا وقت زوال پر داخل ہوتا ہے اور ہر شخص کا یہ وقت ہے کہ اس کے لئے کہ بعد مغرب کی طرف کو  
 شب ہو اگر اس سے پہلے کہ زوال ہو جائے تو یہ وقت ہے کہ زوال کے وقت تک چھوڑ کر  
 وقت کو بڑھاتا ہے اور وقت ہے کہ زوال کے بعد کہ وقت ہے کہ ایک ایک خود  
 زوال ہو جائے اور اس کے بعد کہ زوال کے بعد کہ اس کے سایہ کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 کو جس کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 اور اگر زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 کی زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 جس وقت کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 اس وقت کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 یہ وقت کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 ان کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 مقولہ ان کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 کہ مسافر اپنے ساتھ کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 وقت سورن کا اس لئے کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 جگہ ہوگا جہاں قبضہ کسی اور شخص سے ہو جائے تو اس کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے  
 کہ آفتاب کو موقع نہ دے کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے بعد کہ زوال کے

سے ہوتا ہے اور تہیں صورت میں کہ پہاڑوں کے سبب سے اردو سب کی جگہ نہ آئے تو مشرق کی طرف  
 سیاحت پر نکل کر سے حبیب سیاحتی مشرق کے افق سے ایک نیا اور نئی جگہ کی وقت مضرب کا وقت ہو  
 جاتا ہے۔ اور کثرت و وقت شفق کی مشرق کے جانب ہونے سے ہوتا ہے۔ اور پہاڑوں کی طرف سے شفق کی  
 حال معلوم نہ ہو تو یہ خیال کر سکتے کہ حبیب جو کچھ شفق سے نکلتا ہے وہاں تو جان سے کہ شفق نہیں رہی  
 کہ نہ کہ وہ صبح کی کے جانب ہو چکے بعد میں ہر ہو کر ہیں۔ اور صبح کا وقت میں طرہ معلوم کر سکتے کہ اول ایک  
 روشنی ہیں مثل بیاضیت کی دم کے منہ ق کی جانب پیدا ہوتی ہے۔ اور آخر پر ایک دم کی جانب سے نہیں ہوتی  
 بلکہ ہوتی ہوتی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں کہ کچھ ستر سے گذرے کہ یہ ایک سیدھا چوڑی کی ہر ہوتی ہے کہ  
 اس کا معلوم کرنا آئے کہ سے دشوار نہیں اس لئے کہ ہر ہوتی ہے۔ اور قیاس کا نام ہوتی ہے۔ اور شفق  
 صلی اندر عید و مسلم نے فرمایا کہ صبح ایسی نہیں ہوتی اور دو دن میں تا ستر کو اور وہ ایسی ہوتی ہے۔ اور  
 ایک سبب کہ دو سو کی پر کر دیا۔ اور دو دن کو کھول دیا۔ اور شفق کے نام کہ وہ صبح کی ہوتی ہوتی  
 ہے۔ اور ہائی اوقات میں پر مغرب سے متدارال کو کر سکتے ہیں۔ اور یہ صورت ہے کہ سبب شفق کی اس  
 لئے کہ میں متدار منہ پر کر سکتے ہیں حبیب زمین میں روشنی ہیں۔ اور ایک بان سے کہ صبح ہو گئی اور یہ  
 جو کہ کوکبوں کے ہوتے ہیں کہ صبح کے وقت سے ہوتا ہے۔ اور منہ ان پر شفق کی سبب ہیں کہ حبیب ایک پہر کے  
 تو ہر قسمی ہے۔ اس لئے کہ سو وقت فجر کا ذبیہ ہوتی ہے۔ اور شفق و صبح کے نزدیک صبح صادق منقاب  
 کے ہوتا ہے۔ دو منہ ان پر شفق ہوتی ہے۔ اور یہ صبح کی ہوتی ہے۔ اور شفق کے ہوتے ہیں کہ صبح کی ہوتی  
 ہیں ہوتی ہوتی ہوتی ہیں ان کے ہوتے ہیں کہ نہ کہ ہوتا ہے۔ اور صبح کی ہوتی ہیں تو ان کے ہوتے  
 کہ نہ کہ وہ نہ ہوتا ہے۔ اور یہ امر ہر ملک میں ثابت ہوتا ہے۔ اس کا ذکر کرنا ہوتا ہے کہ صبح کی ہوتی ہیں  
 سے کہ نہ کہ ہوتا ہے کہ صبح کا قریب ہونا اور دیر میں ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ ہوتا ہے کہ صبح کی ہوتی ہیں  
 کہ ہوتا ہے وقت میں کو دو منہ ان کے ہوتے ہیں کہ صبح کے ہوتے ہیں کہ صبح کی ہوتی ہیں تو ان میں  
 سے ایک منہ ان کو وقت صبح کا ذبیہ کی ہے۔ اور یہ دو منہ ان کے ہوتے ہیں کہ صبح کی ہوتی ہیں تو ان میں  
 ہوتا ہے صبح صادق ہوتی ہے۔ اور ان دو دنوں میں ہوتا ہے کہ صبح کی ہوتی ہیں کہ صبح کی ہوتی ہیں  
 ہے کہ معلوم نہیں ہوتا کہ صبح کا ذبیہ کا صبح صادق کا اور یہ وقت وہ ہے کہ صبح کی ہوتی ہیں تو ان میں  
 انتشار نہ ہوتا ہے۔ اور انہی کیفیت نہیں تو میں وقت سے روزہ دار کو چاہیے کہ نہ کہ صبح کی ہوتی ہیں  
 یہ نہ کہ روزہ کو وقت مذکور سے پہلے ہوتا ہے۔ اور یہ وقت مذکور ہے کہ صبح کی ہوتی ہیں تو ان میں  
 وقت شفق کے ہوتے ہیں کہ وقت مذکور ہے کہ صبح کی ہوتی ہیں تو ان میں



میں تھک کے سنے ہائی پڑتے اور اس کے بعد ہی بدادہات نمازیں داکر سے تو یہ بات آدمی کی قوت میں  
 نہیں بلکہ صفت حد و ریشہ کیونکہ نماز کے ساتھ دیکھنے پرستہ اور منکر سے دور رہنے پر افتادہ بھی ہے کہ  
 روشنی عرش میں تیار ہوا ہے اور رزق کی آواز نغمہ دہا ہو جاتے اور اس باب میں بہت عروں نے غشی  
 کی ہے وہ وقت سے پہلے ہی نماز پڑھتے ہیں اور اس سے قوال کی محنت پر یہ حدیث دال ہے جو ابویسی  
 نے مذکور کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز پڑھے اور اس میں غفلت ہو تو اسے اللہ تعالیٰ  
 وسم نے فرمایا کہ کیا وہ پڑھتا ہے اور پڑھتا ہے کہ کوئی روشنی دیکھتا ہے وہی غفلت نہ کرے اور اگر وہ پڑھتا ہے  
 کہ تمہارے لئے ہے تو یہ حدیث سے غفلت کے لئے ہے اور ابویسی نے فرمایا کہ  
 اس باب میں حدیثیں ہیں جو اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں اور اس کے لئے ہیں  
 اور اس پر عمل اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے  
 اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے  
 ہے اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے  
 پڑھتا ہے یعنی چاہتا ہے تاکہ اس میں حدیثیں ہوں اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے  
 بیشتر دکر کے بعد ہی اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے  
 کی وردیہ کو سونے کی اپنے نفس پر کو کرے اور تقیہ وقت میں نماز پڑھے تو وقت سیکھنے کی  
 ضرورت ہی نہ ہے اس لئے کہ وقت اوقات کی بات کا احوال معلوم کرنے کی ہے کہ اقول وقت کو اس  
 اور اس میں ہی وقت نماز کی ہونا چاہیے اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے  
 علی کل عبد مصطفیٰ

# آنکھ والی باب سماع اور اس کے آداب

## رباعی

سماع اور اس کے آداب  
 سماع اور اس کے آداب  
 سماع اور اس کے آداب  
 سماع اور اس کے آداب





اس کے باعث قرآن سے غافل ہو جائیں اور یہ شافعی یہ بھی فرماتے ہیں کہ مرد سے کھیلنا زیادہ مکروہ ہے بہ نسبت عورت کی۔ دوسری چیزوں سے کھیلنے کے چار پانچ یہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور میں شطرنج کھیلنا پسند نہیں کرتا اور جن چیزوں سے لوگ کھیلے ہیں میں سب کو مکروہ و ناجائز ہوں کیونکہ کھیلنا دین اور مرد و عورت دونوں کو کام نہیں دیتا اور امام مالک سے منع فرمایا اور فتوے دیا کہ جب کوئی لونڈی خریدے اور معلوم ہو کہ یہ گانہ وانی ہے تو مشتری کو جائز ہے کہ اس کو واپس کر دے اور یہی مذہب تمام اہل مدینہ منورہ کا ہے بجز ایک شخص تھا ابوبکر بن سہم کے۔ اور امام ابوحنیفہ ان کی کو سب کو جائز سمجھتے تھے اور مالک سے منع فرماتے تھے اور یہی حال تمام اہل کوفہ سنین ثور کی اور حماد اور ابوالہیثم اور شعبی وغیرہم کا ہے یہ سب قول ابو حنیفہ کی نقل کرتے ہیں ابونعیم کی نقل نے بہت لوگوں سے باعث رنگ کی نقل کی ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے اس کو دیکھا ہے میں نے عبد اللہ بن جعفر اور ابن زبیر اور مغیرہ بن شعبہ اور معاویہ وغیرہ سے سنا ہے اور بہت سے محدث صدیقین نے یہ روایت سن کر اس کو منافی سمجھا ہے اور یہی ذکر کیا ہے کہ ہمارے نزدیک مکہ کے اندر ہمیشہ چار واسطہ برس کے افضل دنوں میں سنا گیا ہے آئے ہیں اور وہ ایسی چند روز ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ذکر کا حکم فرمایا ہے جیسے یام تشریق میں اور کہ منہ والوں کی طرح مدینہ منورہ والے ہمیشہ رنگ سننے سے ہمارے اس زمانہ تک چند پانچ ہفتے ابومروان قاضی کو دیکھا کہ ان کے پاس چند لونڈیاں گانے والی تھیں جن کو صوفیوں کے لئے رکھ رکھاؤ تھا وہ لوگوں کو رنگ سنایا کرتی تھیں اور حضرات علمائے کرام اس دو لونڈیاں گانے والی تھیں ان کے دوست ان کا رنگ سناتے تھے اور یہ بھی ابو طالب کا قول ہے کہ ابوالحسن بن سالم سے کسی نے پوچھا کہ تم رنگ کا کھیل کب کرتے ہو؟ انہوں نے حضرات بنید و مدنی سے پوچھا اور انہوں نے رنگ سناتے تھے انہوں نے کہا کہ میں اس کو کھیلنے انکار کروں کہ اس سے بہت فتنہ ہے اور اس کو جو کب کھیلے اور سناتے ہیں ابوالحسن بن سہم طیار سناتے تھے اور کہتے تھے کہ میں تو نہ دفن انکار ہوں اور عجب ورنگ کا کرتا ہوں اور سخی بن معاویہ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تین چیزیں ہم سے باقی رہیں اور اب وہ ہم کو ہمیشہ کہہ رہی ہوتی نظر آتی ہیں اور خوبصورت ہونا مع محفوظ رہنے کے دوم خون کی گنتی مع دینا سنت کے سوم بھائی بند کی وفات کے ساتھ ورہیں نے یہی قول بعینہ بعض کتابوں میں مارشلی بھی ہے منقول دیکھا ہے ورہیں نے یہی فرمایا کہ عورت ہی جیسا باوجود اپنے زہر اور مخالفت دین میں بہر و بہر آدمی کے رنگ و باغز ہائے تھے اور ابن ابی ہریرہ سے منقول تھا کہ دعوت جیسی منقول کرتے تھے اس میں رائے تھی جو ورہیں نے منقول کی ہے کہ ایک بار ہم ایک





براجا نوس یہاں تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے ہیں اور حضرت محمد بن سنان سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہذا حق بحق یا ایہا کہ حق میں حق ہے کو صحیح یا نہیں رہا کہ کون سا غلط فرمایا اور حضرت جنید نے فرمایا کہ اس جو علت ہے تین جگہوں میں حجت اترتی ہے ایک کسی نے کے وقت اس لئے کہ بدوں فاقہ کئے یہ لوگ نہیں کہ یا کرتے دوم باجمہ ذکر کرنے کے وقت کیونکہ پھر صدیقوں کے مقاموں کے اور کسی چیز کا ذکر نہیں کرتے سوم راگ سننے کے وقت اس وجہ سے کہ اس کو وہد کے ساتھ سنتے ہیں اور حق کے سامنے ہوتے ہیں اور ابن جریر سے منقول ہے کہ وہ راگ سننے کی اجازت دیا کرتے تھے کسی نے ان سے پوچھا کہ قیامت کے روز راگ آپ کی حسرت میں ہوگا یا مغفرت میں یا کہ نہ حسرت میں ہوگا نہ مغفرت میں اس سے کہ غور کے مشابہ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تالیف علیہ خذلنا کما اللہ باسنی ایما منکم یہ اقوال راگ کے باب میں منقول ہیں اور جو شخص تنقید حق کا طالب ہوتا ہے جب وہ سب اقوال کو دیکھتا ہے تو بعض اوقات ایک دوسرے کے معنی پر حیران رہ جاتا ہے یا بدتر کو نسبت جمع دیکھی اس طرف مائل ہوتا ہے اور یہ مفسران میں داخل ہے جبکہ پابستہ کہ حق کو حق کے طور پر تسلیم کرتے ہیں باقی اس میں منقسم یا مباح معلوم ہوتا ہے ہر ایک کا حال دریافت کر کے تاکہ انہی کو اس حق و انفع ہو جائے جیسے کہ ذکر کرتے ہیں۔

**مباح ہونے کی دلیل** جانا چاہیے کہ جو شخص راگ کو حرم سمجھتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ اس پر مذاب کرے گا اور یہ بات ایسی نہیں کہ صرف عقل سے معلوم ہو جائے بلکہ اس کے لئے دلیل قاطعہ ہے ورنہ یہ بات کی معرفت تو نہ سمجھتا ہے اس میں درقیاس میں جو منصوص ہیں ہر ایک اور نص سے باری نفع وہ بات ہے جس کو منہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اقوال یا فعل سے ثابت فرمایا ہو اور قیاس سے وہ معنی مراد ہیں جو آپ کے خداوندی اقوال سے سمجھتا ہوں اس کی کوئی دلیل نہیں ہونے قیاس راست سمجھتا ہوں نیز کی حرمت کا قیاس اس جگہ وہ نیز دوسرے مباح کی طرح منصوص ہوئی کہ اس کے فعل میں کچھ حرج نہیں رہا کہ جو ہر دیکھتے ہیں تو اس کی حرمت پر نہ کوئی نص دلالت کرتا ہے ورنہ قیاس میں کچھ یہ مباح ہوتا ہے اس سے پہلے و فوج کو پہنچا گا جس میں ہر سنے قاطعین حرمت کی دلیلوں کا جواب تھا ہے ورنہ جب ان کی دلیلوں کا جواب ہوتا ہے تو ہر حجت کے لئے یہ تشریح کافی ہوگا مگر یہاں دوسرے مدعی یہ بیان کرتے ہیں کہ بعض درقیاس میں اس کے مباح ہونے پر نہیں پڑتا بلکہ تعالیٰ تم کو نہ کار قسموں پر توفیق دے کہ جواب دہان ہو جائے۔







مذمت کے باعث نہیں اس لئے کہ اگر لذت کی وجہ سے یہ چیزیں حرام ہوتیں تو جن چیزوں سے آدمی لذت پاتا ہے سب حرام ہوتی ہیں کی حرمت کی یہ وجہ ہے کہ لوگوں کو شراب کی حرص زیادہ تھی اس لئے اس کی حرمت اس وجہ سے ہوئی کہ ابتداء میں مشکوں کے ٹوڑنے کا حکم ہوا اور اس کی حرمت کے یہی قہر سے ہو باتیں کہ مغفروں کے شکریہ میں سے تھیں مگر مزاجیہ وغیرہ کے وہ بھی حرام ہوتے کہ یہ چیزیں اس کی تو بہ ہیں جیسے ہنسی عورت کے ساتھ خواتین حرام ہے سوچا کہ وہ مقدمہ ہے چنانچہ یہ جیسے رن کا دیکھا حرام ہے کہ پیشاب و پاؤں نہ کے مقام سے ملتی ہے اور شراب متدارہ تھیں حرام ہوتی گوشت نہ کر کے اس لئے کہ خوراک کی کار کی ہونا بہت کی خواہش پہنچائے گا اور تہنی چیزیں حرام ہیں ان کے لئے ایک حد و راسخ ان کے مشعل ہے کہ حرمت اس تک موجود ہے تاکہ حرام کی آرزو مانع اس کے اس پاک ہے جیسے شہرت علی مشعلیہ و آرمہ و سلمہ نے فرمایا کہ ہر بارش کا ایک رنہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر رنہ اس کے حرکات میں لڑنے کے مزاجیہ و نیوہ کی حرمت شراب کی ہمیت کی وجہ سے ہوتی اور اس کے تین سبب ہیں اول یہ کہ یہ چیزیں سے خوراک کی طرف ہوتی ہیں کیونکہ ہر لذت ان سے حاصل ہوتی ہے و شراب ہی سبب سے ہوتی ہے اور ہی سبب سے خوراک کی شراب حرام ہوتی کہ بہت کی طرف دانی ہوتی ہے دوم اس سبب یہ ہے کہ اس کو شراب چوڑے سے چوڑے دان ہوئے ہوں اس کو یہ سمجھات وہی شراب کے بکے یہ دانتے ہیں تو یہ یاد کا سبب پڑتا ہے یہاں درود سے شوقی ابھرتا ہے و شوقی جب زیادہ بھرتا ہے تو وہ فعل پر توجہ آئے کہ سبب ہوتا ہے اور ہی صفت کے باعث بہتار ہیں دیار و مرزفت اور حلقہ و غیرہ خاص شہ اس کے برتن ہوتے تھے مشوں سے تیار ہوتے تھے کیونکہ ان برتنوں کے دیکھنے سے شہ اس یاد آتی تھی اور یہ صفت پہلی صفت سے جدا ہے کیونکہ پہلی صفت میں مذکور ہر لذت معتبر نہ تھی اور یہاں معتبر ہے چھ چیزیں گھر رگ میں ہیں جو کہ و شوقی مشوں کی سکے ساتھ ساتھ گھاری ہو اس کو یہی رگ کی یاد دلا سکے تو وہ شوقی رگ سے اس وجہ سے منع کیا جائے گا کہ تھمر سبب یہ ہے کہ اس کا شہ پر لذت کوٹا بل شوق کی عادت ہے تو اس کی مٹا بہت سے منع کیا گیا کیونکہ جو شوقی کسی قوم کی مشہ بہت کرنا ہے وہ انہیں میں سے ہوں ہے اور اس صفت کے سبب سے ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی لذت کو اس بدست سے پنا شہ کر دیا ہو تو وہی مشہ بہت کے فوائد سے اس لذت کا ترک کرنا چاہئے اور ہی صفت کی وجہ سے دور و بکا نا حرام ہے کہ اس کو جہر و اسطہ بکاتے اور سبب ہیں چھ سے بنا یا کرتے تھے گھر اس میں مشہ بہت نہ ہوتی تو یہ بھی مشعل کی سکے یہ بہار سکے و مشوں کے ہوتا اور اسی صفت پر یہ متغیرا ہے کہ اگر کچھ لوگ ایک مجلس میں گھر میں اور









تیرے دانت نہ ٹوڑے ہو اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شعر پڑھا کرتے تھے اور آپ تبسم فرمایا کرتے اور عربین شریہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سو قافیہ انیس بن ابی الصلت کے اشعار سے پڑھے ہر بار آپ یہی فرماتے تھے کہ اور پڑھو پھر آپ نے فرمایا کہ یہ شاعر تو اپنے اشعار میں گویا مسلمان ہے اور حضرت انس سے مروی ہے کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حدی پڑھی جاتی تھی انجشہ آپ کا غلام تو عورتوں کے لئے حدی پڑھتا تھا اور ہزار بن مالک مردوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انجشہ کو ارشاد فرمایا کہ اونٹ ہانکنے میں نرمی کر کہ ان کے سوار شیشہ کے برتن ہیں اور حدی خوانی اونٹوں کے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے زمانہ میں ہمیشہ رہی اور وہ اشعار ہی ہوتے ہیں کہ خوش آوازی اور موزوں نغموں سے پڑھے جاتے ہیں اور صحابہ میں کسی سے اس کا انکار منقول نہیں ہوا بلکہ جنس اوقات اس کی التجا کیا کرتے تھے یا تو اونٹوں کی حرکت کے واسطے یا خود لذت حاصل کرنے کے لئے پس اگر اس بہت سے بھی حرام نہیں ہو سکتا کہ وہ کلام لذت مفہوم ہے اور آواز خوش اور نغمہ موزوں سے ادا کیا جاتا ہے چوتھی بات رنگ میں یہ ہے کہ دل کو حرکت دیتا ہے اور جو چیز اس پر غالب ہوتی ہے اس کو ابھارتا ہے تو اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک مجید ہے کہ موزوں نغموں کو روتوں کے ساتھ من سبت رکھی ہے یہاں تک کہ وہ ارواح میں عجیب تاثیر کرتے ہیں مثلاً جنس نغمات سے تروڑ جاتا ہے اور بعض سے غم کسی سے نرنہ آتی ہے کسی سے ہنسی کسی میں یہ اثر ہے کہ اس سے موزونیت کی حرکتیں با تھ اور پاؤں اور سر ویدہ اٹھانیں پیدا کر دیتا ہے اور یہ گمان کرتا نہ چاہیے کہ یہ بات شعر کے معانی سمجھنے سے ہوتی ہے بلکہ ان کے نغمات سے بھی یہی حال ہوتا ہے یہاں تک کہ جس شخص کو بہار اور اس کے شگوفے و رساں در اس کے نئے حرکت نہ دیں تو وہ مزاج کا خراب ہے اس کی کوئی تدبیر نہیں اور معنی کے سمجھنے سے کہنے کہہ سکتے ہیں کہ یہ امر تو ذرا سے بچوں میں بھی پایا جاتا ہے کہ جہاں آواز خوش سے دردی وہ رونا چھوڑ کر چپکا اسی آواز کو سنتا ہے اور اونٹ باد ہو رہی ہوئے کے حدی سے ایسا شعر پڑھتا ہے کہ دردی

۱۱۔ لغز و معجم صحابہ روایت: ہفتہ ہفتہ ضعیف و زائد نا لفظ کا قیس بن عبد اللہ ۱۲۔ مازنی نے بروایت حماد بن سمرہ کنون کیا ہے اور بروایت عائشہ مجھ کو نہیں ملی ۱۳۔ مسلم نے کنون کیا ہے ۱۴۔ انجشہ کا حدی یزید بن اسلم بن سہبہ زمرہ کی بروایت یزید بن اسلم نقل کیا ہے۔ ۱۵۔ قولہ شریہ یعنی شریہ نے جہاں کچھ پڑھا اور صحیح یہ کہ جہاں ہی مرہد ہے چنانچہ شریہ نے یزید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ غیر سے جو کتب ملی جاتی تھی جن کو بزرگ خوشی سے لیتے وہ بزرگ خوشی یہ حال ہیں کہ ان میں غم کا کہ مسکرتا رہیں ۱۶۔ میر علی قلی نے



بھاری بوجھوں کے سبب سے جگہ جانتا ہے اور شدت نشاط میں بڑی مسافت کو تھوڑی سمجھتا ہے اور  
 حدی کا نشہ اس کو ایسا پڑھتا ہے کہ بڑے بڑے بیابانوں میں جب بوجھ اور محمل سے قسمت بہ تو بہاں  
 آواز حدی کی سنی گردن ہٹتا ہے اور کان آواز حدی کی طرف لگا کر جلد چلتا ہے حتیٰ کہ بوجھ و محمل سب  
 بل جل کر ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات بوجھ کی زیادتی اور سخت پہننے سے ہڈیاں بھی ہوتی ہیں  
 مگر اس وقت حدی کے سرور میں اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا چنانچہ ابو بکر بن محمد بن داؤد دینوری جو رقی  
 کے نام سے مشہور ہیں نقل کرتے ہیں کہ میں جنگل میں تھا کہ ایک قبیلہ عرب کا مجھ کو مل اس میں سے ایک  
 شخص نے میری دعوت کی اور اپنے خیمہ میں لے گیا میں نے خیمہ میں گھس کر دیکھا کہ ایک غلام سیاہ مقید  
 ہے اور چند اونٹ پیش دروازے سے پڑے ہیں اور ایک جو باقی ہے وہ بھی اتنا دبلا اور مریض ہے  
 کہ مرنے کے قریب ہے اس غلام نے مجھ سے کہا تم یہاں ہو اور تمہارا حق ہے تم میری سفارش میرے آقا  
 سے کرو کہ وہ یہاں لوں کی خاطر کہتا ہے تمہاری سفارش اتنی بات کے لئے رد نہ کرے گا اور نہ لہاؤ  
 کو قید سے چھوڑے گا جب وہ شخص کھانا لایا میں نے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک تم اس  
 غلام کے بابت میری سفارش قبول نہ کرو گے میں کھانا نہ کھاؤں گا اس شخص نے کہا کہ اس غلام نے مجھ کو  
 قتل کر دیا میرا سارا مال، رڈا میں نے بد چھا کہ اس نے کیا کیا اس نے کہا کہ میری گذران اونٹوں  
 کے کرایہ پر بھی تھی اس نے ان پر بوجھ بہت ڈالا اس کی آواز ابھی ہے جب اس نے حدی پڑھی تو  
 تین دن کی راہ ایک دن میں طے کر گئے جب ان کے بوجھ اتارے گئے تو سب مر گئے صرف ایک یہ رہ  
 گیا ہے کہ وہ بھی قریب تک ہے مگر تم میرے یہاں ہو تمہاری خاطر سے میں نے یہ غلام تم کو بیہ کیا میں  
 نے چاہا کہ اس کی آواز سنوں صبح کو اس شخص نے غلام سے کہا کہ حدی پڑھ اور وہ اس وقت ایک کنویں  
 سے پانی کا اونٹ لئے آتا ہے جب اس نے اپنی آواز بلند کی تو وہ اونٹ ادھر ادھر دوڑنے لگے  
 اور سب رسیاں توڑ ڈالیں اور میں بھی منہ کے بل گریہ پڑا مجھ کو گمان نہیں ہوتا کہ میں نے اس سے عمدہ آواز  
 کبھی سنی ہو اس سے معلوم ہوا کہ راک کی تاثیر دلوں میں محسوس ہوتی ہے اور اس شخص کو راک سے حرکت  
 نہ ہو تو وہ ناقص اور افتدال سے ہٹا ہوا اور روحانیت سے دور اور اونٹوں و پرندوں بلکہ تمام  
 بہائم سے طبیعت میں شیفت تر ہے اس لئے کہ موزوں نعموں سے سب کو اثر ہوتا ہے شیخ سعدی فرماتے  
 ہیں سن اشتر بشعر عرب نہ حالت منت و طرب نہ گرزوق نیست ترا کنز طبع جانوری + ورا سی و بہ سے  
 پرند حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز سننے کو ہوا میں ٹھہر جاتے تھے اور جس صورت میں کہ راک  
 کو دل میں تاثیر کرنے کے لحاظ سے خیال کریں تو اس پر مطلق اباحت یا مطلق حرمت کا حکم کرنا درست



ہمیں بلکہ یہ امر احوال اور شئی میں کے اعتبار سے وسطہ ملحق نعمات کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے اور اس کا حکم  
 وہی ہے جو دل کے اندر کی چیز کا حکم ہے ابو سلیمان نے فرمایا ہے کہ راکگ وہ نہیں وہ بات نہیں پیدا  
 کرتا جو اس میں ہو جو نہ ہو بلکہ جو بات دل کے اندر ہوتی ہے اس کو حرکت دے دیتا ہے غرض کہ کلمات  
 موزوں اور قافی کا لگانا چند موقعوں پر خاص غرضوں کے لئے دستور ہے جن سے دل میں اثر ہوا کرتا  
 ہے اور وہ سات جگہ ہیں۔ اول حاجیوں کا گانا کہ وہ دل شعروں میں تارہ اور شاہین بجاتے ہیں  
 اور راکگ گاتے پھر کرتے ہیں اور یہ امر مباح ہے اس لئے کہ ان اشعار میں تعریف کعبہ اور مقام  
 ابراہیم و رزمزمہ اور حلیمہ اور دوسرے مقامات متبرکہ کی اور جنگ وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے اور اس کا ثبوت  
 ہوتا ہے کہ اگر شوق بہت سے ہوتا ہے تو بیت اللہ کا اشتیاق و وہاں ہونا ثابت و رہتہ شوق  
 اس وقت ابھر کھڑا ہو تلمبہ چڑکتا ہے کار ثواب ہے اور اس کا شوق ایسا ہے تو شوق کا پیدا کرنے والا  
 کسی چیز سے ہوا ہے ہی ہوگا اور حبیب و غلط کہنے والے کو جائز کہ وہ غلط ہیں کہ ہم منظم اور مطلق چڑھ کر  
 اور نہ کعبہ اور افعال سے اور اس کا ثواب بیان کر کے لوگوں کے دل کا اشتیاق بڑھائے تو دوسرے  
 شخص کو بھی بجز ہو یا کہ شہم دل کش سے شوق عرب کا بھائے اس لئے کہ وزن و قافیہ حبیب کا میں ہوتا  
 ہے تو کہ ہم کی تاثیر دل میں زیادہ ہوتی ہے اور حبیب اس پر آواز خوش اور نغمہ دل کش زیادہ ہوتا ہے  
 زیادہ اثر ہوتا ہے اور اگر تارہ اور شاہین اور گیت ہو تو تاثیر لگتی ہوتی ہے اور یہ سب امور جائز ہیں  
 بشرطیکہ ان امور میں مزار اور تارک یا جے جو شراب خوروں کے تمنہ میں داخل نہ ہوں ہاں اگر اس  
 راک سے اس شخص کا شوق دل نہ منہ ہو جس کو جو جائز نہیں مثلاً ایک شخص فرط جی اور اتر چکا ہے  
 اور اب اس کے دل باپ اس کو اچھا نہیں دیتے تو اس کے حق میں جی کو جانا حرام ہے اور اس کے جی  
 کو شوق سے کا دانا بھی حرام ہے اس لئے کہ حرام بات کا شوق و نا بھی حرام ہے خواہ راک سے ہو یا اور  
 کسی چیز سے سی طرح اگر راستہ ناموں نہ ہو اور اکثر تلف جی ہوتے ہوں تب بھی تو یہ راک شوق  
 جائز نہیں و ورم وہ شعار جس کے نازی غاری ہیں لوگوں کو جہاد پر ابھارنے کے لئے وہ بھی مباح ہیں  
 مگر چاہیے کہ نازیوں کے اشارہ اور ان کے گانے کے طریق اور ہوں اور حاجیوں کے بعد کیونکہ جہاد  
 کا شوق بیان شجاعت اور کافروں پر غلبہ و تنبہ کی تحریک اور نفس و مال کو جہاد کے سامنے مستحضر  
 جانتے اور بہادری کے اشعار سے ہوتا ہے جیسے ہمیں نے اس مضمون کا ایک شعر ثابت سے مرے  
 نہ تو جو تہمتی ہو کہ عزت سے تو پھر مرے گا بھی خواری اور ذات سے + اور دوسرا شعر اسی مضمون  
 کا اس نے کہا ہے نہ مرد بزدلی کو سمجھتے ہیں اقیاط + پر دل میں یہ دوسرا شعر طبع نعیم کا + و کسی دوسرے



کا شعر بہت سے ہے اور تو حدیث نبوی کو سن لے۔ بارخیزدوس ہتے تلواریں کے سایہ کے تلے، ہانکے اشعار  
شجاعت کے طے پانجہ گانہ ہیں ورتشلیق کے بد اگانہ اور شجاع بناتا امر مباح ہے ہوقت جہاد مباح ہو  
تو اور مستحب ہے، ہوقت کہ جہاد مستحب مگر انہیں لوگوں کے حق میں جن کو جہاد میں جان جاتر ہو۔ سوم۔  
وہ اشعار جن کو بہادر مقابلے کے وقت پڑھتے ہیں ان سے تصور دیا ہوتا ہے کہ نفس نبیوت کرے ورتدگر  
دیہی پر قدم کرے ورتدنے میں ان کو سرور جوش کرے ان اشعار میں شجاعت اور فتح کی تعریف  
ہوتی ہے ورتد غلط عمدہ اور آواز بھی ہوتی ہے تو دل پر اثر بہت ہوتا ہے اور ان کا پڑھنا بھی  
مباح مڈانی میں مباح اور مستحب میں مستحب ہوتا ہے اور مسلمانوں سے تنگ کرنے میں ممنوع ہے اور اسی  
طرح ذمیوں کے لڑنے اور دوسری مڈائیوں میں کہ ممنوع ہوں ان کا پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ ممنوع بات  
کا شوق دلاتا بھی ممنوع ہے اور ان اشعار کا پڑھنا بہادران علیہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے جیسے حضرت  
امام شیعین علی بن ابی طالب ورتسنت سیدنا رسول خدا بن وید رضی اللہ عنہما ایہ کرتے تھے اور  
ان پر ہم کہتے ہیں کہ نازیوں کے لشکر میں شاہین کا بچا نامہ چاہیے اس سے کہ آواز ہم کنندہ اور رنج  
پیدا کرنے والی ہے نقد شجاعت اس سے ڈھیلنی ہو جاتی ہے اور نفس کی چستی مبدل بہ کستی ہوتی ہے  
اور اہل و غیاہ اور وطن کا شوق پیدا ہوتا ہے اور جنگ میں کثرت پڑتی ہے اسی طرح جتنی آوازیں  
اور نغمات کہہ دل کو نرم کریں ورتحزن میں بتا کر ہل ورتہادری دینے نغمات کے مخالفت میں تو جو  
کوئی ان کو اس قسم سے پڑھے کہ دل متغیر ہو جویں ورتجنگ میں فتور پڑ جائے تو وہ گنہگار نہ فرمان  
ہو گا باں گرتال منوع ہو اور اس سوال بٹانے کی نیت سے کرے گا تو مطلع ہو گا پہلارم نوحہ کی آوازیں  
اور نغمات ہیں اور ان کی تاثیر بہت کہ حزان کو بہ رتی ہیں ورتونا اور ہمیشہ کو اداس کرنا ان کا اثر ہے اور  
حزات دو طرح کی ہے ایک اچھا اور ایک بُرا حزان مذموم تو وہ ہے ہوقت ہوقی چیزوں پر ہو کہ خدا سے  
تعالیٰ ان پر غم نہ کرنے کے لئے ارشاد فرماتا ہے پشنا پشنا فرماتا ہے کیلالت سمو علی ما تاتک ورتدوس پر غم  
کرنا بھی اسی میں داخل ہے کیونکہ گویا حکم اپنی پرتارشی ہونا ورتاسی چیز پر فوس کرنا ہے جس کے لئے کچھ  
تدارک نہیں تو اس طرح کا حزان چونکہ مذموم ہے اس لئے نوحہ اس کو ابھارتا بھی بہرست اور ہمیں وجہ نوحہ  
کرتے سے صریح نہیں آگئی اور حزان مذموم وہ ہے کہ آدمی مردہ میں اپنے قاصد ہوتے اور اپنی خطاوں  
کو یاد کرنے پر حزان کرے اور اس کے لئے رونا اور رونی صورت بنانی اور غم کرنا اور غم کی صورت کرنی  
اچھی ہے وراسی پر تسنت آدم علیہ السلام روتے تھے تو اس غم کی تحہ یک اور تسویت چھی ہے کیونکہ  
ت کہ تم غم نہ کیا کرو اس پر جو بات نہ آید، پوری دیکھ میں برویت مطہیم دی ہے کہ آپ نے بیعت میں ہم سے ورتہدیریا کہ نوحہ نہ کرو میں



اس سے تدارک کی آمادگی ہوتی ہے اور اسی سبب سے حضرت داؤد علیہ السلام کا نوحہ کرنا اچھا تھا کیونکہ درم  
حزن اور کثرت گریہ خفاؤں اور گناہوں کے باعث سے تھی پنہ پنہ آپ خود غم کرتے اور دوسروں کو غمیں  
کرتے اور آپ روتے اور دوسروں کو رلاتے تھے کہ آپ کے نوحہ کی مجلسوں میں سے جنازے لگتے  
تھے اور یہ نوحہ غافل اور نغمہ سے کرتے تھے اور ایسے نوحہ اچھا ہے کیونکہ جو اچھی بات کی طرف مہینے  
وہ اچھا ہے اور اس بنا پر اگر کوئی غافل خوش آواز منبر پر لحن سے کچھ اشعار غم میں ڈالنے والے اور  
دل نرم کرنے والے پڑھے یا رو دے اور رونی صورت اس لئے بنا دے کہ دوسرے لوگ اپنی خطاؤں پر  
غم کریں تو اس کو یہ افعال حرام نہ ہوں گے پنجم۔ خوشی کے اوقات میں سرور کی تاکید کے لئے گانا کہ یہ  
مباح بھی ہے بشرطیکہ وہ سرور مباح ہو جیسے ایام عید میں اور شادی کی تقریبوں میں اور نہ تب شخص  
کے آنے میں اور ولیمہ اور غلیقہ اور مڑکا پیہا بولے اور ختنہ و رختہ اور قرآن نبیہ میں سرور کی جہت سے گنا  
مباح ہے اور وجہ اس راک کے جائز ہونے کی یہ ہے کہ ان سے بعض ایسے ہیں کہ ان سے خوشی اور  
سرور کی امنگ بھرتی ہے تو جن موقعوں پر سرور جائز ہے ان میں سرور کی امنگ کا اظہار بھی درست  
ہے اور دلیل نقل اس کے جواز کی یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو اپنے قریب  
مہمانت لزوم سے رشک روضہ رنوان فرمایا تو عورتیں چیتوں پر دف بجا کر گیت کی طرح یہ گاتی تھیں  
بدینہ گشت ہرما از ثنیات و راح منکر واجب بہت بر تاداد ادا کی کنند تو چونکہ یہ حضرت کی  
تشریف آوری کا سرور تھا اور وہ سرور عمدہ تھا تو اس کا اظہار کرنا شعر و نغمات اور اچھے اور  
حرکات سے بھی اچھا تھا اور جنس انجیب سے مروی ہے کہ ان کو جب سرور ہوا ہے تو ایک ٹانگ پر خوشی کے  
ماسے اچھلنے لگتے پن پنہ ان کا حال حکم رقص میں آوے گا اور یہ بات آنے والے کے آنے میں ہوتی  
ہے۔

ہے اس میں بھی درست ہے اور اس پر وہ ولایت کرتی ہے جو صحیحین میں حضرت عائشہ سے مروی ہے پنہ  
نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب کو اپنی چادر سے چپ دیتے اور میں  
کو دیکھ کر تکی کہ مسجد میں کھینچ کر لے کر یہاں تک کہ میں خود ہی ٹھک جاتی اب حضرت عائشہ کی نوہی  
کے لحاظ سے کہ اس عمر میں عورتیں حریص کھیں کی ہوتی ہیں خیال کر لو کہ کتنی دیر کھڑی ہوتی ہوں گی کہ ٹھک

۱۰ بقیہ دردناک ہنود بر دایت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس میں ذکر و دت اور اس کا نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا یا طریق میں اور شیعہ و راء  
مدینہ منورہ کے بانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھا گیا کہ کہ ہونے کو وہاں سے نکلتے تھے وہاں تک ہرہ آئے تھے



بقی تھیں ورنہ ری و مسلم نے یہ حدیث ثقیل کی زبیری سے انہوں نے روایت کی ہے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس دو سڑکیں ایام منی میں دفن جاتی تھیں اور نابقی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام بدن مبارک چار سے چھپاتے ہوئے تھے ان سڑکیوں کو حضرت صدیق اکبر نے جھڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پہرہ مبارک کھول کر فرمایا اے ابو بکر جانے دو اور کچھ مت کہو کہ یہ عید کے دن ہیں۔ اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت کو دیکھا کہ وہ فجر کو اپنی چادر میں چھپاتے تھے اور میں ہشیوں کا تماشا دیکھ رہی تھی اور وہ مسجد میں کھیل رہے تھے پس حضرت عمر نے ان کو جھڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ اے نبی اگر وہ تم بے خوف رہو اور عمر بن حارث نے جو ابن نضیب سے حدیث روایت کی ہے اس میں بھی اسی طرح ہے اور اس میں یہ ہے کہ دونوں سڑکیں جاتی جاتی تھیں ورنہ حدیث جو جا رہی ہیں وہ سب سے قول حضرت عائشہ کا یوں ہے کہ بخدا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ میرے گھر سے کے دروازے پر کھڑے ہوتے اور جھٹی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے ہتھیاروں کا تماشا کرتے اور آپ اپنی چادر سے فجر کو چھپا دیتے کہ میں ان کا تماشا دیکھوں پھر میری خاطر کھڑے ہوتے یہاں تک کہ میں خود ہی بٹ جاتی۔ اور حضرت عائشہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھڑیوں سے کیا کرتی اور میری ساتھیوں میرے پاس آیا کرتیں ورنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیا کر کے کوٹھڑی میں گھس جاتی ورنہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو میرے پاس پہنچ دیتے تاکہ میرے ساتھ کیسے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز حضرت عائشہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہیں انہوں نے عرض کیا میری گھڑیاں آپ نے فرمایا کہ ان کے ذوق خوش آتا ہے وہ کہا ہے انہوں نے عرض کیا گھڑیاں آپ نے فرمایا کہ اس گھڑی کے ادھر ادھر کیا ہیں آپ نے عرض کیا کہ اڑنے کے پر ہیں آپ نے فرمایا کہ گھڑی کے دو بازو ہیں حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ آپ نے سن نہیں کہ حضرت سیدنا ان کے گھڑی کے پر تھے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو سن کر اتنا ہنسے کہ آپ کی چھپانے کی یہ ہوتی ہیں۔

۱۱ جاری میں قول اس طرح ہے کہ موسم میں قیل کی جگہ ۱۲ موسم نے بیت ابی ہریرہ کو جھڑکا نقل کیا ورنہ قیل وچیل حدیث میں ہے ۱۳ سب ہشیوں کا ہے بکسر ف ۱۴ اس کو موسم نے نقل کیا ہے ۱۵ ایضاً مت قولہ تو اب حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ سے کہا کہ جب وہ حضرت عائشہ سے متوکلین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا میری ۱۶ جاری و مسلم ۱۷ ابو داؤد نے اس کو نقل کیا ہے۔



ورہا سے نزدیک حدیث لڑکیوں کی عادت پر مضمون ہے کہ تصویر مٹی یا کپڑے کی بدون پوری صورت کے بنائی جاتی ہیں چنانچہ بعض روایت میں آیا ہے کہ اس گھڑے کے دو پہر کپڑے کے تھے اور حضرت عائشہؓ نے اسے کہ یہ سے یا اس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اس وقت کہ میرے پاس دو لڑکیاں روز بذات کا ذکر گھر میں تھیں آپ بستر پر بیٹھے تھے اور اپنی منہ بھیجہ لیا اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آئے اور انہوں نے مجھ کو جہیز کا کینٹھا لکھا مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس روکھتی ہو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ان کو کچھ دے کہ وہ جب آنحضرت صدیقؓ ان لڑکیوں سے غافل ہوتے تو میں نے ان کو اشارہ کیا کہ وہ باہر چلی گئیں اور عید کا دن تھا کہ میں روتے جھپٹتی مھری ٹمک سے کھیل رہے تھے مجھ کو شک ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اول درخواست کی یا خود آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم دیکھنا چاہتی ہو میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے مجھ کو اپنی پس پشت کھڑا کیا اور میرا ہاتھ آپ کے عذار مبارک پر تھا اور آپ ان سے فرماتے تھے کہ تماشا کئے جاؤ یہاں تک کہ میں تمک گئی تو آپ نے پوچھا کہ میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ تو بجاؤ اور صبح مسلمہ میں یوں ہے کہ میں نے اپنا سر آپ کے شانہ مبارک پر رکھ کر ان کا کھیل دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ میں خود بھی بہت گئی تو یہ سب روایتیں صحیح ہیں اور ان سے صاف ظاہر ہے کہ راک اور کھیل حرام نہیں اور ان عادات میں چند اقسام کی اجازت بھی پائی جاتی ہے اول کھیلنے کی رغبت اور ظاہر ہے کہ عادت ہے کہ ناچتے اور کھیلنے ہیں روز سے تماشا کا مسہد میں ہونا تیسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یہ فرمانا کہ تماشا کئے جاؤ کہ میں میں اجازت کھیل کی اور اس کی درخواست ہے تو اس کو حرام کیسے کہہ سکتے ہیں چوتھے آنحضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو انکار اور تیغ سے منع فرمایا اور اس کی وجہ یہ بیان کرنی کہ عید کا روز ہے اور وہ منہ درگاہ وقت ہے اور گناہ بجانا اسباب سرور میں سے ہے۔ پانچویں بہت دیر تک آپ کا کھڑے رہنا اس کے دیکھنے اور سننے کو حضرت عائشہؓ کی نظرداری کے لئے اور اس میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ عورتوں و بزرگوں کے دل خوش کرنے کے لئے خوش خلقی کرنی اور کھیل کو دیکھنا بہتر ہے اس سے کہ نہ ہر کی رہت بہ خفی اور کی ادائی ان کے ساتھ کی جائے کہ نہ آپ دیکھنے نہ ان کو دیکھنے سے چھپے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہادر حضرت عائشہؓ کو یہ فرمانا کہ تم دیکھنا چاہتی ہو وہ یہ فرمانا کہ میں نے ان کی موافقت کی مجبور کی سے نہ تھا کہ خوف ان کے غم اور وحشت کا تھا اس لئے کہ اگر باطنی احوال ان کی درخواست ہوتی



اور آپ نے منثور فرماتے تو عجب نہ تھا کہ سبب و حشمت ہوتا لیکن ابتداء میں سوال کر سنا میں تو کوئی حشر نہ  
نہ تھا پھر اس کی کیا حاجت ہوتی ساتویں گانا و روت بچا نا دونوں لڑکیوں کا جائز ہو باوجود کہ ہر  
کو شیت سے تشبیہ دی گئی اور اس سے یہ بھی نکلا کہ حرم منراہ اور چیز ہے آٹھویں کہ دونوں  
لڑکیوں کی آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان میں پڑتی تھی اور آپ ایسے سبب گھر باہر  
کسی جگہ تک تاروں کے بلب بجتے ہوئے تو آپ کا وہاں بیٹھن پھر کانوں میں اس کی آواز کا آواز نہ  
روانہ رکھتے اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی آواز کی حرمت مرامیہ کی آواز کی حرمت کی طرح نہیں بلکہ عورتوں  
کی آواز اسی جگہ حرم ہوتی ہے جہاں فتنہ کا خوف ہو غرض کہ یہ قیاسیت اور تصدیق در امت کمرے ہیں کہ  
رگ و رنات و روت بچا نا و رپیہ و ر ہشیاروں سے کہین اور ہشیاروں اور لڑکیوں کے گانا کو کہنا  
اوقات میں مبارک ہے بقیہ میں روزیہ کہ وہ بھی سرور کا وقت ہے اور اسی کی مثال شادی اور  
ولیمہ اور تہنہ اور مسافر کے گھر آنے کا دن ہے اور تمام اسباب فرج یعنی بن سے شر خاتونی  
کرنہ درست ہے ان کا یہی حال ہے اور انجا کہ یاروں کے ایک جگہ جمع ہونے اور مذاق نہ کرنے  
اور با یکدیگر کھانا کھانے و گفتگو کرنے سے بھی خوشی کرنی جائز ہے تو یہ موقع راک سننے کا ہے ششم  
عشتوں کا راک شوق کی تحریک اور عشق کے دوہا ہونے اور نفس کی تسکین کے لئے تو اگر عشق  
کے سامنے ہو تب تو غرض لذت کے زیادہ ہونے سے ہوتی ہے اور اگر اس کی جہالت میں ہو تو  
مقصود شوق کا اکیلا ہوتا ہے اور شوق ہر چند سنجیدہ ہے مگر اس وجہ سے کہ اس میں وصال کی توقع  
ہی ہے گو نہ لذت ہی دیتا ہے کیونکہ توقع نہ ہونے سے اور اس درد مند ہونے سے اور لذت  
توقع اسی قدر قوی ہوتی ہے جس قدر شوق قوی ہو تا ہے غرض کہ اس راک میں عشق کا دوہا کہنا ہے  
اور شوق کو حرکت دینا اور توقع وصال کی لذت کا حاصل کرنا ہوتا ہے اور حسن عجب کا بیان حوال  
دیا جاتا ہے اور اس طرح کا راک بھی حوال ہے بشرطیکہ معشوق ان لوگوں میں سے ہو جن کا وصال مباح ہو  
مثلاً کوئی شخص اپنی منوہ یا ترمیم پر عاشق ہو جائے تو اس کے رگ پر کان لگتا ہے تاکہ آنکھ کو  
اس کے دیدار سے اور کان کو اس کی آواز سے لذت ہو اور معافی طیف وصال اور فراق کے دل  
سہوتا جائے تو یہ لذت کے اسباب پیدا ہوتے ہیں گے اور یہ اقسام لذت دنیا کی مباحات اور  
متاع سے تمتع لینے کی ہیں اور متاع دنیا سب ہو و غلب ہے اور یہ امور بھی اس میں سے ہیں اور اسی  
طرح اگر اس کے پاس سے لونڈی چل جائے یا کسی اور سبب سے جہالتی واقع ہو تو اس کو جائز ہے  
کہ اپنے شوق کی تحریک آگ سے کرے درمیان سے لذت وصال ابھائے لیکن اگر اس کو بیچ دے



یا زوجہ کو طلاق دیدے تو اس صورت میں تحریک شوق راک سے اس پر حرام ہے اس لئے کہ جس جگہ وصل  
اور دیدار جائز نہیں وہاں تحریک شوق بھی ناجائز ہے۔ بیوقوف اپنے دل میں صورت کسی عورت یا اثر کے  
کی خیال کرے جس کی طرف دیکھنا اس کو حلال نہیں اور جو کچھ راک سے اس کو اسی صورت پر فتنہ  
لیتا جائے تو یہ حرام ہے کیونکہ اس سے فکر افعال ممنوعہ کا پیدا ہوتا ہے اور اکثر مشتاق اور جوانان  
بیوقوف غالبہ شہوت میں اس خیال سے خالی نہیں ہوتے کچھ کچھ دل میں رکھتے ہیں اور یہ امر ان کے  
حق میں ممنوع ہے اس وجہ سے کہ اس میں یک اور راک مخلوق ہے نہ اس وجہ سے کہ خود راک میں کوئی بات  
ہو اور نہیں وجہ یہ کہ کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ عشق کیا چیز ہے تو کہا ایک دھواں ہے جو آدمی کے دماغ  
میں چڑھ جاتا ہے جماع سے جاتا رہتا ہے اور سماع سے بڑھتا ہے۔ ہنتم ان لوگوں کا سماع جو اللہ تعالیٰ  
کے عاشق اور اس کے دیدار کے مشتاق ہوں کہ جس چیز پر نظر کریں اس میں اس نور پاک کو دیکھیں اور  
جو آواز سنیں اس کو اسی سے یا اس کے باب میں جائیں تو ایسے لوگوں کے حق میں راک ان کے شوق کو  
ابھارتا ہے اور عشق و محبت کو بختہ کرتا ہے اور یہ دل پر کام چاق کا کرتا ہے اور اس میں سے ان  
مکاشفات اور رات رات کوئی ہر کرتا ہے کہ خارج از حیطہ رحمت ہیں جو ان کو چھتا ہے وہی ان  
کو پہچانتا ہے اور جس کی حس ان کے چہرے سے کندھرتی ہے وہ ان کو کیا جانے اور ان حالات کا  
نام اس باب تصوف کے یہاں وجہ ہے جو وجود سے، خود ہے یعنی اپنے نفس میں وہ احوال موجود  
پاتے جو راک سے بیشتر نہیں معلوم ہوتے تھے پھر ان حالات کے سبب سے بعد کو ان کے لواحق  
و توابع ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ دل کو اپنی آگ سے چونک دیتے ہیں اور اس کو کدورات سے بیا  
صاف کر دیتے ہیں جیسے آگ میں سے تپ کر میل سونے پاندے وغیرہ کا دور ہو جاتا ہے اور اس  
صفائی کے بعد مشاہدات اور مکاشفات ہوتے جو ملت غائی عشتان خدا اور شمرہ جمیع بہارات ہے  
تو ان چیزوں کا ذریعہ بھی مجسمہ عبادات ہو گا معنویت یا مباح اور دل کو راک سے ان حالات کے  
ہونے کا سبب یہی ہے کہ نعمت وزوں و رواج میں مناسبت ہونی خدا سے تھیں کہ نہ بہ شوق  
کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کا مسطر بنایا ہے اور ان کے اثر سے شوق اور خوشی اور نہ درجہ اور  
انتہائیں ارواح پیدا ہوتے ہیں اور وزوں سے ارواح کے متاثر ہونے کا سبب معلوم مکاشفات کے  
وفاق میں سے ہے بنی سبب دل جمیعت کا بلند راک کی لذت سے خود مر ہے اور سننے والے  
کو جو لذت معلوم ہوتی ہے اور وہہ کی حالت میں اس کا حال و گروں ہوتا ہے اور رنگ بال  
جاتا ہے اس کو دیکر کر تعجب کرتا ہے لیکن اس کا تعجب یہاں ہے جیسے ہر ذریعہ کی لذت سے تعجب



کرے یا نام و لذت مباشرت سے اور لڑکا لذت ریاست اور اسباب بجاہ کی وسعت سے اور جاہل آدمی لذت معرفت الہی اور اس کے جہال و غفلت اور عیاتب صنعت کے اور کمال کی لذت سے تعجب کرے اور ان سب کا سبب ایک ہی بت یعنی لذت ایک قسم کا اور اک بہتہ جو قدرت مدرکہ کو چاہتا ہے تو جسکی قوت مدرکہ کامل نہ ہوگی اس کو لذت کیسے معلوم ہوگی مثلاً اگر کسی شخص میں قوت ذاتقہ نہ ہوگی وہ مزہ کیسے معلوم کرے گا اور جو بہرا ہوگا اس کو آوازوں کی لذت کیسے معلوم ہوگی اور جس کے عقل نہ ہوگی وہ عقلی چیزوں کا کیسے ادراک کرے گا اسی طرح کان میں آواز نہ پہنچنے سے راک کا خط دل کے اندر کی حسن باطنی سے معلوم ہوتا ہے تو جس کو وہ حسن نہ ہوگی اس کو راک کی لذت بھی نہ ہوگی ب شاید تم یہ کہو کہ خدائے تعالیٰ کے حق میں کیسے ہو سکتا ہے تاکہ راک اس کا محرک ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ تو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے اس سے باسند و محبت کرتا ہے اور جس کی معرفت اس سے پختہ ہو جاتی ہے اس کی محبت بھی پختہ ہو جاتی ہے و محبت جب زیادہ پختہ ہوتی ہے تو اس کو عشق کہتے ہیں کیونکہ عشق معنی فرط محبت مؤکدہ کے ہیں اور اسی وجہ سے جب عرب کے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ خارجہ میں عبادت الہی کے لئے تنہا بہتے ہیں تو کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گئے ہیں و نیز جانتا چاہیئے کہ جہاں جس قوت مدرکہ سے معلوم ہوتا ہے اس کے نزدیک محبوب ہوتا ہے اور یہ ہے تو خالق جل شانہ کا ہے کہ وہ خود جمیل ہے اور جہاں کو محبوب رکھتا ہے تو اگر جہاں ظاہری ہوگا یعنی آدمی کا سڈواں ہونا اور رنگ صاف ہونا وغیرہ تو یہ آنکھ کے حاسہ سے معلوم ہوتا ہے اور اگر جہاں باطنی ہے یعنی جہاں و غفلت و علوم مرتبت اور صفات و اخلاق کا اہتمام ہونا و جمیع خلق کے ساتھ ارادہ کرنا اور ہمیشہ مخلوق پر خیرات کا جاری رکھنا وغیرہ تو یہ دل کے حاسہ سے معلوم ہوتا ہے اور غلط جہاں کبھی صفات باطنی کی ثبوت کے لئے بھی بولتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ خداں شخص جمیل ہے حالانکہ اس کی صورت متصور نہیں ہوتی بلکہ یہ عرض ہوتی ہے کہ جمیل الاخلاق و محمود الصفات اور سیرت کا اچھا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ایک کو دوسرے سے نہیں صفات باطنی کی بہت سے محبت ہوتی ہے جیسے ظاہر کی خوبصورتی کی وجہ سے محبت ہوتی ہے یہی محبت کبھی بڑھ کر عشق کہلائے لگتی ہے چنانچہ امام شافعی اور امام مالک و امام احمد رحمہم اللہ کی محبت میں بڑے بڑے تہمتے لوگ ہیں کہ اپنے جان و مال کو ان کی ہر فدا کی اور یاری میں صرف کر ڈالیں اور غلو اور مبالغہ کسی عاشق میں بھی اتنا نہ ہوگا جتنا ان کو حاصل ہے تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسے لوگوں پر عاشق ہونا جن کی صورت کبھی نہیں دیکھی کہ خوبصورت تھے یا بد صورت اور اب وہ انتقال کر کے صرف جہاں باطنی اور صفاتل حمیدہ اور علم و عشق کی خیرات ہماری



دیکھنے سے تو سب میں آوے اور ممکن ہو اور جس ذات پاک کا دل یہ ہو کہ دنیا میں جتنی خیرات و رحمتیں اور  
 محبوب ہیں وہ سب اس کی خوبیوں کا بہ۔ تو ہوں اور اس کے سنار کر مہ کی عداوت اور دیر یا سے جو دکھ کا قطرہ  
 کہ ترمیم حسن و جمال جو عالم میں بقتل سے خواہ تو اس کا ہری نہ کرے گا ان وغیرہ سے شروع پیدا نشی سے دین  
 نہ خیر کا اور ثمر یا سے لے کر اسٹل نہ فلین تک معلوم ہوتا ہے اور اس کے شتر ان قدرت کا ایک ذرہ  
 اور اس کے نوار حضرت کا ایک لمحہ ہے تو جس ذات پاک کا وقت یہ ہو ہم کو معلوم نہیں کہ اس کی محبت کیسے  
 ہے میں نہیں آتی اور جو لوگ اس کے اوصاف کے وقت ہوں ان کے نزدیک یہ بہت کیسے نہیں بڑھتی  
 کہ یہ محبت تو اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ اس کو عشق کہنا بھی خطا ہے یعنی لفظ عشق بھی اس افعال کے معلوم  
 نہ تھا نہ پڑھتا ہے سبحان اللہ عجیب ذات ہے کہ شدت ظہور ہی میں اسکو عشق کہنا بھی خطا ہے اور  
 کے نور کی چمک ہی آنکھوں کا پردہ اگر نور کے ستر پردوں میں وہ ذات مستتر نہ ہوتی تو اس کے پیرہ  
 سے نوار اس کے جمال پاک کو دیکھنے والوں کی آنکھیں پھونک دیتے اور اگر اس کا ظہور سبب اس کے مخفی  
 ہونے کا نہ ہوتا تو غلیظ حیران و رول پریشان اور قوتیں بتر اور اعضا منتشر ہو جاتے اور اگر بالفرض  
 دل پہلے ورنہ ہوتا تو اس کے ادنیٰ انور تجلی کے سامنے چمک چور ہو جاتے کیونکہ نور آفتاب  
 کی تابانیت کی تاب شہرہ میں کہاں ہو سکتی ہے اور غنیمت یہ اس بات کی تحقیق باب محبت جلد چہارم میں مذکور  
 برگی و معلوم ہوگا کہ محبت غیر اللہ کی قصور اور جہالت ہے بلکہ معرفت کا محقق سوائے خدا کے تعالیٰ  
 کے و کسی کو نہیں پہنچتا کیونکہ حقیقت میں سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے افعال کے اور کوئی چیز موجود نہیں  
 تو جو کوئی فداں کو اس نظر سے پہچانے گا کہ یہ افعال ہیں اس کی معرفت فاعل سے آگے نہ بڑھ سکے گی ورنہ  
 دوسرے کی طرف نہ جائے گی مثلاً جو شخص امام شافعی اور ان کے علم و تصنیف کو اس کی خط سے پہچانے کہ  
 برکت کی تصنیف ہے قطع نظر اس سے کہ وہ کا مذہب اور سیاق و سباق منظم اور زبان عربی ہے تو اس کی  
 معرفت امام شافعی سے دوسرے کی طرف نہ جائے گی اور نہ ان کے غیر کی محبت دل میں آوے گی ب دنیا  
 کے موجودات کو جو نظر کیجئے تو کمال موجودات اللہ تعالیٰ کی تصنیف اور اس کے فعل ہیں جو کوئی ان کو اس  
 اعتبار سے پہچانے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے تو وہ ان مصنوعات میں صانع کی عظمت دیکھے گا جیسے  
 ان کی تصنیف سے عظمت کی فصیلت اور اس کی قدر کی بزرگی معلوم ہوتی ہے ورنہ اس کی معرفت و  
 محبت ہی خدا کے تعالیٰ پر منحصر ہے گی دوسرے کی طرف تجاوز نہ کرے گی ورنہ اس عشق کی تعریف یہ ہے  
 شرکت کو قبول نہیں کرتا اور اس کے سوا جتنے عشق ہیں وہ شرکت قبول کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے سوا  
 اور محبوب ہے اس کا غیر ممکن ہے خواہ وجود میں یا مکان میں یا جہاں کا ثانی نہ امکان میں ہو سکتا



ہے نہ وجود میں اس سے معلوم ہو کہ دوسرے کی محبت و عشق بہت مجازی ہے نہ واقعی ہاں جو شخص کہ کم سنوں پر ہونے کے قریب ہوتے ہیں وہ غلط عشق سے عذاب وصال ہی سمجھتے ہیں جس کے معنی جس مہمان پر ی کے لئے ورنہ ہوتا ہوا نہ سکرور کرنے کے ہیں تو ان جیسے گدھوں کے سامنے غنا و عشق و شوق اور وصال و راسخہ کے ہونے نہ چاہتے بلکہ ان کے ستموں سے جتنا بچا جیتے جیسے چوہا یہ کہ سامنے نہ گیس و زہن ان نہیں کرتے اور صرف گھاس و کھوسہ اور شاخوں کے پتے رکھ دیتے ہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ان سنا کا ہونا نہ جانتے ہیں جن سے سننے والے کو یہی باتوں کا وہ نہ ہو جن سے اللہ تعالیٰ کو منزعہ بہت و جب ہے ورنہ ہم لوگوں میں ان کی سمجھ کے موافق فصاحت ہو کر تے تو ان جیسے سنا میں اس وقت کو یاد رکھنا چاہئے کہ باوجود سبب نام معنی چہ زنی + صنف نہ اہل گنہگار باپ کر و + جہ نمیب نہیں کہ صفت ہیں کے سنا ہی ہاں پر وہ و جہ نام جو جس کے سبب سے دل چست ہاں پنہ ابو ہریرہؓ آگھرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ذکر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شہ کا پہاڑ پہ تھا جس سے اپنی ماں سے پوچھا کہ میں کس نے پیدا کیا اس نے کہا اللہ عزوجل نے اس نے کہا کہ میں کو کس نے پیدا کیا اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے پھر پوچھا کہ پہاڑوں کو کس نے بنایا اس کی ماں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس نے پوچھا کہ بادل کس نے پیدا کیا کہا اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے اور یہ کہہ کر اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرا دیا ورنہ پاش پاش ہو گیا۔ ورنہ اس کا سبب نام بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب اس نے یہ باتیں سنیں جو اللہ تعالیٰ کے جلال و قدرت کا مل کی دلیل ہیں تو اس نے سب و ہر کی حالت میں اپنے آپ کو گرا دیا اور کہتا ہیں کہ میں سب اس سے اتمری ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذریعے سے اسے طرب کر میں جنس کا ہر ذرات ہیں کہ میں نے خیال میں کیا دیکھا ہے کہ ہم نے کہا ہے کہ یا کمر تہنہ طرب نہ کیں ورنہ ہم نے کہا ہے کہ مزہر بھی یا کمر تہنہ نہ پتہ یعنی ہم نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا تم کو شوق دلایا مگر تم مشتاق نہ ہوئے یہ ہے جو ہم نے اس کے قسام اور سباب اور مقتضیوں کا ذکر کرنا چاہا تھا ورنہ ان تک جتن معلوم ہو گیا کہ سبب نام ہے اور بعض میں مستحب ہے ہم ان کو راضی کرتے ہیں جن سے راک حرام ہے

اول یہ کہ کافروں کی عورتوں میں کی طہرت و عینہ

نہ کا خوف ہو اور اسی کے حکم میں نہ کا بے راضی ہے

کہ اس میں فتنہ کا خوف ہے اور یہ عورتوں کے

کا آواز کے باعث فتنہ کا خوف ہو تو اس

حرام ہونے کے عوارض

جس کا نام نہ ہے

کی وجہ سے نہیں ہوا

ابن حبان نے اس



سے کچھ مکرنا درست نہیں اور نہ تلاوت میں اس کی آواز کا سننا جائز ہے اور یہی حال لڑکے کے کلبے بشرطیکہ فتنہ کا خوف ہو اب اگر یہ کہو کہ تم اس کو حرام ہر حال میں کہتے ہو تا کہ یہ بات بالکل باقی ہے یا حرام اسی جگہ کہتے ہو جہاں فتنہ کا خوف ہو اور جس شخص کے حق میں فتنہ کا خوف ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ فقہ کی رو سے یہ مسئلہ دو احتمال رکھتا ہے اور اصولوں میں منطبق ہو سکتا ہے ایک اصل تو یہ ہے کہ اجنبی عورت سے خلوت کہنی اور اس کی صورت دیکھنی حرام ہے خواہ فتنہ کا ہو یا نہ اس لئے کہ یہ امر فی الجملہ محل فتنہ ہے تو شریعت نے اس باب کو بند کرنے کے لئے حکم فرمادیا اور صورتوں کی طرف امتدات نہیں کیا اور دوسری اصل یہ ہے لڑکوں کی طرف دیکھنا مباح ہے بجز اس حال کہ فتنہ کا خوف ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ لڑکوں کا حال عورتوں کی طرح پر عام نہیں بلکہ ان کے باب میں خوف فتنہ کی پیروی کی جاتی ہے اور عورت کی آواز ان دونوں عملوں پر منطبق ہو سکتی ہے تو اگر اس کو اس کے دیکھنے پر قیاس کریں تب تو اس کی آواز کا نہ سننا ہی چاہیے اور یہی قیاس قریب ہے مگر دیکھتے اور آواز سننے میں فرق بھی ہے اس لئے کہ شہوت اذل ہی وہہ میں دیکھنے کی متقاضی ہوتی ہے اور آواز سننے کی دالی نہیں ہوتی علاوہ انہیں دیکھنے سے شہوت چپٹنے کی زیادہ حرکت کرتی ہے بہ نسبت آواز سننے کے اور آواز عورت کی راگ کے سوا بہتر بھی نہیں کیونکہ عورتیں صحابہ کے وقت میں مردوں سے باتیں کیا کرتی تھیں یعنی سام اور استفتار اور سوال اور مشورہ وغیرہ کرتیں تھیں مگر راگ کو شہوت کی تحریک ہیں زیادہ اثر ہے تو آواز کا قیاس کرنا لڑکوں کے دیکھنے پر بہتر ہے اس لئے کہ جیسے عورتوں کو آواز مخفی رکھنے کا حکم نہیں و سیما ہی مردوں کو پردہ کرنے کا حکم نہیں اس صورت میں خوف فتنہ پر حرمت مختصر ہوئی چاہیے ہاں سنے نزدیک قرین قیاس بھی ہے اور حدیث دونوں لڑکیوں کی حضرت عائشہ کے گھر میں گلانے کی اسی کی توثیق ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسمہ ان کی آواز سنتے تھے اور آواز سے احتراز نہ کیا کیونکہ فتنہ کا خوف آپ کو نہ تھا غرض کہ اس کا حال عورت اور مرد کے عوال کے لحاظ سے مختلف ہوگا جو ان کا اور حکم ہوگا اور بوڑھے سے کا اور۔ اور ان بیسی باتوں میں کچھ نشست ہونا کچھ بید نہیں مشابہم کہتے ہیں کہ اگر روزہ دار بوڑھا ہو اور وہ اپنی بی بی کا بوسہ دے تو جائز ہے اور جو ان کا بوسہ لین درست نہیں اس لئے کہ بوسہ متقاضی جماع کا ہوگا جو درجہ کی حالت میں اور وہ ممنوع ہے اور سماع بھی متقاضی دیکھنے اور قربت کا ہوتا ہے تو جس شخص کے حق میں ہو اس کو حرام ہوگا پس سماع بھی ہر شخص کے حق میں جدا حکم رکھتا ہے۔ دوم یہ کہ عورت سماع اپنے نہ ہوں مثلاً میخواروں اور مخنثوں کے شعار ہوں جیسے مزامیر اور ڈور اور تار کے باجے اور ان تینوں کے سوا اور اپنی اصل پر مبنی اباحت پر ہیں جیسے دف کہ اس میں کچھ ہو ورنہ رنہ اور شاہین اور کھڑی پر گت لگانا اور دوسرے



آیات ہیں۔ سووم یہ کہ نظمیں خرابی ہو یعنی شعر میں اگر فحش و ربل ہو دگی اور بھرا اور جو باتیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یا صحابہؓ پر جھوٹ ہو جیسے رافضی صوب کی شان میں بنائے ہیں تو اس طرح کی باتوں کا سننا کیت کی طرح اور بدون گیت کے حرام ہے اور سننے والے کہنے والے کا شرک ہے اسی طرح وہ شعراء جن میں کسی خاص عورت کا وصف ہو کیونکہ عورت کا ذکر مردوں کے سامنے ہائز نہیں جس سے اس کے بدن یا اعضا کا حال معلوم ہو یکن کا فروں اور بدستوں کی بھوکری درست ہے پنا پنہ حضرت حسان بن ثابتؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کافروں سے خصومت کیا کرتے ورنہ کی بھو بیان کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس لئے اجازت دے دی تھی لیکن اشعار تشبیہ کے یعنی ذکر خط و خال اور رخسار و قدم وغیرہ عورتوں کے اشعار جو شرور قصائد میں معمول ہے تو اس میں تامل ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کا نقل کرنا اور پڑھنا خواہ آواز سے ہو یا بدون آواز کے حرام نہیں اور سننے والے کو چاہیے کہ ان و صاف کو کسی معین عین عورت پر نہ ڈھالے ورنہ اگر ڈھالے تو ایسی عورت پر ڈھالے ہو اس کو حال ہو مثلاً اپنی منکو حرم پر اور اگر اپنی عورت پر ڈھالے گا تو اس ڈھالنے اور اس باب میں فکر دوڑانے سے گناہ کا رہو کی ورنہ شخص کا حال یہ ہو کہ مضامین اشعار کو اپنی عورت کو ڈھالتا ہو تو اس کو ہر سے راگ نہ سننا چاہیے اس لئے کہ جس شخص پر عشق غالب ہوتا ہے وہ جو کچھ سنتا ہے اپنے معشوق پر ڈھال لیتا ہے خواہ لفظ مناسب ہو یا نہ ہو کیونکہ کوئی لفظ ایسا نہیں جس کو ستورہ کے طور پر بہت سے معافی پر نہ ڈھال سکیں مثلاً جس کے دل پر عشق ابی غالب ہوتا ہے وہ ذہنوں کی سیما ہی سے کسر کی تاریکی خیاں کرتا ہے ورنہ فیری اور تازی رخسار سے نور پیمان وروصال کے ذکر سے دیدار اپنی اور فراق کے مضمون سے اس کی جانب سے مرد و دواں کے زمرہ میں محبوب ہونا اور قیسم وصال کے مضمون سے دین کے کوائف و آفات جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس و انبی میں فعل ندرتیں سمجھیت ہے ورنہ لفظ کو معافی مذکورہ پر ڈالنے میں اس کو کچھ تامل و فکر و مہمت کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ جو باتیں اس کے دل پر غالب ہیں وہ لفظوں کے ساتھ ہی جھٹ پٹ سمجھ میں آتی ہیں پنا پنہ کسی شاعر کا ذکر ہے کہ بازار میں گزرے اور کسی کو کہتے سننا کہ خیر پیسے کے دس ان کو اسی وقت و جہاں کسی نے جو حال پوچھا تو کہا کہ جب خیار پیسے کے دس ہیں تو اشرار کی کیا قیمت ہوگی یعنی خیار جو بمعنی کھیرا کے تو اس کو فوراً جمع خیر بمعنی بہتر سمجھ لیا اور ایک اور شخص کا گزر بازار میں ہوا اور کسی کو کہتے سننا سننے پر ہی تو



ان کو وجہ سبب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا وجہ کس وجہ سے تھا کہا کہ میں نے سنا کہ گویا وہ یہ کہتا ہے مع  
تر بری یعنی تو و کشش کر میر سوک دیکھ گا حتی کہ فارس و یوں پر کبھی وجہ آجاتا ہے عرب کے لشکر  
سے اس لئے کہ عربی کے پیش کہتے فارسی کے ہم وزن ہوتے ہیں اس لئے ان سے اور معنی سمجھ لیتے ہیں  
مثلاً کسی نے یہ منہ پڑھا کہ و مازنی فی الیل مانیہ + اس پر ایک فارسی نے وجہ کیا اس سے  
لوگوں نے وجہ کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ مازریم یعنی لفظ زار فارسی ہیں نینف و  
قدیب مرگ کو کہتے ہیں و زمانہ کو فارسی کی فنیہ مع منکم سمجھ کر یہ خیال کیا کہ یہ شخص یوں کہتا ہے  
کہ ہم سب آ رہے ہاں ہیں اور اس وقت اس کے دل میں اندیشہ آخرت کی ہلاکی کا ہوا جو باعث وجہ  
ہو و جو شخص آتش محبت میں جا رہا ہے اس کا وجہ اس کی سمجھ کے موافق ہے اور اس کی سمجھ اسکے  
خیال کے موافق و یہ کچھ ضرور نہیں کہ اس کا تخیل نہ مر کی مراد کے موافق پڑے یا شکر کی زبان سے  
تو اس طرح کا وجہ حق اور درست ہے و جو کوئی آخرت کے ہاں ہو نے کا خطرہ معلوم کرے تو  
اس پر جو کچھ کہیتا ہے ہو جائے تو وہ تو تھوڑی سی بے عقلی اور اعصاب کا اضطراب ہو یا ناک بڑی  
بانت ہے نہ فکرتی وجہ والوں کے لئے الفاظ تشہیب کے بدلنے میں کچھ بڑا فائدہ نہیں وہ  
تو جوان سادہ جس زبان کا سنیں گے اس سے اپنی ہی مطلب نکالیں گے چن چن حضرت شیخ مسک  
فرماتے ہیں

جو شوریدگان شہپرستی کنند برآورد و دلاب مستی کنند

ہر جس شہپرستی پر حقوق کا شوق غالب ہو اسکو چاہیئے کہ کسی لفظ سے راگ نہ لے اور اس سے فائدہ نہ لے  
چہاں کہ سنے والے میں خرابی ہو یعنی شہوت غالب ہو اور میں بہا و جوانی میں ہو و یہ دست و  
منات کی نسبت اس پر غالب ہو تو اس کو راگ سنا حرام ہے خواہ اس کے دل پر کسی میں شہوت  
کی محبت نہ ہو یا نہیں کیونکہ وہ کسی حال میں ہوا کرے مگر حیب و صحت نہ رہے و خسار و فریق  
و وصال کا گھٹا تو اس کی شہوت جنبش کرے گی اور ان الفاظ کو کسی صورت میں  
ذہان کا بس کو شہوت ان اس کے دل پر کسب کے کا اس صورت میں شہوت کی آگ بڑھک اس کی  
و شہوت سبب ہو جائیں گے اور اس کا شہوت ان کے شکر کو مدد دینا و عقل کو ہوشیار بنی  
جس شہوت ان سے پہلے شہوت دینا ہے اور دل کے اندر شہوت ان کے شہوت یعنی شہوات اور  
اندر تعانی کے شہوت یعنی نور عقل میں ہمیشہ لڑائی رہا کرتی ہے بجز اس دل کے جس میں ایک شکر کی فتح  
ہوئی و رد و صواب حاصل مندوب ہو گیا ہو کہ اس میں تنگ موقوف ہو جاتی ہے اور اب تو اکثر دل ایسے

[illegible]



تو اس کا جو سبب ہے کہ اس کی نفس میں شہوات و ہوسیں بدوان کی نظر میں ہوتی ہیں کہ  
پانی ہائے اور جو تخیل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہیں محقق بیان کر دینا ممنوع نہیں دیکھو  
ہم سے گھر کوئی سوال کرے کہ شہر حال ہے یا نہیں تو ہم معنی یہ کہیں گے کہ حال ہے باوجودیکہ وہ  
ایسے کرم مزین و اسے حرم بندگی کو اس قدر چاہتا ہے کہ اگر کوئی ہم سے کہے کہ اب کا حال بد چھ تو ہم  
میں کہیں گے کہ حرم ہے یہ حال وہ اس شخص کے حق میں حال الیہ بلکہ کے گے ہیں تمہ لک جائے اور  
دوسری چیز اس کے تپنے کی حالت میں اس کی حالت ہے وہ شراب سے بنا تہیہ حرم ہے صرف  
حالت کی وجہ سے حال ہے کہ اس اعتبار سے کہ شہر ہے حال ان حرام صرف نذر کے عارض  
ہونے سے بد جائے اور جو بات کہ اس کی وجہ سے ہوتی ہے اس کا کہ اعتبار نہیں ہے یہ بین حال ہے  
یہ گھر کی ذات کے تحت کہ حرم ہے اس کی صورت اور فوارش سے حرمت ہو سکتی ہے مگر  
نہ پر اس شخص کی حالت میں اس کو اس کی حالت میں ہے کہ اگر بدوان کی نظر میں اس کے دیگر  
تو اس شخص کے وہ شہوات و ہوسیں بدوان کا مہارت ہوتا ہے اور اس کی حرمت صرف کسی سر  
خاص سے ہوتی ہے جو اس کی حالت میں اس کی حالت میں ہے کہ دلیل اباحت کا دل خوب واضح  
ہو گیا تو اب جو اس شخص کی پروردگار نے اس کی صورت میں ہونے کے اس کے تحت کہے دراصل اس  
و تو سبب ہیں اس کے اس صورت میں وہ نہیں ہے بلکہ اس کی صورت میں اس کو اپنا پیشہ مقرر کر کے  
اس کی حالت میں اس کی وجہ سے وہ اس شخص کا شہرہ ہے جو اس کا مشہور ہے درجہ  
اس کے بن پیشہ بنا لیا ہے اس کی حرمت منسوخ ہو گئی کہ اس کے حرام تھا ہر حرم منسوخ ہوا ہے اور  
اگر اپنا پیشہ چاہے کہ اس کی صورت میں اس کی وجہ سے اس کے پاس آوے اور اس کی  
دوسرے کے یہاں جائے بلکہ بدوان مشہور ہو کہ اس کی حالت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں  
نہیں کہتا ورنہ وہ اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں  
دریغ نہیں ہے بلکہ اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں  
فرمایا ہے کہ اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں  
جو اس کے ساتھ ہے وہ اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں  
اس کے ساتھ ہے وہ اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں  
فرمایا ہے کہ اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں  
اور اس کے ساتھ ہے وہ اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں اس کی صورت میں























مجد سے کہا رسول نے کل کو ملو گے تم میں نے کہا کہ بہت ہے کیا کچھ خیر بھی ہے۔  
 اس روز سے اسکو شیش کب ہوئی اور وہہ میں آکر نہ ملے وہاں لکر پڑھنے لگا اور صیفہ علیا طب کی جگہ منگے کہنے لگا  
 یہاں تک کہ شدت سے وہ اور لذت سے بہہ پڑی ہو گیا جب تو شیش میں آیا تب اس سے وہ بہہ کا سبب دریافت کیا گیا  
 کہا کہ مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ریش دیا دیا کہ تیرے واسطے پیشہ ور دی رکھی زیارت ہر ہفتہ میں ایک بار  
 کر دے گا اور رقی نے بن دران سے نقل کیا ہے کہ میں نے کہا کہ میں اور ابن فویجہ ۵۰۰ اور ابنہ کے درمیان وجہ ہر  
 بات سے کہ سنتے ہیں یکساں و بصورت شہر میں اس کے برآمد میں ایک شیش پیش ہوا اور اسکے سامنے لونڈی یہ لگا  
 رہی تھی ۵

ہے تغیر ترے احوال میں ہر روز منیب کہ کو تو اس کے سوا اور بھی کچھ چیزیں  
 اتنا تو ایک جہنم میں ڈال ہاتھ میں لڈری پہنے ہر آمد کے نیچے نکلتا تھا کہ یہ تو اس کے کان میں بڑی سی لونڈی  
 سے کہا کہ تجھے قسم ہے خدا کی اور اپنے مولیٰ کی یہاں تک کہ اس کو دو بارہ کہہ دے اس نے وہی شعر دوبارہ پڑا کہ ہذا  
 حق کے ساتھ میرے دل کا تعلق ہے کہ ہر ایک شخص ہر روز ایک بار کہے کہ میں نے کہا کہ اب تو ایک  
 امر فرض ہے ہر پیشہ ہو گیا یہاں ٹھہرنا چاہیے اس کی تجویز و تائید کے لئے ہم شہر کے صاحب مکان نے اس لونڈی  
 سے کہا کہ تو جو جہنم آ کر آج سے ہر روز ۵۰۰ والے لگا کر اس جوان پر لانا پڑے گی ورتیب دفن سے فارغ ہو چکے تو  
 صاحب مکان نے ان سے کہا کہ میں تم کو کوئی کام ہوں کہ بخوبی جانتی ہو اس محل کے سب وقت ہیں  
 اور میری سب لونڈیاں آزاد ہیں پھر اس نے اپنے کپڑے توڑ لئے اور ایک تہہ بند باندھ کر دوسرے بدن پر لٹا  
 لیا ورجہ نہ کو منہ ہو چل دیا لوگ دیکھ کر رہ گئے یہاں تک کہ ان کی فکر سے غائب ہو گیا سب اس کے فریستے  
 روتے تھے پھر اس کا دل کچھ نہ ٹھنکا کہ کہاں گیا اور کیا ہو رہا تھا وہ یہ کہ وہ بچہ بچہ وقت اپنے دل  
 حق کے ساتھ مستغرق تھا ورمعہ کے اندر رہیں ورتیب پڑنا بہت سے شہر پہنچا کہ وہاں سے اس نے اپنے دل کے  
 استقرار اور طریق حق سے ناکل ہوئے پھر وہ صحت تھا تو جب اس کے کان میں وہی بات بڑی ہو اس کے  
 موافق تھی تو اس کو یہ خیال آیا کہ مدتوں کی طرف سے مجھ کو یوں نہ بے بس کہ تو ہر روز نہ تک بہت سے  
 گویا نہ کر کے تو تیرے حق میں پڑنا ہو رہا ہے شمس کا سماں من اندر ورتیب اللہ ورتیب اللہ ہو اس کو چاہئے کہ  
 معرفت ہی ورتیب کی معرفت کا حکم خوب مضبوط کرے ورنہ سماں سے اس کے حق میں نقص ہوتا ہے شاید  
 اللہ تعالیٰ کے حق میں یہی بات تیرے کر کے جو اس کے حق میں دل ہو ورتیب سے اس کا فریاد نہ ہو کہ تیرے حق میں  
 ہوا اس کو سہرا میں غلہ بہت ہو کر جو کہ اس کو اپنے حال پر ڈھالنے میں حیرانہ غارتی کے وقت سے متعلق  
 نہ ہو تو نہ ناکہ نہیں ورنہ اوقت بہت شغل شغل مذکور میں سخت اس میں جو سکتی ہے کہ بہت سے کتب کو بھی دیکھ لیں







برہم پر مشتمل ہے اس لئے ہم اس کو

جس میں اللہ اور وہی ہے اس کے لئے تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا اس کے معنی آپ یہ سمجھتے ہیں کہ  
معنی یہ ہیں کہ احوال شہ کا اشتقاقی ہے باوجود ان کے ساتھ موجود ہونے کے ان سے نفرت ہے اس کے جواب  
سے اس کی تشبیہ ہوتی ہوگی کہ آپ کے نزدیک کیا تصور ہے فرمایا کہ یہ مراد ہے کہ اس کے لئے چاہیے  
ہو اور کرامات و معجزات کی بات ہے مگر اصل حقیقت سے کہ وہ اس کی بات ہے اور اس میں شہ کہ حقیقت احوال  
اور کرامات کے معنی اور چیز ان کے بعد ہے کہ اس کے لئے حقیقت احوال اور کرامات کے معنی ہیں  
کرامات کے ہونے پر کسی حقیقت پر وہ حقیقت نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے حقیقت ہے اس کے معنی ہیں وہ انہوں  
نے سمجھ کر اس میں جو لوگوں نے سمجھ کر اس کے لئے حقیقت ہے وہ اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
نے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
نہیں کا اشتقاقی ہوتا ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
پرس اس کو پہچاننا نہیں ہوگا اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
شبہ اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے

برہم پر مشتمل ہے اس لئے ہم اس کو

اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
نسق کے باوجود اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
اور اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
کئی ان کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے

اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
ایک بالائی ہے وہ اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے

اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے  
اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے اس کے لئے حقیقت ہے



























[illegible]

















[illegible]

















## سماع کے آداب خمسہ نیز اس

کے اچھے برے آثار

اول ادب یہ ہے کہ وقت اور جگہ اور یارانِ مجلس کا تذکرہ نہ

چلا جائے حضرت بنید بندہ کی ذائقے میں کہ سماع میں باتوں کی حاجت

رکھنا ہے ورنہ سننا نہ چاہیئے وقت اور جگہ اور یارانِ مجلس وقت کی رعایت سے یہ مراد ہے کہ کب نہ موجود ہونے کے وقت یا جھگڑنے کے وقت یا نمانک وقت یا اور کسی وقت جس میں کوئی مانع پیش ہو اور دل نہ گئے دیکھ سماع سے کچھ فائدہ نہیں ورنہ مکان کی رعایت سے یہ غرض ہے کہ بہت راستہ یا ہر صورت کا مکان نہ ہو یا اس میں کوئی یا سبب نہ ہو کہ جس سے دل اسطرح بٹے تو ایسے کاغذوں سے جتن بپا بیٹہ اور یارانِ مجلس سے یہ غرض ہے کہ کوئی غیر جنس سماع کا ملکہ نہ بہ خشک دلوں سے لائق سے بے بہرہ مجلس میں نہ ہو کیونکہ ایسے شخص کا موجود ہونا اگر ان نذر سے کہ اور دل اس کی طرف مشغول ہوگا اور یہی صورت ہے اگر کوئی متکبر دنیا دار ہوگا کہ اس کا دل پاس کرنا پڑے گا یا کوئی بن ہوا صوفی کہ وہ اور نہ چٹا اور پھر سے پھاڑنا نمود کے لئے کرے تو اس طرح کے لوگ دل کو پریشان کر سکتے ہیں ان سے بھی جتن بپا چاہئے حاصل یہ کہ اگر یہ شرطیں نہ ہوں تو رائے کا نہ سننا بہت ہے تو سننے والے کو اس کا لحاظ چاہیئے۔

دوسرا ادب یہ ہے کہ شیخ کو حال موجود رہن کو دیکھ لینا چاہیئے یعنی اگر اس کے مریدوں کو سماع سے غریب ہو جائے تو ان کے سامنے رائے نہ سننے اور کر سننے بھی تو ان کو کسی اور شکل میں لگائے اور جس مرید کو سماع سے غریب ہو جائے وہ تین طرح کے شخص میں سے ایک ہوتا ہے اور سب میں کم رتبہ ہے وہ مرید ہے جس نے طریق سماع میں بجز اعمالِ بہری کے اور کچھ نہیں معلوم کیا ورنہ اس کو سماع کا فائدہ ہی نہیں تو ایسے مرید کا سماع میں مشغول ہونا پسند نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ نہ تو وہ کیل و دل میں ہے نہ کہ کیل ہی کیل اور نہ ذوق و دل میں ہے نہ کہ سماع کے ذوق سے مزہ پائے تو ایسے شخص کو ذکر میں یا اور کسی کام میں مشغول ہونا چاہیئے ورنہ رات میں صفتِ تسبیح و تہجد سے ہوگی دوم وہ کہ اس کو سماع کا ذوق تو ہے مگر ابھی تک اس میں کچھ حد نہیں اور شہوات اور لذتِ بشری کی طرف متوجہ رہتا ہے اور ابھی تک میں منکر نہ ہو کہ لذتِ بشری اور شہوات کی آفات سے مامون ہو جائے تو بعض دعاتِ ثبب نہیں کہ سماع اس کے حق میں تکتی ہو اور شہوات کا ہو جائے اور جس طریق میں وہ معروف ہے اس سے باز سکے ورنہ میں سے روک لے سوم وہ مرید ہے کہ اس کی شہوات بھی ٹوٹ گئی ہے اور اس کی آفتوں سے بھی محفوظ ہے اور بنیہت مغفول و رذل پر محبت ہی غالب ہے مگر اس نے عملی بہر کی تحصیل بجز فی نہیں کی اور نہ التدریجی کے سارے درجہات سے تینت ہم پہنچائی نہ یہ معلوم کیا کہ خدا کے تعالیٰ پر کون چیز ہے تو کون حال تو ایسے شخص کے سامنے اگر باب میں مشغول ہوگا تو جو کچھ کہے گا اس کو خدا کے تعالیٰ کے حق میں ڈھالے گا خود وہ وقت میں جائز ہو جائے گا اور اس صورت

میں رنگ سے ہونی نہ ہو، اس نسبت کو ضرر زیادہ ہو گا کیونکہ اکثر باتیں جو باقی جناب کہہ رہی ہیں ان کے  
دست سے سے کہ فرہوہ کے گاہل تشریحی فرما لیتے ہیں کہ جس وجہ کا کہ بد قرآن اور حدیث نہ ہو وہ باطل ہے جس  
ایسے شخص سے اس کے تامل نہیں اور نہ وہ جن کا دل دنیا کی محبت اور دولتوں کی تعریف و ثناء کے شوق میں غوطہ  
ہے ورنہ وہ نایق ہیں جو صرف لذت و ربا بلع آپ معلوم ہونے کو سنتے ہیں اس لئے کہ سماں ان کی حالت  
ہو جاتی ہے اور بہارات و دل کی نگہی سے روک دیتا ہے اور جس راہ کے طے کرنے کے رستہ تھا وہ  
متر و ک ہو جاتا ہے اس لئے کہ سماں قدم کی مغزش کرنے کی جائے خلیجوں کو اس سے علیحدہ رکھ دیتا ہے  
جس سے تہ بندہ بندہ فرما لیتے ہیں کہ میں نے خواب میں شیت ان کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تیرا ہمارے  
یا رسول پر بھی قیام پڑتا ہے میں نے کہا کہ ہاں دو وقتوں میں ایک سماں کے وقت دوم نذر کے وقت کہ ان  
دونوں میں فجر کو ان پر وصال ملتا ہے کہ ہے کہ ہے جو اس خواب کو بیان کیا تو کسی بزرگ نے فرمایا کہ اگر میں اس  
کو دیکھ تو یوں کہتا کہ تو بڑا احمق ہے میں جو کوئی سننے کے وقت خدا کے تدبیر ہی سے سننے اور دیکھنے کے  
وقت اس کی طرف دیکھ تو اس پر کھینچ جیتے گا آپ نے فرمایا کہ تم نے درست کہا۔

تیسرا اور چارواں یہ ہے کہ قول جو کہا کہ میں کو خواب دل کے کہ سننے اور سمجھنا امتیازات کم کر سنا اور سننے والوں  
کو نہ سمجھ سکے اور جو کہ ان پر وید کی کیفیت ظاہر ہوا سکونہ دیکھ سکے اپنی طرف رہیں کہ سے اور دل کی نگرانی  
کرسے اور دیکھ کہ خدا کے تدبیر میرے ہاتھ میں اپنی رحمت سے کیا چیز ڈالتا ہے اور حرکت کو روکے رہے  
ہو یا ان جنس کے دل کو پریشان کرتی ہے بلکہ یہی طرف ہمیشہ کہ ان میں رہی ہو کہ نہ جہل کشک نہ نے  
اور سنی یہ لہجہ سے ستر کر کے اور گردان نیچے کو ڈال لے لے جیسے کوئی بڑی بڑی ٹکر میں ڈوب رہا ہو یا تانی کہ ہمارے  
ناپن اور تمام حرکتیں، بناوٹ کی اور نمود کی ہر نہ کر سہ و روشن سماں میں وہ کہ نہ کرے جس کی ضرورت نہ ہو  
اور اگر جہل لایب ہو اور بلے غیب رہا و سے تو اس میں وہ مجبور ہے کہ کچھ ملامت کے قابل نہیں مگر سبب فاقہ ہو  
میں وقت پر سکون اور وقار غیب کر سہ یہ نہیں چاہیے کہ اس حالت پر باقی ہے اس شہر سے کہ لوگ یہ  
کہیں گے کہ آپ وہ تھا تو ذرا سی دیر میں ہوتا رہا ورنہ یہ چاہیے کہ نہ بردستی و جہل نہ کرے تاکہ لوگ یہ  
نہ کہیں کہ بڑا سخت دل ہے ورنہ فی و وقت سے بلے بہرہ ہے کہتے ہیں کہ ایک بڑا ہی تضرع بنیڈ کے ساتھ  
رہتا تھا جب کوئی ذکر سنتا تو جیل پڑتا آپنے ایک روز اس کو فرمایا کہ اب اگر میں پھر کروں گے تو میرے ساتھ  
مت رہنا اس کے بعد وہ اپنے نفس کو اتار روکنے لگا کہ ہر حال میں سے اس کے پانی کا تضرع نکلتا پھر تضرع نہ کرتا  
ایک روز جو اس نے اپنے نفس کو بہت روکا تو کھٹکے گا مگر ایک ایسے شخص نے مارا کہ اس کا دل چپکے اور ہن  
نہ کوئی درد ہی نہ کہ تضرع موسیٰ صید السہم نے بنی مہر ایل میں و عطا کی ان میں سے کسی ایک شخص



[illegible]





نہ تھیں اور نہ اہل ہوتے تو اسی لئے ترک کر دیا کہ بے فائدہ بات میں کیونکر مشغول ہوں اور جنوں نے اسے ترک کیا کہ ان کو یہ ران حبسہ میسر نہ ہو سکے چنانچہ کسی شخص سے پوچھا گیا کہ تم لوگ کیوں نہیں سنتے میں نے جواب دیا کہ کس سے سنوں اور کس کے ساتھ

چوتھا اور سب یہ ہے کہ جب اپنے نفس کو روک سکتا ہو تو نہ کھڑ ہو اور نہ رونے میں آواز بلند کرے لیکن اگر نہ ہو اور رونی صورت بن دے بشرطیکہ یہ مندر نہیں کیونکہ رونی صورت بنانے سے خون پیدا ہوتا ہے اور صورت نشہ کی تحریک کا سبب قفس بڑھتا ہے اور یہ درمیان کی تحریک جائز ہے اور اگر نہ چن کر نہ ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ و آہ وسلم کے ساتھ تہشیلوں کو نہایت نہ دیکھتیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے کہ وہ نہایت سست تھے اور عذاب میں سے بھی جن کا ہر کانہ چن کر کے وقت مہر وی اور وہی نہ ہو موجب ان کے قفس کا بڑھنا چنانچہ حضرت امیر غزوہ کی بیٹی کے قتل میں حبیب حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت جعفر کے کنبائی و زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ ہوا کہ اس لڑکی کی پرورش کون کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو تو یہ فرمایا کہ تو ہر وقت سے درمیان میں کہہ دے کہ میں نے حضرت علی سے لیا اور حضرت جعفر سے فرمایا کہ تو میری صورت و سیمت کے مشابہ ہو گیا تو وہ حضرت علی سے بھی زیادہ اچھے اور آپ نے حضرت زید کو فرمایا کہ تو بہ را بہائی اور مولانا ہے تو وہ حضرت جعفر سے زیادہ اچھے چہ آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکی جعفر کے پاس ہے گی کیونکہ اس کی نانی جعفر کی منکوحہ ہے اور نانی گویا والدہ ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تم کو تہشیلوں کا نہ پہننا ہے لکن ان اور اہل نوحی کے سبب ہوتا ہے تو اس کا نیک بھی نوحی ہی پر مہم تب ہو کر مانی جس صورت میں کہ نوحی بھی ہو اور نوحی سے اس کو ترقی و تہشیل ہوتی ہے تو وہ نانی نمود اور بچا ہوگا اور اگر نوحی مباح ہوئی تو نانی بھی مباح ہوگا اور اگر بری ہوئی تو وہ بھی بری ہوگا یہ حرکت کا برا اور مستند لوگوں کی شان کے لائق نہیں کیونکہ یہ امر اکثر ہر روح کے لئے ہوتا ہے اور جو بات ہو وہ سب کی صورت ہر دو گوں کی صورتوں میں ہو تو اس سے متداول اور پیشواؤں کو کتاب کونہ پڑھتے تاکہ لوگوں کی صورتوں میں آئینہ نہ ہوں اور لوگوں کا اقتدار نہ بڑھے جس کی رہائیوں کو پڑنا تو اس کی عزت نہیں مگر اس صورت میں کہ آدمی اپنے الیہ میں نہ کہے اور یہ کہ بید نہیں کہ ران پر وہ کا لہجہ میں درجہ ہو کہ وہ اپنے پیر سے کو پڑھے اور وہہ کے نشہ میں اس کو سو منہ ہو یا نہ ہو کہ اس کو لڑکے پڑھنے کے نشہ کے نفس کو فائدہ نہ کر سکتا ہو تو اس شخص کا حال یہ ہوگا جسے نہ ہر دلی کسی سے کوئی کام آیا ہو وہ کہہ کہ وہ تو ترپنا اور پڑھنے سے نہ تھکتا ہے اور وہی صورت دیکھ کر جو بری ہے اس کو خجارت کا سبب بنیاد بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہیں خداوندی نفسی اس کو نشہ کی بات میں کسی کی نفس یا پسند دیکر نہیں

[illegible]

یا پھر اس ادیب یہ بت کہ کتہا ہونے میں لوگوں کی موافقت کرنی چاہیئے یعنی اگر کوئی شخص وہر صاحب قریب  
بدوان نمودار بناوٹ کے لکھتا ہو جائے یا بدوان الہر و جہر کے باختیار خود لکھ کر ہو دور و گس اس کے لئے  
کثر سے ہو جائیں تو ان کے ساتھ آپ ہی لکھتا ہو جائے کہ یاریں جسہ کی موافقت آداب نہیں ہیں۔ سہبتا سی  
خرج الکروگواں کی یہ عادت ہو گئی ہو کہ اگر وہر دلس کی پیشروی کر جاوے تو ہوں۔ یعنی پڑھنے والوں کی موافقت کو  
نہیں یا اس کی چادر اتر جائے تو اپنی جبی تار لیں تو ایسی باتوں میں سب سے کم موافق کا مکرنا ٹونی آداب  
عزت اور شہرت میں داخل ہے کیونکہ ہمراہیوں کی مخالفت کرنی موجب وحشت ہے۔ رہبر قوم کہتا ہے ہر کام ہے

من ذلک کہنا صلیٰ علیہ وسلم کہ کہتے ہیں کہ اس قول سے مراد یہ ہے میری مخالفت نہ کرو بلکہ موافقت کرو۔



تو بیحد دین و لیس کیس کرنا چاہئے حضرت علیؑ علیہ السلام وہ دوسرے فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے اس میں جاننا ہے  
یعنی لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق اور انہوں نے یہ لیا ہے کہ ان میں حسن عشرت اور دلوں کا خوش  
کرنا خواہت کرنے سے پہلے یا بعد اس کے استیصال کے وہی بند و ریزہ معتزلی کہتا ہے کہ یہ ضرورت ہے  
میں ہر کے وقت میں نہ کہ تو اس ضرورت میں نہیں ہو کہ باقی مباحات میں وہ جس سے متجاوز ہوں تاکہ کچھ ضروری  
نہیں کہ مباحات سے صحابہ سے متجاوز ہوں بلکہ ممنوع وہ بدعت ہے۔ ہر مباحات میں سنت کے ہر جس کے کرنے  
کا حکم شرع علیہ السلام سے دیا اور ہر مباحات میں کسی امر کی ممانعت متجاوز نہیں اور آئندہ واسطہ  
کے لئے جس کے وقت کثرت ہو جائے سب کی عادت میں نہ کہ یہاں تک کہ عبادت آئندہ صلی اللہ علیہ وسلم  
وسلہ کے لئے ہی بعض احوال میں کثرت نہ ہوتے تھے جیسا کہ حضرت انسؓ نے روایت کیا ہے کہ جو کچھ اس میں  
کوئی نئی عادت نہ ہو تو میں اس میں اسے نہ دیکھوں کی تنبیہ کی عادت کثرت سے نہ کہ اس سے پہلے ہی  
کسی کے لئے کثرت ہو جائے کہ کثرت نہیں اس لئے کہ کثرت کی عادت اور تنبیہ و ردال خوشی کو رہا ہے  
تو جس بات میں ممانعت کرنے سے دوسرے کے دل خوش کرنا مقصود ہو اور لوگوں سے دل خوش کرنے  
کی عبادت نہ رہی ہو تو میں اس میں ممانعت کرنے میں کثرت نہیں بلکہ بہت سبب کہ ممانعت کرے  
بجز اس صورت کے کہ یہ عادت اور دوسرے کے دل خوش کرنا مقصود ہو اور ایک سبب یہ ہے کہ کثرت کے لئے  
کوئی شے نہ ہو وہ دیکھ اس کا لپٹا ہوا ہوتا ہے اور اس کے دل میں اتاری نہ دے کہ جو کچھ اس  
ابہاد و بندہ اپنے لئے ہوتا تو یہ سبب و اس کے دل میں سبب کہ عبادت کا اثر نہ ہو  
ہوتا ہے درجہ صدق کے لئے کہ ہوتا ہے اس کی لپیٹیں لگائی جیسے بانیان کی عادتیں ہیں پس اس کے لئے  
ہوتے ہیں تو ان کے دل رستی درجہ صدق کی کوئی عادت نہ ہو کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ  
انہوں نے فرمایا کہ اس کا صحیح ہونا یہ ہے کہ اس کے دل میں کثرت ہو کہ موافق ہوں جس سے نہ ہوں  
کہ یہ کہو کہ یہ کیا بات ہے کہ عادتیں لگتی ہیں عادتیں لگتی ہیں کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ اس کے  
دل میں ہے کہ جب کوئی دین و دنیا کے لئے اس کو دیکھتا ہے تو اس کا دل اس کے لئے ہے کہ اس کا دل  
یہ ہے کہ کوئی کتنا ہی ہو کہ نہ اہد ہو کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ اس کے لئے  
بیشیوں کو ناپستہ دیکھ اور اس کے لئے یہ سبب ہے کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ  
اس کے لئے یہ سبب ہے کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ  
اس کے لئے یہ سبب ہے کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ اس کے لئے یہ سبب ہے کہ

باب آداب محبت میں گذری

کے ان کی مثال کے ساتھ نہیں اور جو چیز اس وجہ سے مکر وہ ہو کہ منسوب و احوال کے تابع نہیں اس کو حرام نہیں  
کہہ سکتے مثلاً اگر کوئی مکان کسی فقیر سے کہہ دے اور وہ اس کو ایک روٹی سے دے تو یہ دینا حرام نہ ہے  
جسے وہ اگر کوئی بادشاہ سے کہہ دے وہ اس کو ایک یا دو روٹی سے تو تمہاری کے نزدیک بڑا  
وہ تمام خوں میں کہا جائے کہ منجھوہ بادشاہ کی برائیوں کے ایک یہ حرکت تھی اس کی وہ روٹی کو  
اس کے سبب سے لوگ تنگ و ناتیں کے مگر اس پر یوں نہیں کہہ سکتے کہ بادشاہ نے اس کو  
حرکت کی وہ حرام تھی اس لئے کہ اس نے باری کا فیہ کو دیا جس سے سبب نہیں اپنی شان کے غبار  
سے ایک روٹی کا دینا مثال نہ دینے کے سبب وہ برابر اس کی طہرت ناسخ و رد سے مراد ہے نہ کہ ان  
سبب کہ عوم کے حق میں مباح ہیں ورنیکہ بن روٹی کے حق میں برائیاں ہیں ورنیکہ ان کی کجیوں سے مقرب  
بندوں کے حق میں برائیاں ہیں مگر یہ حکم حق صورت میں ہے کہ اس کے بھی کو کسی منسوب وغیرہ  
کے دیکھیں اور یہی حکم کہہ دے سبب ہوتا کہ بدست خود ان میں اگر حرام متناہی والہ الم تامل گزشتہ  
سے یہ ثابت ہوا کہ سنا گیا وہ قسم ہے حرام و مباح و مکر وہ اور منسوب تمام حرام ان لوگوں کے حق میں  
ہے جو جو ان ہوں اور اس پر دنیا کی شہادت منسوب ہوتا کہ ان میں کسی قسم کی تحریر نہ کرے گی جن میں  
کے کہ جو برقی ہتھکڑیاں ان کے دل پر خانہ میں رہے حرکت میں آج اس کی وہ مکر وہ ان لوگوں کے  
حق میں ہے جو بدست کو مکر وہ کی صورت پر تو نہیں ڈال سکتے مگر اکثر اوقات میں کوئی دست نہ پڑا یا ہے  
ہو کے اگر پر اور مباح ان لوگوں کے حق میں ہے کہ جن کو اس سے کوئی بہرہ نہ ہو خوش آوازی سے نہ  
پالنے کے نہیں ورنیکہ اس کو کوئی بہرہ نہ ہو نہ اس کے حق کی نسبت منسوب ہے ورنیکہ اس سے نہ ہو  
کے ورنیکہ چیز کی تحریر ان میں نہیں کرتا ورنیکہ خود و آخر اور ہر اور باطنی و ظاہری اس کی ہر قسم

## نوائے باب المصروفات اور نفی عن المستکر

### رباعی

کہہ دے کہی بات حرامت ہر سبب ہر  
اللہ تعالیٰ کا کہہ دے ہر سبب ہر  
وہی ہو کہ کہی بات کو کہہ دے ہر سبب ہر  
ن کہہ دے کہی بات حرامت ہر سبب ہر



نے تمام انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، مگر اس کا بساط تہہ کر دیا جائے اور اسکے علم و عمل کو پہلی جہوڑا جائے تو نبوت پر کار اور دیانت منہج اور کسبستی مام اور کمر ہی تمام اور جہالت شائع اور غلو و ضائق اور فتنہ برپا ہو جاوے ورنہ و خراب اور عبادت بہ ہو جائیں گو اپنی جان کی کوہنہ قیامت کے اور کبھی نہ جائیں اور جس بات کے ہونے کا ہم کو ڈر تھا وہ ہو گئی امتا للہ واثا للہ و اجود لی یعنی اس مدارائے شہ کا علم و عمل جتنا رہا کچھ اس کی حقیقت اور نشان باقی نہیں سب مٹ گیا دلوں پر غفلت کی مدہانت با کئی اور خالق کا لفظ بالکل نہ رہا لوگ ہوائے نفسانی اور شہوتوں میں بہانہ کی طرح پھرتے ہیں کہ ہم نے نہ مہین پر سچا ایمان نہ ایسا کیا ہے سچے ہو اللہ تعالیٰ کے باب میں نہ امت کوہنہ کی نہ امت سے نہ ٹکے تو جو شخص اس فعل کے دور کرنے اور اس رنہ کے بند کرنے میں کوشش کرے گا اور آپ سنی پیروی سے اس سنت کا آب رفتہ ورجو لائے گا وہ تمام لوگوں میں یہاں سنت کے باعث نامور ہوگا اور ایسا اجر پائے گا کہ کوئی ثواب اس کے ہم پلہ نہ ہو اور ہم اس باب کے مضمون کو چار فصلوں میں لکھتے ہیں۔

## پہلی فصل: فضائل اور ترک کی مذمت

پہلی فصل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے اور اس کی فضیلت میں اور اس کے ترک کرنے کی مذمت میں قطع نظر اس سے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر اجماع امت ہے اور تقیہ سلیم اس کی خوبی کی شاہد اس کے لئے بہت سی آیات واحدیت و آخرت ہی ہیں آیات یہ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ حِجَّةٌ بَدَلَتْ دِينَهُمْ مِنَ الْيَوْمِ الَّذِي كَفَرُوا فِيهِ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ حِجَّةٌ بَدَلَتْ دِينَهُمْ مِنَ الْيَوْمِ الَّذِي كَفَرُوا فِيهِ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ میں ایک تو وجوب اس فعل کا پایا یا ہوتا ہے کیونکہ لفظ وَلَتَكُنْ صیغہ امر ہے اور امر کا نفاذ ہر ایکجا بہت دور یہ کہ فلاح اسی امر سے وابستہ ہے اس لئے کہ تھر کے ساتھ رشاد فرمایا کہ وہی ہیں فلاح پائنے والے سوم یہ کہ معروف و نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے نہ فرض عین نہیں اگر امت میں سے ہر ایک لوگ بھی اس پر کار بند ہوئے تو باقیوں کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا اس لئے کہ یہ تو رشاد نہیں فرمایا کہ ہم سب اپنے بہرہ و بکریہ فرمایا کہ تم میں سے ایک جہالت اس صفت کی ہو تو اسی لئے جب اس پر عمل ایک شخص یا زیادہ کریں گے تو دوسروں پر سے حرج ساقط ہو جائے گا اور خصوص فلاح وہی ہوں گے تو اس کی تعمیل کریں گے ورنہ اگر تم مہر حق اس سے پہلو تھی کریں گے تو وہاں سب پر ہوگا خیر میں سب لوگوں پر حق کو شا اور پائے کہ تم میں ایک جہالت بدلے دین کا مہر اور علم کرے پسند ہونے کا اور مٹا کرنے کا بندہ و وہی پہنچے اور

امر معروف و نہی عن المنکر قدرتی ہوئی اور دوسری جہاں فرمایا اے ایسا سوار من اصل کتاب امة بت مة يتدرون  
يات مة بت مة بت ليل و هذا يسجدون و يومنون بالآلة و اليوم مراد خروید مرون با معروف و  
و ينهون عن المنكر و يسجدون في الخيرات و اولئك من الصالحين اس آیت میں نہی عن المنکر بیان ہوا کہ  
و روز قیامت پر مہر و نیک نیتی کو متعلق نہ فرمایا یہاں تک کہ ایمان پر امر معروف و نہی عن المنکر کو بھی زیادہ  
کیا اور فرمایا و امومنون و المومنات بعضہم را اولیاء بعض یا مرون با المعروف و ينهون عن المنكر  
و یتقون صدقة من آیت میں بیان ہوا کہ اگر مہر و نیک نیتی کا امر کر کے ہیں تو جو کوئی امر  
معروف کو ترک کرے گا وہ ان پر ناراں کے زمرہ سے خارج ہوگا جن کا وصفت اس آیت میں مذکور ہے اور  
فرمایا عن ابن عباس کفر عن بنی اسرائیل علی لسان داود و عیسیٰ ابن مریم ذلک بعد عصر و  
کا تو ایستندون کا ان لا یتدھون عن منکر فعدوا لبش ما کانوا یمنون اس آیت میں ہمارے  
منہی سے کہ ملت ان کی مستحق لعنت ہونے کی یہی فرمائی کہ انہوں نے یہی منکر کو ترک کیا تھا اور یہ فرمایا کہ تم  
خیر ملة اخراجت من ت مرون با معروف و تنهون عن المنكر اس آیت سے فضیلت امر معروف  
و نہی عن المنکر کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ بیان فرمایا کہ اس صفت کے لوگ تیرا امت تھے اور فرمایا تھقلہ نفسوا  
ما ذکر و ابہ انجیت الذین ینہون عن السور و اخذوا الذین ظلموا بعد اب بیکس بہا کا انوا  
و یستقون اس میں بیان فرمایا کہ ان لوگوں نے نجات حاصل کی انہوں نے بری بات سے منع کیا اور نیک آیت  
اس کے و جو ب پر ان روایت کرتی ہے اور فرمایا ان الذین ان مکنتہم فی الارض اقل هو الصلوة و اتوا ذلک  
و هو اب معروف و نہی عن المنکر اس آیت میں امر معروف و نہی عن المنکر کا ذکر مذکور ہے اور زکوٰۃ کے مفہوم  
سے وہ سب پر نہیں کتاب میں ایک فرقہ سیدھی رہ رہ پڑھتے ہیں آیتیں اس کی باتوں کے وقت اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں  
ہیں منکر پر اور ایک دن پر اور تم کرتے ہیں پسند بات کو منع کرتے ہیں پسند سے اور دوسرے ہیں نیک کاموں پر وہ لوگ نیک  
افعال میں ہیں ۲۰ اور ایمان و اتوا ذلک میں ایک دوسری کی مدد میں سکھاتے ہیں نیک بات کو منع کرتے ہیں بدی بات  
سے منع کرتے ہیں نماز ۱۰ بات ۳ صفت کی منکر ہونے کی اس میں سے داؤد کی زبان اور عیسیٰ بیتہ مہم کی یہ ان سے  
کہ جہاں سے وہ صبر و ضبط سے جس میں منع نہ کرتے تھے برے کام سے جو نہ سمجھتے تھے کہ وہ بے ہوش تھے تھے  
بہ سب باتوں سے جو پیدا ہوتے ہیں لوگوں میں کہہ کرتے ہو پسند بات اور منع کرتے ہو پسند سے بات چہ تب مجاہد کے  
تو ان کو سب باتیں پچا یہ ہم نے ان کو جو منع کرتے تھے برے کاموں سے اور پڑھنا بتا دیں کہ ہر سے  
مذہب میں ہر بات کی بے شکئی کا ۱۰ بات وہ کہ اگر ہم ان کو مستند دیں ملک میں کھڑی کریں نماز و دیں زکوٰۃ اور نیک مہم  
بھلے کام کا اور منع کر دیں برے سے ۱۲۔



فرمایا میں اور مومنین کے وفاق میں و فرمایا تا وقتہ و فی سبب التقری و لا تعاون علی ما شرع  
و معدون اس میں تو امر قبیح ہے و تعاون کے معنی یہ ہیں کہ خیر بہ تر غیب دنیا اور بہتری کے لئے  
کو مسکن کرنا اور بدی اور تعدی کی راہیں بند کر دینی جہاں تک ہو سکے اور فرمایا تا وقتہ و لا یسجد  
الربانیون و الاحبار من قولہم الا شر و اکلم السکت لبس ما کانوا یصنعون اس میں بیان  
فرمایا کہ نبی منکر کے ترک کرنے سے گنہگار ہوئے اور فرمایا تا وقتہ و لا یسجد من القرون من قبلكم  
اولو البقیة یمنون عن الفساد فی الارض و آیتہ اس میں یہ بیان فرمایا کہ ہم نے سب کو پاک کر دیا  
مگر تھوڑے سے لوگوں کو جو فساد سے منع کرتے تھے اور فرمایا تا وقتہ و لا یسجد من القرون من قبلكم  
بما یفسد منکم و لا یمنون و لا یقرینون و لا یمنون و لا یقرینون و لا یمنون و لا یقرینون و لا یمنون  
حق میں امر معروف و نہی ہے و فرمایا تا وقتہ و لا یسجد من القرون من قبلكم و لا یمنون و لا یقرینون  
معدون و لا یمنون و لا یقرینون و لا یمنون و لا یقرینون و لا یمنون و لا یقرینون و لا یمنون و لا یقرینون  
جہاں عقیقہ اور فرمایا تا وقتہ و لا یسجد من القرون من قبلكم و لا یمنون و لا یقرینون و لا یمنون  
کا نام ہے کہ سرکشی سے منع کرے و لا یمنون و لا یقرینون و لا یمنون و لا یقرینون و لا یمنون و لا یقرینون  
نے اس کے ساتھ لڑنے کا حکم فرمایا پتا پتا رشاد ہے تا وقتہ و لا یسجد من القرون من قبلكم و لا یمنون  
اور اسی کا نام نہیں منکر ہے اور اذیت اس باب میں یہ ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک خطبہ پڑھا  
اور اس میں یہ ارشاد فرمایا کہ ہو کو تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کی تفسیر نہ لگاتے اس کی مراد کے کرتے  
ہو تا ی ایہ الذین امنوا علیکم نفسکم لا ینفونکم من فیض انکم یمنون اور میں نے

ات و آپس میں مدد کریں و نیک کام پر درددن کرنا کہ یہ درددن دینی پر ہے تا کیوں نہیں منع کرتے حضرت  
کڑی بات کہنے سے اندر مرم کدے سے یہ ہر سے میں ہو کر رہتے ہیں۔ ۲۰  
بہت سو کیوں نہ ہو کہ ان سنگوں میں تم سے پہلے کوئی لوگ ہیں پر غرور ہو کہ منع کرتے ہیں کہ نہ کرنا۔ ۲۱  
ہم سے یہاں و سو تم کہ ہو انصاف پر گوئی و دوستی کی حریت کرنا و قوی بننا و باپ کی بات نہ کرنا۔ ۲۲  
تہ نہیں ہے بہترین کثرت رشید میں کہ جس نے نہ تہ بھلائی ہوئی کہ لوگوں کے میں صحت دیتا۔ ۲۳  
مراد سے لوگوں میں و تو کوئی یہ چیز میں کہ سے اللہ کی خوشی ہو کہ تو ہم اس کو دینے پر توجہ۔ ۲۴  
ہم کہ دو فریقے مسدودوں کے نہ پڑیں آپس میں تو ان میں باپ کہ دو۔ ۲۵  
تہ تو سب نزد اس پڑھائی و شہ سے یہ تک پڑھ تو سے اللہ کے کہ پر۔ ۲۶  
۸۰ ات اے ایمان والو تم پر لازم ہے کہ اپنی جان کی تمہارا کچھ نہیں بڑا تا جو کوئی کہ جب تم  
ہوئے راہ پر۔ ۲۷









آپ نے فرمایا ہیں قسم جس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور اس سے بھی سخت تر معاملہ ہوگا  
 انہوں نے عرض کیا کہ اس سے سخت تر کیا ہوگا آپ نے فرمایا کہ تمہارا یہ حال ہوگا جب تم میری بات کا امر کرو گے  
 اور چھوٹی بات سے منع کرو گے انہوں نے عرض کیا کہ آیا یہ امر ہوگا یا رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ  
 نے فرمایا کہ ہر قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور اس سے بھی سخت تر ہوگا  
 اللہ تعالیٰ رش و فرمایا ہے کہ میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ نہ پیرا ایسا فتنہ بٹھادوں گا کہ عقل مند اس میں حیل  
 رہ جائے اور نہ حضرت بن عباسؓ سے راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نعم سے  
 قتل کیا جائے اس کے پاس تو مت کھڑا ہو کہ جو شخص وہاں موجود ہو اور اس کی آفت کو نہ ٹالے اس پر لعنت برتی  
 ہے اور شخص نعم سے پٹیا جاوے اس کے پاس مت کھڑا ہو کہ جو کوئی اس کے پاس رہے اور اس پر سے نعم  
 دفع نہ کرے تو اس پر لعنت برستی ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے فرمایا کہ جو شخص کسی مقام میں حاضر ہو تو اس کو نہ چاہیے کہ بدوں حق بات کہے باز رہے اس لئے کہ اصل  
 سے بدبخت تو مرنے کا نہیں اور جو رزق اس کی تقدیر میں ہے اس سے ہرگز محروم نہ ہوگا (یعنی پھر کس خوف  
 سے مرتق زبان پر نہ لائے) اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ فاموں اور فاسقوں کے گھروں  
 میں جانا درست نہیں اور نہ ان جگہوں میں جہاں بری بات دیکھنی پڑے اور اس کے بدلنے اور دور  
 کرنے پر قاعدہ نہ ہو کیونکہ حدیث موسوف میں فرمایا ہے کہ جو شخص پر لعنت برستی ہے تو جو حاضر ہوگا وہ  
 مستحق لعنت ہوگا اور آدمی کو بدوں حاجت بری کا شہدہ جائز نہیں اس قدر ہے کہ ہم تو وہ چیزیں ہمارے منع کر نیسے کون  
 مانتا ہے اور آپس میں وجہ اکابر صاف میں سے کہ لوگوں نے طاعت اختیار کی کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ بڑوں اور عیدوں اور جمعوں میں  
 سب میں بری باتیں ہوتی ہیں اور خود کے دور کرنا بھی ناجائز ہے رقی سے بہت کوفی نکلتی اور سنی نے حضرت بن عبد اللہؓ نے  
 فرمایا کہ سیاحوں نے جو اپنے مقامات و راہوں سے مفاہقت کی اس کی وجہ یہی ہوتی کہ ان پر وہی بلا اتاری ہو جو بھگتے ہیں  
 یعنی ٹکر کو نہ بھر دیا اور خیر مسٹ گئی اور دیکھا کہ نصیحت گر کی بات کوئی نہیں مانتا اور فتنے برپا ہیں وریہ  
 خوف کیا کہ کہیں ہم کو پیش نہ آئیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ مذہب ان عموں پر نازل ہوا وہاں کے ساتھ ہیں ہم بھی  
 اس سے محفوظ نہیں ورنہ کیا کہ درندوں کے ساتھ رہنا اور سبزہ کھانا ان لوگوں کے پاس رہنے اور آسائش  
 کے ساتھ بسر کرنے سے بہتر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ففروا لی اللہ فی ما کرمہ نذیر صبیحہ۔  
 ۱۳۔ بدیہی نے ہزیت بن ہریرہؓ سے روایت کی کہ وہ نے جملہ ذکر کیے ہیں بدیں پچھلے دو جیسوں کے اور اس کی منہ نفعیت ہے درمیان جملہ جو  
 کے بت بن مدینہ نے سند ضعیف نقل کیا ہے۔ ۱۴۔ باقی در شعبہ سند میں۔ ۱۵۔ باقی در شعبہ سند میں حدیث سابقہ۔ ۱۶۔ سو جانور  
 حوت میں سمندر کے درندہ، مگر کبھی کبھی مرندہ نہیں۔ ۱۷۔ میں نے اس کوئی سے کچھ ذات مقرر ہے پٹھہ سکی موت نہ کرے کی روئے  
 رزق مقرر ہے محمدی ہوگی ۱۲۔ سید صدیق احمد عفی عنہ،











رہتے اور برسی قوم وہ ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتی اور شامس باب میں یہ ہیں کہ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ تم امر بمعروف اور نہی عن المنکر کرو ورنہ خدا تم سے تعاقب کرے تم پر کوئی بادشاہ عالم مسلط کر دے گا کہ وہ تمہارے بڑے کی توقیر کرے گا ورنہ چھوٹے پر ترس کھائے گا اور تمہارے نیک بندے اس کو بد دین گئے تو ان کی بددین مقبول نہ ہوگی اور تم مدد مانگو گے تو مدد نہ ملے گی اور استغفار کرو گے تو تمہاری مغفرت نہ ہوگی اور آخرت حذیفہ سے کسی نے پوچھا کہ زندوں میں مردہ کون شخص ہے اپنے فرمایا کہ جو بری بات اپنے ہاتھ سے نہ پائے اور نہ زبان سے اور نہ دل سے برا کہے اور مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ نبی سرایش کے غلام ہیں سے ایک عام تھا کہ اس کے ممکن پر مرد و عورت جمع ہو کر تہمتیں درودہ ان کو اللہ تعالیٰ کے رزقات و نعمات جو اہل دنیا ہیں گزرتے رہتے ہیں سنایا کرتے ایک روز آپ نے کسی نر کے کو دیکھا کہ کسی عورت پر چپک رہا تھا بے توس کو مارا کہ میں کریمیا بس کر رہی کہتا ہے کہ وہ عالم تو تخت پر سے گر گیا اور اس کی گردن کا مہرہ ٹوٹ گیا اور اس کی عورت کا سقافہ ہو گیا اور اس کے پیٹے شکم میں مارے گئے اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کو وحی بھیجی کہ فلاں عام سے کہہ دو کہ میں تیری پشت سے صدیق کبھی نہ پیدا کروں گا کہ تیرا غصہ میری خاطر نہ تھا نہ وقت اتنا ہی کہا کہ بس کہہ بیٹا بس کر اور حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آوے گا کہ اگر میں ان میں مردہ گدھا ہوں تو مجھ کو وہ لوگ اس میاں دار سے محبوب تر مانیں جو ان کو امر بمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میں تیری قوم سے چاہیں ہزار اپنے اور ساٹھ ہزار میرے بدک کروں گا انہوں نے عرض کیا کہ اے ہر گز تو میرے ہیں مگر چھوٹا لیا قصہ ہے ارشاد ہوا کہ ارشاد ہوا کہ انہوں نے میرے غصہ کیلئے غصہ کیا اور بددین ایک قہرمان نے پلینے میں شریک رہا اور بدل بن سعد نے کہا ہے کہ معصیت سب پر شیرہ کی جاتی ہے تو سوا معصیت کے نے وائے کے اور کسی کو ضرر نہیں کرتی اور سب اعداں کے ساتھ کی جاتی ہے اور اس کو کوئی منع نہیں کرتا تو قوم کو ضرر کرتی ہے۔ اور حب حبابہؓ نے ابو مسلم بن عوفی سے فرمایا کہ تمہاری قوم میں تمہاری منزلت کیسی ہے اس نے کہا کہ جیسی ہے فرمایا کہ تو بیت توس کے خدمت کہتی ہے پوچھا کہ کیا کہتی ہے فرمایا کہ جیسا کہ بتی ہے کہ جب آدمی امر بمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے تو اس کی قوم کے نزدیک اس کی منزلت بڑی ہو جاتی ہے ابو مسلم نے کہا کہ تو بیت سح کہتی ہے اور ابو مسلم قبول فرماتا ہے۔ اور حضرت ابن عمرؓ کے پاس جایا کرتے پھر آپ بیٹھ رہے کسی نے عرض کیا کہ اگر آپ ان کے پاس شریفیت سے جاتیں گے تو شاید ان کے دل میں رعب رہے گا۔

آپ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میں کچھ بولوں تو وہ یہ بانیں گے کہ کچھ ہے ورنہ کچھ اور غصہ



کہ گنہگار نہ ہوں تو اس کا مہر قیامت میں بھی کھینچ کر لے لوں گا اور اگر میں سے کسی نے گنہگار ہو گیا تو اس کا مہر قیامت میں بھی کھینچ کر لے لوں گا۔  
 سے یہ چیز ہوں کہ پیرانہ سبب کہ میں نے گنہگار ہو گیا تو اس کا مہر قیامت میں بھی کھینچ کر لے لوں گا۔  
 نہ ہو اور نہ قدرت علی بن ابی طالب سے ہے کہ وہ پیرانہ سبب کہ میں نے گنہگار ہو گیا تو اس کا مہر قیامت میں بھی کھینچ کر لے لوں گا۔  
 زبانوں کے پیرانہ سبب کہ میں نے گنہگار ہو گیا تو اس کا مہر قیامت میں بھی کھینچ کر لے لوں گا۔  
 وپر کی طرف پیچھے ہٹ جائے اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 نہیں اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 تو جس قدر معروف اور غیبی میں کھینچ کر لے لوں گا اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 معروف اور غیبی میں کھینچ کر لے لوں گا اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 میں کہہ سکتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ سب سچ ہے اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 ورنہ منکر کیوں نہیں کرتے؟ سب نے فرمایا ہے کہ میں نے سچ کہا ہے اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 سے یہ ہوا کہ معروف اور غیبی میں کھینچ کر لے لوں گا اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 نہ ہو گا پھر میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے سچ کہا ہے اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 شرطیں ذکر کرتے ہیں۔

## دوسری فصل: انکار و شکار

جاننا چاہیے کہ معروف اور غیبی میں کھینچ کر لے لوں گا اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 ان چاروں میں سے ہر ایک کے لیے شرطیں ہیں۔  
 نقیب کی شرط یہ ہے کہ ان کے پاس سے کھینچ کر لے لوں گا اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 اور اس کی شرط یہ ہے کہ ان کے پاس سے کھینچ کر لے لوں گا اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 سے ان نہ ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ ان کے پاس سے کھینچ کر لے لوں گا اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 ہیں ورنہ جن قیدیوں کو ہم نے چھوڑ دیا ہے ان کے لیے شرط یہ ہے کہ ان کے پاس سے کھینچ کر لے لوں گا اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 باغ ہوتا ہے اس کی وجہ تو یہ ہے کہ ہم نے ان کو حکم نہیں دیا کہ ان کے پاس سے کھینچ کر لے لوں گا اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 شرط و خوب سبب نہ تھا کہ ہم نے ان کو حکم نہیں دیا کہ ان کے پاس سے کھینچ کر لے لوں گا اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔  
 چاہیے حتیٰ کہ ان کی شرط یہ ہے کہ ان کے پاس سے کھینچ کر لے لوں گا اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی نے پیچھے ہٹنے کے لیے کہا ہے۔





اور اس کی برہان یہ ہے کہ ہم یہ کہیں کہ احتساب میں کیا یہ شرط ہے کہ محتسب سب گناہوں سے معصوم ہو۔ یہ شرط ہو تو خلاف اجماع ہے اور نیز باب احتساب کا بالکل بند کرنا ہے کیونکہ معصوم تو صحابہؓ بھی نہ تھے اور ان کا کیا ذکر ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت میں اختلاف ہے اور قرن مجید سے منسوب ہونا حضرت آدم علیہ السلام اور یونس دوم سے نبی کریمؐ کی معصیت کی طرف پڑتا ہے اور سی لے سعید بن جبیرؓ نے نہ دیا ہے کہ اگر امر بمعروف و نہی عن منکر وہی کیا کرے جس میں کوئی گناہ نہ ہو کوئی بھی اس امر کی تعمیل نہ کر سکے گا۔ ان کا کہنا کہ ان کا یہ قول پسند آیا اور اگر یہ کہیں کہ معصوم ہونا صغیر و کناہوں سے مشروط نہیں یہاں تک کہ حریر پہننے والے کو جائز ہے کہ زنا و شراب خوری سے منع کرے تو ہم یہ پوچھتے ہیں آیا شراب خور کو جائز ہے کہ کنارے جہاد کرے اور سفر سے منع کرنے کا احتساب نہ کرے کہ کہیں کہ نہیں جائز ہے تو خلاف اجماع ہوگا اس لئے کہ مسلمانوں کے لشکروں میں ہمیشہ نیک و رجا و شراب خور اور یتیموں پر ظلم کرنے والے سب قسم کے آدمی ہوتے تھے ان کو جہاد سے ممانعت نہ تھی نہ سختی نہ رحم و ہمدردی کے وقت مبارک میں ہوتی نہ آپ کے بعد اور اگر یہ کہیں کہ شراب خور کو جہاد کرنا و سفر کی ممانعت کا احتساب جائز ہے تو ہم یہ سوچیں گے کہ اس کو یہ بھی جائز ہے کہ قتل سے منع کرے کہ کہیں کہ جائز نہیں تو ہم یہ کہیں گے کہ پھر شراب خور و زمرہ پر پوش میں فرق بتانا چاہیے کہ حریر پوش کو جائز ہے کہ شراب سے منع کرے حالانکہ قتل شراب خوری کی نسبت گہرا تھا ہی برہان ہے جیسے شراب خوری حریر پوش کی نسبت ہے تو کسی طرح کا فرق نہیں معلوم ہوتا۔ اگر کہیں کہ قتل سے منع کرنا جائز ہے ورس کی علت یہ بیان کریں کہ جو شخص ایک گناہ کا مرتکب ہے تو دوسرے جیسے اور اس سے کم مرتبہ سے منع نہیں کر سکتا ہں اس سے زیادہ گناہ کو منع کر سکتا ہں تو یہ دعویٰ کیسے دلیل اور نہ برہان دستی ہے کیونکہ جب یہ جہد نہیں کہ شراب خور زنا و قتل سے منع کرے ویسا ہی یہ بھی جہد نہیں کہ زنی شراب پینے سے منع کرے بلکہ یہ بھی جہد نہیں کہ آدمی خود شراب پیتے اور اپنے غلاموں کو شراب کو شراب خوری سے منع کرے اور یہ کہے کہ جب ہم کو مانا و دوسرے کو نہی کرنا دو باتیں واجب ہیں تو یہ کہاں سے لے لے آیا کہ اگر میں نے یہ بات میں معصیت کی تو دوسری میں بھی خدا سے تلافی کا نام نہ لے سکتا ہوں۔ صورت میں کہ منع کرنا مجھ پر واجب ہے تو اس کا وجوب میرے ترکہاب کی جہت سے کیسے ساقط ہو جائے گا و واقع میں کبھی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یوں کہیں کہ منع کرنا شراب خوری سے اس پر اس وقت تک واجب ہے کہ خود شراب نہ پیوے اگر پی لے گا تو اس پر منع کرنا ساقط ہو جائے گا۔ اب اگر کوئی کہے کہ تمہاری تقریر سے یہ لازم آتا ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ مجھ پر نہ زنا و نہ زانیہ واجب ہیں مگر میں وضو کرتا ہوں گونا گونا گونے چھوؤں در سحر کھانا چھوؤں گونا گونا گونے رکھوں منتخب تو میرے لئے دونوں ہیں پس اس کا وجوب ہی دو گنا ہے کہ بن دونوں میں سے ایک چیز دوسرے پر مستتر ہے تو ہم بھی

[illegible]



[illegible]





سے ایجنہ منع کیا جائے گا۔ ہر چند مسلمان باد کا بھی مستحق عزت ہے لیکن کافر کی نسبت کترتا ہے۔ کسی عزت  
 ہے تو کافر کا ذمہ نہیں رہتا۔ بہتر سمجھ کر حساب سے منع کرتے ہیں۔ ورنہ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ کافر جب کہے کہ  
 زنا مت کرو تو اس کو نہ اٹھتی چاہیے اس لحاظ سے کہ اس نے زنا کی عادت کیوں کی بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر کافر  
 نے یہ غلط نہ کیا ہو اور دین کی فروغ کا حساب ہو۔ اسے نزدیک سے پہنچیں تو اس وقت اس غلطی کے  
 نہ کہنے پر سزا دی جائے گی۔ اور اس مقام میں بحث ہے کہ اس کو ہم نے فقہ کے مسائل میں لکھا ہے یہاں  
 وہ ہمارے مقصود سے متعلق نہیں جو فقہی شرع حساب میں بعضوں نے یہ لکھی ہے کہ احتساب و  
 اور حاکم کی طرف سے اجازت ہونی چاہیے ان لوگوں نے یہ حجت میں سے ہر کسی کو احتساب ثابت نہیں  
 کیا اور یہ قید گمان غریب ہے اس لئے کہ ہم نے جو عینیں اور غیور لکھے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ  
 کہ جو شخص بری بات کو دیکھ کر سکوت کرے وہ گناہ کا ہو گا کیونکہ بری بات سے منع کرنے میں پر واجب  
 ہے جہاں دیکھ کر عین کیفیت سے دیکھ کر یہ حکم ہے کہ اس میں یہ قید گمانی کہ حاکم نے اس شخص  
 کو یہ کام سپرد بھی کیا ہو۔ دعوتی ہے۔ دین و رد اسل ہے۔ ورنہ یہ کہ فاضل نے اس پر بھی زیادتی  
 کی اور کہا ہے کہ اسرار المعروف کرنا درست ہی نہیں جب تک کہ ہم معلوم نہ ہو کہ وہ ہوں جو ان کے نزدیک  
 امام برحق و رہنما شیعہ ہیں تو یہ فرقہ اس قابل نہیں کہ ان سے لٹکاؤ کی جائے بلکہ ان کا جواب یہ ہے  
 کہ جب وہ قاضیوں کے یہاں خون و رماں کے حقوق کا بکھرنے میں لگے ہیں تو ان سے یہ کہا جائے کہ تمہارے  
 طرف داری کرنی مراد معروف ہے۔ ورنہ لوگوں سے تم پر ظلم کیا ہے ان کے پیغمبر سے تمہارے حقوق کا  
 نقصان نہیں۔ انکار ہے اور تم جو حق صاحب کرتے ہو یہ بھی منہ حقوق معروف ہے اور یہ زمانہ تمہارے  
 قول کے بموجب ظلم سے منع کرنے اور حقوق کے طلب کرنے کا نہیں اس لئے کہ امام برحق ظاہر نہیں ہوتے  
 جب ان کا غمور ہو گا تب حساب کریں۔ اب اگر کوئی کہے کہ مراد معروف میں ثابت کرنا صحت  
 حکومت کا ہے۔ حکوم علیہ پر درسی وجہ سے کافر کے لئے مراد معروف مسلمان پر ثابت نہیں ہوتا۔  
 یہ اس کا قول حق ہوتا ہے تو چاہیے کہ یہ ثابت میں سے بھی ہر کسی کو بدوں و بدوں میں کے نتیجہ دینے  
 کے ثابت ہوتا ہے کہ جو صاحب سلطنت ہے وہ اس کی حکومت کی عزت ہے اور کافر ذمہ ہے۔  
 اس کو اس بات کا استحقاق نہیں کہ مسلمان پر حکم کرے کی عزت حاصل کرے لیکن ہر فرد مسلمان دین کی  
 وجہ سے اس عزت کا مستحق ہے کہ حساب ہے۔ ورنہ جس چیز میں حکومت و رد و بزرگی عزت ہو وہ اس کے  
 اختیار دینے کی محتاج نہیں مثلاً تعظیم و رتبہ کی عزت صاحب کے نزدیک متعلق ہے کہ اگر کوئی شخص  
 جاہل ہو اور وہ نازستگی سے ایک مر کا مشابہ ہو رہا ہو تو اس کو عزت و رتبہ جب دے دے کہ کو بتلے  
 کے سے حاکم کی اجازت نہ دے ورنہ نہیں جائے نہ عزت ستادی ورنہ بحالی کی سب میں موثر ہے۔ ورنہ

جس کو بنا تا ہے اس کو ذرت جہاں ہونے کی سبب ہیں اس قسم کی عزت جہاں صرف دیندار کی ہوتی ہے اور  
حکم موبدانہ ہو و یہی حال منع کرنے کا ہے اور تفصیل اس قدر ہے کہ یہ سبب کہ جس سے ہوا کی سبب ہیں  
چنانچہ مذکور ہوں گے اس تصریح دوم و عذر اس بات سے کہ جو سبب سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
نہی کے کہ اس سے ہوا کی سبب ہیں اور اگر دیندار کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
مال خاص سے ہوا کی سبب ہیں اور اگر دیندار کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
فحش جگہ بلکہ یوں کہنا کہ جسے جہاں سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
لفظ ہونا یا پنوں کی ڈرنا اور مارنے سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
جو شخص غیبت کیا کرتا ہے اور اگر دیندار کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
کا بائین لینا تو ممکن نہیں کہ اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
کی دونوں طرفوں کو ہوا کی سبب ہیں اور اگر دیندار کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
کی کچھ حدت نہیں بلکہ اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
و غلط کا وہ تو کسی حدت محتاج ہے کہ اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
ورنہ نقصان سے کہ غیبت رکھنے والا اور اگر دیندار کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
کا مستثنیٰ ہے کہ بدنامی اور جہاں سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
جیسے کہ حدیث میں وارد ہے تو اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
اذن کی کیسے حدت ہوگی اور اگر دیندار کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
کہ کسی اس سے کہ کرنا ہے اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
یعنی مدد کا جمع کرنے اور ہتھیار رکھنا ہے اور اگر دیندار کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
اس میں بہت سبب چنانچہ مذکور ہوئے اور اگر دیندار کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
جس سے یہ امر دلیل قیاس سے اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
نہیں بلکہ جو شخص کہ مدد دے کر سبب ہے اور اگر دیندار کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
ہوئے سبب اور اگر دیندار کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
جس سے تو ایسی باتیں ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں  
بات کو نہ ماننے سے اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں اس سے ہوا کی سبب ہیں









بہر حال تو ہر وقت ایک شبیلی سپنے آدمی کو دیکھ کر کہہ دیتا ہے کہ یہ لوگوں  
سے ذکر کرتا ہے کہ میں نے امیر مومنین سے یہ کہا اور میں نے اس سے یہ کہا کہ اس کو یہ شبیلی مت دینا  
اور اگر دیکھ کر کسی سے کہہ دینا کہ اس کو یہ شبیلی دینا تو اس سے کہہ دینا کہ اس کو یہ شبیلی دینا  
کتنی جتن و کوشش کے بعد اس نے اس کو دیکھ کر اس آدمی نے اس سے کہا کہ میرا مومنین  
تجھ کو فرماتے ہیں کہ اس شبیلی کو اسے دینا تو اس نے کہا کہ میرا مومنین سے کہہ دینا کہ اس کو یہ شبیلی  
اس لئے دینا کہ اس سے دیکھ کر اس سے کہہ دینا کہ اس کو یہ شبیلی دینا تو اس نے کہا کہ اس کو یہ شبیلی دینا

### لگا اور یہ کتابا تھا - قطعہ -

پس جس شخص کے دینا ہے اسے دیکھ کر  
نور کرتی ہے نہیں تیرے سے اس کے گرام  
چوڑا اس چیز کو جس سے ہے تیرا ستار  
اور نہ تیرا نور ہے سردی سے کہ خدیفہ ہمدی نے سنا ایک سو پچیس جبری میں جی کیا ہیں  
نہ اس کو دیکھ کر تیرا عقوبہ پر گھڑی رہتا ہے اور نہ دیکھ کر تیرا عقوبہ پر گھڑی رہتا ہے  
میں کہہ رہا ہوں اور کہا کہ اسے خوبصورت ہم سے ہمیشہ بیان کی ہے مین بن و مل نے قدمہ بن عبد سدر  
کہہ دیا کہ اس نے فرمایا کہ میں نے اسے تنہا تیرا ہی ہے عابد و ستم کو دیکھا کہ شتر پر سوار ہوئے سحر کے  
دور آبرو کو دیکھ کر اسے تیرے نور کو اس کے ہر پیٹ کی نہ کوئی بٹاتا تھا نہ یہ کمالات کہ پچو پچو اور یک تہ ہو کر  
دیکھتے ہیں کہ اس پر ہر پتہ رہی ہے کہ کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہے اس نے کہا کہ سفیان ثوری  
ہیں پھر کہ اسے کہا کہ اسے سفیان کے خدیفہ منہ سے پوچھا تو تو کہہ کر یہ جانت نہ ہوئی

ہم نے کہا کہ اسے دیکھ کر اس کے نور کو اس کے ہر پیٹ کی نہ کوئی بٹاتا تھا نہ یہ کمالات کہ پچو پچو اور یک تہ ہو کر  
دور آبرو کو دیکھ کر اسے تیرے نور کو اس کے ہر پیٹ کی نہ کوئی بٹاتا تھا نہ یہ کمالات کہ پچو پچو اور یک تہ ہو کر  
دیکھتے ہیں کہ اس پر ہر پتہ رہی ہے کہ کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہے اس نے کہا کہ سفیان ثوری  
ہیں پھر کہ اسے کہا کہ اسے سفیان کے خدیفہ منہ سے پوچھا تو تو کہہ کر یہ جانت نہ ہوئی











کہ جسبت میں ان دو باتوں کا لحاظ کیا جائے یعنی در صورت منع کرنے کے اس کا کچھ اثر نہ ہونا اور دوسرے تکلیف و ایذا سے ڈرنا اور ان دونوں باتوں کے اعتبار کرنے سے چارہ ہائیں حسبت کی حاصل ہوتی ہیں ایک یہ کہ دونوں باتیں جمع ہوں یعنی اس کو معلوم ہے کہ میری حسبت مفید نہ پڑے گی اور اگر بولوں گا تو اس صورت میں اس پر واجب نہیں بلکہ بعض مواضع میں عجب نہیں کہ حرام ہو یا اس پر نہ مسمیٰ کہ بیت مقامات میں نہ ہاوسے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے تاکہ بری باتوں کے دیکھنے کی نوبت نہ آوے اور بدو نہ سخت ضروری یا واجب کام کے گھر سے باہر نہ نکلے اور اس پر اس شہر کو چھوڑنا اور اس سے ہجرت کرنی لازم نہیں مگر جس صورت میں کہ لوگ نہ بردستی فساد میں شریک کریں یا ظلم میں مدد دین کی موافقت کراہیں تب ہجرت لازم ہے بشرطیکہ ہجرت پر قیاد ہو کہ جو شخص زبردستی سے گریز کر سکتا ہے اس کے حق میں کہ اور جبر عذر نہیں ہوتا دوسری حالت یہ ہے کہ دونوں باتیں مفقود ہوں اس طرح کہ جانتا ہوں کہ امر منکر میرے قریب یا فعل سے جاتا ہے اور کوئی تہ کو ایذا نہ دے سکے گا تو اس صورت میں اس پر الزام واجب ہوگا اور قدرت مطلقہ کی صورت کا نام ہے تیسری حالت یہ ہے کہ جانتا ہے کہ میرا الزام مفید نہ پڑے گا مگر کسی ایذا کا خوف بھی نہیں تو اس صورت میں اس پر حسبت غیر ہونے کی بہت سے واجب تو نہیں مگر مستحب ہے اس نظر سے کہ شعار اسلام کا منکر کرنا اور لوگوں کو مردہنی پر واقف کرنا ہے۔ چوتھی حالت اس کے برعکس ہے یعنی جانتا ہے کہ تہ کو ایذا تو پہنچے گی مگر امر منکر بھی میرے فعل سے جاتا رہے گا مثلاً کسی ناسق کا شیشہ پتھر مار کر توڑ دینا یا عود کو چھپٹ کر زمین پر دسہ دینا کہ امر منکر تو فوراً جاتا رہے گا لیکن یہ جانتا ہو کہ بیکار نہ رہے دوسری وجوہات بھی ہیں کہ تو کسی صورت میں حسبت نہ واجب ہے اور نہ مجرم کہتے ہیں اور اس کے مستحب ہونے پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جس کو امام فہم کے سامنے کھڑا کرنے کے جواب میں لکھا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ یہ حسبت مقام خوف ہے اور اس پر وہ روایت کرتی ہے جو یوسفیان دارانی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی خلیفہ سے ایک کدو چاہا اس کو رد کر دیا اور جان بیا کہ جان سے دار جانوں کا مگر چھ کو قتل ہوئے انہوں نے نہیں رد کیا مگر یہ معاملہ علی رؤس شہادتیں تو چھ کو یہ خوف ہوا کہ کہیں لوگوں کی نمود کے لئے بات کو میں کہ سننے نہ کروں اور جان کی جان جانتے در فعل خاص خذ کے لئے بھی نہ ہوا اس لئے پہل ہو رہا۔ اب گمراہ کہو کہ حالت قتل کے خوف میں بھی گمراہ حسبت مستحب ہے تو اس آیت کے معنی کیا ہو گئے۔ وہ نہایت بیدار اور متوجہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس باب میں تو سب کا اتفاق ہے کہ ایک مصلحت کو جو تہ سے کہنا کی صحت

ت اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاک ہیں ۱۲۔



پر حملہ کر کے نہ لڑے گوجانتا ہو کہ مار جاؤں گا اس صورت پر بعض اوقات یہ گمان ہوتا ہے کہ آیت  
موصوفہ کے مضمون کے خلاف ہے حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے  
ساتھ یہ مراد نہیں کہ سنت کفار پر کیلا حملہ کرے اور جانتا ہو کہ مار جاؤں گا بلکہ یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی حاجت  
میں کیا اپنا چھوڑ دے حتیٰ جو ایسا کرے گا اس نے گویا اپنی جان اپنے ہاتھ سے ہٹا دی اور حضرت ابوہریرہ  
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے یہ ہے کہ گناہ کرے پھر کہے میری توبہ مقبول نہ ہوگی اور حضرت ابو عبیدہ  
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے یہ ہے کہ گناہ کرے پھر اس کے بعد کوئی نیکی نہ کرے یہاں تک کہ بدک ہو جائے اور  
جس صورت میں کہ یہ درست ہو کہ کافروں سے لڑے یہاں تک کہ مارا جائے تو یہ بات حسبت میں بھی  
اس کو جواز مہر فی چاہیے لیکن اگر جانے کہ کفار پر حملہ سے کچھ نفع نہ ہوگا۔ مثلاً مذکورہ آدمی جو اپنے آپ کو ان  
کی صفت میں جاڑا ہے یا درمندانہ ہیں سے کچھ نہ ہو سکے تو ایسے کا تملہ کرنا حرام ہے اور آیت تملکہ کے عموم  
میں داخل ہے بلکہ تنہا تملہ کرنا اسی وقت درست ہے کہ جانتا ہو کہ میں قتل بھی کروں گا  
اور مارا جاؤں گا یا یہ یقین ہو کہ میری بیماری جلدی ہو کہ کفار کا پتلا پانی ہو جائے گا ورنہ میں گئے کہ مسلمان  
ہم کو کچھ ہاں نہیں سمجھتے ورنہ خدا تعالیٰ کی راہ میں نہ جان دینا نہایت محبوب ہے اور اس چہیت سے  
نہ لڑنے کے چھلکے چوٹ جائیں گے تو ایسی ہی صورت میں قتیبہ کو کسی حسبت جانتا ہے بلکہ مستحب ہے  
کہ اپنے آپ کو ضرب و قتل کا ہدف کرے بشرطیکہ اس کی حسبت سے مرمنکر برصفت ہو یا فاسق کا جاہ  
زائل ہو یا دینداروں کے دل کو قوت ہو لیکن اگر فاسق نہ بدست نہ دیکھ کر اس کے ہاتھ میں پیالہ  
شراب کا ہے مہربان تو ہے اور جانتا ہے کہ اگر میں اس کو منع کروں گا تو شراب پی کر میری گردن اڑے گی  
اور خود اس وقت ایک ہو تو ہمارے نزدیک اسے وقت میں حسبت کرنے کا موقع نہیں بلکہ خود اپنے  
نفس کو ہلاک کرنا ہے کیونکہ مطلوب تو یہ ہے کہ حسبت سے کوئی شریعت میں ہو اور اس کے عوض میں  
اپنے نفس کو فدیہ کر دے یہ نہیں کہ نفس کو جان کسی اثر کے ہوا کر دے کہ اس کی وجہ دین میں کچھ  
معلوم نہیں ہوتا بلکہ یہی صورت حرم ہونی چاہیے اور اس کو نہ ہی سعادت میں مستحب ہے  
جب مرمنکر کے لیے دینے پر قادر ہو یا پس اگر یہ جانتا ہے کہ میرے ساتھ ہیں میرے پار دوست  
اور قارب اور رفیق بھی ہیں تو اس کو حسبت درست نہیں بلکہ حرام ہے اس لئے کہ وہ شخص  
ایک منکر کو بدوین دوسرے منکر کے دفع نہیں کر سکتا اور یہ مر قدرت میں کچھ بھی داخل نہیں  
بلکہ اگر جانتا ہے کہ اگر میں حسبت کروں گا تو وہ مرمنکر باطل ہو جائیگا مگر ایک دوسرے منکر کا سبب  
خدا۔۔۔ تو نہ جانتا چھوڑ دے عزتوں نہیں بلکہ منسوب یہ رہی یعنی جو دین خرق نہ کرے۔۔۔ میری غنی عہد



بچہ جس کو ختم سب غیبیہ کہے گا کوئی دوسرا کرنے کے لئے تو اس صورت میں اس کو نہ کرنا چاہیے نہ شریعت  
کی رو سے حلال نہیں اس لئے کہ یہ ہے کہ شریعت شریعت صلیقیہ میں نہ زیادہ سے نہ کم و نہ در  
کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص کے پاس کوئی شریعت جس سے اس میں سبب استیفاء سے نہیں  
ہو گیا ہے اور ختم سبب جاتا ہے کہ اگر میں اس کو دوسرا کرنے سے غیبیہ یا اس کی اور شریعت پیش نہیں  
کی اس وجہ سے کہ شریعت حلال نہ کہہ دے جس سے جاتا رہا تو یہی صورت میں اس شخص شریعت کا کر دینا  
اچھا نہ ہوگا ورنہ جس شخص کا قول ہے کہ اس نے کر دے کیونکہ اگر دیکھتے ہیں ایک ہر ایک شخص پیش کر دے  
یہ جتنا حلال ہے کہ باقی رہا شریعت کا پتہ تو جو اس کا مرتکب ہو گا وہ مست اس پر ہے کہ ختم سبب سے غیبیہ  
میں اس کا منع کرتا نہیں اس کتاب کو کسی شریعت پسند کیا ہے اور اگر جیسے بھی نہیں اس لئے کہ یہ مسائل  
قانونی ہیں انہیں حکم نان نامہ ہے ان سے جو ہے اور اگر کوئی نہیں ہر میں شرح کہ دیکھا جائے کہ جس مسئلہ  
کو اگر لانا ہے اور نہ ہر مسئلہ اس سے پیدا ہوتا ہے ان دونوں میں زیادہ براؤنس ہے اور ختم سبب کو  
مستادم سبب کہ اس کو منع کیوں کہ وہ کسی شخص کو ذبح کر کے کھا جائے گا تو اس صورت میں  
اس کو بہت کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور اگر کوئی شخص دوسرے کو ذبح کرتا ہو یا اس کو کوئی شخص دوسرے  
کرتا ہو اور ختم سبب جانے کہ اس کو منع کیوں گا تو اس صورت کو چھوڑ کر اس کا مال چھین لے گا تو ایسی  
صورت میں نسبت کی وجہ سے شرح کہ وفاق اصل بنیاد میں ہیں اور ان سبب میں ختم سبب پر  
و نہ ہم سبب کرانے جتنا اور کا تبرع کرے اور انہیں ذوق کی بہت سے ہم کہتے ہیں کہ عامی شخص سمجھ  
کہ لے لے مسائل کے جو سبب کو سبب قرار دے گا وہ اس میں بہت بڑے مسئلہ شریعت کو لے لے اور نہ  
کے ترک پر اس کو ختم سبب یا ختم سبب یکنے ہیں یہی ہوں کہ جس شخص کے قریب سے تو مہبت  
مستادم ہوتی ہیں اور اس وجہ سے ان میں ختم سبب کی صورت ہو تو عامی شخص اگر ان باتوں میں غلط کرے گا  
تو بہت درستی کے بلکہ زیادہ سے کہ اور اگر اس کا حساب نہ لے لے بہت بڑے مسئلہ شریعت کو لے لے اور نہ  
کرے ان کا لگاتار یہی صورت ہے پختہ ہوتا ہے کہ سبب وہ کہ کی وجہ سے ان کی قیادت میں نو سبب  
سبب کہ حساب نہ کی کہ اس میں شخص کرے اور پتا نہ رفت یا دینت کے کہ تو جو اس کی صورت سے  
ان کا ان نہ ہو اور انہیں کو موجب عرج صورت کے فلول کا ہر اس کی توضیح و تحقیق منقطع بہ مذکور  
جو کی شمار نہ کی اب اگر یہ ہو کہ نہ تو مستحق غلام کو کہ ہے کہ ایذا پہنچنے اور بہت کے مفید نہ  
ہو سنے کا کہ اس میں اس سے ختم سبب و اس میں اس کا کہ ہے تو اس کا جو ہے یہ سبب اس پر ہے  
ختم سبب نہ کہ اس کے لئے اور ان سے اس سے بہت کہ اس میں اس کا کہ ہے اس کا کہ ہے متوجہ اس میں کہ  
لے لے کہ اس میں اس سے اس کا کہ ہے اس کا کہ ہے اس کا کہ ہے اس کا کہ ہے اس کا کہ ہے اس کا کہ ہے





اور تقریظ کے فضل کی بہت سے کیونکہ جس کا مزاج نامردی اور حیثیت کی صنعتوں میں معتدل ہوتا ہے اس کو کبھی بے ہمتی نہ کرے کہ شر کے مواقع دریافت نہیں ہوتے تو حیثیت کی وجہ جہالت ہو باقی ہے اور کبھی دفع شر کے مواقع نہیں سمجھتا تو جہل کے سبب نامردی کا مرتکب ہوتا ہے اور کبھی تجربہ اور روزمرہ کے عادی ہونے سے خرابی کے مواقع اور اس کے دفع کی تدبیروں سے وقت ہوتا ہے مگر ضعف دل کی وجہ سے شرحتالی بعید ہوتا ہے اس میں وہ اثر کرتی ہے اسی وجہ سے دونوں طریقوں کا کچھ اعتقاد نہیں اور نامرد کو لازم ہے کہ اپنی نامردی کی علت کو ٹھنک دو کرے اور اس کی علت یا جہالت ہے یا ضعف اور جہل تجربہ سے دور ہوتا ہے اور ضعف اس فعل کو بار بار کرنے سے جس سے ڈر لگتا ہوتا کہ عادت ہو جائے کیونکہ منظر اور وعظ کا بہت سی کبھی ضعف کے باعث دل چڑایا کرتا ہے مگر جب حمارت اور عادت ہو جاتی ہے تو ضعف جاتا رہتا ہے۔ اسی طرح مہ کام میں قیاس کرنا چاہیے پھر اگر خدشہ کہ ضعف غالب ایسا ہو کہ زوال کے قابل نہ ہو تو اس کا حکم اس کے حال کے تابع ہوگا یعنی جیسے کوئی بیمار بعض واجبات سے معذور گنا جاتا ہے اسی طرح حسبت کے واجب سے ایسے ضعیف دل کو معذور سمجھا جائے گا۔ وہی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ جس شخص کو سمندر کے سور ہونے میں بزدلی غالب ہو ایک اسے کے بموجب اس پر حج اسلام واجب نہیں اور جو زیادہ خوف نہ کرتا ہو اس پر واجب ہے تو اس طرح کہ حال حسبت کے واجب ہونے کا جاننا چاہیے اب اگر یہ کہو کہ غیر متوقع کی حد کیا ہے آدمیوں کا حال تو اس باب میں مختلف ہوتا ہے کبھی ایک ہی نقطہ سے ایذا پاتا ہے کبھی مار سے کبھی اس بات کو برا جانتا ہے کہ خدشہ غلبہ اس کے حق میں غیبت وغیرہ سے زبان درازی کرے یا بادشاہ کے یہاں اس کی چغلی کھائے یا کسی مجلس میں اس پر طعن کرے جس میں کرنے سے اس کو ضرر ہو اور جس شخص کو کسی اچھی بات کا اندر کیا جاتا ہے اس سے کسی نہ کسی قسم کی ایذا کی توقع ہوتی ہے تو اس پر ضرر کی حد بتانی چاہئے جس سے حسبت کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بحث نہیں دقیق ہے و صورت اس کی غیر متوقع اور اس کے ہونے کے مقامات منتشر ہیں مگر ہم حتیٰ الوسع اس کے اقسام کو حصر کے ساتھ لکھتے ہیں اور منتشر کو ایک جگہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں نفس میں تو علم غلبہ ہے و زبان میں تندہ رستی و رشروت و لوگوں کے دلوں میں جاہ کا بھال رہنا غرض کہ چارہ مطلوب شہوت مند رستی و رشروت و جاہ یعنی لوگوں کے دلوں کا مالک ہونا جیسے رشروت و رفائیوں کے مالک ہونے کا نام ہے اور جس طرح کہ روپیوں کا مالک ہونا غرضتوں کے حاصل ہونے کا نام ہے اور جس طرح کہ روپیوں کا مالک ہونا غرضتوں کے حاصل ہونے کا وسیلہ ہے ویسے لوگوں کے دلوں کا مالک ہونا غرضتوں کا ذریعہ ہے اور جاہ کے معنوں کی تحقیق و طبیعت انسانی کے اس کی طرف رغبت کرنے کا سبب جلد سوم میں



انتشار شد مذکور ہوگا ورنہ چاروں مناسب میں سے ہر ایک کو آدمی لپٹنے کے لئے اپنے قارب اور مخصوص  
کے لئے مناسب کیا کرتا ہے اور ان میں دو باتوں کا ہونا برابر جانتا ہے ایک تو موجود چیز کا جاتا رہنا دوسرے  
متوقع چیز جو اپنے پاس نہ ہو اس کا ملنا تو ضرر صرف وہی طرح کہ ہوتا ہے یا حاصل چیز کے دور ہونے سے  
یا متوقع کی تاخیر ورتوات سے اس لئے کہ متوقع اسی چیز کو کہتے ہیں جس کا حصول ہونا ممکن ہو ورنہ جس کا حصول  
نمکن ہے وہ گویا حاصل ہی ہے اور اس کے ممکن کا فوت ہونا گویا حصول کا فوت ہونا ہے تو اب ضرر و فوٹوں  
میں آ رہا ایک متوقع چیز کے نہ ملنے کا خوف تو اس صورت میں تو مناسب نہیں کہ مر یا معروف کے ترک کرنے  
کی کسی طرح اجازت دی جائے اور ہم اس خوف کی مثال چاروں مناسب مذکورہ میں دیتے ہیں علم میں تو یہ ہے  
کہ مثلاً کوئی شخص اپنے استاد کی کسی مخصوص شخص پر نسبت کرے اس خوف سے کہ وہ استاد سے میری برائی کا  
بیان کرے گا اور پھر استاد کو تعلیم نہ کریں گے اور صحت کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص طبیب حریہ پر پوچھ کر  
پس جائے اور اس کو اس ڈر سے منع نہ کرے کہ آئندہ میرا خلق نہ کرے گا۔ اور اس وجہ سے تندرستی  
متوقع ترک ہو جائے گی اور مال کی مثال یہ ہے کہ نسبت بادشاہ اور امرا اور ان لوگوں پر نہ کرے جو اس  
کے ساتھ ساواک کرتے ہیں اس خوف سے کہ وہ آگے کو نہ پہنچے نہ کہیں اور ساواک ترک کریں ورنہ  
کی مثال یہ ہے کہ جس شخص سے آئندہ کو نصرت اور ہنر کرنے کی توقع ہو اس پر نسبت نہ کرے اس  
ڈر سے کہ مبادا عبادہ حاصل نہ ہو یا اس خوف سے کہ کہیں بادشاہ کے سامنے جس سے توقع حکومت  
ملنے کی ہے بلائی نہ کرے تو ان خوفوں سے جو چاروں مثالوں میں بیان ہوئے نسبت کا وجہ ساقط  
نہیں ہوتا اس لئے کہ ان میں خوف زیادات کے نہ حاصل ہونے کا ہے اور نہ مذکور چیزوں کے نہ ملنے کو  
مجازاً ضرر صرف ہوئی چیز کے جاتے رہنے کا نہ کہ ہے اور اس سے کوئی چیز مستثنیٰ نہیں ہے جو اس سے  
کے جس کی طرف حاجت کہتے ہیں حقیقی نہ متعلق ہو ورنہ اس کے فوت ہو جانے میں زیادہ ضرر ہو نسبت  
منکر پر نہ موش رہنے کا مثلاً یہی صورت میں کہ مرض یا نفل موجود ہے اور اس کی وجہ سے عیب کی حاجت  
ہے اور توقع ہے کہ اس کی دوا سے تندرست ہو جائے ورنہ جانے کہ دیر کرنے سے مرض کی شدت  
ہو جائے گی یا دیر پا ہو جائے گا اور عجب نہیں کہ نسبت بیک کی پہنچنے ورنہ جانے سے ہمارے مرض  
نہیں غالب ہے جس سے پانی کا استعمال پیو کر تیمم کی طرف رجوع کیا جاتا ہے جبکہ اللہ غالب اس درجہ  
کو مبالغہ نہیں کہ نسبت نہ کرنے کی اجازت دی جائے اور علم میں حاجت ہونے کی مثال یہ کہ محتسب  
عمالت دین سے ناواقف ہے اور سبزی ایک معلم کے دوسرا مانتا نہیں یا دوسرے کے پاس جانے پر  
قادر نہیں ورنہ جانتا ہے کہ محتسب علیہ اس معاملہ تک رسائی نہ ہونے سے دین پر قدر ہے اس وجہ سے









اس صورت میں نسبتِ حرام سے اس لئے کہ نسبتِ معصیت کی زیادتی کا باعث ہے نہ کمی کا اور اگر یہ جانے کہ پہلی غیبت کو وہ چھوڑ دے گا اور صرف میری ہی غیبت کرے گا تب بھی نسبت اس پر واجب نہیں کیونکہ غیبت اس کی بھی غیبت کنندہ کے حق میں معصیت ہے مگر یہ نسبت اس شخص سے مختص ہے کہ اپنی ابرو کو دوسرے شخص کی ابرو کا فائدہ کرتا ہے اور چونکہ عموماً توجوبِ نسبت کی تاکید پر دل ہیں اور منکر پر خاموش رہتے ہیں بڑا خطرہ شریعت میں موجود ہے تو ان کے فوت ہونے کے ڈر سے وجوبِ نسبت بھی ساقط ہو گا مگر زیادتی جاہ و شہرت اور اقسامِ شغل اور لوگوں کے اچھا کہنے کے طرب ہونے کا کچھ درجہ نہیں تو ان کے خوف سے بھی ساقط نہ ہو گا باقی۔ بایہ کہ نسبت کا نہ کرتا اس ڈر سے کہ یہ ایذا بھی اپنی اور واقارب کو نہ ہوں تو یہ امر خود مختص کے لئے ہے تو کمتر ہے اس لئے کہ خود اپنا ایذا پاتا زیاد سخت ہوتا ہے نسبت دوسرے کی ایذا کے اور دین کے اعتبار سے زیادہ ہے اس لئے کہ آدمی خود اپنے حقوق سے تو درگزر کر سکتا ہے مگر دوسرے کے حق میں مسامحت اس کو جائز نہیں اس سے یہ دعا کہ اس کو چاہیے کہ اس صورت میں نسبت نہ کرے کیونکہ خویش واقارب کے حقوق جو فوت ہوئے تو دو حال سے خالی نہیں یا بطریقِ معصیت ہوں گے جیسے مارتا اور لوٹتا وغیرہ تو اس صورت میں بھی نسبت درست نہیں اس لئے کہ ایک منکر کو دور کرنے سے دوسری برائی پیدا ہوتی ہے معصیت کے طور پر نہ ہوں گے تب بھی مسلمان کی ایذا پاتی جائے گی اور اس کو درست نہیں کہ دوسرے کا ضرر بدوں اس کی رضا مندی کے کرے غرض کہ نسبت کی وجہ سے کوئی معصیت ایسی ہوتی جس کا ضرر امر منکر کی نسبت زیادہ ہو تو اس کو چاہیے کہ نسبت کو ترک کرے اور اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص تارک دنیا ہے جس کے اقارب مالدار ہیں تو اس کو اس بات کا ڈر نہیں کہ اگر میں بادشاہ پر نسبت کروں گا تو وہ میرا کچھ مال بھیجے گا بلکہ میرے قارب کا قصد کرے گا۔ اور میرا غصہ ان پر نہ لے گا تو وجوبِ اپنی نسبت سے اقارب اور ہمسایوں پر ایذا ہوتی جائے تو نسبت کو ترک کرے کیونکہ مسلمانوں کوستانِ ممنوع ہے جیسے کہ منکر پر سکوت کرنا ممنوع ہے ہاں اگر ان کو مل اور بت کی ایذا نہ ہو بلکہ گانے اور برا کہنے سے ہو تو اس میں بحث ہے اور باعتبار منکرات کے بخش ہونے کے اور کرمِ سنت کے دل میں اثر کرنے اور برہم میں خصل ڈالنے کے اس کا حکم جدا گانہ ہوتا ہے اب گریہ کہو کہ کوئی شخص اگر اپنا کوئی عضو کاٹ ڈالتا ہے اور بدوں قتال کے اس سے باز نہیں آتا اور عجب نہیں کہ قتال میں مارا جائے تو اس صورت میں اس سے قتال چاہیے یا نہیں مگر تم کہو کہ چاہیے تب تو ہمارے س سے کہ عضو کے تلف کرنے کے خوف سے جان کا تلف کرنا لازم ہے اور جان جیسے گی تو عضو پہلے جائے گا تو اس کا جواب یہ



سب سے کہ منع کرنا اور لڑنا پابندی کیونکہ ہمارا مقصد وہ یہ نہیں کہ اس کی جان پر غصہ و نفرت ہو بلکہ یہ ہے کہ منکر اور معصیت ہر گاہ مسدود ہو جائے اور نسبت میں اس کا راز نامعصیت ہے۔ اس کو بڑا کرنا معصیت ہے اور اس کی مثال ایسی جائزہ کوئی شخص مسلمان کے دل پر لگا کر ہے۔ اس کو ایسی طرح بتا دے کہ وہ مارا جائے تو اس طرح کا ہٹانا درست ہے اور اس کے یہ مترادف ہے کہ بڑا میں ہم مسلمان کی جان بنا چاہتے ہیں کہ یہ تو محال ہے بلکہ اس کو مسلمان کا مال لینا معصیت ہے اس معصیت سے بڑانے میں اس کا ہارڈ اننگز نہیں بلکہ غصہ و کناہ کا ثاب ہے۔ اب اگر یہ ہو کہ ہم جانتے ہوں کہ یہ شخص تنہا ہو گا تو پنا یا تھ یا پاؤں کاٹ دے گا تو یوں چاہیے کہ اس کو اس وقت مار ڈالیں تاکہ معصیت کا باب بالکل بند ہی ہو جائے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ باتھ پاؤں کاٹنے کا علم تقنین نہیں اس لئے اس کا ثبوت نہ ہوتا ہے۔ پھر جائز نہیں ہاں اگر اس کو پنا یا تھ پاؤں کاٹتے دیکھیں تو منع کریں گے اور اگر بہتے مثال کر لیں گے تو اس سے نہیں گے چاہے اس کی جان رہے یا سوا سے اس سے یہ "اللہ اعلم" ہے۔ یہ مسئلہ ہے۔ میں ایک تو کہ عاصی اس کو کر چکا ہو تو اس معصیت پر سزا دینی یا سزا دینے کی یا سزا دینے کی سزا دینے کی سب سے نہ ہر کسی کا دوسرے یہ کہ عاصی اس کو سزا دینے کی سزا دینے کی سزا دینے کی سزا دینے کی ایسی معصیت کا حامل کوئی واجب ہے خواہ کسی طرح سے ہر بشر کو اس کے باطن کے لئے سزا دینے کی اس سے زیادہ خواہ اس کے بغیر نہ ہوتی ایسی معصیت کا دور کرنا ہر کسی کو ثابت ہے۔ ہر معصیت متوقع ہو مثلاً ایک شخص تباہ میں تباہ دے کر اور کھدکوں سے آراستہ کر کے شراب خانہ میں بٹھایا ہو اور ابھی تک شراب نہ آئی ہو تو یہ صورت مشکوک ہے اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا مارا جائے جس سے نسبت معصیت کی نہ پہنچے اسی وجہ سے معصیت متوقع سے منع کرنا کہ عاصی کا سزا دینا نہیں بھینس اس کے کہ وہ غلط و نصیحت سے قحاشش ہو اور درشتی اور ضرب سے تو نہ مارا جائے۔ سب سے کہ اس کو ہاں گروہ معصیت کرتی عاصی کی ردت و نفی ہو اور جس سبب سے کہ اس سے نسبت معصیت نہ پڑے اس کو وہ کرنا ہو اور جس معصیت میں کوئی کسر نہ ہو سزا دینا کے تو ایسی معصیتیں سختی اور مار سے بھی حسیت جائز ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جو شخص غصہ تو اس کے ہمارے کہ وہ لوگوں پہ کھڑے ہوتے ہیں کہ ان کو اندھا بناتے اور ہم لگتے دیکھیں تو یہ لوگ ہم چہرہ سے کوئی لگ نہیں کر سکتے۔ وسیع ہوتا ہے تاہم درشتی اور ضرب سے ان کو وہاں سے نکال دینا اور اس کو کہہ دینے سے منع کرنا درست ہے کیونکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ان کا کسر ہونا ہی فی نفسہ معصیت ہے۔ ان کا کسر ہونا













ہو کہ ایک شافعی یہودی کے زیادہ مستحق ہیں پھر ان اشیاء کو کہ یا جو بات تمہارے عقیدہ کے خلاف ہے اس کے مرتکب نہ ہو پھر اس سے ایک اور بات خصوصیات میں جا پڑے گی یعنی فرغ کر و کہ ایک بہر آدمی کسی عورت سے اتحد زنا محبت کرے اور محتسب کو یہ معلوم ہے کہ اس شخص کے باپ نے اس کا نکاح اس عورت سے نہ کیا ہے اور عورت اس کی منکوحہ ہے مگر اس کو معلوم نہیں اور نہ اس کو بتا سکتا ہے اس جہت سے کہ وہ ہر اسے با اس کی زبان کو نہیں سمجھتا تو وہ شخص چونکہ اس عورت کو جنبی اعتقاد کرتا ہے اس نظر سے محبت کرتے سے عیسیٰ ہے اور آخرت میں عذاب پائے گا۔ تو چاہیے یوں کہ محتسب اس عورت کو اس سے منع کر دے جو ہر ایک وہ اس کی زوجہ ہے حالانکہ یہ منع کرنا اس لحاظ سے تو بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں عورت اس پر حلال ہے اور اس لحاظ سے قریب ہے کہ اس کی غامی اور بہت کی وجہ سے بہتر ہے اس میں شک نہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی منکوحہ کی طلاق محتسب کے دل کی کسی صفت پر مشروط کرے مثلاً ارادہ یا غصہ وغیرہ پر اور وہ صفت اس کے دل میں پائی جائے مگر زوجین کے بتلائے سے عاجز ہوا اور یہ جانتا ہو کہ طلاق پڑھنی تو حیب مرد کو عورت سے مجامعت کرتے دیکھے تو زبان سے اس کو منع کرے یہ واقع میں یہ رہتا ہے۔ مگر زانی کو علم نہیں۔

کہ یہ رہتا ہے اور محتسب کو معلوم ہے کہ تین طلاق پڑھیں اور چونکہ زوجین صفت کے موجود ہونے سے حایل رہنے کے سبب عیسیٰ نہیں تو اس سے یہ نہیں نکلتا کہ یہ محبت منکر نہ ہو کیونکہ یہ صورت عینوان کی زنا سے کم کسی طرح نہیں اور ہم نے بیان کر دیا کہ تینوں میں زنا سے منع کیا جائے تو حلال یہ ہے کہ حیب یہی بات سے منع جائے اور خدا نے تعالیٰ کے نزدیک منکر ہو مگر فاعل کے نزدیک منکر نہ ہو اور وہ اس فعل سے بسبب عذر جمالت کے عیسیٰ ہو تو اس کے عکس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو بات خدا نے فاعل کے نزدیک منکر نہیں اور صورت فاعل کے نزدیک جمالت کی وجہ سے منکر ہے تو اس سے منع نہ کیا جائے اور یہی لازم ہے حالانکہ وہاں ہے کہ شافعی پر ہوں ولی کے نکاح کی صورت میں اعتراض نہ کرے اور ایک شافعی دوسرے پر اس باب میں اعتراض کرے اس لئے کہ محتسب عید دونوں کا اتفاق ہے کہ یہ امر منکر ہے اور یہ مسائل فقہی دقیق ہیں اور ان میں اختلاف ایک دوسرے کے معارض ہیں جس سے فتوے میں ان میں اسی بات پر دیا ہے اور ہم سے نزدیک فی الحال رائج پائی گئی اور ہم یہ بھی یقیناً نہیں کہتے کہ ان امور میں جو دوسرا حکم دے وہ شواہد تنوید غنا ہی ہے یعنی اگر وہ یہ سمجھے کہ احتساب اسی صورت میں چاہیے جیسے شریب اور سورہ اور دوسری یقینی حرام چیزیں ہیں لیکن ہمارے نزدیک قریب بصواب یہ ہے کہ جہد کے حق میں









کیوں لگاتے ہیں اسی پر اکتفا کرو کہ حسب الیہ میاں ہو اس لئے کہ اگر کوئی چوپایہ کسی شخص کی کھیتی  
 خراب کرے تب بھی تو ہم اس کو منع کریں گے جیسے مجنون کو زنا سے اور چوپایہ کی صحبت سے منع کرتے  
 ہیں تو اس کا جواب یہ کہ چوپایہ کو کھیت سے منع کرنے کا نام صحبت رکھنے کی کوئی وجہ نہیں اس لئے کہ صحبت کی  
 قرابت یہ ہے کہ کسی کو حق اللہ کی جہت سے امر منکر سے منع کرتا تا کہ وہ ارتکاب منکر سے محفوظ رہے  
 اسے مجنون کو زنا سے منع کرنا اور لڑکے کو شراب نوشی سے منع کرنا حق اللہ کی جہت سے ہے اور کوئی  
 آدمی غیر کی ذراعت تلافی کے لئے تو دو حقوق کی جہت سے منع کیا جائے ایک تو یہ کہ خود اس کا فعل  
 منہایت سے بد و برا میں مبتلا نہ کرے اس کا حق ہے تو دونوں عینیں ایک دوسرے سے عالمیہ  
 ہیں ان عینوں میں سے ہر ایک سے عین ہی علت پائی جائیگی منع ثابت ہوگا مگر صحبت وہی منع کرنا ہے جو حق  
 اللہ کی جہت سے ہو پس اگر فرض کریں کہ کوئی شخص دوسرے کا ہاتھ اس کی اجازت سے کاٹتا ہے تو  
 یہاں صحبت سے تو پائی گئی مگر دوسرے کا حق اس کی اجازت کے سبب سے ساقط ہو گیا پھر بھی صحبت  
 ثابت ہے کہ حق اللہ کی جہت سے منع ثابت ہوگا اور چوپایہ اگر کھیت تلافی کرے تو یہاں معصیت  
 نہیں تھی بلکہ اس لئے منع ہوگا صحبت نہ ہوگی اور اس میں ایک اور دقیقہ ہے وہ یہ ہے کہ ہماری  
 فرائض صحبت سے چوپایہ کے لئے نہیں ہوتی کہ وہ اس حرکت سے بندہ رہے بلکہ  
 مسائل کے اعتبار سے ہوتا ہے کہ چوپایہ کو مردہ کھائے یا اس برتن سے پانی پئے جس میں شراب  
 ہے تو ان کو ہم نہیں روکتے اگر اس کا باز رکھنا مقصود ہو تو ان صورتوں میں بھی منع کرتے بلکہ شرابی  
 کو توڑ کر مار دینا جائز ہے لہذا چوپایہ کو ہر وقت ہر حال میں منع نہیں کیا کہ وہ شراب  
 کو ہر دم بہت شہت اس کو بچا سکتے ہیں تو ہم پر اس کا بچانا واجب ہے بلکہ اگر کسی کا گھڑا وہ سے  
 گھر میں بیٹھ کر اٹھتا ہے تو قریب کے بچاؤ کے لئے گھڑے کو دفع کریں گے نہ یہ کہ گھڑے کو  
 مارنے سے منع کرتے ہیں کہ شراب کو نہ توڑے اور مجنون کو چوپایہ کی صحبت سے اور شراب  
 پینے سے منع کرتے ہیں چوپایہ کو چوپایہ محفوظ رہے یا شراب نہ ضائع ہو بلکہ منظور یہ ہے کہ مجنون مرد  
 شرابی ان امور سے تامل کرے اس لئے کہ انسان ذی حرمت ہیں ان کو ان افعال شنیعہ سے حق اللہ  
 بچانا ہے تو یہ باریک جھجکاؤ ہیں کہ ان سے غفلت کرنی نہ چاہیئے پھر جن افعال  
 میں کہ مرد کے فرائض کا بچانا واجب ہے ان میں ہمیشہ ہے یعنی تردد ہوتا ہے کہ حرم پر چڑھنا وغیرہ میں بھی ان  
 کو منع کرنا چاہیئے کہ نہیں تو اس بحث کی طرف ہم باب ثالث میں اشارہ کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ اب گریہ ہو  
 کہ چوپایہ کو کسی کی صحبت میں چھوڑنا ہر دیکھ کر تو اس پر ان کا نکالنا واجب ہے یہ نہیں یا ہو کوئی مسلمان





کو بار بار تو اس میں اگر منع کرنے والوں کو کچھ مشقت بھی پڑے تب کچھ منع کرتا اور احیاء سبب کیونکہ منع و نہی  
 شرع سبب اور خیر نفس معصیت کا دور کرنا ہے اور انسان پر لازم ہے کہ معاصی کے دور کرنے میں اپنے نفس  
 کو مشقت میں ڈالے جیسے یہ لازم ہے کہ خود معاصی کو ترک کرنے سے مشقت اٹھائے اور کوئی معصیت  
 ایسی نہیں جس کے پھیلنے میں مشقت نہ ہو بلکہ معصیت کا دل نفس کی مخالفت ہے جو نہایت درجہ  
 ورنہ کی مشقت ہے پھر اس پر یہ غور نہیں کہ ہر شخص کے لئے کوریڈر داشت کرے بلکہ اس باب میں تفصیل وہی  
 ہے کہ ہر وقت سب کے بیان میں کہتے ہیں اور فقہاء میں دوسروں میں اختلاف ہے جو ہم سے اس سے  
 کے مناسب ہیں اور یہ کہ چہ فی چیز کا اٹھانا واجب ہے یا نہیں کہ یہی نقطہ کہ ہر شخص شائع ہونے اور سب  
 اور ان کے لئے اس کو تاحف سے روکتا ہے اور اس کی مخالفت میں مباح ہے اور جواب شافی میں سنہ  
 کا ہمارے نزدیک اس تفصیل سے ہے کہ اگر نقطہ ایسی جگہ میں ہو کہ اگر وہیں چھو "نفس" کو تاحف نہ ہو بلکہ  
 جس کا ہر گز وہیں اٹھنا نہ چاہیے یا پھر کسی مسجد یا رہا میں چلا ہے جہاں عین آدمی آتے ہیں اور سب  
 ایسا نہ ہو تو اس صورت میں اس کو اٹھانا لازم نہیں اور اگر ایسی جگہ ہو جہاں شائع ہو جائے گا تو دیکھنا چاہیے  
 کہ گری کی مخالفت میں مشقت ہوتی ہو مثلاً قلعہ کوئی عمارت ہو کہ اس کا دور چاروں طرف سے کی جگہ چاہیے  
 تاحف بھی اس کو اس کا لینا لازم نہیں کہ لے کر پانی چیز کی دینا صرف مائت کے حق کی بہت سے ہے کہ  
 خدایا دوست ہے اور یہ نہی کہ کسی چاروں طرف سے تاحف بھی ہے تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ دوسرے کے  
 لئے اپنے ہاتھ سے دے دے اور دوسرے سے کو اپنی خیر مشقت میں نہ ڈالنا اس کو لازم ہے اور  
 مشقت و چیز سے بیکہا ہر گز نہ کرنا چیز بہت جس کی مخالفت میں کوئی مشقت اس کے سوا نہ ہو کہ ہر شخص دان کہ  
 اس کے لئے کہ تاحف سے باز ہے تو اس باب میں دو اقوال ہیں کہ تاحف کہتے ہیں کہ ہر شخص روزانہ  
 خدایا کے سامنے کی شکر کا یہی زمانہ ہے تو تاحف بہت ہے اس صورت میں کہ اپنے کو آدمی پہنچانے کہ دینا تو  
 بہت چیز ہے کہ اگر تاحف سے تاحف کے سبب کے لئے ذکر کرنا اپنے اور پر خود لازم کرے تو  
 ہر گز نہ کرے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تاحف مشقت مشاققہ میں کہ خاطر سے بہت کم ہے اس کو ایسا  
 کہنا چاہئے کہ جیسے لوگوں کی نیکی میں ہے بلکہ کی مشقت تاحف ہے کہ اس کو دوسرے سے شہر میں گویا  
 کہ نہ کرنا لازم نہیں بلکہ اس کے لئے ملوک کے طریق سے مدعی پر احسان کرے لیکن اگر فی حق کی نیکی  
 اس کے لئے کہ تاحف نہ کرے اور پر چند قدم کی مشقت گویا دینے اور دینا انت کے سامنے کچھ  
 مشقت نہیں ہوتی بلکہ اگر کچھ ہی شہر کے دوسرے کے ہر دور دور چہ مشقت گری کے وقت بیان  
 پڑے۔

کی طاقت میں آدمی کو ہوتا ہے اس کی ایک طرف تو کسی کی سب سے بڑا شک ہے نقصان کی بڑی ذہنی کیا کرتا اور ایک طرف کثرت کی سب سے بڑا شبہ اس کو اس قدر کی برداشت نہ رہے نہیں اور ایک وسط سے سب سے دونوں طرف کی کشاکشی ہوتی ہے اور ہمیشہ عرض شبہ اور تا مل ہیں۔ ہوتا ہے اور یہ شہادت و پرین ہوتا ہے سب سے بہن کا دور کرنا آدمی کی طاقت میں نہیں کیونکہ کوئی وہ یہ ایسی نہیں ہوتی جس سے انسان کے بڑا اشتیاق ہو جاتا کر سکیں مگر منتی ایسے محال ہے اپنے نفس کا خیال رکھتا ہے اور شک کی چیز کو چھوڑ کر یقین کو اختیار کرتا ہے یہ امر اس قاعدہ میں۔۔۔ یقین طلب ہے۔

غور احتساب کی طاقت اور اس کے پسند و سب سے اور کچھ ذہن میں درستہ تو اس ترتیب سے ہیں کہ وہ منکر کی عداوت کا ڈھونڈھتا ہے وہ کرتا ہے منع کرنا پھر وہ غلط کرنا کہہ دے اور دیکھتی ہے پیش نہ پھر دیکھتے سے منکر و بے ڈھونڈھتا ہے پھر پھر سے وہ ممکن کرنا پھر وہ کو سب کرنا پھر وہ یقین رکھتا ہے اور طرفداروں سے پشتی یعنی درختے اٹھنے کے لئے پہلے درجہ تحریرت کہتا ہے۔ یہ یعنی اس بات پر جہاں ہونا کہ منکر ہو رہا ہے اور یہ تمنع ہے اس لئے کہ یہ تجسس سے نہیں کرنا بیان کر چکے ہیں تو یہ نہ چاہتے کہ دوسرے کے مکان میں کان لگا دیں تاکہ آواز باجوں کی سننے یا سونگے مارے شراب کی بوجھل و مہر شراب پینے کیو اسلئے رکھی ہے تو اس وقت اس کو جہاز ہے کہ اس کے کہہ میں چہ جائے کہ ذہن میں چاہتا نہیں اور دفع منکر کے لئے دوسرے کی ملک میں چاہتا ہے یا جیسا تمنع کر نے میں نہ ہو سب سے اس کا وزن بشریکہ اس کی ضرورت ہو اور کہ دونوں مہموں یا ایک نادان نے عرض کر ایسے شخصوں نے جن کی گواہی قبول نہیں منکر کی خبر دی تو ایسی صورت میں اس کے کہہ پر چڑھ جائے کہ بواڑ میں تال ہے اور جہاز ہے کہ نہ جانے اس لئے کہ اس کا حق ہے کہ کوئی اس کے مصلحت میں بدوں اس کی جانت کے نہ جائے اور جو حق مصلحتوں کا کسی چیز میں ثابت ہو جاتا ہے۔

وہ بدوں دو گویا ہوں کہ ساقط نہیں ہو سکتا اور صورت میں چونکہ اس پورے میں نہیں تو بہتر ہے کہ اس کا حق بھی ساقط نہ ہو اور کہتے ہیں کہ حضرت اقلیدس کی ٹنگے طس پر یہ کہتے تھے کہ ماسنہ کی ہر فی چیز کا چپا بہتر ہے گمان کی چیز فاش کرنے سے۔ دو سو ادا ہے۔ آگاہ کرتا ہے کہ منکر و مکر کی سب سے اس وجہ سے کہتا ہے کہ اس کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ منکر ہے اور جب جان بچتا ہے کہ منکر ہے تو اس کو ترک کرتا ہے مثلاً دینی آدمی نماز پڑھتا ہے اور کو ع سجدہ بھی طرح نہیں کرتا تو یہ جہاں ہے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس طرح پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی اور اگر وہ نماز کے نہ دے تو یہ بھی پڑھتی ہے تو دوسرے سے نہ پڑھتا اتنی عظمت و ضرورت کی کہیں سمجھتا تو نہ کہہ دے کہ بدوں حق کے کہہ کر دینا واجب ہے۔



در نزدیکی کبریا پرستند که اگر کسی که دشمنی در دهر است کے جہل و حماقت کی طرف نسبت کرنا سبب دوری  
 میں آدمی کو پیدا ہوتی ہے۔ اور ایسے آدمی کو جو کہ میں کہ دور سے جاہل کہہ دینے پر راضی ہوں مخصوص شرع سے  
 جاہل کہانے کے پر آکر اور کبھی راضی نہیں ہوتے اور اسی سے تم دیکھتے ہو کہ جس شخص پر غصہ غالب ہوتا ہے جب  
 غصا اور جہل پر آکر کیا جاتا ہے تو بے اختیار کتا سبب و رقی کو جان بوجھ کر کیسا نکارتا ہے۔ سبب سے کہ  
 کہیں جہالت کی قسمی نہ کہہ سکتے۔ درحقیقت جہالت کے عیب چھپانے کی زیادہ حربیں ہیں۔ نسبت ہوں  
 ویرانہ کے مقامات کے چھپانے کے اس لئے کہ جہالت نفس کی بد صورتی اور اس کے چہرہ کی سبوت  
 ہے اور اس پر جو کہ جاہل کو برا کہتے ہیں اور بول ویرانہ کے مقاموں کی برائی بدن کی صورت کی برائی نہ  
 کرتی ہے۔ اور چونکہ نفس بدن سے شرف ہے اور اس کا بد صورت ہوتا کبھی بدن کی بد صورتی سے بڑا ہے  
 عداوت نہیں بدن کی بد صورتی پر کوئی ملامت نہیں کرتا اس وجہ سے کہ بدن کی پیدائش اپنے اختیار میں نہیں  
 اس کی بد صورتی کا دور کرنا اور اچھی صورت بنانا اپنے اختیار میں ہے۔ درجہ جہالت ایسی بد صورتی ہے کہ اس کا  
 دور کرنا ورنہ کے حسن سے اس کو بدن لینا اختیار ہی بات ہے تو کسی سے جہالت انسان کا جہل نہیں ہوتا ہے  
 تو اس پر غصہ رشتہ ہوتا ہے ورنہ کے سبب سے اس کو یہی بہت خوش ہوتا ہے کہ وہ جس دور پر اپنے جہالت  
 تو زیادہ تر لذت پاتا ہے اور اتنا سجا کہ آگاہ کرنا جہل کے عیب کو ظاہر کرتا ہے اور اسخام اس کا دل کی پڑ ہے  
 تو اسی سے اس پڑا کے دور کرنے کی تدبیر ہی ہے کہ آگاہی غریبی سے کی جائے مثلاً دیہاتی مذکور سے ہوں  
 کہا جائے کہ اتنی آدمی بڑا سا پڑنایا پیدا نہیں ہوتا ہم بھی نماز کے مسائل سے جاہل تھے مگر عرض کرنے پر  
 بتا دیئے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے گاؤں میں کوئی عالم نہیں یا اس کا نماز کی شرت نہ تو فلاح سے  
 قاصر ہے ہم کو عمار نے یوں سکھایا ہے کہ نماز میں رکوع اور سجدہ کے اندر طمینان حاصل ہونا شرع  
 ہے بدون اس کے نماز نہیں ہوتی تم بھی اس کو یاد کرو اور اسی طرح اس کے ساتھ نزدیکی برتنے نام کا بھی  
 بدون پڑ کے حاصل ہو کہ پڑ دینا مسنون کا حرم ہے اور ممنوع ہے جیسے اس کو منکر پر جہالت ممنوع ہے اور  
 یہاں کوئی نہیں جہالت کو نہ توں سے یا پیشاب سے دھو دھو سے تو جو کوئی منکر پر سکوت کرنے سے نہ سے  
 اجتناب کرے کہ اگر ایسی عرج کرے گا کہ اس سے مسلمانوں کو پڑا ہو باوجودیکہ پڑا کی ضرورت نہ ہو تو وہ  
 غرر کو غریبی سے یا پیشاب سے دھو دھو سے گا اور چاہیے یوں کہ پانی سے دھو دھو سے کہ کسی طرح کا و مہیا یا نجاست  
 نہ رہے۔ درجہ جہالت دور سے کی غرر مردین کے سو کسی و بات میں نہ ہو تو اس کو رد کرنا چاہیے اس سے  
 وہ تم سے بات کی بات سمجھے گا و دشمن ہو جائے گا  
 ہاں جب یہ جو کہ وہ شخص علم کو  
 نہ مت کہ کہ تو کہ غرر نہ نہیں در ایسا شخص نہایت کہیب ہے تا بسوا در حیم و غرر و نصیحت سے

منع کرنے کا اور خدا تعالیٰ کا خوف دہانے کا ہے اور یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو منکر کو منکر جان کر اس کے ترک کر کے  
 ہوں اور یہ سر کر کے جیسے کوئی شخص شراب شوری یا نعل یا مسلمانوں کی غیبت یا دین و دنیا کی ہمت پر مدد و دست  
 کر کے تو اس کو نصیحت کرنا چاہیے اور خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور اس کے سامنے وہ حدیثیں پڑھنا چاہیے  
 جن میں ان فعلات کے ترک پر وعید آئی ہے اور اگر یہ سلف کی عادت و تقویٰ کی عبادت کا سنا سنا کر اپنے  
 دہرے سب باتیں مشقت اور نرمی سے ہوں و رشتی اور غصہ سے ہوں بلکہ سپہ سالاروں کے لئے یہ باتیں اور ان کی نصیحت  
 میں بتدوینے کو اپنی معصیت میں مبتلا ہونے کو اپنی معصیت سمجھنا چاہئے اس لئے کہ سب میں ان مثل ایک نفس کے ہیں  
 و یہاں ایک آفت بہت بڑی ہے اس سے بھی خطرہ ضرور ہے کہ وہ ملک سے تو عجیب نہیں کہ آگاہ کر دے  
 سے اس کا مقصود یہی ہو کہ شرفِ علم سے اپنی شیخی اور امتیاز کو ہرگز سے اور دوسرے کو منسوب نہ کرے  
 کرنے سے ذیل ٹھہرا دے تو اگر نیت ہی ہو تو یہ برائی اس سے بڑھ کر ہے جس کے دور کرنے سے دور رہے  
 ہے و اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنے آپ کو جلا کر دوسرے کو لگاتے ہو چاہے وہ یہ مر نہایت  
 درجہ کی جہالت ہے و اسی میں لوگوں کے قدم لغزش کر جاتے ہیں سخت ہوشیار آفت ہے و رشتہ داران کا  
 عجیب بات ہے کہ ہر کوئی اس میں پھنس جاتا ہے مگر جس کو اللہ تعالیٰ اپنے نفس کے پیوں پر مسخ کر دیتا ہے  
 و نہایت سے اس کی چشم بصیرت کھول دیتا ہے وہ اپنے اس آفت سے محفوظ رہتا ہے و نہ غم نہ  
 حکومت کر لے میں دو وجہ سے بڑی مذت ہوتی ہے اول تو علم کا فہم و دوسرے یہ حکایت و درجہ کا  
 ناز کہ اس کا انجام نمود و مطلب جاہ پر ہے و یہ نوع ہوش نشی ہے جس کا مقتضی شکر و خفی ہوتا ہے بلکہ  
 اس کے امتحان کی ایک کسوٹی ہے حسب کو چاہیے کہ اس سے اپنے نفس کا امتحان کرے اور اس آفت سے  
 محفوظ رہے و یہ ہے کہ اس کے نزدیک دوسرے شخص کا خود بخود منکر کو ترک کر دینا یا کسی دوسرے سے حسب  
 کے سمجھانے سے اس برائی سے باز آنا اس کی نسبت کہ چہا معلوم ہوتا ہے کہ میری ہی نسبت سے رو  
 ہم نہیں اپنے کو دیکھ کر حسب کرنا اس پر شافی و گہری ہو و یہ چاہتا ہو کہ کسی طرح دوسرے شخص سے کو سمجھا  
 تو میں نے جاتا تب حسب کوئی چاہیے کہ اس صیرت میں نسبت کا سبب دین ہی ہے و اس نفس میں یہ  
 بات پام سے تو وہ عامی خاص میر سے ہی و عند سے منکر چھوڑے اور اپنی حسب دوسرے کی نسبت سے  
 نبویہ جانے تو اس صورت میں وہ حسب اپنی نوع ہوش نشی کا قیاس ہے اور نسبت کے ذریعہ سے جاہ و  
 حاصل کرتا و نہایت کرتا چاہتا ہے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرے و اپنے نفس پر حسب کرے و نہایت ہو  
 صورت میں اس کو وہ خضاب ہو گا جو حضرت عیسیٰ کو ہو تھا کہ اسے بن مریم اپنے نام کو نہایت  
 کر و رتبہ و نصیبت مان لے تو لوگوں کو نصیحت کر و نہ چھوڑے حیا کر و نہ حضرت داؤد علیہ السلام سے







پانچواں درجہ منکر کو بائقہ سے الگ کر دینے کا ہے جس طرح کہ مشرک تلو کو توڑے اور شراب کو بھاد سے اور حریر کو اس کے مہ یا بدن سے تارے اور حریر پر بیٹھنے نہ دے اور دوسرے کے ہاں پر بیٹھنے سے بھاد سے اور مکان معصوب ہیں سے پاؤں پکڑ کر نکال دے اور حالت جنابت میں اگر کسی میں بیٹھ کر تلو کو پاؤں کے الگ کر دے اور جو ایسی ہی صورتیں ہوں اور یہ درجہ بعض معصیتوں میں تو ممکن ہے اور بعض میں نہیں ہو سکتا مثلاً زبان اور دل کی معصیتوں کا بائقہ سے الگ کر دینا نہیں ہو سکتا اسی طرح تو معصیت کہ غاصی کے نفس پر اور اس کے اعضا و باطنی پر منحصر ہو سب کا یہی حال ہے اور اس درجہ میں دو ادب ہیں یہ کہ منکر کو اپنے بائقہ سے اسی وقت بد سے جب منکر کے مرتکب سے اس معصیت کو بند کر دے کہ اس کے مشابہ شخص مکان معصوب ہیں یا مسجد میں بحالت جنابت ہے تو اگر یہ ممکن ہو کہ دباؤ سے وہ خود چلا جائے تو اس کو دھکا دینا اور گھسیٹنا نہ چاہیے اسی طرح یہ ممکن ہو کہ دباؤ سے حرم خود شراب گرا دے اور اگر نہ ہو تو ڈالے اور حریر کی سیلین ادھیڑ دے تب تک مختلف کوریہ باتیں اپنے ہاتھ سے نہ کرنی چاہئیں اس لئے کہ تلو نہ لے کی اس سے باز پرس نہ ہوگی دوسرا باب یہ ہے کہ لگے ہیں مقلد حاجت پر کثرت کر کے نہ انداز ضرورت کو نہ رکھے مثلاً باہر نکالنے میں حرم کی دائرہ میں یا پاؤں پکڑ کر نہ گھسیٹے جس صورت میں کہ بائقہ پکڑ کر نکال سکتا ہو اس لئے کہ اس باب میں نہ یاد دہانی کی کچھ ضرورت نہیں یا حریر کے کپڑے کو اگر دیکھتے تو اس کو چیر نہ ڈالے بلکہ اس کی سیلین ادھیڑ دے اور آلات ابو کو بد سے نہیں بلکہ ایسی طرح توڑ دے کہ اس کا مہ کے نہ رہیں اور توڑنے کی حد یہ ہے کہ ان کی مرمت میں سی قلمہ مشقت پڑے جس قدر نیا بنانے میں ابتدا ہوتی ہے اور صلیب جو نصاریٰ کا مہر کریم اس کو بھی بنانا چاہیے تو نہ دینا کافی ہے اور شراب کے بہانے میں اگر کوئی تدبیر کرے کہ سپاہ کی تلو بہت نہ توڑے اور اگر اس کے سوا اور کچھ نہ بن پڑے کہ تپھرہ کو بہت تلو توڑ دے تو اس کو پتھر مارنا درست ہے اور بہتوں کی قیمت شراب کے سبب سے ساقط ہو گئی کیونکہ شراب کے بہانے میں وہیں داخل تھے اگر تلو اس جو باغرض اپنے بدن سے شراب چھپاتا تو ہم کو شراب گرائے کے لئے اس کے بدن کو نہ بھی کرنا پڑتا تو بہت کچھ اس کے نفس سے بڑھ کر نہیں کہ ان کی قیمت ساقط نہ ہو اور اگر شراب تنگ منہ کے شیشوں میں ہو تو اگر یہ ہر ایک کو بہانا ہے تو دینا زیادہ ملتی ہے اور اس عرصہ میں ہر ایک اس کو پکڑ پائیں گے اور چہرہ بہانے نہ دیں گے تو اس کو بڑھ کر ہے کہ شیشے توڑ ڈالے کیونکہ یہ غلط ہے اور اگر یہ گھسیٹا تو نہیں کہ بدکار پکڑ پاویں مگر ان کے بہانے میں دیر کے ہونے سے اپنے کاموں میں حرج ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی اس کو توڑ ڈالنا شیشوں کو درست ہے کیونکہ اس پر یہ واجب



نہیں کہ اپنے بدن کا نفع اور دوسرے کام شراب کے برتنوں کی مخالفت کر دے اور میں صورت میں کہ شراب کا  
 بہانا بدوین برتن توڑنے کے ممکن تھا مگر میں نے بلا غدار اس کو توڑ ڈالا تو اس پہ تاون آوے گا یعنی  
 برتنوں کی قیمت دینی پڑے گی اب اگر یہ کہو کہ برتنوں کا توڑنا تہذیب اور زنجیر کے لئے درست کیوں نہیں  
 اسی طرح مکان مفسوب میں سے پاؤں پکڑ کر گھسیٹنا کیوں جائز نہیں یہ صورت تو زنجیر میں زیادہ تر  
 مباحہ کی سبب تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہ جبر متحدہ کے لئے ہوتا ہے اور سزا گذشتہ پر ہوا کرتی ہے وہ  
 فی الحال کے منکر سے بھٹانا اور دفع کرنا ہوتا ہے تو رعیت کے لوگوں کو بجز دفع کے اور کوئی اختیار  
 نہیں یعنی اگر منکر موجود پائیں تو اس کو معدوم کر دیں اور منکر کے معدوم کرنے سے مواجبات زائد ہوں  
 گے وہ یا تو جرم سابق کی سزا ہوگی یا آئندہ کے جرم سے زجر ہوگا ورنہ سزا اور نہ جرم حاکموں کا کام ہے نہ رعیت کا  
 اور حاکم مصلحت ان امور میں دیکھے تو اس کو ان کے کرنے کا اختیار ہے ورنہ ہم بھی کہتے ہیں کہ حاکم کو جائز  
 ہے کہ برتنوں کو زجر کرنے کے لئے توڑے گا حکم دیکھو ورنہ بات اس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد  
 مبارک میں زجر کی تاکید کے لئے کی گئی تھی۔ اور اس کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوا یہ اہل بیت کے لئے اس وقت  
 میں جہت زجر کی اور عادت بدوین پرانے کی سخت تھی تو اب بھی اگر حاکم اپنے جہاد سے واپسی ہی حاجت  
 دیکھے تو اس کو بھی ویسا ہی کرنا جائز ہے اور چونکہ اس میں جہاد و قبیق کا کام پڑتا ہے اس لئے زجر اور سزا  
 رعیت کے اختیار میں نہیں کی گئی اب اگر یہ کہو کہ جس صورت میں رعیت کو ایسا اختیار نہیں تو بار شاہ کو جائز  
 ہونا چاہئے کہ لوگوں کو معاصی سے زجر کرنے کے لئے ان کے مال تلف کر ڈالے اور جن مکافوں میں وہ شراب  
 پیئے ہیں یا در معصیت کر گئے ہیں ان کو جاڑ ڈالے ورنہ جو امور کے ذریعہ معاصی ہوں ان کو چھوٹک دے تو  
 اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند زجر کے شریعت میں وارد ہونے کی جہت سے اس طرح کا زجر فی حق ز  
 مصلحت تو نہیں مگر ہم متعلقین کو اپنی طرف سے ایجاد نہیں کرتے بلکہ ان میں اتباع پہلے لوگوں کا کرتے ہیں  
 اور شدت حاجت کے وقت شراب کے برتنوں کا توڑنا ثابت ہے ورنہ بعد اس کے شدت حاجت نہ ہونے  
 سے نہ توڑنا پسند حکم کا ناسخ نہیں بلکہ حکم غایت کے جاتے رہنے سے جاتا رہے گا ورنہ جب غایت  
 موجود ہوگی حکم بھی پھر اوسے گا ورنہ ہمارے نام کے لئے جو اس کو بڑا رکھنا تو اتباع ہی کے جہت  
 سے ہے اور رعیت کے لوگوں کو اس لئے منع کیا کہ اس میں جہت دیکھو جو پوشیدہ ہے بلکہ ہم کہتے  
 ہیں کہ اگر وہ شراب بہا دیتے تو اس کے بعد اس کے برتنوں کا توڑنا جائز نہیں کیونکہ ان کا توڑنا  
 عادت شراب کی تعجیب سے ہے اور حبیب وہ شراب سے خالی ہیں تو ان کا توڑنا ان کا تلف کرنا ہے کیونکہ  
 اگر وہ سب میں رچے ہوں کہ ان کے سرور و کسی تایل نہ ہوں تب جہت توڑنے کا مصلحت نہیں کیونکہ فصل



توڑنے کا جو قرآن اور اسے منقول ہے اس کی دو وہ ہیں تقبیح اور توڑ خیر کی حاجت شدہ ہوئی دوسرے بتوں  
 کا شریک کے تابع ہوتا جنہیں وہ خبر کی ہوتی تھی تو توڑنے میں ن دونوں باتوں کی تاثیر ہے اور یہ نہیں  
 ہو سکتا کہ ایک گویا دونوں کو حذف کر دیا جائے اور دونوں کے سو قیاسی وجہ یہ ہے کہ اس فعل  
 سے دو صاحب مری سے ہوا اس لئے کہ اس کو معلوم ہو رہتا ہے کہ جو کی حاجت شدہ کلب ہوتی  
 ہے اور یہ وجہ بھی قابل غور کرنے کے نہیں پس نوقی تقسیم کے پہچاننے کی محتسب کو قطعاً ضرورت پڑتی  
 ہے چنانچہ شاہ رحیم رحمہ اللہ اور ڈراما ہے جیسے یوں کہے کہ اس کام کو ترک کر دیتے ہیں اسے توڑ دوں گا یہ دھتور  
 انوں کا یا کسی سے پوچھنا اور اسے لڑتے الفاظ سے بشرط امکان پہلے کہہ دیا کرے اور اس وجہ  
 میں ادب یہ ہے کہ جس بات کو کرنے کے اس سے دھتور کا دے بھی نہیں مثلاً یوں کہنا کہ تیرا مکان لوسٹ  
 ہوا گیا یا تیرے لڑکے کو پیڑیاں گایا تھیں بی بی کو قید کر دوں گا وجہ باتیں اس کے مثل ہوں بلکہ ایسے الفاظ  
 اگر سخت ارادہ سے کہے گئے گاتے تو حرام ہیں اور بدعت پختہ ارادہ کے جھوٹ ہیں ہاں اگر غاصی ن دھتور  
 کو کچھ نہ سمجھے تو ایسی باتوں پر اس وجہ تک سخت ارادہ کرنا چاہیے جہاں تک کہ مقتضائے محال اور مصلحت  
 وقت اور محتسب کو جائز ہے کہ قیاس کا قصد باتیں ہیں جو عید میں اس سے کچھ بڑھا کر کچھ بشرطیکہ یہ جانے  
 کہ اس طرح کا وعید اس جرم کی خبر کھودے گا و جرم کو قرار واقعی روک دے گا اور یہ زیادہ اس جھوٹ  
 میں نہیں جو متنوع ہے بلکہ اس باتوں میں مبالغہ کا دستور ہے اور اس مبالغہ کو ایسا جاننا جیسا کوئی شخص  
 ورا دہیوں میں صلح کرانے کو مبالغہ سے کہہ دے یا دوستوں سے ان کی سی بات مبالغہ کے طور پر کہہ دے  
 اور اس قدر مبالغہ کی اجازت ہے کہ جو تھوڑی سی صورت میں دیکھی ہو سکتی ہے اور یہ صورت میں ہے کیونکہ محتسب  
 کا قصد بھی تعزیر کی صلح کا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 کریم چیز کا وعید فرمائے جس کو نہ نہیں تو کچھ قیاس نہیں اس لئے کہ عذاب کے وعدہ کو پورا نہ کرنا کرم  
 ہے ہاں قیامت میں ہے کہ وعدہ کرے ایسی چیز کا جس کو نہ کرے اور یہ قول ہمارے نزدیک پسند نہیں  
 اس لئے کہ کلام کا ہی قدر ہے اس میں خلاف کو دخل نہیں خواہ وعدہ ہو یا وعید البتہ یہ بات بندوں کے  
 حق میں ہو سکتی ہے اور صحیح کو سبب کیونکہ وعید میں خلاف کرنا کچھ حرام نہیں۔ مسالوں اور وجہ بقدر  
 اور باتوں وغیرہ سے زور کو سبب کرنے کا ہے بدون ہتھیار نہ لے لے کے اور بشرط ضرورت یہ مرغیبت  
 کے لوگوں کو بھی درست ہے اور قدر حاجت پر آگیا کیا جائے یعنی جو بے متکرر دفع ہو جائے تو پڑ  
 سے ہتھ دیکھنا چاہئے اور اس کی مثال ایسی ہے جو جیسے مدعا عید پر حق ثابت ہو جائے تو قاضی دے  
 حق کے اس کو قید کرتا ہے کہ وہ نادہندگی پر اصرار کرتا ہے اور قاضی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حق کے ادا



پر قادر ہے مگر خدا اور بہت دھڑی سے نہیں دیتا تو اس کو اختیار ہے کہ بتدریج بقدر حاجت اس کو  
 پورا کر حق و لواذ سے اسی طرح محتسب بھی جتنی مار کی ضرورت جانتے اس سے زیادہ نہ بڑھے اور اگر  
 محتسب کو ضرورت بتھیا رکشی کی پڑے اور بتھیا رکشی اور نہ ختم رسائی سے منکر کو دفع کر سکتا ہو تو اس کو  
 جائز ہے کہ ایسا کرے بشرطیکہ کوئی فتنہ برپا نہ ہو مثلاً ایک فاسق کسی عورت کو پکڑے ہوئے ہے یا مردانہ  
 ہے اور اس کے اور محتسب کے درمیان میں نہر حائل یا کوئی دیوار و خندق مانع ہے تو محتسب اپنی بندوبست  
 سے کر کے کہ اس کو چھوڑ دے ورنہ گولی مارتا ہوں گروہ نہ چھوڑے تو جائز ہے اس کے گولی مارے مگر چاہے  
 کہ پینڈلی اور زبان پر مارے ایسی جگہ نہ مارے جس سے وہ مری جائے بلکہ تدریج کا لحاظ رکھیں۔ جب  
 اسی طرح تھوڑا سا موقع ہو تو تھوڑا کو سونت کر اس منکر کو ترک کرو ورنہ ایک ہاتھ لگاتا ہوں تو یہ سب باتیں منکر کے  
 دفع ہونے کی ہیں اور اس کا دفع کرنا جس طرح سے ممکن ہو واجب ہے اس میں یہ فرق نہیں کہ وہ منکر خاص  
 شداعتی کے حق سے متعلق ہو یا آدمیوں کے حق اور فرقہ معتزلا کا قول یہ ہے کہ جو چیز آدمیوں سے عدتہ  
 نہ رکھے اس میں حسبت نہیں بجز تقریباً زبانی یا زور و کوب کے اور یہ بھی امام کو جائز ہے نہ رعیت کے لوگوں کو  
 اذہواں نہ ہے یہ ہے کہ محتسب خود بتھیا رکھنے پر قادر نہ ہو اور اس بات کا حقائق ہو کہ کچھ طرفہ  
 جمع ہو کر ایسا کریں اور عجیب نہیں کہ فاسق بھی اپنے مددگاروں سے کمک مانگے اور استخام یہ ہو کہ دوسرے سے  
 مدد کشتی ہو کر آپس میں کشت و خون کریں۔ تو اس درجہ میں خدشہ ہے کہ یہ کسی مام سے ذن کا ثناء ہے یا  
 نہیں بعض کا قول تو یہ ہے کہ رعیت کے لئے اس کے لئے مستقل نہیں ہو سکتے اس لئے کہ اس سے استخام فتق  
 کی تحریک اور فساد کا جوہر رہنا اور شہروں کا خراب ہونا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ امام کے ذن کی  
 حاجت نہیں و قریب قیاس ہی قول ہے کہ خیر ہے کیونکہ جس صورت میں رعیت کے لوگوں کو مدد و عارف  
 سے اور درجہ اعراف و درجہ یعنی وعدہ و نصیحت جائز ہے تو چونکہ اول درجہ دوم کی طرف مہینچتا ہے  
 اور دوم سوم کی طرف تو آخر کو ضرورتاً نہایت مار چٹائی کی ہوگی اور آپس میں مار کھٹ اپنے ہمدردوں سے  
 دہلیسے کو دیا جاتی ہے تو امر بالمعروف سے بد کچھ ہونا ہو اس کی پروا نہ کرنا چاہیے کیونکہ غایت اس کی یہ ہے  
 کہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں اس کی نافرمانیوں کے دور کرنے کے منکر جمع کرنا ہوگا تو اس میں کیا قباحیت سے جیسے  
 ہم یہ جو کہتے ہیں کہ غازی خود جمع ہو کر کفر کی پین کھنی کے لئے کفار کے حق سے چاہیں مگر ان میں  
 کسی طرح اہل فساد کی جمع کھنی بھی جائز ہے اس واسطے کہ مناسبت ہر طرح سے ہے یعنی کفر کے مار دینے  
 کو مناسبت نہیں و رسولی نہ گراما جائیگ تو شہید ہے اس طرح فاسق ہوا ہے فسق کی پین چرتا ہے اس کے مار دینے  
 کو مناسبت نہیں و محتسب جو حق پر ہو نہ جائیگ تو شہید ہوگا حاصل یہ نسبت میں اس درجہ نسبت پہلے تو مناسبت مناسبت ہے







کا ہے۔ اور حسن البصر ہی نے فرمایا ہے کہ حبیب تم ان لوگوں میں سے ہو جو امر بالمعروف کریں تو ان سب سے زیادہ معروف کو تم تیار کرو ورنہ بدک ہو جاؤ گے چنانچہ کسی نے کہا ہے

قطعہ :- نہ دوسروں کو کرے حسن ایسے کا منہ  
کہ جو کوئی کرے کب چیز کو برا مکر  
کہ ہنکی مثل میں خود ہو دے بتا نہ سن  
تو عقل سے سے بہ و نہیں وہ نادان

اور ہماری اس سے یہ مراد نہیں کہ فسق کے سبب سے امر بالمعروف منع ہو جاتا ہے بلکہ یہ غفلت ہے کہ فسق کے کچھ کا اثر اس کے فسق پر ہو نہ سے لوگوں کے زور پر نہیں ہوتا ورنہ امر بالمعروف میں یہ ضرور ہیں کہ سب معاصی سے اجتناب کرے تو امر بالمعروف کرے اس سے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آئینہ تامل علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا ہم امر بالمعروف نہ کریں جب

تک سب اپنی باتوں پر خود غافل نہ ہولیں اور بری بات سے منع نہ کریں جب تک سب برائیوں سے اجتناب نہ کریں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ امر بالمعروف و نہی کر و سب معروف و نہی کر و میں نہ کر و اور منکر سے نہی کر و سب منکر سے خود اجتناب نہ کر و ورنہ جس کی برائی سے اپنے بیٹوں کو وصیت کی

کہ حبیب تم میں سے کوئی امر بالمعروف کا رد نہ کرے تو چاہیے کہ اپنے ولیوں صبر کرنا احسان سے اور نہ تعبد کے ثواب پر وثوق کرے کہ جو کوئی ثواب ہی پر وثوق کرتا ہے اس کو ایذا کی تکلیف نہیں معلوم ہوتی اس سے معلوم ہو کہ متینہ کو سب حدوت کے صبر کرنا بھی سبہ اور اس سے اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف کے پاس ہی صبر کو ذکر فرمایا چنانچہ حضرت ائمہ کا قول اس طرح نقل فرمایا یعنی قد مشہور وہو بمعانی

عن مشہور اصبر علی ما اصابک و رایک و اب یہ ہے کہ مدت دنیاوی کم کر دے تاکہ صحبت میں بہت و خفت سے طبع منقطع کر دے تاکہ ہمت کا مضمون باقی نہ رہے جیسے کسی بزرگ سے کہا کہ

کہ میں نے کہا ایک بلی قتل کرے کہ بلی اپنے ہم سایہ کے قتل کے سے روز کوئی آپ پر اسے بیا کرتے تھے ایک روز اس قتل کی پر کوئی منکر دیکھا تو کہہ ہیں جا کر میں ہی کو اس آٹے پھر اس قتل کی کو اس بلی سے منع کیا اس نے کہا اب تیار کو آپ کی بلی کے سر پر لہر نہ دوں گا انہوں نے فرمایا کہ میں نے تم پر صحبت جس کی کہ لڑی کو لگا چکا ہوں اور تم سے منع قطع کر دی ہے اور حقیقت میں ان کا قول ایک ہے یہ تو تم کو دشمن قتل کے

جمع قطع نہ کرے گا اس سے صحبت نہ ہو سکے گی اور جس کو جمع ہو کر لوگوں کے دل میں ہی حرف سے چبے ہیں وہ میری قدر نہیں میں سب کے سب نہ سب انسان ہوں تو میں سے جیسے سب نہ بن سکے ان سے کعب مبارک منہ ہو مسلمہ ثورانی سے پڑھیا کہ تمہاری نسبت تمہاری قوم میں کسی سے نہیں ہے ہاں نہیں

حم نیری در بیغہ و در سر در کی سند میں عبد القدوس بن حبیب منقول ہے جیسا کہ

بہت سے شہرہ آفاق و بلی کا ذکر ورنہ ہی ہے ورنہ وہی ہے





ہوا تھا ان کے مریضوں نے چاہا کہ اس کے ساتھ یہ سختی پیش نہیں آئے نہ فرمایا کہ یہ کام میرے لیے ہے دیکھو میں تم کو سزا  
 دے چکا ہوں گا آپ نے اس کے قریب جا کر فرمایا کہ جیسے بڑے آدمی سے کچھ مطلب ہے اس نے کہا چاہا جان وہ کیا ہے  
 فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنا پاجامہ خود اوچھڑا کر لو اس نے کہا کہ بہت بہتر ہے اور فوراً اوچھڑا کر لیا پھر آپ نے مریضوں  
 سے کہا کہ اگر تم اس کے ساتھ سخت گیری کرتے تو یہ نہ کر دیتا ورنہ کو برا جھگڑا کرتا اور محمد بن ذکریا نے کہا کہ  
 ہیں کہ ایک رات عبداللہ بن محمد بن عائشہ کے پاس گیا وہ مغرب چڑھ کر اپنے مکان کو آئے تھے وہیں لوگوں نے  
 میں ایک قریشی کا سردار متوکل بن مسہرہ ایک عورت کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اس سے کہہ کر اس نے فریاد کی تو اسے متوکل  
 جوان کو مارنے لگا اس نے عائشہ سے کہہ کر دیکھ کر بچپن لیا اور لوگوں سے کہا کہ میرے بھتیجے کے پاس سے ہوا  
 ہو پھر اس کو اپنے پاس بدیا وہ شہرہ کر پاس آیا آپ نے اس کو چھاتی سے لے لیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلے جانا  
 کہ اپنے کان میں سے لے کر وہی خادم سے کہا کہ اس کو اپنے پاس لے جاؤ اسے جیب میں لگا کر لے کر چلے گئے  
 اس سے پہلے اس پر اس کو آگاہ کر دیا اور اس نے مست رہا جب تک کہ میرے پاس نہ پہنچے جس وقت اس  
 شخص کا شہرہ تر اور خادم نے اس کو حال میں سے بیان کیا وہ سب کو بہت شرمایا اور رو دیا اور قصہ جاننے والینہ  
 نے کہا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارے پاس میں غرض ان کے پاس سے یہ آپ نے اس کو فرمایا کہ تم کو شہرہ  
 چھ شریفانہ کمال کیا ہے معلوم نہیں کہ تو کس کا شہرہ ہے اس نے کہا کہ میں اس میں باتا ہے اس سے  
 تو یہ کہ وہ شہرہ گزشتہ دن شہرہ ڈالے رہا پھر اس کا کہہ میں نے اللہ تعالیٰ سے وہ حملہ کیا ہے کہ اس کی پرستش  
 سے قیامت کے دن ہوگی کہ میں کوئی چیز نہ پڑوں کہ میرے ان باتوں کے راز میں اس کا جو کچھ تکلیف تھا اور اس  
 نے تو یہ کہ آپ نے اس کو پاس بدیا وہ شہرہ کر پاس آیا اور فرمایا کہ شہرہ بانی بیٹا میں میں ہاں ہے غرض کہ وہ شہرہ  
 پاس رہتا رہتا ہمیشہ آپ سے لگا کرتا وہ یہ شہرہ بھی ہی ہاں رہتا ہے ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ تو کہ اس کا  
 کرتے ہیں مگر ان کے وہ وقت منکر ہوتا ہے تو تم کو روزم ہے کہ سب باتوں میں زمین پر لگا رہنا ہو چاہیے کہ  
 وہ منسوب من عمل ہو گا اور فتح بن شہرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کو ہر روز  
 اس کے ہاتھ میں چھری تھی جو کہ اس کے پاس جاتا تھا اس کو زخمی کر دیتا تھا وہ دلی زبردستی تھا کہ اس  
 اس کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا وہ عورت اس کے ہاتھ سے وہ دیکھ کر تھی وہ دیکھ کر اس کے ہاتھ سے  
 لشہر بن سارث کا نذر وہاں ہو آپ نے اس کے شانہ سے پناہ نہ رہا وہ شخص زمین پر گر کر آپ وہاں  
 سے چلے گئے وہ عورت بھی صبح سار چلی گئی تو اس نے فرمایا کہ اس کے قریب جا کر دیکھو تو اس کا ہر روز  
 پسینہ میں تر رہتا ہے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے اس نے کہا کہ اس کے پاس ایک بڑا بڑا درخت ہے اس سے  
 جو کہ اس کا نذر ہے وہی ہے اس سے پوچھا کہ اس کے پاس ایک بڑا بڑا درخت ہے اس سے پوچھا کہ اس کے پاس ایک بڑا بڑا درخت ہے

درجہ کو اس شخص کی ہیبت پڑھنی چاہیے یہ نیز نہیں کر وہ کون تھا لوگوں سے کہ کوئی بشرین حارث تھا اس لئے کہ  
 بڑے شہزادی ب وہ توجہ کو کس نگاہ سے دیکھیں گے اور اس کو سنی روز بخار چڑھ کر ساتویں روز مرگیا۔ حاصل  
 یہ کہ ہیبت کے باب میں دینداروں کی عادت اس طرح تھی اور باب آداب ہیبت کے اندر ذیل میں سب  
 فی سہ و بغض فی سہ کے ہم نوائے خیار و آثار اس باب میں نقل کئے ہیں اب دوبارہ خوف عوام کو کم سے نہیں  
 گنتے ہیں ہیبت کے درجات و ادب میں نظر ہاں اس طرح چاہیے۔ و سہ موثق

## تیسری فصل: ایسے منکرات جو نام ہیں

ان کو ہم تمیز بیان کرتے ہیں کہ ان کے بیان سے ان جیسے و منکرات کون پر قیاس کر لیا جائے کیونکہ ان  
 کے وہ منکرات ممکن نہیں ہیں یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ منکرات دو قسم ہیں ایک مکروہ دوسرے ممنوع تو یہ  
 ہم کہیں کہ یہ چیز منکر مکروہ ہے تو جان لینا چاہیے کہ اس سے منع کرنا مستحب ہے اور اس پر خاموش رہنا مکروہ  
 ہے۔ اگرچہ ان میں اس باب فی سہ کا مکروہ ہونا نہ جانتا ہو تو اس کے مکروہ ہونے کو اس کے سامنے ذکر  
 کر دینا واجب ہے اس لئے کہ مکروہ ہونا بھی ایک شریعت کا حکم ہے جو اس کو نہ جانتا اس کو اس حکم  
 کا پورا پورا دینا واجب ہے اور جب ہم یہ کہیں کہ فلان منکر مکروہ ہے یا نہ منکر ہو نہیں تو اس سے ہماری یہ  
 غرض ہوتی کہ وہ ممنوع ہے اور اس پر خاموش رہنا باوجود قدرت کے ممنوع ہو گا۔ اب اس قسم کی منکرات  
 مساجد میں ایک قسم جاتی ہیں اور بزرگوں و ورستوں پر و دوسرے مقامات ہیں جن کو ہم جدا جدا بیان کریں  
 مساجد و زیارت اول رکعت اور سجدہ میں تمیزان نہ کرنے سے نہ کرنا کرنا اور یہ منکر ہیبت  
 سے متعلق منکرات حدیث سے نماز کو باطل کرتا ہے تو اس سے منع کرنا واجب ہے مگر جنہوں نے فرمایا  
 جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ترک طہیّان صحت نماز کا مانع نہیں ہے تو اس عقیدہ کے ساتھ میں منع کرتا کیا مینا  
 ہے و دوسرے کو نماز میں تہلیل کرتے دیکھتے اور چپ ہو رہے ہوں تو وہ اس کا شریک ہو گا اس میں کثرت  
 ہے و دوسرے اور حدیث سے بھی یہ بات پائی ہے کیونکہ ہیبت کے باب میں وارد ہوا ہے کہ سننے و کہنے  
 سے کہ شریک ہوتا ہے اسی طرح جو بات کہ صحت نماز کی مانع ہو مثلاً پانچ سے پرست کا ہونا جو نماز کو  
 معلوم نہیں یا تاریکی یا ناہیائی کی وجہ سے قیام سے نکلنا وغیرہ ان سب میں ہیبت واجب ہے۔  
 دوسرے قرآن مجید کو غلط پڑھنا اس سے حماقت واجب ہے اور صحیح کا سہارا دینا بھی واجب ہے  
 پس اگر کوئی شخص معتکف ہو کر ایسے ہی امور میں اوقات صرف کرتا ہے تو اس کے سبب سے ذکر و تہجد



نفل نہیں پڑھتا تو اس کو نہیں منکرات کے منع کرنے میں مصروف رہنا چاہیے کہ ذکر و نماز کی برکت یہ نفس  
 میں اس لئے کہ یہ ایسی عبادت ہے جس کا فائدہ دوسرے کو پہنچتا ہے اور واجب بھی ہے بندہ نفس و دہر  
 کے کہ ان کا فائدہ خاص اسی پر منحصر ہے اور اگر ان سے ممانعت کرنے میں مثلاً کتابت یا کوئی فکر معیشت  
 نہیں کر سکتا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس کے پاس مقدارِ خفایت موجود ہو تب تو اس کو ممانعت منکر میں مشغول ہونا  
 لازم ہے اور ترکِ محبت دنیا کی فوائدِ حیرتوں کی طلب کے سبب جائز نہ ہوگی و اگر اس کو حاجت سی روز  
 کی غذا کی ہو تو البتہ عذر ہے اس کے ذمہ سے واجب مطلق ہو جائیگا کیونکہ فیہ ہے اور جو شخص قرآن پڑھنے  
 میں غلطی بہت کرتا ہو تو گروہ سیکھنے پر قادر ہو تو چاہیے کہ سیکھنے تک قرات سے باز رہے کیونکہ غایہ برکت  
 گناہگار ہوگا کہ سیکھنے پر قادر ہے و اگر اس کی زبان یاری نہ دیتی ہو تو پھر اگر قرات غلط ہوتی ہو تو دست ترک  
 کر کے صرف الحمد کے سیکھنے اور اس کے صحیح کرنے میں منت کرے سی طرح ایک ایک صورت حسب  
 تک صاف نہ کرے اس کی تلاوت نہ کرے اور اگر قرات صحیح ہو مگر سب کے یکساں پڑھنے پر قادر  
 نہیں تو پڑھنے کا کچھ دم مضائقہ نہیں مگر یہ ہے کہ بہت آواز سے پڑھے تاکہ دوسرے شخص نہ سنے و اگر مضائقہ  
 روکنے کی وجہ سے بھی موقوف رہے لیکن جس صورت میں کہ پڑھنے والا زیادہ سے زیادہ سی قدر صحیح پڑھ سکتا ہے  
 اور اس کو تلاوت کے ساتھ نفس و دہر کی حرص ہے تو اس صورت میں ہمارے نزدیک اس کے پڑھنے  
 کا کچھ مضائقہ نہیں۔ سب سے موزوں حالت میں مد زیادہ کرنا ورنہ مخلوق ہی علی الخلق میں تمام سبب  
 کو قہر کی جانب سے پھیرنا یا ہر ایک کا ایک ساتھ اپنی اپنی ذن دین و دنیا کرنا ایک ایک جگہ قہر و سبب  
 اور نمازوں کو جو ب ذن میں دشواری نہ ہو کیونکہ کثرتِ آوازوں میں جو ب دنیا دشواری ہوتا ہے تو یہ سب باتیں  
 منکراتِ مکر و مبیح ہیں ان کو ن سے آجہ کر دینا واجب ہے اور اگر دانستہ ایسا کرتے ہوں تو منع کرنا اور محبت  
 کرنی مستحب ہے سی طرح کسی مسجد کے ایک سی مؤذن ہو اور صبح پورے سے پیش از ان کہرتیا ہو تو چاہیے  
 کہ اس کو منع کر دیا جائے اس لئے کہ لوگوں کو روزہ اور نماز میں تردد ہوتا ہے ہاں گروہ شخص مشغول ہو جائے کہ  
 صبح سے پیشتر ذن کیا کرتا ہے و اس کی آواز سے نماز میں یا سحر ترک کرنے میں لوگوں کو دھوا نہیں پڑتا اور  
 دوسرے مؤذن و رہی ہے جو صبح ہونے پر اذان کہتا ہے و اس کی آواز لوگ پہنچاتے ہیں تب البتہ مضائقہ  
 نہیں و یہ بھی مگر وہ ہے کہ فجر ہونے کے بعد ایک ہی مسجد میں ذرا ذرا سی دیر کے بعد بہت سی اذانیں  
 خواہ ایک ہی شخص کہے یا کئی آدمی کیوں کہ بہت سی اذانوں سے کچھ فائدہ نہیں جس صورت میں مسجد کے  
 اندر کوئی سولے و باقی نہیں کوڑ مسجد کے باہر نہ جاتی ہو کہ دوسرے کوئی سن کر آگاہ ہو تو یہ امور منکر و  
 منکرات و بقیہ صی بڑا اور کاہر سلف کے ہیں۔ چہاں رہا۔ خبیث کا سیاہ لباس پہننا نہیں چاہیے  
 غالب ہو یا تمور۔ سنہری شے۔ ہنا۔ اس صورت میں وہ فاسق ہے اور اس حرکت کا نہ اس پر و سبب

جسے لیکن نہ سیادہ بیاس مسکروہ نہیں بلکہ اس کا فتنہ کرتا تھا نہیں اس لئے کہ چونکہ میں نے اسے تعاقب کے نزدیک  
 زیادہ پسند نہیں کیا ہے۔ اور جس نے یہ کہہ دیا ہے کہ سیادہ کپڑا لکھو نہ سہے۔ اور بدعت ہے اس سے یہ غرض ہے کہ قرآن و  
 میں سے اس نے کچھ لکھ کر اس میں مناعت وارد نہیں تو اس کو بدعت و مسکروہ نہ کہنا چاہیے بلکہ ترک اس کی سمجھنا چاہیے  
 چنانچہ ایسے و عیسویوں کا وعظ جو اپنی تقریر میں بدعت مدعی ہیں پس واعظ اگر وعظ میں تھوڑے عیسائیوں کا بیان  
 کرے تو وہ فاسق ہے اور اس پر حسبیت کرنی واجب ہے ایسا ہی بدعتی واعظ کو منع کرنا چاہیے اور اس کے  
 وعظ میں شریک نہ ہونا چاہیے مگر اس نیت سے کہ اگر ہو سکے گا تو سب لوگوں کو منع کر دیں گے کہ اس کا کہنا نہ  
 مست و نامایہ ہو مگر اس کے پاس یہ نہیں ہیں کہ کسی قدر کو بند کر لیں گے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو بدعت  
 کا سننا نہ چاہیے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو رشاد فرمائی کہ عرض عنہما کہ قرآن و  
 فی حدیث خیر ہے اور حدیث کہ اس کا وعظ اس قسم کا ہو کہ لوگوں کو معاصی پر حیرت دے دے تا کہ بدعتی منصفین یا  
 کے لئے بیان کرے کہ لوگوں کو اس کی وعظ سے حیرت ہو اور اللہ تعالیٰ کے معاف کرنے اور رحمت  
 فرماتے ہیں زیادہ و ثلوق ہو جائے اور خوف دل میں نہ پڑ جائے تو یہ منکر اور واعظ کو اس سے روکنا واجب  
 ہے اس لئے کہ اس کا فساد بہت بڑا ہے بلکہ آج کل تو خوف کا بیان گمراہی و گمراہی سے اور کہا کہ تو خلق  
 کی بیعتوں کے لئے بڑا مناسب ہے اس لئے کہ ان کو خوف کی ضرورت زیادہ ہے اور اصل تو یہ ہے کہ خوف  
 اور رہا کہ پلے دو دوزخ بربر رہے چاہئیں جیسے حضرت عہد فاروق کے فرمایا ہے کہ اگر بالفرض تیرا دست  
 کو کوئی اپنا رکھے والا پکارے کہ ایک شخص کے ہر سب آدمی جنت میں چلے جائیں سب سے ایک کے لئے تو مجھے کو  
 خوف ہے کہ کہیں وہ شخص میں نہ ہوں اور میں صورت میں کہ واعظ جو ان کچھوں اور وضع میں جو لوگوں  
 کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت ہی ہر دور نہایت زیادہ ہے اس کی وعظ سے عورتیں آتی ہیں تو  
 یہ بھی منکر ہے اس لئے منع کرنا واجب ہے اس لئے کہ بدعت و بدعتی کی نسبت اس سے فساد زیادہ ہے اور  
 بدعت واعظ کے حیات کے قریبوں سے ہی بہرہ جاتی ہے بلکہ جو شخص بدعتی ہے وہ بدعتی ہے اور بدعتی بدعت  
 و بدعتی کی وضع اور نیکیاں بدعتوں کا بیاس نہ ہو تو چاہیے کہ اس کو وعظ کو کامیابی نہ پہنچایا جائے اور نہ ایسے  
 واعظ سے لوگ مڑی ہل زیادہ ہوں گے اور چاہئے کہ مجلس وعظ میں عورتوں و مردوں کے بچے نہ  
 کر دی جائے جس سے نظر نہ آئے لیکن اگر بھی فساد کا مہنی سے و رات مشورت پر عورتیں نہ رہیں۔ اور  
 عورتوں کو مسجد کے اندر نماز کے لئے آئے سے اور مجلس وعظ میں جائے سے منع کیا جائے بشرطیکہ فتنہ بدعتی  
 عورتیں بچے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرمادیں تا کہ آپ کی خدمت میں کسی نے غوغائی کیا نہ کرے

تو ان سے مار کر بے حال کر جانے نہیں دے سکتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو منع کیا ہے۔



نے تو ان کو جہاں غمگوں سے منع فرمایا آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخصیت محلہ اللہ علیہ وسلم کی عمارت سے فاصلہ  
 ہو تو جو عورتوں سے بے ایجاب نہ ہو تو آپ بھی ان کو منع فرماتے اور اگر کوئی عورت کپڑے کے اندر  
 چھپی ہوئی مسجد میں گئے تو اس کو روکنا نہ چاہئے لیکن بہتر یہ ہے کہ مسجد کو صاف رکھ دے اور وہاں نہ جائے  
 اور وہاں کے سامنے قرآن کا پڑھنا کوئی بوجھ کی طرح یہ اس کو روکنا نہ چاہئے اور اگر وہاں سے غمگوں سے  
 اور عورت صبح کی حد سے تباہ نہ ہو جائے یہ بات شکر و سنت درجہ کو مگر وہ ہے صاف کے بہت عورتوں  
 نے اس پر نہ کیا ہے ششدر حجب کے روتہ دیوٹیوں و رتہ دیوٹیوں کے فروعیت کے لئے  
 حلقے ہونے اور سائیکس کا کھڑا ہونا اور کچھ شعاع پڑھنے یا قرآن پڑھنا کہ لوگ سن کر کچھ دیدیں یا وہ سن کر  
 کاکام میں جن چیزیں تو حرام ہیں کیونکہ وہ دنیا بازی و رعیب کا چھپنا مستری سے ہو تو وہ حرام سے  
 و رعیب سے ہے کہ مسجد کے بابہ مباح ہیں جیسے سینا و دیوٹیوں و کتابوں و نقدوں کا چھپنا اور  
 یہ باتیں سی ہیں جو حرام نہیں و بہتر یہ ہے کہ نہ کی جائیں و رعیب سے ہونے کے لئے بھی شرط ہے کہ کچھ قرآن  
 کے دنوں میں ہو مباح اور اگر مسجد کو دور مان ہی بنا لے بیش کے لئے تو حرام ہے اور اس سے منع کیا جائے کیونکہ  
 بعض مباح ایسے ہی ہوتے ہیں جو شرط و قہر مباح - جتنے ہیں و رعیب سے ہوں قرآن ہو جائے ہوں -  
 جیسے بعض گناہ و رعیب کے نہ ہونے کی صورت میں مباح - جتنے ہیں و رعیب سے کبیرہ ہو جائے ہیں و رعیب  
 یہ باتیں ایسی ہوں کہ قبیل کے ہونے سے خوف ہو کہ عزت کی پیشہ کی تو اس قبیل سے بھی منع کرنا چاہئے  
 مگر یہ منع حاکم کو یا مسجد کے متولی کو جو حاکم کی طرف سے نہیں کہتا ہے چھپتا ہے اس لئے کہ یہ مباح  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ تیندہ کو یا ہوگا و رعیب سے کہ و رعیب کو اس خوف سے کہ آگے کو بہت ہو جائے گا  
 منع کرنے کا جتنا نہیں - ہر شخص قبیلوں و رعیبوں کا مسجد میں آنا اور مسجد میں رہنے کے و رعیب سے  
 ہر شخص قبیلوں و رعیب میں رہنے کا مسجد میں رہنے کا نہیں و رعیب سے کہ قبیل پر سکوت کرنا حرام  
 - مگر جب مسجد کو قبیل کی حد مقرر کریں و رعیب سے کہ مسجد میں ہمیشہ کھیل کریں تو منع کرنا و رعیب سے  
 ہر شخص قبیلوں و رعیب میں رہنے کا مسجد میں رہنے کا نہیں و رعیب سے کہ قبیل پر سکوت کرنا حرام  
 و رعیب سے کہ قبیل میں ہو جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
 لئے نکلے سے رہے یہاں تک کہ انہوں نے حبشیوں کا رقص اور اس پر تلوار سے کھیلنا سیر کے دن  
 مسجد کے اندر دیکھا اور اس میں شک نہیں کہ اگر حبشی مسجد کو بازی کا ہتھیار جیتے تو منع کے جاتے اور قات  
 کے ساتھ میں نہ کھیلنا آپ نے ہر مسجد میں تاک کہ خود ملائے نہ فرمایا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن  
 خوش کرنے کے لئے ان کو بازی کرنے کی عیادت فرمایا نہ کہ نبی و رعیب سے کہ قبیل پر سکوت کرنا حرام

میں ہر قسم کے نقل کیا ہے اور مبنیوں کا مسجد میں آنا اس وقت منافی نہیں کہ کثرت خوف مسجد کے ناپائیدار کرنے کا  
یہاں پر فتنے بکھڑے ہو جائیں منکر کرنے کا مثلاً برہنہ کو کھولنے وغیرہ نہ ہو اور جو دیوار ایسا ہو کہ مدت سے معلوم ہو  
رہی ہو کہ وہ سب سے زیادہ مناسب نہیں۔ اور متوالیہ کو حکم مبنیوں کا مناسب ہے کہ اگر یہ خوف ہو  
مسجد میں قتل کر دے گا یا لوگوں کو زبان سے ایذا دے گا تو اس کا قتل ناجائز و جب ہے اور جہاں سے اس  
کی عقل گھٹا ہے نہ ہو تو اس سے نفع نفع کا خوف ضرور رہتا ہے۔ اور اگر اس نے پی ہو اور مست نہ ہو اور  
بدیہی ہو تو یہ منکر مکر وہ ہے سخت کراہت کے ساتھ کیونکہ جو کوئی نہیں اور پانچ گناستے میں کوئی شخصیت نے  
مسجد میں جانے سے منع فرمایا ہے تو ان دونوں چیزوں کا کھانا تو مکروہ ہی رہتا ہے اور شرب کا  
معاذ سنت ہے اس لئے اس میں سخت کراہت کا حکم چاہیئے اب اگر کوئی یہ کہہ کہ مناسب یوں ہے نہ تو  
زکوٰۃ کو بکے مسجد سے زوال دینا جائز نہیں کہ اس کو تو بیخ ہو تو اس کا جہاں یہ ہے کہ زکوٰۃ کو بکے اختیار رعیت  
کے ہوس کو نہیں بلکہ حاکموں کو تعزیر کا اختیار ہے اور وہ بھی اس صورت میں ہے کہ وہ خود پینے کا قرار کرے یا دوسروں  
کی ذات سے پینا ثابت ہو صرف بکے آنے سے نہیں تو اس لئے مناسب ہے کہ اسے شہر میں کو  
مسجد میں نہ لے جائے اور نہ پینے کے لئے سر کیا جائے اور وہ ہوشیار ہو جائے میں صورت میں کہ وہ بیک  
کر چلتا ہے اس طرح کہ لشکر چپ نہ جائے تو اس کو مسجد میں اور بہر بہانہ نہ پینا چاہیئے تاکہ نہ نشہ  
حالی نہ کرے کیونکہ برائی کے اثر کو نہیں بہ کرنا بھی برائی ہے اور میں بھی کوئی ترک کرنا ہی واجب ہے  
اور اگر ایسا تو اس کو چھپانا اور ان کے آثار کا نام نہ کرنا واجب ہے تو اگر وہ شخص شرب کو چھپانے تو اس  
پر تائب کرنا جائز نہیں اور شرب کی بدبودیل پینے کی نہیں ہو سکتی کیونکہ بدبودیل بدن پینے کے ہوس ہو  
سکتی ہے کہ شرب کی جگہ میں بیٹھ گیا ہو یا منہ کو لٹا کر گلی کر دی۔ جو تو بدبودیل پر اختیار نہ کرنا چاہیئے۔

راستے اور بازار سے بازاروں میں جن منکرات کی عادت ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ نفع پر مینہ میں حبش  
مکرات نکراستے۔ ایسے ہیں جو شخص بیان کرے کہ میں نے یہ چیز لٹے کو مولیٰ ہے وہ راستے نفع پر دیتا  
ہو اس قول میں حبش ہو تو وہ فاسق ہے اور جس شخص کو اس میں مضموم ہو اس پر واجب ہے کہ مسند ہی  
و اس کے جھوٹ سے منع کرے اور وہ نفع کی بددی سے ناپوش رہے تو میانیت میں اس کا شریک ہو کہ در سبکدوش کے  
باغیچہ منہ ہر چیز کا عجیب ستیری ستہ پر شہید رکھنا تو کوئی عجیب سے واقف ہو اس کو بہت  
امانت ہی سے کہہ دے ورنہ وہ اپنے بھائی مسلمان کے مال کو غنیمت پر راضی ہو گا اور وہ حرم ہے۔  
سوہر زنت و زناپ اور قول میں کہ کر دینا تو جس شخص کو فتنہ معلوم ہو اس کو زنا سے کہہ کر اپنے  
بہت اس فتنہ کو اس کے پاس سے جانے کر دینا فتنہ ہے۔ چھوڑ دینا اب و  
قبول نہ کرنا اور صرف تعاضل پر کٹنا کرنا اور چونکہ یہ مسند مختلف فیہ ہے اس لئے ایسے ہی شخص



کو اس سے منع کرنا چاہیے جو ایجاب و قبول کے واجب ہونے کا معتقد ہو پنبہ شرف و فانی سدا کا معنی میں  
کرنا کہ لوگوں کو عادت پڑی ہوئی ہے ان سے منع کرنا واجب ہے اس وجہ سے کہ وہ عادت کو فانی  
کرتے ہیں اور یہی حال ان شیار کا ہے جن میں رو بہ کدو داخل ہے اور جمیع تصنیفات منسارہ اور فانی سدا سے  
ہی ہیں ان سب سے منع کرنا چاہیے۔ ششدر عید کے روز لڑکوں کے لئے کھانوں اور جاندروں کی شہرہ  
کا بیع کرنا ان کو توڑ ڈالنا اور ان کی بیع سے منع کرنا واجب ہے اور یہی حال چاندی سونے کے برتنوں کا  
ہے اسی طرح حرمیہ کے کپڑے اور سونے اور ریشم کی ٹوپیاں ہیں ورکچروں سے ہماری یہ غرض ہے کہ  
مردوں کے ہموں یا شہر کی عادت معلوم ہو کہ ان کو مرد ہی پہنتے ہیں تو یہ سب منکر اور منسور ہیں جن  
طرح جو اس بات کا عادی ہو کہ مستقل کپڑے دھلا کر بیچتا ہو ورشوب کے باعث لوگوں کو فانی  
ہونا معلوم نہ ہو اور وہ بھی کہہ رہے ہیں تو یہ فعل بھی حرام ہے اور اس سے منع کرنا واجب ہے یہ  
ہی پھٹے کپڑوں کو رنڈ کر کے بیچنا غرض کہ جن معاملات میں دھوکہ ہوتا ہو ان سب کا منع ایسا ہے جسے فانی  
کرنا طول چاہتا ہے باقی کو انہیں پر قیاس کر لینا چاہئے جتنے ہم نے لکھ دیے ہیں۔ راستوں کے مندر  
جن کی عادت پڑی ہوئی ہے یہ ہیں کہ مکانات کے متصل کھجے بنا کر بوتل بنانا وریشم بنانا ور تھپے بنانا  
اور سائبان لگانے اور لکڑیاں کاٹنی ور غلوں کی ٹھیکیاں لگانا اور بوتل کے گٹھے وغیرہ راستوں میں ڈالنا  
یہ سب بری باتیں ہیں اور اس سے راستہ تنگ ہوتا ہو یا گند سہارو۔ ٹکڑے کھجکتی ہو ور اگر یہ تخی فاش ہو  
کسی طرح کا ضرر نہ ہوتا ہو تو منع نہ کرنا چاہیے ہاں سڑکیوں ور گھٹوں کا راستہ ہیں اس قدر ڈالنا درست نہیں  
کہ گھر میں ان کو اٹھا کر لے جائے کیونکہ اس حاجت میں سب لوگ شریک ہیں ہر ایک کو اس کی ضرورت پڑتی  
ہے اس سے منع کرنا درست نہیں اسی طرح جانوروں کا راہ میں یہی طرح باندھنا کہ وہ تنگ ہو جائے  
چلنے والوں پر ان کے ہواں و ہرز کی چینیٹیں پڑیں منکر ہے اس سے منع کرنا واجب ہے لیکن صرف ترقی و  
سوار ہونے کی مقدار جانوروں کا راہ میں رہنا حاجت کے لئے درست ہے ور چونکہ راستوں سے منفست  
ہر شخص لے سکتا ہے ور کوئی ن کو خاص اپنے نفع کے لئے نہیں کر سکتا، اسی لئے ان میں مقدار حاجت کا  
رہنا ہے اور حاجت بھی وہ دیکھی جاتی ہے جس کے لئے عادت راستے مقصود ہوتے ہیں سب حاجتوں کا  
لحاظ نہیں کیا جاتا ور ایک منکر یہ ہے کہ جانور پہ کاٹنے دو کر راستہ میں ایسی عورت بانگیں کہ لوگوں کے پیر  
پیشیں یہ اس وقت میں منکر ہے کہ کانٹوں کو دو باکرہ ایسی مرت بھی باندھ سکتے ہوں کہ اس سے کسی کاٹنا نہ  
ہوتا کسی اور فرائض راہ سے نکل جانا ہو سکتا ہو اور اگر یہ دو لڑکیاں صورتیں نہ ہوں تو بچہ منع کرنا چاہئے  
لئے کہ شہر والوں کو اس کی بھی حاجت ہوتی ہے ہاں کانٹوں کو راستہ پر پڑنا نہ دینا چاہیے صرف



تانی ہی دیر چڑھے رہیں کہ ان کو اٹھا کر گھر میں لے جائے۔ اسی طرح جانوروں پر ان کی حرکت سے زیادہ بوجھ لانا منکر ہے۔ انہوں کو اس سے منع کرنا واجب ہے اور ایک منکر یہ ہے کہ قلعائی اپنی دوکان کے سامنے جو فروخت کرے اور رک کو خون سے تودہ کرے اس کو اس حرکت سے منع کرنا چاہیئے بلکہ اس کو یوں مناسب ہے کہ اپنی دوکان کے اندر ذبح کرنے کا مقام بنائے کیونکہ راہ میں ذبح کرنے میں ایک تو راستہ تنگ ہوگا دوسرے لوگوں کو سبقت کی پینٹیوں اور راستہ پر پلیدی دیکھنے سے ضرر ہوگا اور ایک یہ ہے کہ کوڑا راہ میں ڈالے یا خر بوزہ تر بوتہ کے چھلکے راہ میں پھینک دے یا پانی تنا چھڑکے کہ لوگوں کے پاؤں پھسلنے کا ڈر ہو یہ سب منکر ہیں اور ایک یہ ہے کہ تنگ راہ میں پرنا ڈالنا کہ اس سے کپڑے نہیں ہوتے ہیں یا راستہ تنگ ہوتا ہے اور اگر راستہ اتنا فراخ ہو کہ اس میں یہ دونوں افعال نہ ہوں تو منع کرنا نہ چاہیئے اس لئے کہ ممکن ہے کہ پرنا سے بچ کر آدمی نکل جائے لیکن مینہ کا پانی و کھچر اور برت راستہ میں ڈالنا اور اس کو صاف نہ کرنا منکر ہے مگر کسی شخص معین سے مخصوص نہیں جو برت کے کہ اس کو ایک ہی ڈالے گا تو جو اپنی راستہ میں ایک موری معین سے نکل کر جمع ہو گیا ہو یہ کسی شخص سے برت ڈال دیا ہو تو راستہ کا صاف کرنا اس کے ذمہ ہے اور اگر مینہ کا پانی یا سب بدر دوں کا ہو تو یہ محبت حاکموں کے ذمہ ہے کہ لوگوں سے کہہ کر اس کو صاف کرادیں رعیت و لوں کو صرف دعا و نصیحت سے بہت جائز ہے۔ اور ایک منکر یہ ہے کہ دروازہ پر کتا ایسا بٹھلا دے کہ لوگوں کو کھانے سے اس سے منع کرنا واجب ہے اور اگر کتا اور کچھ اذیت دیتا ہو صرف راستہ پلیدی رکھتا ہو اور اس کی پلیدی سے بچ کر نکلنا ممکن ہو تو منع نہ کیا جائے اور اگر کتا پاؤں پھیل کر ایسی طرح راستہ میں بیٹھتا یا ٹپتا ہو کہ اس سے راستہ تنگ ہو تو خود اس کو منع کر سکتے ہیں پس کہتے کہ بٹھلنے سے تو بھڑکی ولی منع کرنا چاہیئے۔

تمام امور متعلقہ یہ ہیں کہ حمام کے دروازہ پر یا اندر تصویریں بناتے ہیں ان کا دور کرنا واجب ہے اس منکر سے [شخص پر جو اس میں جائے اور دور کرتے ہو پس اگر تصویریں و شے نیکہ میں ہوں یہاں اس کا ہاتھ نہ پہنچتا ہو تو اس کو تمام میں بدون ضرورت شدید کے جانا ہی نہیں چاہیئے دوسرے تمام میں پندہ جائے اس لئے کہ منکر کا دیکھنا بڑا نہیں اور تصویر کے رہا کرنے میں اتنا کافی ہے کہ اس کو بدشعل کر دے اور چہرہ بٹھلا دے سارے کا بٹھلنا نہ چاہیئے اور جانداروں کی تصویروں کے سو گر درختوں و درختوں کے برتن کے نقش ہوں تو ان سے منع نہ کریں اور ایک منکر یہ بھی کہ کھولنا اور اس کو دیکھنا ہے ان ہر دو میں کہ تمام امور سے بڑا منکر ہے بلکہ تمام کے نیچے ہاتھ نہ لانا ہے اور یہ امور جو سے بڑا منکر ہے کہ ہر دو میں ہوں درستی جیسے رکاوٹ چھڑا کر ہے اور نہ انہوں نے دیکھے سائنٹسٹ بینا ہے کہ درخت و دیوہ تو نہ دیکھتا ہے حال میں یہ مہر ہے جیسے کہ اس حرکت سے خوف شہوت ہو اور یہی حال ذمی دیکھنے لگانے والے کے سامنے ہر منکر کھولنے کا ہے کیونکہ مسلمان عورت کو جائز نہیں کہ اپنے بدن کو ذمی عورت کے سامنے تمام میں کھولے تو مردوں کو بھی



برہنگی کا ہونا درست ہے اور ایک منکر یہ ہے کہ ناپاک ہاتھ اور بدنظیر سے پانی میں ڈبوئے اور وہی وہ ناپاک شست کو حوض میں دھوئے اور پانی تھوڑا ہوتا ہو کر یہ حرکت پانی کو شہس کرتی ہے مگر ماسکٹ کے مذہب میں پانی ناپاک نہیں ہوتا تو اگر تمام میں کوئی ماکھی ہو تو اس کو منع کرنے نہ چاہیے اور حنفی و شافعی ایسا کریں تو اس کو منع کرتا جائز ہے اور تمام میں شافعی اور مائیں جمع ہوں تو شافعی کو ماکھی کا منع کرنے سے حرمت سے نہ چاہیے ہاں ترمذی اور اشعری کی طرح پر اس سے یہ کہہ کہ ہم کو اول ہاتھ دھو کر پانی میں ڈبوئے ہوتا ہے ہم کو اس کی حرمت اور نہ اس کی ضرورت ہے کہ خواہ متروک آپ ہم کو تہذیب و تہذیبی مائیں مائیں کے غسل ہوں آپ نے غصہ کے لئے ہمارے طور پر کار بند ہوں تو آپ کا کچھ نقصان نہیں اور ہمارا مذہب یہ کہ کوئی وقت یہ ایسی ہی کرے جس میں ماکھی رخصی ہو کر پانی کو ناپاک نہ کرے ورنہ مختلف فیہ مسائل میں حسیت دہاؤ سے نہیں ہو سکتی۔ اور ایک منکر یہ ہے کہ تمام کے درجوں کی راہ میں پانی آنے کے راستہ میں ایک تھوڑا چھلکا لگا رہتا ہے کہ تا وقت اس پر سے پھسلا کر تے ہیں تو اس کا اکھاڑنا اور دور کر دینا واجب ہے اور اگر تمام اس سے غفلت کرے تو اس کو منع کرتا چاہیے کیونکہ اس سے گرنے کی ذبت ہوتی ہے ورنہ اس سے احتمال ہے کہ کوئی عضو ٹوٹ جائے یا اپنے مقام سے سرک جائے اس لئے اس کو دور کر دینا ضروری ہے یہی کہتے ہیں اور صابن کا زمین تمام پر چھوڑ دینا منکر ہے اور جو کوئی اس کا چھوڑ کر نکل جائے اور اس پر کوئی شخص پھسل کر گر پڑے اور اس کو کوئی عضو ٹوٹ جائے تو اگر وہ پھسلن ایسی جگہ ہو کہ معلوم نہ ہوتی ہو اور اس سے بچنا دشوار ہو تو تو میں امتداف ہے کہ اس شخص پر جو کہ بوسابن وغیرہ چھوڑ آیا تھا یا حمامی پر نہیں کوئی صاف رکنا لازم ہے اور تیس اس کا ہفتنی ہے کہ پیچھے روز تو چھوڑنے والے پر ہو ورنہ دوسرے روز حمامی پر ہو اگر تکرار عدت ہے کہ حمامی کو ہر روز صاف کر دیا کرتے ہیں ورنہ دستور حمام کی صفائی میں اور اگر ہوتا ہو تو اس کو تیار کیا جائے گا ورنہ میں درمور مکر وہ ہیں کہ ہم نے جب حدیث میں ذکر کیا ہے سوال کی حرمت سے یہاں نہیں کہتے جس کو منقولہ وہاں دیکھ لے۔

ظہانت سے یہ ہیں کہ مردوں کے لئے حرمیہ کا فرش حرام ہے اسی طرح بخور سے ملنا چاندی و مسونے متعزات منکرات کی لمبیٹھیں میں یا پانی پیتا اور گلاب چڑھنا لکھ و ورنہ کے برتنوں میں یہ نہیں ہونے کے لئے وسیع کے ہوں سب منکر ہیں اور ایک منکر یہ ہے کہ پردے یا تصویریات لٹکائے جاویں اور ایک یہ ہے کہ تار کے باجے بچتے ہوں یا زندیوں کا قی ہوں اور ایک یہ ہے کہ پردے یا تصویریات لٹکائے جاویں عورتیں چھو پردہ دوس کو دیکھنے کو جمع ہوں اور مردوں میں وہ حیاں بھی ہوں جن سے نکتے کا خوف ہو تو یہ سب بھی ممنوع اور منکر ہیں ان کا دور کرنا واجب ہے ورنہ کوئی دور کرنے سے عاجز ہو اس کا وہاں بیٹھنا جائز نہیں



اور یہاں ہی جو رکابی پیاؤں پر ہوں اور جو برتن کی بصورت جائز بنا سہ گئے ہو جیسے بعض انکلیٹریڈس کے سر نڈل کی صورت کے ہوتے ہیں تو وہ حرام ہیں متعدد صورت کا اس برتن سے توڑ دینا واجب ہے اور چھوٹی سرمہ دانی جو پانڈی کی ہو اس میں اختلاف ہے امام احمد بن حنبلؒ ضیافت میں سے پانڈی کی سرمہ دانی دیکھ کر باہر چلے گئے تھے اور جب کھانا حرام ہو یا کچھ مغسوب ہو یا فرش حرام ہو تو یہ صورتیں سخت منکر ہیں اور اگر ضیافت میں یا شخص ہو کہ وہ تنہا شراب پیتا ہو تو ایسی ضیافت میں نہ جانا چاہیے اس لئے کہ شراب کی مجلسوں میں مباحا حال نہیں گو خود منیوے اور حالت فسق کے پاس بیٹھنا درست نہیں اختلاف ہے تو اس میں ہے کہ اگر تکرار معصیت کے بعد بھی اس کے پاس بیٹھنا جائز ہے کہ نہیں یا اس سے بغض فی شہر رکھنا اور ترک کرنا ہے یا نہیں چنانچہ حب فی تہ اور بغض فی تہ کے باب میں ہم و فل سس اختلاف کو ذکر کر چکے ہیں اس صرح کو ضیافت کے جمع میں کوئی شخص حریر پوش یا سونے کی انگوٹھی پہنے ہو تو وہ فاسق ہے بدون ضرورت اس کے پاس بیٹھنا جائز نہیں اور اگر شیمی کپڑا کوئی نابالغ لڑکا پہنے ہو تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہی ہے کہ یہ امر منکر ہے اس کو اس کے بدن سے اتار دینا واجب ہے بشرطیکہ میزوار ہو کیونکہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کا ارشاد اھذن حدامن حتی ذکر عنہم ہے اس میں کچھ باغلوں کی تمیید نہیں عذر نہیں لڑکے کو شراب سے صبر کرنا دشوار ہو گا اسی طرح اگر عمر میں پیشہ گار ہو گا تو گویا بلکہ وجہ منع کی یہ ہے کہ شراب کا عادی نہ ہو ورنہ بالغ ہو کر شراب سے صبر کرنا واجب ہے تو اس نظر سے نہیں کہ لڑکا بالغ ہے یا نہ وہ منع کی یہ ہے کہ شراب کا عادی نہ ہو ورنہ بالغ ہو کر شراب سے صبر کرنا دشوار ہو گا اسی طرح اگر عمر میں پیشہ گار ہو گا تو گویا فساد کا بیج اس کے سینہ میں بویا جائے گا اور اس سے اشتیاق مستحکم کا درخت اس کے سینہ میں جم جائے گا اور پھر اس کا قلع قمع کرنا دشوار ہو گا اسی لئے اس کو عادت شیمی کی ذی ہی نہ چاہیے تاکہ عادی نہ ہوئے سے شتیق نہ بنے مگر جو بزرگ تمیز نہ رکھت ہو وہ بزرگ شیمی کپڑا پہنے تو یہ وجہ حرمت کی اس کے حق میں معیوب ہے کہ ابھی وہ کو بچہ شتیاق سے بے خبر ہے مگر بزرگ عمر میں عادی ہو گا اس میں بھی سبب والتداعلم اور دیوانہ کا حکم ہے تمیز لڑکے کا سا ہے ہاں سونے اور حریر سے عورتوں کو زینت کرنی بدون اسراف کے درست ہے اور ہمارے نزدیک لڑکی کے کان پھیدنے بلیاں پہننے کے لئے جائز نہیں اس لئے کہ اس میں زخم ایجاد ہوتا ہے اور ایسے زخم سے قصاص لازم آتا ہے تو بزرگ عمر میں ضروری کے سبب لڑکا جیسے فساد گھوٹا ہو چھٹنے لگانا اور ختم کرنا کرنا بدوین ضرورت نہیں ہوتے اور بلیوں کی زینت کچھ بہت مذوری نہیں بلکہ بندہ سے اگر باندھ کر کان میں دھوپ سے شگدیش جائیں کان کی زینت کو کافی ہیں اور دوسرے زیور مثل جگنی یا جمیل یا سنگین کیا قصور سے ہیں جو بلیوں کی حاجت ہو تو

محبوبہ و ہر کسی کی مست کے ہر پردہ و دوسری و ہر مایہ بزرگیت علی مرتضیٰ علی مدہ تعالیٰ



باتوں کے لئے کان چھیدنا اگرچہ عادت ہو رہی ہے مگر حرام ہے اس سے منع کرنا واجب ہے ورنہ اس پر  
احیاءت یعنی درست نہیں بلکہ حیرت مذکور حرام ہے ہاں اگر کان چھیدنے کی عادت شریعت سے منقول ہو تو  
مستثنیٰ ہے اور ہم کو اس باب میں غصت اب تک نہیں پہنچی و ایک منکر ضیافت میں یہ سبہ کہ اس جمع میں کوئی  
بدعتی اپنی بدعت کے باب میں تقریر کرتا ہو تو وہاں ایسے شخص کو جانا جائز ہے اور اس کے جواب دینے پر قادر ہو  
اور اسی ارادہ سے جاسے اور اگر جواب دینے پر قادر نہ ہو اور بدعتی بھی اپنی بدعت کے باب میں گفتگو نہ کرے تو اس  
کو جانا جائز ہے کہ بدعتی سے غصت اور غرض میں ہرگز سے جیسا کہ ہم نے بغض فی حد میں لکھا ہے و اگر ضیافت  
میں کوئی مسخرہ ہو کہ کمانیاں اور عجائبات کہہ کر ہنسا یا کرتا ہو تو اگر ہنسی کی باتوں میں وہ فحش کہتا ہو و گالیاں اور جھوٹ  
کہتا ہو تو اس مجلس میں جانا جائز نہیں و اگر جاسے تو اس کو اس قسم کی باتوں سے منع کرے و اگر اس کی باتیں ہنسی  
کی ہوں مگر نہ ہیں تبوت و فحش نہ ہوں تو اس کا سنا مباح ہے بلکہ کبھی کہیں کہتا ہو اس کو پناہ پیشہ و عادت نہ  
لینا مباح نہیں و جس تبوت میں عادت ہو نا خاص ہو ورنہ اس سے غرض دنیا بازی اور دنیا دہانہ ہو تو وہ  
منکرات میں داخل نہیں جیسے کوئی یوں کہے کہ آج میں نے تم کو سود فتنہ پیش کیا یا تم سے ہزار دفعہ یوں کہہ دیا  
ہے اور اس طرح کے جملے جیسے غیبتی معنی مقصود نہ ہوں تو ایسے جملے آدمی کی عادت کے داخل نہیں ہوتے  
اور نہ ان سے شہادت نامقبول ہو اور اب آفت زہن مبالغہ ہوم میں تعریف مباح ہنسی و مباح تبوت  
کی عنقریب مذکور ہوگی و ضیافت کا منکر ایک سبہ کہ کھانے میں اسراف کیا جاسے اور حیال عمارت  
ورماں میں اسراف کرتے کھاتے ہوں میں صرفت کرنے کا سبب کہ مال میں اسراف کے سوا کما ضائع کرنا  
بھن ہے کہ ضائع کرنا اسی کو کہتے ہیں کہ مال کو بدوست کسی فائدہ معتد ہو کہ کھود سے مشا پڑے جلا نایا پڑا ڈال دے یا  
کر دینا یا مال کو دریا میں پھینک دینا و یہی حال ہے جو کر کے والے و مرغنی اور دوسری خبریوں میں صرف کر کے مال  
لے کر فوٹو ڈال کر اڑا کر تو لوہے معدوم ہی میں باقی رہا و صرف تو غلام ہے کہیں تو وہ کر کے والے و مرغنی و دوسری  
خبریوں میں صرف کرنے کو اسراف کہتے ہیں و کبھی مباحات میں مال لے کر صرف ہوتے ہیں نہ طیکہ صرف مباحات  
مباح ہو اور مباحات کا کوئی حال کی غصت ہے جہاں سبب بغض و غصت میں منع صرفت سے واجب  
ہو کہ ضائع نہ کرے کہ ایک شخص کے پاس سو بیج ہیں و یہاں طحفاں رکھتا ہے و کوئی معیشت نہ روٹیوں کے سوا  
کے لئے نہیں پس اگر وہ شخص نہ روٹیوں کو ایک و نیمہ میں اٹھا دے تو وہ صرفت اور فضول غصت ہے اس کو  
حرکت سے منع کرتا و حسیب ہے اللہ تعالیٰ فرما لیسہ و لا تبسطہا کل لیسہ فتقہ منہ و لا تحسوا  
یہ آیت مدینہ منورہ میں اس شخص کے باب میں ترمی جس نے پناہ مال سبب تقسیم کر دیا و اپنے عیال کے  
دست و درگاہوں سے اس کو نہ کھو نہ پھر بیٹھ رہا ہے تو نہ مکمل یا ہر ۔

اس کے نہ چھوڑا اور جب انہوں نے خرقہ مانگے تو کچھ دوسرے سنا اور نیز دوسری آیت میں رشاد فرمایا ہے: ولا  
تبدلوا قیادہ من بعدہ من قبلہ الخون الشیخین و رسی طرح الشیخین ذلک ففعلوا فیہ یسرفوا و لہ یقننوا وہاں  
بین ذمت قیادہ تو جو شخص ایسا سرافت کرے اس کو منع کرنا چاہیئے و رقی منی پر واجب ہے کہ اس شخص کو مال  
میں تصرف کرنے سے روک دے ہاں اگر آدمی تنہا ہو اور توکل میں نہایت قوت رکھتا ہو تو اس کو جائز  
ہے کہ پنا سب مال امور غیر میں اٹھا ڈالے و جو شخص عیال دار ہو یا تو اس سے عاجز ہو تو اس کو جائز نہیں کہ اپنا سب  
مال خرچ کر دے اسی طرح اگر کوئی اپنا مال بالکل دیوانوں کی تعمیر یا اور عمارت کی زینت میں خرچ کر دے تو یہ خرچ  
بھی حرام ہے لیکن جس کے پاس مال بہت ہے اس کو کھلائی اور آرائش حرام نہیں اس لئے کہ آرائش بھی ایک  
غرض صحیح ہے اور ہمیشہ سے مسجدوں کی چھتوں و دروازوں پر نقش و نگار ہوتے آئے ہیں باوجود یہ کہ چھت اور  
دروازہ کے نقش سے کوئی فائدہ بجز زینت کے نہیں ہے اس طرح مکانات کے نقش و نگار حکم سمجھنا چاہیئے  
اور کچھ لوگ اور مکانات کے تجمل میں بھی حکم ہے کہ وہ بذات خود مباح ہے مگر کم مایہ آدمی کے حق میں اسراف  
ہو جاتا ہے اور بل دولت کے حق میں مباح اور اس طرح کے منکرات بے شمار ہیں جن کا حصہ ممکن نہیں تو  
انہیں پر محققان و قاضیوں کے محکموں و رسیدہ جہت کے درباروں و علماء کے مدارس و صوفیہ کی خانقاہوں  
اور بازاروں کی سیڑیوں کو قیاس کرنا کہ ان میں سے کوئی جگہ نہیں جہاں منکر یا مکروہ یا مفسد نہ ہو و جو کچھ  
سب منکرات کی تفصیل اس بات کو چاہتی ہے کہ شرع کی تفصیل تمام اصول و فروع کی پابندی سے ہے ہم سرتہ  
پاکتفا کر رہے ہیں کہ زید و عل نہ ہو۔

یہ منکرات جن میں نام وضع ہو کہ اس وقت میں جو پٹہ چل رہا تھا کہ ان میں ہر وہ جن میں اسراف سے بھاری  
لوگ مبتلا ہیں انہیں کہ لوگوں کو بتانے اور سکھانے کے اور معروف کی ترغیب دینے سے چلو تہی کرتا  
ہے کیونکہ کثر جوگ شہرہوں میں نماز کی مشروط سے ناواقف ہیں اور تجمل میں تو کیسے نہ ہوں گے و انہیں  
ناواقفوں میں سے احباب و گروہ و ترکمان اور دوسرے لوگ ہیں و یہ واجب ہے کہ شہر کے ہر محلہ اور مسجد  
میں ایک عالم ہو کہ لوگوں کو دین کی باتیں سکھائے و رسی طرح ہر محلہ میں ایک عالم کا ہونا واجب ہے و جو عالم کہ  
اپنے فرائض میں سے ناسخ ہو چکا ہے و فرض کنایہ کی اس کو ذمت حاصل ہے اس پر واجب ہے کہ ہر روز  
اس کے شہر کے دروازوں میں رہتے ہوں ان کے پاس جوئے اور ان کو دین کی باتیں اور شریعت کی غرضیں سکھائیں  
اور ہر سال مسافروں کے لئے جوئے سی میں سے کھائے ان کو واقفوں کے لئے نہ کہ ان کے لئے کہ وہ شرمندہ  
ہوتے ہیں و اگر دو منہج کے آدمیوں کو کر یک سکھائے وہ بھی چلا جائے گا تو باقی عرصہ کے ذمت  
تو اس پر ہے کہ جو کچھ اس نے سیکھا ہے اس سے اس کو بیکار نہ رہے و اگر کب غرض کرے نہیں ڈاڑھیں اور دینی کریں  
اور سب اس کے بیچ ایک سیدھی گزریں









کرتے ہیں جن سے وہ ملا کی صورت اور سناٹیں و امرا پر انکار کرنے کی کیفیت معلوم ہو ان حکایت میں سے یہ کہتے  
 صوفی کہنے کا معنی فرما ہے ان کا برقیہ کو تب نہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پڑھائے کہ وہ اس  
 حکایت کو روئے فیوں بیان کیا ہے کہ میں نے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ تم میری کون سی بات  
 کہی مدد کرتے تھے میں آپ کو جو تعلیمیں انہوں نے دی ہیں ان میں سب سے زیادہ تم نے کون سی دی  
 انہوں نے فرمایا کہ میں قریش کے پاس ایک روز گیا اور وہ تہذیب کے جمع تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کی تذکرہ کیا اور کہا کہ جن صاحب ہم نے اس شخص سے کیا یہ کبھی نہیں دیکھا کہ ہمارے ہاتھوں کو اس نے  
 بلے و قوت کہا اور پشتوں کو نکالیں دیں اور ہمارے دین کو بڑا کہا اور ہمارے فتنے کو بہتر کر دیا اور ہمارے عبودوں  
 کو فتنے سے سست کیا ہم نے بڑی بڑی باتوں پر صبر کیا یا اور کچھ انہوں نے ذکر کیا وہ یہ کہ یہی ہے جس نے  
 آسمان میں ان کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور چلے آئے یہاں تک کہ وہ سود کو بوسہ  
 دیا پھر نہ کعبہ کی اوقات کرتے ہوئے ان کے پاس کو گئے تب آپ ان کے پاس ہوئے تو انہوں نے کہا کہ وہ  
 پوچھا کہ اس کا اثر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروں میں کیا کیا اور وہ فرمایا کہ میں نے  
 پیروں میں ان پر کئے تھے تو پھر قریش نے دلیلی کہہ کہا اور میں نے آپ کے پیروں میں کیا کیا میں اس کا اثر دیکھ  
 رہا تھا آپ چلے گئے اور ہمیشہ سے پیروں میں ان کے پاس کو گئے تو پھر انہوں نے ویسا ہی کیا وہ بڑا عجیب  
 کہ آپ کئے ہوئے اور فرمایا کہ سنتے ہو اے گروہ قریش قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے  
 میں تمہارے لئے ذبح لایا ہوں۔ یعنی دین تم کو موت کی طرف لگا رہا ہے یہ سن کر سب نے گر نہیں پڑیں اور  
 ایسے چپ ہوئے گویا ہر شخص کے سر پر کوئی پرندہ بیٹھا ہے اور اس پرندہ نے وہ شکر کیا کہ جو شخص چاہے وہ  
 قریش آپ کی یاد دہانی دی وہی جو اللہ کہ بہت سے بہتر میں کو اس سے آپ کی تسکین کرنے کے لئے اور کہنے  
 کہ اے ہوتا سم آہ یہ تشریف لے جائیں کہ اگر آپ ہمارے نہیں غریب آپ تشریف لے گئے تب دوست  
 روز ہو تو پھر اللہ میں جمع ہوئے اور میں ان کے ساتھ ہی رہا آپس میں کہنے لگے کہ تم کو یاد ہے جو کہ تم سے  
 اس شخص کو پہنچا اور جو اس سے تم کو یہاں تک کہ سب مایہ تم سے وہ باتیں کہیں جن کو تم بڑے جانتے تھے تم نے اس  
 کو پوچھا یا وہ اسی ذکر میں تھا کہ آسمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمودار ہوئے پس سب کے سب نے  
 آپ پر کھڑکی جیسے کی اور چاروں طرف سے آپ کو غریب اور کہا کہ تم ہی ایسا کہتے ہو کہ ہی یہ فرماتے ہو  
 باتیں نقل کرتے تھے جن کو سنیے عبودوں اور دین کی برائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت سے  
 سن تھے آپ ان کا جواب فرماتے تھے کہ ہاں میں ہی ایسا کہتا ہوں پھر تو میں نے دیکھا کہ قریش کے  
 اس کو پھر ہی نے لکھا وہی بیان نے چھٹی بیان کی ہے اور اس کو پھر ہی نے لکھا یہ ہے۔





کسی دنیا یا تقیہ کے بائیں یہ کس وجہ سے آپ نے جائز سمجھا آپ نے فرمایا کہ نجد میں وہ جہاں سے مال میں کیا تہمت  
 ہے نے ہا اس کا حال ہیں اب آپ سے بچے دیتا ہوں کہ ان کا دستور یہ تھا کہ جب ثلبہ پڑھتے تو خدا سے دعا  
 کی حمد و ثناء کر کے درود پڑھتے پھر آپ کے لئے دعا مانگتے ملتے نجد کو ان کی اس حرکت پر غصہ آیا میں سمجھتا کہ  
 ہو گیا اور کہا کہ تم کو مسجد لیتا کہ وہیں ان نہیں کہ حضرت عمرؓ کو فضیلت دیتے ہو انہوں نے کئی جمعہ میں یہی کیا پھر  
 آپ کی خدمت میں میری شکایت لکھ بھیجی حضرت عمرؓ فرمایا کہ یہ حال سن کر بلا نتیجہ روئے گا اور جتنے گئے  
 کہ نجد تو جہاں سے مال کی بہ نسبت زیادہ توفیق یافتہ و راہ یاب ہے پھر فرمایا کہ جہاں تو میرا تصور موقوف کرنے  
 کا خدا نے تعالیٰ تیرا تصور موقوف کرے میں نے عرض کیا کہ تم کو خدا نے تدانی موقوف کرے یا میرا مومنیں آپ  
 بے اختیار روئے لگے اور کہنے لگے کہ خدا ابو بکرؓ صدیق کا ایک روز و شب عمرؓ اور ابن عمرؓ سے بہتر ہے کہ  
 میں نجد سے اس رات و روز کو کہہ دوں میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ صدیق اکبرؓ کی رات تو وہ ہے  
 کہ جب حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ و آلہ وسلم نے مکہ سے نکلنے اور مشرکوں کی ایذا سے بچنے کی بات تو آپ رات کے وقت  
 نکلے اور حضرت صدیقؓ آپ کے ساتھ ہوئے اور میں بھی آپ کے آگے چلتے تھے اور کبھی پیچھے اور کبھی دبانے  
 اور کبھی بائیں حضرت صلعم نے ان کو فرمایا کہ ابو بکرؓ یہ کیا بات ہے میں تو نہیں جانتا کہ تم نے کسی سے کیا ہو  
 آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میں یاد کرتا ہوں کہ کوئی کافری نہ بیٹھا ہو تو آپ کے  
 آگے ہو جاتا ہوں ورجو دو کہ کوئی مال کرتا ہوں تو پیچھے ہو جاتا ہوں اور دبانے یا پیچھے آپ کی مخالفت کے  
 لئے ہوتا ہوں کہ نجد کو آپ کی طرف سے خوف لگا ہوا ہے خدا رات بہ رات حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ و آلہ وسلم سے  
 کہا کہ آپ کی آنکھوں کے بل چلے یہاں تک کہ وہ گھس گھس گئیں جب حضرت صدیقؓ نے آپ کی آنکھوں کا یہ حال  
 دیکھا تو آپ کو اپنے شان پر ہنس کر دوڑے یہاں تک کہ جہل ثور کے غار پہنچے کہ آپ کو تار و درخشاں کیا کہ نہیں  
 جہاں اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا آپ اس میں نہ آیا ہے جب تک میں نہ ٹھس لوں کیونکہ کہ کوئی  
 چیز اس میں ہو تو اس کا فضلہ رنجہ کو ہو آپ کو نہ ہو یہ کہہ کر حضرت صدیقؓ غار کے اندر گئے ورجب اس میں کہ  
 نہ دیکھا تو حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ و آلہ وسلم کو اٹھا کر اس کے اندر لے گئے ورنہ میں کہہ دوں کہ میں جہاں  
 وہ چھوٹے تھے حضرت صدیقؓ نے اس میں اپنا پاؤں لے دیا اس ڈر سے کہ کہیں کوئی چیز اس میں سے غصہ کرے کہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا نہ لگے ان کو ایک سانپ نے کاٹ لیا آپ کے آنسو درد کے مارے سے دونوں رخسار  
 پر جاری تھے اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ و آلہ وسلم ان کو رشتہ فرماتے تھے کہ بھائی! قصور ان سے نہ معنی  
 یعنی نہ مت کہو کہ اللہ تعالیٰ جہاں سے ساتھ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیقؓ کے لئے تسکین برپا کر دی

ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ نے اس کو نقل کیا ہے بروایت صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ باغات و دیگر





تھے تب عدو و لیر سے قریب ہوئے تو فرمایا سلام میک یا ولید خدیو دربان پر بہت نفقہ ہوا کہ کہ بہت ہی  
 نے تجرت کہا تھا میرے پاس ایسے شخص کو لایا جو مجھ سے قریبی ہائی کہے تو ایسے شخص کو لایا کہ اس کو یہ بھی نہیں  
 نہ آیا کہ جو نام اللہ تعالیٰ نے میرے لئے پسند فرمایا اس نام سے مجھ کو ایک ست دربان نے کہا کہ ان کے سوا ورنہ  
 میرے پاس نہیں آیا۔ پھر خدیو نے ان کو فرمایا کہ بیٹھے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کر۔ انے وہ منجھہ لئے  
 ہی نے ایک روایت اس کے ساتھ یہ بیان کی کہ ہم کو خبر پہنچی ہے کہ بہنم میں ایک سودی بہت ہیں کہ نام بہنم  
 ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اس تکہ کے لئے رکھا ہے جو اپنے حکم میں غلام کرے اس قول کو سن کر ولید نے ایک  
 پہنچ ماری اور یا تو دروازہ کی دلی کے پاس بیٹھا تھا یا پشت کے پل سے بوشی ہو ورنہ ان خانہ کے نزدیک نہیں  
 کر پڑا تھا۔ تب بن عبد العزیز نے اس سے فرمایا کہ تم نے میرے مؤمنین کو مار ڈالا۔ وہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر  
 خوب زور سے دیا اور کہا کہ اے گھر یہ حال واقعی ہے پھر ان رائے کر چپہ گئے۔ پھر بت تیری عبد العزیز نے  
 مروی ہے کہ ان کے ہاتھ دبا دینے کا اثر جو کوئی برسی رہا کہ میرا ہاتھ دکت رہا۔ اور ابن ابی شیبہ نے جو کہ اس  
 میں موضوع و معروف ہے عبد الملک بن مروان نے پای کے عبد الملک نے ان سے کہا کہ پھر فرمایا سید  
 انہوں نے فرمایا کہ کیا کہوں یہ تو تم جانتے ہو کہ یہ کون کون سا ہے وہ اس پر وہاں ہوتا ہے پھر اس کو  
 کے ہوا۔ تعالیٰ کے واسطے ہو تب الملک رو پڑا پھر کہا کہ خدیو نے تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ وہ ٹوٹ کر حوضہ سے  
 ایک دو سہنہ کو نصیحت اور وصیت کرتے پتے آئے ہیں انہوں نے کہا کہ یا میرے مؤمنین قیامت کی آگ  
 ہی کی تھی کے لئے ہیں پھنسے دریا ک کو من غنہ کرتے۔ یہ بہت نہایت کے گروہ لوگ بہنوں نے اپنے  
 نفس کو بھنی کر کے ترقی کی کو راغی کیا۔ عبد الملک سے پھر رو کر کہا کہ میں ان کا مات کو ہا شیبہ بنی زبیر نے کہ  
 ہنگاموں کے ساتھ انہوں کی حسن رکھوں گا۔ اور ابن ابی شیبہ نے جہاں کے بعد دروازہ کے قریب  
 تو ہم سب کئے اور سنت میں بہت سی سہنہ تھیں۔ شہادت کے لئے جہاں کی تھیں اور مر حبا کہ  
 ایک کریں ملک کر اپنے قریب کے پاک پہنچی اور ہی پھر آپ کو ہنس یا کہہ ہم سے ذکر دہر دہر کر کے  
 ورسول کریم با کہ اتنے ہیں حضرت علی کریم اللہ و جہہ کا ذکر کر کے آپ کی بڑائی کرنے اور ہم بھی اس  
 کی باتیں ہاں مالتے ہیں اور اس کے خوف کے لئے بجز تسلیم کے اور چہ نہ کہتے تھے اور حسن انہری نے اس  
 دانت کے دبا ہن موشی بیٹھ تھے جہاں نے ان سے کہا کہ آپ نہ موش ہیں آپ نے فرمایا کہ میں کچھ نہیں کہہ  
 سکتا اس نے کہا کہ آپ اپنی رائے حضرت علیؑ کے باب میں مجھ سے بیان کیجئے آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **و ما جعلنا لک قبلہ** حق کنت مدینہ الامم و رسول من یقتد بہ

عقبہ و کانت ذلک یقیناً علی الذین ھدای منہ و ما کان منہ فی شیعہ یہ منکر و مدح بالذات  
 (حاشیہ اللہ معنی ہما)







[illegible]



واسطے کہا اور ہم نے اس کی پاسداری سے کہا اور میں نے اس روز سے عہد کر لیا کہ کسی نہ کسی کے پاس نہیں  
 بھول گا کہ اس کی طرف داری کروں۔ اور محمد بن واسعؒ بول بن ابی بردہ کے پاس گئے اس نے ماش کیا کہ  
 تقدیر میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے ہمراہ میں اہل قبور ہیں ان کی حالت سوچو اس  
 خیال میں تم تقدیر کا حال پرچینا کبوں جاؤ گے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میرے چچ محمد بن علی نے کہا کہ میں  
 خلیفہ ابو جعفر منصور کی مجلس میں تھا اور اس میں ابن ذریبؒ بھی تھے اور حسن بن زیدؒ کہ مدینہ منورہ موجود  
 تھا کہ اس اثنا میں غناری قوم آئی اور حسن بن زید کی کچھ شکایت خلیفہ سے کی حسن نے کہا کہ اے امیر مؤمنین  
 ان کا حال ابن ابی ذریبؒ سے دریافت فرمائیے کہ یہ کیسے لوگ ہیں خلیفہ نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ قوم یوں  
 کی بیشک عزت کرتی ہے اور ان کو بہت ایذا دیتی ہے خلیفہ نے غناریوں سے کہا کہ تم نے سنا کہ کیا کہتے ہیں انہوں  
 نے کہا کہ آپ ان سے حسن کا حال بھی پوچھنے خلیفہ نے پوچھا کہ اے ابن ابی ذریبؒ حسن کے باب میں تم کیا کہتے ہو آپ  
 نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ناحق حکم کرتا ہے اور اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے خلیفہ نے حسن سے کہا  
 کہ تم نے سنا کہ تمہارے باب میں کہا جاتا ہے کہ ابن ابی ذریبؒ مدینہ منورہ میں تھے کہ اے امیر مؤمنین ان سے  
 اپنا حال تو دریافت فرمائیے۔ خلیفہ نے آپ سے پوچھا کہ یہ سے باب میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ یا کہ میں سے غایت  
 معاف رکھتے خلیفہ نے کہا کہ تم کو قسم ہے خدا کی ضرور کہو آپ نے فرمایا کہ تم قسم نہ دے کر مجھ سے پوچھتے  
 ہو گویا اپنا حال تم خود نہیں جانتے خلیفہ نے پھر اصرار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے  
 یہ ناحق طور پر نہیں لیا ناحق لیا اور ان لوگوں میں صرف کیا جو اس کے اہل نہ تھے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ  
 دروازہ پر کھینچا ہوا ہے یہ سن کر منصور اپنی جگہ سے سرکا یہاں تک کہ ابن ابی ذریبؒ کی گردن اپنے ہاتھ سے  
 بکڑی اور کہا کہ یہ درکھو کہ گھر میں یہاں نہ بیٹھ ہو تو فرس اور روم و ریشم اور ترک یہ جگہ تم سے چھوڑ دو  
 ابن ذریبؒ نے کہا کہ یا امیر المؤمنین حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ فریق بھی تو حاکم تھے اور انہوں نے ان کو اتنا  
 طور پر وصول کیا در برابر تقسیم کیا اور فرس اور روم کی گردنیں بکڑ کر ان کی ناکیں رگڑ دیں منور سے آپ نے  
 گردن چھوڑ دی اور رخصت کیا کہ بخدا اگر میں یہ نہ جانتا ہوتا کہ تم سچ کہتے ہو تو تم کو مار ڈالتا۔ ابن ابی ذریبؒ نے  
 کہا کہ واللہ یا امیر المؤمنین کہ میں تمہارے فرزند مہدی سے بھی زیادہ تمہارا خیم خواہ ہوں۔ ابن ابی ذریبؒ  
 منصور کی مجلس سے نکلے تو سفیان ثوریؒ ان کو ملے اور کہا کہ جو کچھ تم نے اس دن سے غلو کی چیز کو خوش معلوم  
 ہوئی لیکن مجھ کو یہ کہنا تمہارا بڑا معلوم ہوا کہ تم نے اس کے لڑکے کو مہدی کہا ابن ابی ذریبؒ نے کہا کہ خبر سنو  
 تمہاری مغفرت کہ میری غرض یہ نہیں تھی کہ مہدی مشتق ہدایت سے ہو بلکہ اس نظر سے مہدی کہہ رہا تھا۔











کہ داوید جب حکومت میں یہ خرابی ہے تو اس کو کون فقیہ کرے گا حضرت ابو ذرؓ نے فرمایا کہ وہ انبیاء کریمؑ  
 کا جس کی ناک اللہ تعالیٰ کاٹ لے اور اس کا رخسار زمین سے ملا دے ورنہ ایسی کہتے ہیں کہ اتنا سن کر منصور نے پٹ  
 رو مال منہ پر رکھ لیا پھر اتنا روید و رسید میں رہیں کہ بڑی کوئی روایا کچھ میں نے کہا کہ اسے میرے مومنین آپ کے  
 دادا حضرت عباس بن عبدالمطلب نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ وسلم سے حکومت کے معاملہ یا کثیف یا مین کی راجی  
 فحشی آپ نے ان کو رشاد فرمایا کہ تم بزرگوار آپ کے اپنے ننس کو مشقت سے دور رکھیں تو اس حکومت سے  
 بہتر ہے جس کو آپ محیط نہ ہو سکیں یہ آپ نے حضرت عباس کو اس سے فرمایا کہ تم بزرگوار کی غیر خواہی اور مشقت  
 کا متکنت تھا و حضرت عباس کو آپ نے یہ بھی خبر دی کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے میں کچھ کام نہ آؤں گا یعنی تب  
 آپ پر وحی ہوئی تو منذر غشیو قتل را قدر ہیں تو آپ نے حضرت عباس اور حضرت حنیفہؓ و حضرت فاطمہؓ سے  
 کو فرمایا کہ اسے عباس اور اسے حنیفہ چاہا ہو بھی بی مملی مدعیہ و آلہ وسلم اور اسے فاطمہ بھگرو غمہ محمد بنی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کی اللہ تعالیٰ سے میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا مجھ کو میرے منہ ہوگا اور تم کو تمہارا غم و حضرت عمر فاروقؓ  
 نے فرمایا کہ لوگوں کی حکومت کا کام اسی سے ہی آئے گا جو مشق کا مضبوط و رتد ہیر میں صاحب ہو کوئی برائی اسی کی  
 فی ہر نہ ہو ورنہ بہ خوف ہو کہ اپنی قرابت کی حیرت کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے باب میں کسی عمل کرنے والے  
 کی خدمت میں پیرا اٹھ نہ کرے ورنہ یہی حضرت فاروقؓ کا رشاد ہے کہ تم کہہ پا رہیں ایک وہ بت کہ خود بھی محنت  
 کرے اور اپنے کاموں سے بھی محنت لے تو اس کا حال ایسا ہے جیسا اللہ تعالیٰ کی رہا میں جہاد کرنے والا  
 اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی خدمت کا ہاتھ پیرا ہوا ہے دوسرا کہ وہ ہے کہ اس میں کسی قدر خدمت ہے وہ خود  
 تو مشقت کرتا ہے اور اس کے حال مزے اٹھاتے ہیں اس کے محنت کے سبب سے تو وہ تباہی کے کنارہ پر  
 ہے یہ کہ خدا تعالیٰ اس پر رحم کرے تیسرا کہ وہ ہے جو ماحول سے مشقت لے اور خود ساستش کرے تو  
 وہ قسم ہے جس کی شان میں حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر طرح کاموں کا ائمہ ہے تو وہ تنہا  
 پاک ہے پھر تو وہ کام ہے کہ خود کی جائے کرست وری کے مال ہی تو وہ سب پاک ہونے والے ہیں اسے یہ توکل  
 میں نے سن ہے کہ نہ سے جبرائیل علیہ السلام حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے و عرض  
 کیا کہ میں اس وقت آپ کے پاس حنیفہ ہوں کہ دھونکیں آتش و وزخ پر رہ کر دی کہی ہیں کہ تیرا منہ کے لئے  
 بھڑھائی باؤں سے پرانے فرمایا کہ یہ سب کچھ آتش و وزخ کی جان کر و انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے  
 بت دیا کہ اپنے نزدیک آئے اس کو سچ اپنی بنے مدینہ و مواعظ و درم و اس میں بی سوز و غم و مسکرات  
 عیدوں و عذراں میں بی سوز و غم و مسکرات عیدوں و عذراں میں بی سوز و غم و مسکرات عیدوں و عذراں میں  
 کوئی نہ ہوا نہ در کھا نہ ہر آئے میں دیکھیں کہ اسے ہر آئے میں دیکھیں کہ اسے ہر آئے میں دیکھیں کہ اسے





آپ کا منوں و مشکور ہوا اور اس نیت کو کہ نبیؐ میں نے قبول کیا اللہ تعالیٰ خیر کی توفیق دے اور میں ہر میری  
مدد کرے میں اسی سے مدد پاتا ہوں اور اسی پر کھنڈ و سائمت ہوں وہی میری کافی اور زندہ در پستہ ہو کر رہے  
ہستہ کہ آپؐ کو یہی ہی نظر نہ آتا ہے کہ آپؐ مقبول القول ہیں اور نیت سے  
آپؐ کی کوئی غرض متعلق نہیں ہے کہ کیا یہی کروں گا خدا مقرر ہے کہ یہی کرے گا یہی کہ منوں نے  
حکم دیا کہ آپؐ کے زواران کی کچھ سبیل کر دی جائے مگر وہی نے اس کو قبول نہ کیا اور نہ کیا کہ مجھ کو سنی  
و جنت نہیں اور نہ یہ منظور ہے کہ اپنی نیت کو دنیا کے مال کے عوض فدا نہ کر دوں اور نہ منظور کہ آپؐ کا  
مذہب معلوم ہو گیا تھا اس لئے زیادہ اصرار نہ کیا اور انہی باتیں کہتے ہیں کہ خبیثہ منظور کہ مفسدہ میں نہ رہے  
تو دور اندوہ سے آخر شب میں طواف کونکت و طواف اور نماز و کھڑی اور کسی کو مفسدہ نہ ہوتا ہے  
جس کو جاتی تو دور اندوہ میں ہیں اس وقت موزن آکر اس کو سنا کر مکتے اور نماز کی تکبیر دیتی تو لوگوں کو نہ  
پڑھتا یا کسیات سحر کے وقت حرم شریف میں گیا اور طواف کر رہا تھا کہ لشکر میں سن کہ ایک آدمی مترجم کے  
پاس یوں کہہ رہا ہے کہ ابی میں تو سے سامنے شکایت کرتا ہوں کہ زمین میں سرکشی اور فساد ہو گیا ہے اور  
نہ وہی حق حقہ روں میں نکل ہو گئے منظور یہ سن کر تجھ پہاں تک کہ اس کا قول سب سن رہا ہے وہاں  
نے کل کے مسجد کی ایک طرف میں بیٹھا تھا اور اس شخص کو لوایا ہی صد نے اس سے کہا کہ چور میرے مؤمنین ہوتے  
ہیں اس نے دو رکعتیں پڑھیں اور جبر سود کو بوسہ دے کر قاصد کے ساتھ چلا گیا اور منظور کو سنا کہ یہ منظور  
نے پوچھا کہ تم جو یہ کہتے تھے کہ زمین میں سرکشی و فساد ہو گیا اور قاصدوں کے حق میں فساد و فتنہ ہو گیا ہے  
کیا بات ہے میں نے جو یہ سن تو میں بتا رہا ہوں اور مجھ کو نہایت قبیح ہو اس شخص نے کہا کہ میں مؤمنین کہ  
آپؐ میری جان و مال کر دیں تب تو میں سب باتیں مع ان کی جہروں کے آپؐ سے کہہ دوں گا ورنہ تو  
میں اپنے ہی نفس پر اکتفا کروں گا کہ مجھ کو بھی کے دھند سے سے فراموش نہیں منظور نے کہا کہ تو جان سے  
موت نہ مرنے کا کہ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص میں تخیلی کئی ہے وہ اسی کے اور حق کے درمیان میں  
نہ اس اور سرکاری و فساد کی درستی کی مانع ہے وہ آپؐ ہی ہیں منظور نے کہا کہ کہ سخت مجھ میں ظلم کیسے آئے گا  
دیکھ میرے ہاتھ میں ہے ورنہ و شہری میں سے تہنہ میں اس نے کہا کہ میں مؤمنین بھٹی لیں تم میں جس کی ہے  
مجھ کو کسی میں اس قدر ہونی ہوگی دیکھ تو خدا کے فضل نے تم کو مسلمانوں کے مومنانوں اور مومنانوں کا  
مکرم کی حالت کے لئے کہ تم ان کے میں حاکم سے نکل ہو کر ان کے مال جمع کرنے میں پڑے اور  
پہلے اور ان کے درمیان پڑے اور ان کی راجہ کی وجہ سے کے درویشوں سے در پستہ در بان متا کے  
در پستہ آپؐ کو ان مظلومان میں مجھ میں کہ یہاں مسلمان تھے پس نہ تھے اور اپنے مالوں کو مالوں کے لئے





بیش کر کے انصاف ہو جاتا تھا وہ بعض اوقات آدمی ملکوں کے دو حصے کر کے سے کر بار شاہی دروازہ پر لے جاتا  
 لکھتا تھا کہ اسے سلام و آؤ تو سب اس کی طرف دوڑتے تھے اور پوچھتے تھے کہ جسے کیا ہو اور اس کا قصہ و سبب  
 شہابی میں بیش کر کے اس کا انصاف کر لیتے تھے ورنہ یا میرا بیٹا نہیں جین کی زمین میں منکر کرتا تھا ورنہ اس  
 میں ایک بار شاہ تھا ایک بار تو میرا گذر دوسرا ہو تو وہ بار شاہ بہ ہر ہو کیا تھا اپنی قوت و سامعہ کے جاننے سے  
 وہ رونے لگا و بیروں نے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں خدا نہ کرے کہ آپ روئیں اس نے کہا کہ میں بہ ہر ہر  
 اس لئے روتا ہوں ہر چند کہ کو اپنی نسبت پر رنج نہیں مگر بہ تر دوست کہ قصور و زور کہہ لیتا کر سے ہر  
 میں اس کی آواز سنوں گا کچھ اس نے یہ کہا میرے کان جاتے رہے تو کیا ہو امیہ کی آنکھیں تو موعود ہیں مرنے  
 میں منادی کر دو کہ کوئی سرش نہاس نہ پہنچے نہ وہی پہنچے ہو قصوم ہو پھر وہ بھی شام ہاتھی پر سو رہا ہو کر رہا  
 کرتا تھا کہ کوئی نہ دیکھتا تھا تو اس کا انصاف کر کے اسے امیر المومنین مت مہمان بنے کہ بار شاہ جس نے  
 ہو کر اس طرح کی منایت و رحمت مشرکوں کے حال پر رکھنا ہے اور سلطنت میں اپنے نفس کے خیال پر ترس  
 کرتا ہے و رحم اللہ تعالیٰ پر یہ مان رکھتے ہو اور نیز فیہ ندا علی اللہ عیہ و آلہ وسلم کے پہاڑی و درجوتم کو مسلمان  
 پر مہربانی غالب نہیں ہوتی اور اپنے نفس کے خیال پر ترس نہیں کرتا اور قہار باطن پروردگار سے ملنے کے لئے کہ  
 باتوں میں سے ایک کے لئے جمع کرتے ہو اور یہ ہو کہ میں اپنے لڑکے کے لئے جمع کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اسے  
 بہت سے باب ہیں غیبتیں دکھادی ہیں کہ جب بچی ماں کے بیٹ میں سے لگتا ہے تو وہ لڑکے میں ہر اس کا کوئی  
 نہیں جس پر کسی نہ کسی ہمسک کے باقر کا قبضہ نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ اس پر یہ منایت کرتا ہے یہاں تک کہ بچوں کی  
 رنیت اس کی تہمت نہ جاتی ہے ورنہ کچھ اس کو مہلت وہ آدمی نہیں دیتے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو اس سے دور  
 بھی نہیں کہ تم کو یہی شریعت ہو کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے مہلت کرتا ہے اور اگر وہ میں اس سے  
 جمع کرتا ہوں کہ اپنی سلطنت کو مضبوط کروں تو اس میں ہی اللہ تعالیٰ نے تم کو گذشتہ وگوں کی خبریں دکھادی ہیں کہ  
 نہ اسیم نبوں نے جمع کیا تھا ان کے کچھ کام نہ آیا اور جہ و شتم و مہتیا اور سواری سب سے دور ہو گئے ورنہ  
 کو تم کو اس طرح ملک کرنا منظور ہو تو اس سے کچھ حرج نہ ہو کہ تمہارے پاس ورتہا رہے ہاتھوں کے پاس اس میں  
 ورنہ کہہ کہ ماں اس لئے جمع کرتا ہوں کہ جس حال میں اب ہوں اس سے زیادہ عمدہ خوب ہاتھ آئے تو اس کو  
 رکھو کہ جس مرتبہ پر تم سب ہو اس سے بڑھ کر ہو مرتبہ سے زبردن ان مصالح کے حاصل نہیں ہوتا اسے یہ ہوا  
 بھی تمہاری کو قتل سے زیادہ بھی کوئی نہ دیتے ہو غیبت نے کہا کہ نہیں اس شخص نے کہا کہ چھوہا کہ خدا نے تم  
 نے تم کو دیا ہے اور دنیا کا مال کیا ہے اس لئے کہ یہ روئے خدا سے تھیں تو اپنے ساتھیوں کو قتل کی سزا نہیں دے  
 بلکہ مذہب و مہلت ابدان ہر پہنے کی سزا دیتا ہے وہ ہی تمہارے دلوں کو نرم و رحیم کر کے ہاتھوں کو نرم کر دیتا







بندہ نامہ بارون رفیع میر مومنین کی طرف سے اس کے بھائی سنیان بن سعید ثوری کو بہرحال و نعمت و سلام  
 کے معیوم ہو کہ برادر میں شہر تعلق نے چھان و حوں کے درمیان میں بھائی چارہ مقرر فرمایا اور اس بھائی چارہ  
 کو اپنے لئے اور اپنے باپ میں ٹھہرایا اور چونکہ وہ میں نے تم سے جو بھائی چارہ کیا ہے اس کا رشتہ منتقل نہیں کیا  
 اور نہ آپ کی دوستی توڑی بلکہ اب تک مجھ کو آپ سے فتنہ بہت دور کس عقیدہ حاصل ہے اور کمرہ وقت کا بار  
 میں کی کہانی میں شہر تعلق نے ڈھنگا تو میں آپ کی خدمت میں کشتوں ہی چوں کہ آتا کیونکہ میرے دل میں آپ کی محبت  
 سب سے زیادہ ہے اور آپ کے دوستوں میں سے کوئی ایک نہیں رہا جو مجھ کو مہربان رک باز دینے نہ آیا ہو اور میں نے  
 بہت سے لوگوں کو بڑے بڑے غم میں قدر دینے کہ یہی کشتوں کو ٹھٹھاک اور دل کو فرست دینی کہ جب  
 آپ نے تھک دینے میں دیر کی اور اب تک قدم رنج نہ فرمایا تو میں نے یہ خط اپنے تخت استیقامت سے آپ  
 کی خدمت میں روانہ کیا اور اسے جو عہدہ شہر تعلق کو معلوم ہے کہ یہاں ہمارے لئے کاٹا ہوا ہے یا جسے تو جب یہ  
 متعلق نامہ آپ کے پاس پہنچے تو زور و زور آپ قدم رنج نہ فرمائی کہ جب بارون نے مجھ کو آپ کو جو لوگ اسکے  
 پاس ہو رہے تھے ان کی خدمت میں متوجہ ہو کر کہ کوئی خدمت نامہ ہر کی خیر رکھو کے مگر سب کے سب خدمت سنیان ثوری  
 کو جانتے تھے اور آپ کی خدمت میں اپنی کو پہچانتے تھے اسکے بعد اس نے نہ کر سکتا تھا کہ اس نے کہا کہ ایک شخص کو دربار میں  
 میں سے سب کو روکنا نہ ہوتا تھا بلکہ کسی نامہ یا کسی شخص کے لئے بھی اس نے نہ روک دیا اور نہ اس نے  
 سے باہر میں داخل ہو کر کہتی تھیں اور کا قبیلہ دریافت کر چھوڑ سنیان ثوری کا حال پوچھا اور جب ان سے بات ہو  
 تو یہ میرے نام کو جو وہ میرا ورثہ دار اپنے کان اور دل سے بتو حال ان کا جو ذرا زیادہ رکھتا ہے سب رخصت ہیں  
 سے کہنے کی وقت نہ دیکھتے مست کون و زمین و آسمان مجھ سے کمر بہت عباد میں خطا کو لے کر منہ ان سے کہہ دیا کہ جب  
 اور غنیمتیں پہنچا اور قابیل ثور کو بلایا پوچھوں کہ بتا دیا یہ خدمت سنیان کا حال یہ کہ اس نے کہا کہ مجھ کو بھی کشتہ  
 رکھتے ہیں مگر دیکھتے ہیں کہ میں نے سپرد کار منہ ایسا ہے کہ جب آپ نے مجھ کو دیکھا تو اس نے کہا کہ میں نے اسے  
 بتایا کہ میں نے اسے درجہ کی غنیمت مرد و دستہ زراہی ہوا تھیں کہ پندہ ما ٹھٹھاکوں اس آئے اسے سنا ہے  
 پاس خبر کے سنا اور کسی طرح آؤ سے آپ کے ان اسکا نے مجھ پر ایسی تاثیر کی کہ میں اب تک ہو گیا کہ جب آپ نے مجھ  
 کو دیکھا کہ مجھ کے دروازہ پر سواری سے تھر تو آپ نے نہ چڑھنے لگے نہ کسی نازک وقت نہ تھا میں نے پنا  
 کھوڑا سپرد کے دروازہ سے باندھ کر اندر قدم رکھا دیکھ کہ آپ کے جیسے گردن جھکے تھے بیٹھے ہیں گویا چور ہیں  
 کہ نہ ہر بادشاہ چاہتا ہے اور اس کی سزا سے ڈرتے ہیں میں نے سہم کیا تو کسی نے سر جھک کر مجھ کو نہ دیکھا نہ  
 چہرہوں کے شہرہ سے سہم کا جواب دیا میں چکر کھڑا ہو گیا کسی نے مجھ سے نہ کہا کہ بیٹھ جاؤ ورنہ ان کی بیہوشی سے  
 مجھ پر سزا دیکھتے ہیں کہ ان کو تاکا اور سوچا کہ سنیان ثوری یہی بزرگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں نے خدا کو





کی منت بہت پید کی پھر اپنے عالم سپاہیوں کو دروازہ اور پردہ کے پاس بٹھا دیا کہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور  
 نصرت نہیں کرتے خود تو شراب پیتے ہیں اور جو کوئی پئے تو اسکو مارتے ہیں اسی طرح آپ زنا کرتے ہیں اور  
 دوسرے زانیوں کو مارتے حد لگاتے ہیں اور خود چوری کرتے ہیں اور دوسرے چوروں کا ہاتھ کاٹتے ہیں یہ  
 شریعت کے کام تو یہ ہیں کہ تمہارے ساتھیوں پر نہیں ہیں در لوگوں پر جاری ہوتے ہیں تمہارے زمرہ پر نہیں ہوتے  
 اے بدرون کال کیا ہو گا جب ایک پکا رسنہ والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا کہ اللہ عزوجل نے تمہارا  
 دوزخ جہنم میں ڈال دیا ہے کہ تمہاری قوم کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا اس صورت  
 سے تمہارا ہاتھ تمہاری گردن میں بند ہے ہوں گے اور ان کو بکھر تمہارے سے بدل کے اور کوئی نہ کہو اس کا اور  
 دوسرے سے تمہارے گرد ہوں گے اور تم ان سب سے سردار ہو کر سب کو دوزخ میں لے جاؤ گے اے  
 بدرون کو ہاتھ اس میں میرے سامنے ہے کہ تمہاری گردن پکڑ لی گئی اور قیامت میں پیشی کے مقام پر حاضر ہو  
 گئے اور تم اپنی نیکیاں دوسرے کے بلکہ حسدات میں دیکھ رہے ہو اور اپنی برائیوں کے سوا غیروں کی برائیوں  
 لپٹ رہے ہیں اور کہتے ہو کہ نصیبت پر نصیبت اور اندھیرے پر اندھیرا ہے پس اے بدرون میری وصیت یہ ہے کہ  
 دوزخ قیامت میں لے کر کوئی اس پر کار بند ہو اور جان لو کہ میں نے تمہاری غیر خواہی کی اور کوئی دوزخ نصیبت  
 باقی نہیں چھوڑے گا تو اپنی نصیبت کے باب میں خدا تعالیٰ سے ڈرو اور آئندہ نیکو اعمال سے مشغول رہو  
 آپ کی امت کے باب میں رکھو اور خدا تعالیٰ کو ان پر بھی ظن کرو اور جان لو کہ اگر نہ نیکو اعمال کے پاس  
 رہا تو قیامت میں سب اس نے بھڑپا اور یہ تمہارے پاس سے بھی جائے والی ہے اسی طرح دنیا سب لوگوں کو  
 ایک پاک کر کے لے جاتی ہے تو ان میں سے بعضوں نے تو ایسا تو مشنہ کر لیا تو اس کو مفید ہو اور بعض  
 لوگ اپنی دوزخ غرمتوں میں شمار دے رہے ہیں اور میرے کلمات میں یہی ہے کہ تم بھی انہیں لوگوں میں شمار  
 جن کو دنیا اور آخرت دونوں میں خسار ہو اب خبردار اس کے بعد کو کوئی غرمت نہ کرنا ورنہ میں اس  
 کا جواب تم کو تحریر کروں گا جو اس میں غرمت ہے کہ اس شخص کو مگر احد بدوں تمہارے اور مہر لگائے گی  
 طرف بیک دیا ہیں اس کو لے کر کوہ کے بازار میں آیا وہ آپ کی نصیحت پر غور کر کے کئی تکی میں باز رہیں  
 بازار کے کوہ والو مہر لگائے ہو کہ کوہا کہ فرمائیے میں نے کہا کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ سے جہاں کی چیز  
 کی طرف اس نے رجوع کیا کوئی تم میں سے اس کا خریدار ہے لوگ میرے پاس روپے اٹھ روپے لائے ہیں  
 نے کہا کہ مجھ کو اس کی بہت نہیں بلکہ ایک موٹا جموٹا نیوٹ کا کرتا اور ایک کھلی چاہتا ہوں لوگوں نے مجھ کو  
 روپے چھڑائیے نا میں نے ان کو پہنایا اور وہ بس کہ خریدنے کے ساتھ پہن کرتا تھا تاہم وہ دوزخ میں رہے

۱۲ جمع کرو گناہگاروں کو اور ان کے جوڑ والوں کو





بدو نے کہا کہ تم نے بہت خوب کہا ہے بہنوں کو کہ خدا مویا بہنوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی شخص سے یہ  
 بات کسی کو دے دیں اگر دو کہ مجھ کو اس کی جنت نہیں بدو نے کہا کہ اگر تمہارا ذمہ ہے تو تمہیں ہو تو ہمہ و اگر وہیں  
 فرمایا کہ مگر خدا میں بہت ہیں سب کا اس پر اتفاق ہے کہ دین کو اگر وہیں سے راستہ نہیں بدو نے  
 کہا کہ ہم تمہارے لئے اتنا مقرر کر دیں کہ تمہاری قوت کو کافی ہو بہنوں نے پناہ مانگی کہ وہ فتنہ  
 کر دیا کہ اسے امیر المؤمنین میں اور تم دونوں خدا کے تقدیر کی کیا ہیں کہ میں تو دل بہتہ کہ وہ تم کو یاد  
 رکھے اور تم کو بہنوں کے پاس پھر بدو نے پر دھڑک کر چل گیا اور جو عباس بن شعیب بن علی بن مومن کی نوادہ ہیں  
 سے کہتے ہیں کہ میں عمارت میں سے پاس گیا ورنہ اس نے کہا کہ آپ نے اپنے نفس سے ہی یہ کہتا ہے کہ  
 یہ کہیں ہوتا ہے میں نے کہا کہ اب کیا جان سے فرمایا کہ بات تو میں اپنے حال کو چھپاتا ہوں ایک آیت قرآن مجید کی  
 بڑھتا ہوں تو اس میں بھی نکل کرے ہوں کہ میرا نفس نہ سنے اور تمہیں کو اس میں نہ ور نہ غالب ہو جاتا تو اس کو  
 خبر نہ دے اور میں ایک رات اپنی خدا میں میں تھا کہ اتنے میں ایک جوان خود چور سے اندر ہو گیا اور مجھ کو  
 منہ پر کر کے میرے سامنے بٹھ گیا میں نے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا کہ میں ایک مہاجر ہوں جو ایک عورت کے  
 میں عبادت کرتے ہیں ان کے پاس بھایا کرتا ہوں میں تم کو کہ خدمت کرتے نہیں دیکھتا تھا کہ میں کیا کہتا ہوں  
 کہ چھپانا مہاجر ہوں کہ وکشتش فواید کی اس نے ایک بیخاری کہ مشرق اور مغرب کے درمیان میں مجھے کوئی نہیں معلوم  
 ہو تا کہ اس کی خدمت یہ ہے کہ میں نے کہا کہ اس کو کہہ دو کہ وہاں تو ہیں اس نے کہا کہ تم کو معلوم نہیں کہ میں وہاں اپنے  
 احوال چھپاتے ہیں اور اپنے اندر ان پر نہیں کرتے ورنہ ان کے قتل کے وہاں سے خود ان سے ہی مخفی  
 رہتا تو ان کو ان کا حال کہاں سے معلوم ہوتا ورنہ تو کیسے پہچانتا اس نے کہا کہ یہ ایسی بات ماری کہ نہ ہو ش ہو یہ اور  
 میرے پاس دو روز مدہوش رہا پھر نہ تھا تو پڑھے اس کے بول پر نہ سے نہیں ہو سکتے تھے میں نے سہیہ اس  
 کی غسل جاتی رہی میں نے اس کو یہ جان نہ ل کر دیا کہ یہ میرا کس ہے میں نے کہا کہ اپنے نفس پر غور کی  
 اب تو غسل کر ورنہ زکی قتل کر اس سے پانی نہ لے ورنہ اس کے نماز پڑھی اور اس پر سے میں میں ہوا باہر کو چل  
 میں نے کہا کہ پاس کا ارادہ ہے اس نے کہا کہ میرے ساتھ چلو میں ساتھ ہو یہ وہ چاہتا تھا کہ مومن کے  
 پاؤں کہا اور اس کو سنا کہ وہ کہتا ہے اور اگر کوئی لڑکچوں کے میں لڑکچوں اور اس سے باہر تہذیب  
 کرواں تو خدا کے تقدیر سے مستغنیہ کرتا ہوں یہ تو خدا کی سے نہیں ڈرتا اس باہر میں کہ تمہیں کو اس کا ایک کب  
 ہے نہ بہت سی نصیحت کر کے باہر نہ چلا اور میں دیکھ رہا تھا کہ مومن اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تو  
 ورنہ اس نے کہا کہ میں ایک عیال ہوں میں نے اپنے ہائے کے صدیقوں کے احوال میں فکر کیا تو اپنے  
 نفس میں ان احوال کا بہتہ نہ پایا اس لئے تیری نصیحت کو مستعمل ہو کہ شاید نہ دیکھوں بلکہ وہاں مومن نے



اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا چند چند وہ اس کی ٹانگیں لپٹ ہو اُمتوں باہر نکلا گیا اور میں دروازہ پر بیٹھا تھا اور پاس  
منادی کہتا تھا کہ جو اس کا وارث ہو وہ اس کو لے جاوے میں نے سختی ہو گیا اور اس کو غلغلے سے کر دینے کو دیا  
دفن میں بھی شریک رہا میں نے اس سے اس کا حال نہ کہا بعد دفن کے میں گورستان کی ایک مسجد میں ٹھہر گیا وہ  
جوان کا غم میرے دل میں تھا کہ اتنے میں میری آنکھوں میں گئی کیا دیکھتا ہوں کہ وہ جوان اسی لونڈیوں میں بہت  
کہ میں نے ان سے زیادہ خواہجہ رت نہیں دیکھی تھیں اور مجھ سے کہتا کہ اے عمارت قسم جسے خدا کی تو وہ چھپنے  
والوں میں بہت ہے جو اپنے حال چھپاتے ہیں اور اپنے رب کی ان غفلت کرتے ہیں میں نے کہا کہ وہ وہاں ہیں  
اس نے کہا کہ اسی دم مجھ سے ملیں گے پھر میں نے کچھ پر اسوہوں کو دیکھا اور ان سے کہا کہ تم کون ہو انہوں  
نے کہا کہ اپنے حال کے چھپنے والے ہیں سی جوان کو تیری اطلاع دے کر حرکت دی گئی اس کے دل میں جو کچھ لکھنے  
بیان کیا تھا اس میں سے کچھ نہ تھا اس لئے وہ مروی کے واسطے لکھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی سے سنا تھا  
اور اس کی خاطر اس کے قاتل پر غصہ نہ آیا اور حمد بن براہیم مقرر کی جاتے ہیں کہ ابوالحسن ثوری مرفطوں کہرتے  
اور بے فائدہ بات کا سوال نہ کرتے درجس چیز کو ان کو جنت نہ ہوتی یہی تفتیش نہ فرماتے درجس کسی منکر  
دیکھتے تو اس کا بکاؤ ڈالتے کو جان ہی کیوں نہ جانتے یک روز ایک پشتمہ پر ہو مشرقہ ملا میں کے نام سے مشہور  
بہ نماز کے لئے وٹو کرتے تھے کہ ایک کشتی میں جس میں تیس منے تھے ہر ایک پر دھونی سے اندر سے ایک  
ہوا تھا آپ نے اس کو پڑھ کر نہ بھیجا کیا کیونکہ تجارت اور خانگی شیا میں کوئی چیز آپ کو نہ معلوم ہوتی جس کو  
سنت کہتے ہیں اپنے دل سے کہا کہ ان مشکوں میں کیا ہے اس نے کہا کہ آپ کو کیا منسوب پڑا ہے آپ پناہ  
کے سہاگے جب آپ نے دل سے یہ سنا تو شوق دریافت کا دوہا ہوا اور فرمایا کہ میں بھی پتا بتا ہوں کہ تو  
مجھ کو بتا دے کہ ان میں کیا ہے دل سے کہا کہ تم کو اس سے کیا فائدہ تم تو صوفی آدمی ہو یہ معتقد کے لئے شراب ہے  
اس کو منشور ہے کہ اس سے اپنی جس کی تکمیل کرے آپ نے فرمایا کہ شراب ہے دل سے کہا ہاں آپ نے فرمایا  
کہ میں چاہتا ہوں کہ وہ موگر کی مجھ کو اٹھاوے دل سے ان پر خفا ہوا اور اپنے قدم سے کہا کہ ان کو موگر کی جو  
کر دیکھیں کیا کریں گے جب موگر کی ان کے ہاتھ میں گئی وہ کشتی پر سوار ہو کر ایک ایک میں توڑنے لگے  
مہاں تک کہ ہزار ایک منے کے اور سب توڑ ڈالے اور دل سے فریاد کرتا رہا حتیٰ کہ اس کی پیٹ کی جو یونٹس میں  
تھا چڑھو دوڑا اور ثوری کو سکر کر گرفتار کر کے معتقد کے پاس روانہ کر دیا اور چونکہ معتقد کی عوار پینے جاتی تھی  
اور زبان پینے اس لئے لوگوں کو بتین ہوا کہ وہ بدون قفل کئے نہ چھوڑے گا ابوالحسن ثوری فرماتے ہیں کہ جب  
مہر و خلیفہ کے سامنے لے گئے وہ کرسی پر بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک سونہ تھا کہ اس کو پینے دے رہا تھا  
مجھ کو دیکھ کر کہا کہ تو کون ہے میں نے کہا کہ مختب یوں اس نے کہا کہ تجھ کو جنت کا عہدہ کس نے دیا میں نے

کہا جس نے تم کو امامت کا عہدہ دیا اس نے تمہاری دیر گردن چٹائی بعد اس کے سر اٹھ کر کہا کہ تو نے  
 جو حرکت کی وجہ سے تھی میں نے کہا کہ مجھ کو تمہارے حال پر ترس آیا کہ جس برائی کو تم سے مل سکتا ہوں میں  
 نوتا ہی کیوں کروں پھر فیصلہ نہ نیچے کر میری تقریر کو سوچتا ہا اور بعد اس کے سر اٹھ کر کہا کہ سب مشکوں  
 میں سے یہ ایک ننگا کیسے پتہ رہا میں نے کہا کہ اس کی ایک وجہ ہے کہ میرا مومن نہیں مجھ کو جانتے ہیں تو میں بیان  
 کر دوں کہا کہ بیان کر دینے کا کہ اسے میرا مومن میں جس طرف مشکوں کی طرف متوجہ ہوا تو میرے دل میں  
 اللہ تعالیٰ کا جہاں بھرتا اور خوف کا لہر ابھی چھایا ہوا تھا اس لئے میں نے ان کے توڑنے پر حرکت کی اور  
 حقوق کی بیست مجھ کو کچھ نہ تھی یہی حال سب مشکوں کے توڑنے میں ہوا جب میں اس مشک پر پہنچا تو میرے نفس میں  
 ن بات کی شکی مجھ کو معلوم ہوئی کہ میں نے خفیہ کے مشکے توڑ دیے تھے جس میں سے ہاتھ کھینچ لیا اور اگر اس مشکے  
 پر پہنچنے میں بھی مجھ کو وہی جوش ہوتا ہو پہلے تو ایک یہ کہ اگر روئے زمین مشکوں سے پر ہو جاتی تب بھی میں  
 توڑتا ہوں جاتا اور کچھ پروانہ کرتا معتقد نے کہا کہ جو ہم نے تمہارے ہاتھ کو یہ وک کر دیا ہوتا ہونکہ چاہے  
 اس کو اب زور میں نے کہا کہ اسے امیر مومنین اب من کر کے بٹاڑنے کو ملے ہر بات ہوں اس لئے کہ پتہ تو میں  
 خدا کے تعالیٰ کی طرف سے بلا رہتا تھا اور اب خدمت کی جہت سے بڑے زور ہوا معتقد نے کہا کہ تمہارا منصب  
 کیا ہے میں نے کہا یا امیر مومنین آپ نے کہ میں خدمت میں ہوں۔ فیصلہ نے علم دیا کہ وہی اس سے  
 خدا نے ہونا مشدہ میں پہلے آئے اور اسے جہد ہی میں ہے اس خوف سے کہ مبادا کوئی ظور سے درپیش ہو تو وہ  
 معتقد سے سوال کرنے کی پہنچ بہت معتقد مر گیا تب بعد میں واپس آئے حاصل یہ کہ میں برکی کا دست امیر با معروف  
 وہی شکر میں یہ تھی کہ بادشاہوں کے دربار کی پروا کم کرتے تھے بعد اس کے بعد ان کو غلو و رفاقت تو اس کے نفس  
 پر تکیہ رکھتے تھے اور شہادت رول کی کرتا تھا تو اس لئے علم پر رفاقتی تھا اور چو کہ انہوں نے اپنی ذات کی نفس سے  
 تعالیٰ کے لئے مرنے تھی کہ ان کے دل میں کی تھی سخت دلوں میں یہ ہونی تھی کہ وہ نرم ہو جاتے تھے اور  
 سختی دور ہو جاتی تھی اور اب تو جمع نے علماء کی زبان روک دی ہے کہ وہ کچھ کہتے ہی نہیں اور کہتے ہی تو  
 اس وجہ سے کہ ان کا قول موافق ان کے حال کے نہیں ہوتا اس سے پکڑنا مدہم تب نہیں اور وہ کچھ ہوتے اور  
 علم کا حق محض اس کے لئے تھا کہ رفاقت کی ساری خرابی بادشاہوں کے غریب ہونے سے ہے اور  
 اور بادشاہوں کی خرابی علم کی خرابی سے ہے اور علماء کی طرف سے اور سب سے بہت سے تھے تو اس شخص پر دنیا  
 کی محبت غائب ہوئی وہ زبوں اور زبوں پر بھی نسبت نہ کر سکتے تھے۔ بادشاہوں اور بڑے آدمیوں کا تو  
 یہ ذکر ہے اللہ تعالیٰ ہر حال میں مددگار ہے۔ واللہ شہد و آخروہی اللہ علیٰ کل عہد مسئلہ۔



## و سوال باب

## نبی کریم علیہ السلام کی بہت مبارک اور اخلاق عالیہ

اسن یہ بہارِ روضۂ احمد ہے  
شادابی نخل گلشنِ سر ہے  
یعنی شہ کو نہیں کہے خالق کا ذکر  
جس کا مداح خالقِ اجد ہے

و فتح ہو کہ نہ ہر کے آدابِ باطن کے آداب کے غنوں ہوتے ہیں وراحتنا رہی کی ترکات و اہل ہاقل  
کے شہ سے اور اہلِ نیتہ اخلاق کے ہیں اور آدابِ اہلِ مہم مع فتوں کے اور رہا ہے درونی افعال کے نہ  
اور فتح ہیں اور ناہر ہیں باطن کی کا نور پڑتا ہے کہ اس کو زینت اور جود دیتا ہے اور اس کی برائیوں کو  
سے بدل دیتا ہے و جس شخص کا دل خشوع نہیں کرتا اس کے اعتنائی بہر ہی بھی خشوع نہیں کرتے اور جس کا  
نور ہی کا گل نہیں ہوتا اس کے نہ ہر پہر ہی چمک آدابِ بیرونی کی نہیں پڑتی اور میرا ارادہ تھا کہ اس جہ میں  
کے نہ تم میں ایک بات متضمن تھی آدابِ زندگی کا مکتوں تاکہ طالبوں کو ان کا نہ سب بابوں سے دستور  
نہ ہو پھر میں نے دیکھا کہ بعد اول اور دوم کے ہر باب میں تھوڑے تھوڑے آداب مذکور ہو چکے ہیں اس  
لئے میں نے ان کو دوبارہ لکھنا ثقیل بنا کہ نفسوں کی سرشت میں ہے کہ کمرات سے نشت رکھتے ہیں اس  
سے من سب ہوا کہ اس باب میں صرف آدابِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپ کے خدق ہو  
ان کے ساتھ مروی ہیں مکتوں اور ان سب کو جب جدا اسناد حذف کر کے بیان کروں تاکہ وہ سب ایک  
ہو جائیں اور یہ فائدہ ہو کہ آپ کے اخلاق کریمہ دیکھ کر ایمان کی تجدید اور تاکید ہو جائے کیونکہ آپ کی  
ایک ایک عادت شہادتِ یس ہے جس سے قلیا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی فوق سے نہایت  
اور رتبہ میں ہر تر ہیں تو جس صورت میں سب آپ کی ذاتِ اقدس میں اکٹھی ہیں تو کیسے فتنل و فتنی نہ ہوں  
پھر خدق کے بعد آپ کا سر پہ مذکور کروں پھر ان معجزات کو مکتوں جو صحیح احادیث میں آتے ہیں تاکہ مکرم  
خدق کا بیان کامل ہو اور پختہ غنمت منکروں کے کالوں سے زائل اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ عادات و رتوں  
میں اور تمام موردِ مہنی میں ہم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کریں اور ان کے ائمہ امرا  
مہر میں کہ وہ تہمت و اتوں کا رہنا اور منظرِ دل کے لئے عجیب الدعا ہے ہر چند یہ مطلب دریا سے ناپید نہ رہتا  
مگر ہم تیرہ بیانون میں اس مضمون کو لکھتے ہیں

اللہ رب العزت نے آپ کا ذکر قرآن میں کیا  
آئینہ ت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشرع و زاری بدرگاہ باری بہت  
کرتے اور ہمیشہ سوال کرتے کہ مجھ کو فی سب آداب و مکرم خدق سے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تہا کہ در خدق غایہ

ترستہ کر وریوں دعا مانگتے اللهم احسن خلقی وخلقی ورفقہ، تھے اللهم جنبنی منکرات الاخلاق  
تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اپنے اس وعدہ کو پورا کیا کہ ادعویٰ مستجاب رکھ دیتی تھی تم مجھ  
سے دعا مانگو میں قبول کروں گا اور آپ پر قرآن مجید نازل فرمایا اور اس سے آپ کو ادب سکھایا تو آپ  
کی خلق قرآن مجید جیسے پناہ پناہ محمد بن ہشام کہتے ہیں کہ میں شہرت مانگتے تھے خدمت میں گیا اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے خرقہ کا حال نہ سے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ تو قرآن پڑھتا ہے میں نے کہا ہاں انہوں  
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلق قرآن مجید قرار دے گا اور قرآن مجید سے آپ کو ادب میں درس سکھایا  
کر رہا ہے فرمایا تخذ العفو وامر بالمعروف و عذر عن الجناہین ورفقہ ان اللہ یا مہربا بعدل  
والاحسان وایتار ذی سقویٰ وینہی عن شحناہ و منکرو البغی ورفقہ یا تو اھجر علی ما اصابہ  
ان ذلک من عزم الایمور ورفقہ یا تو لمن صبر و شقرن ذلک من عزم الایمور ورفقہ یا تو فاعف  
عنہم و حسنہ ان یترتب المحسنین ورفقہ یا تو لیستغفروا لیغفر لکم و لیستغفروا لیغفر لکم  
ورفقہ یا تو تعوب حق حسن ذلک وینہ عن ذلک ورفقہ یا تو حنیہ ورفقہ یا تو  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اناس ورفقہ یا تو تعوب المحسنین ورفقہ یا تو احسنوا کثیر عن اناس و  
تعوب عن اناس ورفقہ یا تو تعوب المحسنین ورفقہ یا تو تعوب المحسنین ورفقہ یا تو  
مبارک کی چوڑی ٹوٹ گئی اور سر مبارک میں نرپائی تو خون چہرہ مبارک پر بہتا تھا اور آپ خون کو پونچھتے  
باتے تھے اور فرماتے تھے کیسے برا اس قوم کا جس نے اپنے بھائی کے پیرہ کو خون سے رنگین کیا تاکہ  
وہ ان کو ان کے پروردگار کی نہایت سے اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو ادب سکھانے کے لئے پیر  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تہا کہ در خدق غایہ میں رہا ہم احسن خلقی وخلقی ورفقہ یا تو  
میری نہ ملے گی جی جی تو میری نہ ملے گی کہ میں نے اس کو اس کے خدق سے تہا کہ در خدق غایہ میں رہا ہم احسن  
مذہب میں رہا کہ میں نے اس کو اس کے خدق سے تہا کہ در خدق غایہ میں رہا ہم احسن  
وہ کے درمیان کرتا ہے جی تو میری نہ ملے گی کہ میں نے اس کو اس کے خدق سے تہا کہ در خدق غایہ میں رہا ہم احسن  
نہا سے میں نے یہ درمیان کیا ہے کہ میں نے اس کو اس کے خدق سے تہا کہ در خدق غایہ میں رہا ہم احسن  
وہ کو اس کے درمیان کیا ہے کہ میں نے اس کو اس کے خدق سے تہا کہ در خدق غایہ میں رہا ہم احسن  
بہتہ اور دیکھتے ہیں کہ میں نے اس کو اس کے خدق سے تہا کہ در خدق غایہ میں رہا ہم احسن  
پہا بہتہ میں وہ کو اس کے درمیان کیا ہے کہ میں نے اس کو اس کے خدق سے تہا کہ در خدق غایہ میں رہا ہم احسن  
چمچے ایک دوسرے کو ۳۳ مسلم بروایت ابن ابی نعیم



[illegible]

بنی کر یہ علیہ السلام کی سیرت پر کہ وہ خلاقِ حایہ

علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مہرِ مِخْلَق کو دوست رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ قسم ہے میں ذات کی جسے  
 قہر میں میری جان ہے کہ جنت میں بکسرِ غوثی خلاق کے اور کوئی داخل نہ ہوگا اور جنت معاذ بن جبل شریعت  
 کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کا محیط مکرم خلاق اور  
 میں سے عمل کو کر دیا ہے درجہ ان کے یہ باتیں ہیں باہم چھی طرح رہنا عمدہ فعل کرنا پہلو کا  
 میں نہ رکھنا خیرات دینا کہی نہ کھانا تا سب سے کھا کر نہ مسلمان ہیں رسول کو پہنچنا نیک ہو یا بد مسلمان کے ہنارہ  
 کے ہمرہ جان و جس شخص کے ہمسایہ میں ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر اس کے ساتھ اچھی طرح رہنا اور  
 پوشیدہ مسلمان کی عزت کرنی اور دعوت کا قبول کرنا اور دوسرے کی دعوت کرنی اور معرفت کرنا اور لوگوں  
 میں صلہ کرانی اور جود اور کرم اور سحریت کرنا اور ابتدا اسلام کرنا اور غنیمت کاپی جاننا اور لوگوں سے درگزر کرنی  
 اور جو چیزیں اسلام نے حرم کر دی ہیں ان سے اجتناب کرنا یعنی کھیل اور باتل اور غنا اور آلات ہو بھیا اور  
 کینہ اور عیب کی بات اور غیبت اور سب و زنی اور دغا اور فریب و زنجلی اور آپس میں بگاڑ  
 ڈنڈا اور قہر اہل بیت کو توڑنا اور بدعتی اور تکیہ اور شہنی اور تمنا اور بڑائی ماری و فحش کھانا اور فحش سنت اور کینہ  
 و حسد و بدعتی اور سرکشی و ہرستہ گذرنا اور ظلم و ستم اور نفس فسادات میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے کوئی عمدہ نصیحت ایسی نہیں چھوڑی جس کی طرف ہم کو نہ بلایا ہو اور نہ کوئی عیب اس فہم کا چھوڑا  
 کہ جس سے ہم کو ڈرا یا نہ ہو یا منع نہ کیا اور ان سب باتوں سے یہ آیت کفایت کرتی ہے ت<sup>۳</sup> ان لا یامروا بحد  
 والاحسان آیت یہ و آنحضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اس طرح  
 وصیت فرمائی کہ اے معاذ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں خدا تعالیٰ سے ڈرنے کی اور سچ بولنے اور عہد پورا  
 کرنے اور امانت ادا کرنے اور خیانت نہ کرنے اور ہمسایہ کا حق نہ مارنے و یتیم پر رحم کرنے اور نرم و شکیو کرنے اور  
 سلام کے فاش کرنے کی و حسن عمل اور کوتاہ کرنے اس کی اور ایمان پر جھمکے رہنے اور قرآن کی سچ پیدا کرنے  
 کی و آخرت کی مہیت و حساب سے خائف رہنے و بازو کو پست رکھنے کی اور میں تجھ کو منع کرتا ہوں کہ کسی  
 حاکم کو کالی مت دین و اپنے شخص کو بگوانا مست ٹھہرنا اور کسی کالی کالی کی امت نہ کرنا اور امام مالک کی نافرمانی  
 مت کرنا و نہ میں میں فساد مت کرنا و تجھ کو وصیت کرتا ہوں خدا تعالیٰ سے ڈرنے کی میرے چہرہ و درخت  
 اور ڈھیلے کے پاس دریہ کہ ہر گناہ کے لئے توبہ نئی کرنا پو شیدہ گناہ کے لئے پو شیدہ توبہ و نہی ہر گناہ کے لئے  
 توبہ غافلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس طرح ادب تعلیم فرمایا اور ان  
 میں سے جو وقت نہیں ہو اور دوسرے وقت آنحضرت معاذ سے آگے آتی ہے اس سے اس کی کچھ ضرورت بھی نہیں  
 مگر مگر وہ نہیں کرنا ہوں گے اس سے یہ حدیث صحیح ہے ۳۲۵ ہند کہ نہ بت خدا کرنے کا طریقہ کو نہ ۳۲۵ ہند یہ حدیث صحیح ہے









[illegible]





























سوائے اور دونوں کے کچھ دوسرے درجہ کی پہنچت دوسری چیز بدن پر نہ ہوتی۔ اور اس کے  
دونوں کناروں کو دونوں شانوں کے درمیان گمرہ کہتے۔ در کبھی جہانوں پر اس سے مامت کرتے۔ در  
ور کبھی مانتے کے اندر ایک ہمد میں پست کر اور دونوں کناروں کو شانوں پر دھسکا اُدھر ڈال کر نماز پڑھتے  
اور یہ وہی ہمد ہوتا جس میں رست کو صحت کی ہوتی۔ اور کبھی نماز ہمد کے ایک کنارہ کو اپنے بدن میں ایک ہمد میں  
کر اور باقی کو بعض اوقات منہ پر ڈال کر پڑھتے۔ اور آپ کے پاس ایک پادری سیاہ تھی اس کو آپ نے کسی کو  
دے دیا حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ سیاہ پادری کیا ہوتی آپ نے فرمایا  
کہ میں نے اس کو بہہ کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ جیسی آپ کی سفید کی اس کی سیاہی پر بھی معلوم ہوتی تھی میں نے اس  
چیز کو بھی نہیں دیکھا۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض اوقات دیکھا کہ ہمد کو  
نماز ہمد ایک چوٹی پر رکھ کر پڑھتے تھے جس کے کناروں کو آپ نے گمرہ سے لیا تھا۔ اور آپ انگوٹھی پہنتے اور کبھی ہمد  
تشریف لاتے اور آپ کی انگوٹھی میں چیز کی یادداشت کے لئے دھانکا بندھا ہوتا۔ اسی انگوٹھی سے آپ ہاتھوں پر ہمد  
لگاتے اور فرماتے کہ خطا پر ہمد کو رستی بہت سے بہتر ہے۔ اور ٹوہپیاں آپ ہاتھوں کے تلے ور بہ دونوں ہاتھوں  
کے پہنتے اور کبھی ٹوپی کو سر مبارک سے ہٹا کر اس ہمد کو کرتے اور اس کی طرف کو نماز پڑھتے۔ در کبھی ہمد نہ  
ہوتا تو ہمد اور پیشانی پر بیٹی باندھ دیتے۔ اور آپ کے ایک ہمد کا نام بھاب تھا اس کو آپ نے عورتوں پر بھی  
کو بہہ کر دیا تھا۔ حضرت عائشہؓ بھی اس کو پہن کر تشریف لاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے نہ  
اسی ہمد کے پاس میں آئے۔ اور بہت آپ کپڑا پہنتے تو دابنی ٹوٹ سے شروع کرتے در فرماتے تھے  
اللہ سدی کسی صا اور دی بہ غور تھی و خمد بہ فی اللہ میں۔ اور جب کپڑا تاتے تو بائیں طرف سے ہمد  
کرتے اور جب نیا کپڑا پہنتے تو پہرہ کسی مسکین کو عنایت فرماتے اور تشریف لاتے کہ جو مسکین کو پہننے پرانے  
ج کپڑے ہر بیت ہمد میں لکھو۔ ۱۔ میں کی سند میں کوئی فی نماز صحت میں روایت ہے۔ ۲۔ صحت میں روایت ہے۔ ۳۔ میں  
ہمد و مسند روایت ہے۔ ۴۔ میں کی روایت م سلمہ سے میں روایت نہیں لکھ سیکھا پادری کا ہونا مسلم نے بروایت مسلمہ در  
روایت میں ہے۔ ۵۔ میں کی روایت ہے۔ ۶۔ میں کی روایت ہے۔ ۷۔ میں کی روایت ہے۔ ۸۔ میں کی روایت ہے۔ ۹۔ میں کی روایت ہے۔ ۱۰۔ میں کی روایت ہے۔ ۱۱۔ میں کی روایت ہے۔ ۱۲۔ میں کی روایت ہے۔ ۱۳۔ میں کی روایت ہے۔ ۱۴۔ میں کی روایت ہے۔ ۱۵۔ میں کی روایت ہے۔ ۱۶۔ میں کی روایت ہے۔ ۱۷۔ میں کی روایت ہے۔ ۱۸۔ میں کی روایت ہے۔ ۱۹۔ میں کی روایت ہے۔ ۲۰۔ میں کی روایت ہے۔ ۲۱۔ میں کی روایت ہے۔ ۲۲۔ میں کی روایت ہے۔ ۲۳۔ میں کی روایت ہے۔ ۲۴۔ میں کی روایت ہے۔ ۲۵۔ میں کی روایت ہے۔ ۲۶۔ میں کی روایت ہے۔ ۲۷۔ میں کی روایت ہے۔ ۲۸۔ میں کی روایت ہے۔ ۲۹۔ میں کی روایت ہے۔ ۳۰۔ میں کی روایت ہے۔ ۳۱۔ میں کی روایت ہے۔ ۳۲۔ میں کی روایت ہے۔ ۳۳۔ میں کی روایت ہے۔ ۳۴۔ میں کی روایت ہے۔ ۳۵۔ میں کی روایت ہے۔ ۳۶۔ میں کی روایت ہے۔ ۳۷۔ میں کی روایت ہے۔ ۳۸۔ میں کی روایت ہے۔ ۳۹۔ میں کی روایت ہے۔ ۴۰۔ میں کی روایت ہے۔ ۴۱۔ میں کی روایت ہے۔ ۴۲۔ میں کی روایت ہے۔ ۴۳۔ میں کی روایت ہے۔ ۴۴۔ میں کی روایت ہے۔ ۴۵۔ میں کی روایت ہے۔ ۴۶۔ میں کی روایت ہے۔ ۴۷۔ میں کی روایت ہے۔ ۴۸۔ میں کی روایت ہے۔ ۴۹۔ میں کی روایت ہے۔ ۵۰۔ میں کی روایت ہے۔ ۵۱۔ میں کی روایت ہے۔ ۵۲۔ میں کی روایت ہے۔ ۵۳۔ میں کی روایت ہے۔ ۵۴۔ میں کی روایت ہے۔ ۵۵۔ میں کی روایت ہے۔ ۵۶۔ میں کی روایت ہے۔ ۵۷۔ میں کی روایت ہے۔ ۵۸۔ میں کی روایت ہے۔ ۵۹۔ میں کی روایت ہے۔ ۶۰۔ میں کی روایت ہے۔ ۶۱۔ میں کی روایت ہے۔ ۶۲۔ میں کی روایت ہے۔ ۶۳۔ میں کی روایت ہے۔ ۶۴۔ میں کی روایت ہے۔ ۶۵۔ میں کی روایت ہے۔ ۶۶۔ میں کی روایت ہے۔ ۶۷۔ میں کی روایت ہے۔ ۶۸۔ میں کی روایت ہے۔ ۶۹۔ میں کی روایت ہے۔ ۷۰۔ میں کی روایت ہے۔ ۷۱۔ میں کی روایت ہے۔ ۷۲۔ میں کی روایت ہے۔ ۷۳۔ میں کی روایت ہے۔ ۷۴۔ میں کی روایت ہے۔ ۷۵۔ میں کی روایت ہے۔ ۷۶۔ میں کی روایت ہے۔ ۷۷۔ میں کی روایت ہے۔ ۷۸۔ میں کی روایت ہے۔ ۷۹۔ میں کی روایت ہے۔ ۸۰۔ میں کی روایت ہے۔ ۸۱۔ میں کی روایت ہے۔ ۸۲۔ میں کی روایت ہے۔ ۸۳۔ میں کی روایت ہے۔ ۸۴۔ میں کی روایت ہے۔ ۸۵۔ میں کی روایت ہے۔ ۸۶۔ میں کی روایت ہے۔ ۸۷۔ میں کی روایت ہے۔ ۸۸۔ میں کی روایت ہے۔ ۸۹۔ میں کی روایت ہے۔ ۹۰۔ میں کی روایت ہے۔ ۹۱۔ میں کی روایت ہے۔ ۹۲۔ میں کی روایت ہے۔ ۹۳۔ میں کی روایت ہے۔ ۹۴۔ میں کی روایت ہے۔ ۹۵۔ میں کی روایت ہے۔ ۹۶۔ میں کی روایت ہے۔ ۹۷۔ میں کی روایت ہے۔ ۹۸۔ میں کی روایت ہے۔ ۹۹۔ میں کی روایت ہے۔ ۱۰۰۔ میں کی روایت ہے۔

۴۱۶ ابن ماجہ و حاکم بروایت طبرانی ۱۰۰

۵۱۵ ابن ماجہ بروایت ابن عمر بسند ضعیف ۱۰۰

























در آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ سبب کینہ چڑھا تھا کسی جگہ کا گوشت دوڑی جگہ سے ابھرا ہوا نہ تھا برابر آئینہ کی طرح سفید چاندی کی طرح تھا سر سینہ سے ناف مبارک تک ایک بالوں کا خطا ہر ایک کی طرح تھا اور اس کے سوا پیٹ اور سینہ پر اور بال نہ تھا آپ کے شکم مبارک میں تین شکن تھے ایک ہمد کے تھے چپب جاتا در دو کٹے رشتہ در آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانے بڑے تھے اور ان پر بال کثرت سے تھے در آپ کے شانوں و رکبہوں اور تہیکہ کے جوڑ پر گوشت تھے اور پشت مبارک وسیع اور دونوں شانوں کے درمیان شانہ راست کے متصل ہر نبوت تھی جس میں ایک سیاہ داغ مائل بزرگی تھا۔ اور اس کے گرد کچھ بال پیچھے گھوڑے کی ایل کے بال کی طرح تھے اور آپ کے دونوں ہانڈ اور ہاتھ پر گوشت تھے در دونوں بندہ دست بستہ اور کھٹ دست وسیع اور ہاتھ پاؤں کشیدہ اور آپ کی انگلیاں گویا پاندی کی تھیں تھیں ہتھیلی آپ کی خستہ بھی زیادہ نرم گویا خوشبو میں عطرفروٹ کی ہتھیلی تھی خواہ آپ اس پر خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں نہ مضر نہ فائدہ والا ہو آپ سے مضر نہ کرتا تو دن بھر اس کی خوشبو سے مضر نہ ہتا اگر کسی شے کے سر پر پناہ سے شفقت پھیرتے تو ہاتھ کی خوشبو کے باعث جو اس کے سر میں جوتی وہ دوسرے لڑکوں سے پہچان پڑتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمد کے نیچے کا بدن یعنی رانیں اور پٹھ ایل پٹھ گوشت تھیں اور آپ کا بدن فربہ میں معتدل تھا۔ آخر عمر میں کچھ فربہ ہو گئے تھے مگر گوشت ایسا چست تھا کہ گویا اداں ہی خستہ پر تھے فربہ ہی سے آپ کو کچھ فربہ نہیں ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار ایسی تھی کہ گویا پاٹوں کو چکر اٹھاتے ہیں اور اونچان سے نیچے کو تشریف لاتے ہیں قدم آگے کو جب کمر رکھتے اور پاؤں پاس رکھ کر ہتھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ میں دروں کی نسبت کمر درم علیہ السلام سے زیادہ مشابہ ہوں در میرے باپ جبرائیل علیہ السلام۔

خدایا میں مجھ سے زیادہ مشابہ تھے۔ اور فرماتے کہ میرے پروردگار کے یہاں میرے دس نام ہیں میں خود ہوں میں ائمہ ہوں میں مانتی ہوں کہ میرے سبب سے اللہ تعالیٰ کفر کو موقوف فرمائے گا میں عاقبت ہوں جیسا کہ آئے گا کہ میرے بعد اور کوئی نبی نہیں اور میں ہی شہر ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہزاروں کو میرے اٹھنے کے بعد شہر فرمانے کا۔ دریں رسول رحمت اور رسول توبہ اور رسول حاتم اور متقی ہوں کہ سب لوگوں کے بعد آیا یعنی انبیاء علیہم السلام کے خاتمہ پر آیا ہوں در میں قلم ہوں۔ اور بفری نے کہا کہ قلم کے معنی کا مل اور جامع جمع اوصاف کے ہیں :-

## مختصرات

و انشی بیکہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے احوال کا مشاہدہ کرے اور آپ کے حقوق اور فضائل اور احوال اور اقسام خصوصاً کی بات



اور ان کے انتظام کی کیفیت اور تمام فلول کو بند پانے اور ایسی طاقت پر پہنچانے کے خبر سننے اور یہ  
 جو عجیب جوابات آپ نے دقیق مسائل میں رشاد فرمائے اور خلق کی بہتری میں مدد جبرائیل علیہ السلام  
 اور ہر شریعت کی تفصیل میں عمدہ اشارات فرمائے جن کی اس نے بارہکیوں کے دریافت میں تھا اور یہ  
 عمر بھر حیران اور عاجز رہتے ہیں اور ان سب پر غور کرے تو اس کو اس بات میں کچھ شک و شبہ باقی نہ رہے  
 گا کہ یہ امور ایسے نہیں کہ قوت بشری کی مدد سے حاصل ہوں بلکہ بدوین تائید نبوی اور قوت ربانی کے  
 ممکن نہیں و کسی قوم نے یا فیہ سے ایسی باتیں ہونی محال ہیں آپ کی حاضرت نہ ہری ورتوں ہی آپ کے  
 صدق کی قطعی دلیلیں ہیں یہاں تک کہ انہیں آپ کو دیکھ کر کہتا کہ یہ صورت قبولوں کی نہیں تھی مگر وہ  
 ظاہری کے ظاہر کرتے کہ آپ کے صدق کی شہادت دیتا تھا تو جس شخص نے آپ کی عادت کا مشاہدہ کیا  
 ہوا اور سب حالت نشست و برخاست میں برقع ہوں وہ کیسے شہادت دے گا اور ہم نے کسی تندر  
 آپ کے خلاق اس لئے بیان کئے تاکہ محاسن الخلاق معلوم ہوں اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام  
 کا صدق اور سو منصب اور خدا کے تعالیٰ کے نزدیک بڑا درجہ ہونا معلوم ہو کہ خداوند کریم نے آپ کو  
 یہ سب باتیں عطا کیں تاکہ آپ انی شخص جسے نہ سہ کی مزاحمت کی نہ کیا ہوں کا مٹا دے کہ نہ علم کی طلب میں  
 کبھی سفر کیا ہویشہ ہال عرب میں سبتہ اور بائیمہ تیرہ اور بنیوں کی اٹھواں میں بلے بس تھے تو ایسی بات  
 نہ و سامانی میں آپ کو محاسن الخلاق اور آداب اور مسائل فقہیہ کی شدت کہاں سے حاصل ہوتی اور ہرے  
 معلوم اور معرفت الہی اور فرشتوں اور کتابوں آسمانی کے ہاتھ کو جانے دو اگر نہ حق نہ ہوتی تو یہ  
 سب چیزیں کیسے آئیں اور قوت بشری ان امور کو کیسے ہٹ سکتی ہے یہی اگر ان مورخ ہری کے ہاں  
 باتیں آپ میں نہ ہوتیں تو یہی کافی تھیں مگر آپ کے باتوں مجزے و نشانیاں بھی اتنی ہر ہوتی ہیں کہ ان کے  
 بعد پھر کسی لہجہ کا شبہ عاقل کو نہیں رہتا اور ہم آپ کے بہت میں سے ذکر کر رہے تھے ہیں جو حادثات میں  
 شائع ہیں اور میں ثابت اور ان کو بطور ہمال بدوین سب قتل کے قتل کئے گئے ہیں مجاہدان کے  
 چاند کا چمکنا تھا کہ ہیں تب کہ آپ سے قریش نے معینہ طلب کیا اور کہنے لگے ہاں پر روزہ سنت  
 میں بہت سے لوگوں کو میرے ہر حال کا ناگوار اور سنی طعن حضرت ابوہریرہ کے مکان پر ٹھوڑی فاصلہ پر  
 اور بنی ہاشم کے مکان میں ہر وقت ہر بنی ہاشم کے مکان میں وہ مسلمان تھے اور بنی ہاشم کے مکان میں وہ مسلمان تھے  
 نے بروایت فہر بنی لہذا ذکر کیا ہے اور بنی ہاشم نے وہ مکان میں وہ مسلمان تھے اور بنی ہاشم کے مکان میں وہ مسلمان تھے  
 و سب ہر وقت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے مکان میں وہ مسلمان تھے اور بنی ہاشم کے مکان میں وہ مسلمان تھے  
 وہ ہر وقت ہر بنی ہاشم کے مکان میں وہ مسلمان تھے اور بنی ہاشم کے مکان میں وہ مسلمان تھے













## امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ

یہ کتاب امام اعظم کی زندگی پر دو میں ایک جدید  
تصویر ہے جسے علامہ مفتی عزیز الرحمن صاحب مدنی  
دو اوقات و جنور نے پانچ سال کی محنت سے  
ترتیب دیا ہے۔ مشاہیر ہندوستان نے اس کتاب کو  
بہر اعتبار سے سراہا ہے اور دو زبان میں اس کی فوج  
پرچین کی تمام کتب سے اسے بہت قرار دیا ہے اور حضرت  
اس کتاب کی تصنیف کے بعد اپنے ہا کے میں یہ فوج  
غم عاشقی سے پہلے غم کو ان پرانا تھا  
ترے عشق نے بنا دی میری زندگی فنا  
اس کتاب کی معنوی شہریوں کو غم عام بنانے کے  
نے ہم نے غم بھارت اور بددست بلد کے لڑکے اس  
کے لڑکے کو نہیں دلا دینا بنانے کی روشنی کی۔

## مشکوٰۃ المسامع مع مترجم

جلد پہلے

حدیث شریفہ کی یہ کتابوں سے ایک جامع کتاب  
جو اپنے مضامین کے اعتبار سے عربی زبان کے لئے  
بہر نیا ہے۔ رہنما کی کتاب ہے۔ عربی کی جامعیت کی بنا پر  
اپنی تدوین کے روزوں سے ہی بہت قدر اور شہرت کے  
بڑھتے ہیں کیسے ان اور پر قبیلان رہا ہے۔ پاکستانی ممبر  
کی خدمت کے لئے ان کے لئے اس کتاب سے بہت زیادہ سلیس اور  
زبان عربی میں پیش کیا ہے کہ کتابت و طباعت کے مابین  
تین جلدوں میں محفوظ ہے۔

## اخلاق اور فلسفہ اخلاق

دو جلدیں ہیں جن میں فلسفہ سے بہت زیادہ

رہی ہیں ایک جہاں اور دوسری جہاں دونوں کی  
مابین فلسفہ کی بنیادیں ہیں جو دونوں دنیا کے  
کے لوگ ایک وقت کے ساتھ رہتے ہیں اور کچھ  
دوسری قوت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں  
سیویلازم کی یہ کتاب، جہاں کے علمبرداروں کی  
مددگار ہے ان کے ہاتھ میں یہ کتاب ایک ایسا  
بہتیار ہے جو ہر فلسفے کے تحت بنیاد ان میں ان  
کے کام آسکتا ہے ہم نے اس کتاب کی ساری فوج کو  
دلا دینا دیا ہے۔

## حیات روحانی و دنیاوی

مسنود شیعہ اور اخلاقی

یہ دونوں دور کے ملانے کی کتاب ہے اور  
عالم کے پانچوں عوالم کے تحت، عوالم کی بنیاد  
میں رہنے پر رہنے ہے اور نہ سب کی بنیاد  
کے کھلی کی جہاں تین سے شیعہ ماسم کی ہمت  
کا تہذیبی رہنما ہوتا ہے اور نہ ہی وہ ہوتا ہے  
شعاع کی تحریک ہے اسوۂ رسول کوئی پر عالم کی حیثیت سے پیش  
یہ دو مسلمان ہند کے گھر سے ہوتے ہیں اور نہ ہی  
کے لئے کہ یہ دونوں دونوں کے لئے ہے  
خلیق انسانی کی یہ کتاب ان ہی شیعہ عبادت  
اور مانتا ہے۔



# تذکرہ علمائے پنجاب

جلد ۲: جلد دوسرے

مصنف: اختر راہی

خط پنجاب جو آج سمٹ کر ایک مختصر وادی میں

تبدیل ہو چکا ہے — کبھی اس کی سرحدیں دہلی سے  
درہ خیبر تک پھیلی ہوئی تھیں — متعصب مورخین  
اور تذکرہ نگاروں نے مخصوص پس منظر میں دنیا کی ہر  
خرابی اس خط زمین کے بنے والوں کے سرمحتوی  
لیکن اس مرزم خیز زمین سے اٹھنے والے ارباب  
دانش و پیش اہل علم و فضل اور مجاہدین حریت ان کی  
آنکھوں سے اوجھل رہے۔

نوجوان اور صاحب دل مورخ اختر راہی نے  
سالوں کی با دیہ پیمائی کے بعد یہ تذکرہ مرتب کیا ہے جو  
دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ سرزمین پنجاب کے خدام علم سے  
متعلق اختر صاحب کی اس قابل فخر پیشکش کو "مکتبہ رحمانیہ"  
نے بصد آب و تاب خلق خدا کے سامنے پیش کیا جس پر ہمیں  
قلبی مسرت ہے۔

اللہ علیم وخبیر نے اپنے مقبول

بندے حضرت شیخ عبدالقادر

## غنیۃ الطالبین

جیلانیؒ کی ذات کی طرح ان کی کتاب "غنیۃ الطالبین" کو بھی  
بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی ہے حضرت شیخ کے بقول یہ کتاب  
ہر اس شخص کے لئے ہے جو شرعی آداب کی پہچان کا خواہشمند  
ہو جو خالق عز و جل کی شناخت و دلائل و علامات سے چاہتا ہو جو  
قرآن و حدیث کی مجالس میں شریک ہو کر فائدہ حاصل کرے جو  
فیک بندوں کے اخلاق کی طرف رغب ہو اور جو اللہ تعالیٰ کے  
احکام کی اطاعت کرنے اور اس کی منع کی ہوئی باتوں سے بچنے کی کوشش  
کرے۔

# مذاق العارفين اور احیاء علوم الدین

جلد ۲: جلد دوسرے

مصنف: امام غزالیؒ

پانچویں صدی کے مجدد اعظم حضرت الامام غزالی رحمہ اللہ

جیسے جامع شریعت و طریقت بزرگ ماہر علوم اسلامیہ اور نباض  
ملت کی زندہ جاوید و شہرہ آفاق کتاب احیاء علوم الدین سلطان  
قوم کے سرمایہ علمی میں اپنا منفرد مقام رکھتی ہے — ہر دور  
میں اہل علم نے اس کتاب کو سر آنکھوں پر رکھا اور انفرادی  
اجتماعی مطالعہ و تکرار سے اس سے روحانی بالیدگی حاصل کی۔  
عربی زبان کے ذوق کی کمی کے پیش نظر مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی  
نے مذاق العارفين کے نام سے اسکا مستند ترجمہ اپنے پریس پبلی  
سے پچھاپا جو ایک صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود  
اپنے اندر ایک تازگی لئے ہوئے ہے — شریعت و طریقت  
کے اسرار و رموز پر مشتمل اس تابندہ کتاب کی اشاعت کا  
فخر مکتبہ رحمانیہ کو حاصل ہوا۔

ملک میں ہزاروں مساجد

سینکڑوں مدارس اور

## تذکرہ مصنفین درس نظامی

بیسویں دارالافتاء میں اور ان میں اتنے ہی ائمہ اور خطیب ہیں زنہ  
قال اللہ وقال الرسول کی آوازیں بلند کرتے اور سننے والوں کو اللہ  
اور اس کے رسول کی راہ سجاتے ہیں یہ سب قابل صد احترام ہستیاں  
درس نظامی پر کبھی رشید ہدایت کے اس مقام بلند پر فائز ہوتی  
ہیں جناب پروفیسر اختر راہی نے تذکرہ مصنفین درس نظامی میں  
ان بانو روزگار شخصیات کو اس کتاب کا موضوع بنایا ہے جو ان کتابوں  
کو جو وہیں لائیں جنہیں سبقاً سبقاً پڑھ کر یہ حضرات مذہبی قیادت  
کے زینے طے کرتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب پرکشش انداز میں  
چھاپ کر ہم نے ملی خدمت انجام دی ہے



پاک ہند میں

## مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت

جلد ۲

مصنف: مولانا مناظر احسن گیلانی

اللہ تعالیٰ کا انسان پر پہلا انعام بصورت علم اضافہ ہوا اور ہمارے نبی امی علیہ السلام علمی دنیا میں بھی بعد از بزرگ کے مصداق ہیں۔ آپ کے سینکڑوں معجزات میں سب سے بڑا معجزہ آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید ہے تو دوسرے نمبر پر آپ کی امت کے وہ ان گنت افراد جنہوں نے خدمت علم میں اپنی زندگیاں کھپا دیں۔ دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فہرستہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے صدر شین محفل اور ان گنت کتب کے مصنف و مرفعت مولانا مناظر احسن گیلانی کے قلم کا یہ شاہکار تعلیم و تربیت کے میدان میں مسلمان قوم کی مجتمعانہ اور مجدوانہ کاوشوں کا منظر ہے کتاب کی ایک ایک سطر میں مصنف مرحوم کا سوز و گداز شامل ہے جو ان کی تحریرات کا طرہ امتیاز ہے۔

مذہب سے اہل علم اس صحیفہ نادرہ کی تلاش میں تھے۔ ہم نے بفضل ایندوی اس کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور کامیابی حاصل کی۔ آج کے لٹریچر میں اس کتاب کے ذریعہ ایک خوبصورت اضافہ پر ہم رب کائنات کے حضور سجدہ ریز ہیں۔

## سوانح قاسمی

جلد ۲

مصنف: مولانا مناظر احسن گیلانی

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریزوں نے اس خطہ ارض میں اسلام کے نام لیواؤں کو اپنی سوچ کے مطابق بری طرح کچل ڈالا تو جن شخصیتوں نے اس روندی ہوئی قوم کو پھر سے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی جدوجہد کی۔ ان میں مولانا محمد قاسم نانوتوی کی شخصیت سب سے زیادہ اہم ہے انہوں نے ایک ایسی تحریک کو جنم دیا جس نے نہ صرف مذہبی اعتبار سے مسلمانوں کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرایا۔ ان تعلیمات سے ہندو معاشرے کی ڈالی ہوئی گرد کو صاف کیا اور انہیں انگریزوں، ہندوؤں اور پارسیوں کی ان مذہبی سازشوں سے محفوظ کیا جو انہیں سراسر اسلام سے دور لے جانے والی تھیں بلکہ سیاسی طور پر ان میں وہ رُوح پھونک دی جس نے اُن کو اپنے وطن کی آزادی کے لئے خون دینے والے مجاہدین بنا دیا۔

معروف سیرت نگار اردو زبان کے منفرد اور نامور مصنف مولانا مناظر احسن گیلانی کی لکھی ہوئی کتاب اسی ہم گیر انقلابی شخصیت کے انقلابی کارناموں پر مشتمل ہے ہمیں یقین ہے کہ اس انقلابی اور ہمہ صفت موصوف انسان کی زندگی میں ہمارے دور کے مسلمانوں کے لئے بہت سے اسباق ہیں اس کتاب کو پہلی دفعہ بہتر انداز میں آپ کی خدمت میں پیش کرنے پر ہمارا دل فخر محسوس کر رہا ہے۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ رحمانیہ - اردو بازار - لاہور







